فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

حلقۂ فیضانِ غوث و خواجہ کے

علمائے اہلِ سنت کے فتاوی کا مستند مجموعہ

العطایا النبویۃ فی الفتاوی العلویۃ

المعروف

فتاوی غوث و خواجہ

جلد چہارم

المرتب: حضرت قاری محمد ایوب خان یار علوی

شراوستی، یوپی

حسب فرمائش حضرت مفتی محمد رضا امجدی ہرپور وا باجپٹی سیتامڑھی

ناشر

منتظمینِ فیضانِ غوث و خواجہ گروپ (واٹس ایپ)

فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

حلقہ فیضان غوث وخواجہ کے
علمائے اہل سنت کے فتاوی کا مستند مجموعہ

العطایا النبویہ فی الفتاوی العلویہ

المعروف

فتاوی غوث وخواجہ

جلد چہارم

مرتب: حضرت قاری محمد ایوب خان یار علوی
شراوستی، یوپی

حسب فرمائش حضرت مفتی محمد رضا امجدی ہرپور دا باجپٹی سیتامڑھی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام : فتاوی غوث وخواجہ جلد چہارم
مصنفین کا نام : جملہ مجیبین فیضان غوث وخواجہ واٹس ایپ گروپ
نظر ثانی : حضرت مفتی ذوالفقار احمد دامت برکاتہم العالیہ ککرالوی
تاثر : مفتی اعظم اتراکھنڈ حضرت العلام مفتی ذوالفقار صاحب نعیمی قادری برکاتی رضوی ککرالوی کاشی پور اتراکھنڈ
تقریظ جلیل : استاذ العلماء رئیس الاساتذہ حضرت علامہ مفتی محمد ممتاز عالم صاحب قبلہ مصباحی شیخ الجامعہ شمس العلوم گھوسی ضلع مئو، یوپی
تقریظ جمیل : حضرت مولانا مفتی محمد کمال احمد نعیمی علیمیہ جمدا شاہی
تزئین کار : ماڈرن پرنٹر بھیونڈی (9096590530)
پروف ریڈنگ : جملہ مجیبین فیضان غوث وخواجہ واٹس ایپ گروپ
سنہ اشاعت : ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۰۲۳ء

عرض حال

پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت نباض قوم وملت ادیب شہیر وارث علوم وراثت حضرت مولانا مفتی محمد رضا امجدی دامت برکاتہم العالیہ قاضیٔ شریعت موتیہاری مقیم حال دارالعلوم رضویہ بڑا بریار پور موتیہاری مشرقی چمپارن،، مقام پر پورا، باچپٹی سیتامڑھی بہار

وقت اور حالات نے ہر ایک شعبہائے زیست پر بہت گہرا اثر ڈالا ہے، اور عصر جدید نے جب اپنے بال و پر کو پھیلانا شروع کیا ہے تو زندگی کے لیل ونہار انھیں پیچ وخم میں الجھ کر رہ گئے ہیں، آج شوسل میڈیا کی اہمیت وافادیت سے انکار کرنے کی گنجائش موجود نہیں ہے مگر جہاں دینی نشر واشاعت میں معاون مددگار ہے وہیں برائیوں کی آماجگاہ بھی ہے، اس لئے شوسل میڈیا کو شجر ممنوعہ سمجھ کر نظر انداز کر دینا آج کے وقت اور حالات کے تقاضے کے خلاف ہے، انھیں حالات میں علمائے اہل سنت شوسل میڈیا پر شرعی احکام کی نشر واشاعت کیلئے سرگرم عمل ہیں، جہاں غیروں نے ڈیرھ جما رکھا ہے اور وہ اپنے باطل افکار ونظریات کی ترویج واشاعت میں دن رات مگن ہیں لیکن اس بات کو ذہن نشیں رکھیں کہ نئے حالات کے جو مطالبات ہیں اسے سامنے رکھ کر اگر کام کیا جائے تو شاید ہم حالات پر قابو پا سکتے ہیں احقاق حق اور ابطال باطل کا صحیح فریضہ انجام دے سکتے ہیں

ایک سہانی صبح تھی جب ایک نوعمر علم دین کا طالب ملت کا درد لئے ہوئے عزم وحوصلہ کی چٹان علم وآگہی سے بے پناہ شغف رکھنے والے حضرت حافظ وقاری محمد ایوب خان یار علوی صاحب بہرائچی، اسی غور وفکر میں غوطہ زن ہو کر ۵ / ۶ / ۲۰۱۸ کو واٹس ایپ پر بنام،، فیضان غوث وخواجہ،، شرعی مسائل کے حل کیلئے ایک گروپ تشکیل دیا تاکہ سائلین کے سوالات کے جوابات شرع کی روشنی میں دیں، اسی نہج پر ملک بیرون ملک کے جید علمائے کرام سے رابطہ کر کے انھیں گروپ میں شمولیت کی دعوت دی گئی جس کا مثبت نتیجہ سامنے آیا چند ماہ میں تقریبا دو سو پچاس علم دوست علمائے کرام وسائلین کی ایک لمبی فہرست تیار ہوگئی ایک متحرک، مضبوط اور مستحکم ٹیم تیار تھی جسے شوسل میڈیا پر اپنے مثبت اقدام سے اغیار کے درمیان مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کا فریضہ انجام دینا تھا موجودہ دور جسے قحط

الرجال زمانہ کہا جاتا ہے،اس وقت تحریر وقلم سے غفلت عام سی بات ہے مگر پھر بھی حاملین تحریر وقلم ناپید نہیں ہیں ، بلکہ کچھ استثنائی شخصیات آج بھی موجود ہیں جن کے جہد مسلسل کی بدولت شمع تحریر وقلم روشن وتاباں ہیں انھیں حضرات کی کوششوں کی بنا پر" فیضان غوث وخواجہ" گروپ اپنے عروج ارتقاء کے منازل کو طے کرتے ہوئے مخالف مسلک اہل سنت و جماعت کو دندان شکن جواب دے رہا ہے خیر مختلف اقسام کے سوالات آتے رہے اور جوابات فقہ حنفی کی روشنی میں مجیبین حضرات تحریر کرتے رہیں لیکن شروع میں تصحیح وتصدیق کا کوئی انتظام نہیں تھا جس کی وجہ سے جوابات میں کمیاں ہوتیں تھیں اسے دور کرنے کیلئے گروپ کے صاحب رائے افراد نے باضابطہ،،مجلس شوری،،کے نام سے ایک دوسرا گروپ تشکیل دیا جس میں،،فیضان غوث وخواجہ،،اور،،فخراز ہر،،گروپ میں جو جوابات لکھے جاتے ہیں انھیں پہلے"مجلس شوری" میں بھیج دیا جاتا ہے"مجلس شوری" میں وہ عظیم شخصیات شامل ہیں جنکی فقہی بصیرت، فکرونظر کی گہرائی وگیرائی حزب واحتیاط میں ثقہ کا درجہ رکھتے ہیں بالخصوص مسلک اہل سنت و جماعت المعروف مسلک اعلی حضرت کی روشنی میں جوابات کی جانچ پرکھ میں مہارت تامہ حاصل ہے

یہ علمائے کرام جوابات کونظر عمیق سے دیکھتے ہیں اگرکسی قسم کی کمیاں ہوتی ہیں تو اس کی نشاندہی کرتے ہیں اور مجیب سے لکھے ہوئے جوابات پر حوالہ طلب کیا جاتا ہے کچھ مجیبین ومصدقین کے درمیان گرما گرم بحثیں بھی ہوتی ہیں مگر سب کچھ ادب کے دائرے میں ، پھر جوابات کو تصدیقات سے مزین کیا جاتا ہے پھر اس تصدیقات کے ساتھ بشکل پوسٹ گروپ میں بھیج دیا جاتا ہے اسی نہج پر برسوں سے کام ہورہا ہے"مجلس شوری" کے شرکاء میں کچھ ایسے افراد ہیں جو علم فقہ میں بڑی گہری نظر رکھتے ہیں بالخصوص نازش علم وفن شہریار تحریر وقلم حضرت علامہ مفتی وقاضی شریعت،سید شمس الحق صاحب رضوی مصباحی سابق قاضیٔ شریعت گوواسٹیٹ،،مفکر اسلام حضرت علامہ مفتی محمد مقصود عالم صاحب فرحت ضیائی خلیفۂ حضور تاج الشریعہ کرناٹک،،مفکر قوم وملت نبیرۂ حضور صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد فیضان المصطفیٰ صاحب امجدی مصباحی صدرالمدرسین جامعہ امجدیہ گھوسی ،ناشر مسلک اعلیٰ حضرت علامہ مفتی عبدالمالک مصباحی صاحب جمشید پور جھارکھنڈ ، حضرت علامہ مفتی محمد جابر القادری صاحب جمشید پور جھارکھنڈ،حضرت علامہ مفتی محمد اظہار صاحب مصباحی بائسی پورنیہ،یہ وہ متبحر شخصیات ہیں جومجلس شوری میں اپنے قیمتی اوقات دیکر جوابات کی تصحیح وتصدیق کرتے ہیں ان کےعلاوہ اور بھی محترم شخصیات ہیں جن کی ایک لمبی فہرست ہے ان تمام حضرات کے منتظمین فیضان غوث وخواجہ گروپ کے سارے علمائے

کرام ممنون ومشکور ہیں اور دعا گو ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ بطفیل مصطفی علیہ التحیۃ والثناء ان کے علم وعمل میں بے پناہ برکتیں عطاء فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین

اور منتظمین گروپ امید واثق کرتے ہیں ایسے ہی ان معتبر ومستند شخصیات ہمیشہ ہماری رہنمائی فرماتے رہیں گے پھر گروپ کے احباب کی جانب سے یہ مطالبہ سامنے آیا کہ،، فیضان غوث وخواجہ،، گروپ میں جتنے سوالات کے جوابات لکھے گئے ہیں انھیں pdf کی شکل دی جائے یہ مطالبہ بار بار کئی مہینے تک جاری رہا مگر اس پر کام کرنے کی ہمت وجرأت نہیں ہورہی تھی کہ آپ جانتے ہیں کسی کتاب کو ترتیب دینا کتنا مشکل امر ہے اس کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جو اس پرخار راہ کی آبلہ پائی کی ہو ترتیب، نظر ثانی، کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کے مراحل کو طے کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے کئی مہینے کی عرق ریزی جدو جہد، محنت ومشقت کے بعد کوئی کتاب منصہ شہود پر آتی ہے،

اس لئے اہل گروپ سنی ان سنی کرتے رہے مگر مطالبہ بھی بڑھتا گیا یہاں تک کہ بے سروسامانی کے عالم میں صرف اللہ تبارک وتعالی و رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر توکل وبھروسہ کرتے ہوئے فیضان غوث وخواجہ کے جوابات کو PDF کی شکل دینے کیلئے تیار ہوگئے سارے پوسٹ کو یکجا کرکے باب در باب تقسیم کیا گیا تو پتہ چلا کہ چار ضخیم جلدوں میں پی ڈی ایف بنے گی اب دوسرا مرحلہ رقم کی فراہمی کا تھا جسے اہلیان گروپ نے بڑی فراخ دلی کے ساتھ اپنی جیب خاص سے اکٹھا کرنا شروع کیا اور سبھی ممبران بڑھ چڑھ کر حصہ لئے اور سب سے زیادہ مسرت وشادمانی اس وقت ہوئی جب ہماری جماعت کے جید عالم دین محب محترم حضرت علامہ عبد المبین صاحب قبلہ امجدی مصباحی استاذ جامعہ امجدیہ گھوسی نے اپنی جیب خاص سے ۵۰۰۰ / پانچ ہزار روپئے کی خطیر رقم پیش کی اسطرح چند دنوں میں رقم کا دشوارکن مسئلہ بھی حل ہوگیا اس کے لئے منتظمین گروپ ان تمام حضرات کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہیں اور دعا گو ہیں اللہ تعالی انکے علم وعمل اور کاروبار میں بے پناہ برکتیں عطاء فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین

مگر پھر سارے پوسٹ کو باب در باب تقسیم کے بعد نظر ثانی کا اہم دشوارکن اور مشکل ترین مرحلہ تھا ،ملک وبیرون ملک کے طول وعرض میں ارباب حل عقد سے رابطہ قائم کیا گیا تو کچھ جگہوں سے حوصلہ افزا جواب ملے کچھ جگہوں سے مایوس کن خیر کئی محترم ومعظم شخصیتیں فتاوی کی نظر ثانی کیلئے راضی ہوگئے جس سے بہت بڑی مشکلیں آسان ہوئیں کئی مہینوں کی جدو جہد محنت ومشقت پیہم اسرار وکوشش کے بعد

نظر ثانی کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچا پھر کمپوزنگ کا مرحلہ شروع ہوا تو کئی دشواریاں منھ پھاڑے کھڑی تھیں ان دقتوں کو بحسن وخوبی دور کرنے کے بعد چند ایسے معتبر عالم ومفتی کی ضرورت تھی جو عرق ریزی کے ساتھ پروف ریڈنگ کرسکے جلد چہارم کی نظر ثانی موقر ومحترم حضرت مولانا محمد ذوالفقار احمد صاحب لکرالوی کاشی پور اتراکھنڈ اور گروپ ھذا کے چند مؤقر مفتیان کرام نے کی ہے

اس معتبر عالم دین نے ہماری گزارشات پر اپنے قیمتی اوقات دیکر پروف ریڈنگ کے ساتھ اپنے تاثرات سے بھی نوازے ہیں ، ہماری ٹیم شکر گزار ہے ان تمام مؤقر حضرات کا جنہوں نے نظر ثانی، پروف ریڈنگ اور کسی بھی طرح کا تعاون کیا ہے اللہ تعالی ان کے علم وعمر وصحت ورزق میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے امین بجاہ سید المرسلین

پی ڈی ایف کا نام گروپ کے صاحب الرائے احباب نے باہم صلاح ومشورہ سے مشہور زمانہ ولی کامل شعیب الالیاء شیخ المشائخ پیر طریقت حضرت علامہ سیدنا الشاہ محمد یار علی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ والرضوان ۱۳۰۷ھ وصال ۲۲ /محرم الحرام ۱۳۸۷ھ کی جانب منسوب کرتے ہوئے" العطايا النبوية في الفتاوي العلوية" المعروف فتاوی غوث وخواجہ تجویز کیا ہے ،

خیال رہے یہ سارے کام موبائل کے اسکین پر ہی ہوئے ہیں پھر بھی منتظمین گروپ نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ پی، ڈی ایف میں کسی قسم کی علمی سقم، غلطیاں نہ رہ جائے مگر ہارڈ پیپر دیکھنے اور موبائل اسکین میں بڑا فرق ہوتا ہے اس لئے میں تمام اہل علم سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر pdf میں کسی قسم کی علمی سقم، لفظی یا معنوی غلطی یا خطا پر مطلع ہوں تو طعن وتشنیع کے جملے استعمال کرنے کے بجائے،" تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى " اور" اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ" کے جذبے کے تحت مطلع فرمائیں ہم متشکر وممنون واحسان مند ہیں مناظر اسلام شیخ المعقولات، استاذ مکرم حضرت علامہ مفتی محمد ممتاز عالم صاحب مصباحی صدر الدرسین جامعہ شمس العلوم گھوسی ضلع مئو یوپی کے جنھوں نے، تقریظ جلیل ، تحریر فرمایا اور سیاح یورپ وایشیاء شیخ الادب حضرت علامہ محمد کمال احمد علیمی دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی ضلع بستی یوپی انہوں نے بڑے جامع انداز میں اپنے قیمتی تاثر پیش فرما کر اہلیان گروپ کے حوصلے کو بلند کیا، اللہ تبارک وتعالی ان سب حضرات کا سایۂ عاطفت تادیر قائم ودائم رکھے اور ان کے علمی فیوض وبرکات سے ہمیں مستفیض ومستنیر فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین

بے حد ناسپاسی ہوگی اگر ہم حضرت قاری عبد القادر رضوی صاحب حضرت قاری رضوان خان

صاحب، حضرت قاری مبارک حسین نظامی، فیضان غوث وخواجہ گروپ کے ابتدائی مرحلہ میں بہت زیادہ محنت ومشقت کر کے پوسٹ کی تیاری کرتے تھے اور گروپ کے برہم زلفوں کو خون جگر دیکر سنوارا کرتے تھے اور اس موقعہ پر میں کیسے بھول سکتا ہوں عالم جلیل فاضل نبیل حضرت علامہ محمد مظہر علی رضوی صاحب قبلہ مدرسہ غوثیہ حبیبیہ دربھنگہ بہار، کو جو ہر صبح بلاغہ غوثیہ کلینڈر، بھیجتے ہیں اور ہر مشکل وقت میں گروپ میں اپنی بے پناہ صلاحیتوں کے ساتھ موجودگی کا احساس دلاتے رہتے ہیں، اگر میں بانئ گروپ حضرت حافظ وقاری محمد ایوب خان یارعلوی صاحب کا تذکرہ نہ کروں تو بہت بڑی زیادتی ہوگی جو دین کے بے لوث خادم ہیں اخلاق واوصاف میں سنجیدہ ومتین کم سخن شگفتہ مزاج اور مرنجاں مرنج شرست کے مالک ہیں جنھوں اپنی حیات کے قیمتی لمحات کا ایک ایک لمحہ وقف کر دیا اور گروپ کے علمائے کرام، نظر ثانی ، پروف ریڈنگ کرنے والے ہر اشخاص کے ساتھ مضبوط ومستحکم رابطہ میں رہئے اور ایک ایک شخصیت سے متعدد مرتبہ رابطہ کیا مسلسل کئی مہنوں تک تب جا کر یہ pdf آپ کی نگاہوں کے سامنے ہے اللہ تبارک وتعالی جملہ احباب گروپ اور نظر ثانی ، پروف ریڈنگ تصحیح وتصدیق ومخلصین ومحبین کو دارین کی سعادتیں عطا فرمائے، اس عظیم کاوش کو قبول ومقبول فرما کر لوگوں کی رشد وہدایت کا ذریعہ بنائے اور گروپ کے محبین ومصدقین وممبران کیلئے نجات اخروی کا وسیلہ ہو، آمین بجاہ سید المرسلین وخاتم النبیین وعلی الہ واصحابہ وبارك وسلم ۔۔

گر قبول افتد زہے عز وشرف

ازقلم:

محمد رضا امجدی

قاضی شریعت ادارہ شرعیہ موتیہاری

ودارالعلوم رضویہ بڑابریار پور موتیہاری مشرقی چمپارن بہار مقام ہرپورواباچپٹی سیتامڑھی بہار

بتاریخ ۲۱ / ربیع النور شریف ۱۴۴۴

مطابق ۱۸ / اکتوبر ۲۰۲۲ شب چہارشنبہ

موبائل 8233295095

9470258177

امین صدیقی مرادآبادی سے قطع تعلق کا اعلان

امین صدیقی، کرولہ، مرادآبادی نے فیضان غوث وخواجہ گروپ میں ایڈمین حضرات کو دھوکہ میں رکھکر اپنا تعارف، کہنہ مشق مفتی، کی حثیت کرایا جس کی بنا پر اسے مجیب ومصدق کی حثیت سے گروپ میں جگہ دی گئی، اس شخص نے فتاوی غوث وخواجہ جلد اول (PDF) میں ،فقہ کی اہمیت ،وافادیت پر ایک مضمون کسی کتاب یا رسائل سے نقل کر کے تحریر کیا ہے۔

اس لئے اس مضمون اور اس شخص سے فیضان غوث وخواجہ وفخراز ہر گروپ کا کوئی تعلق نہیں ہے، اس شخص کی جتنی بھی تصدیقات وتائیدات بشکل پوسٹ فیضان غوث وخواجہ وفخراز ہر گروپ میں ہیں وہ کلعدم ہیں اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے اس لئے مجیبین حضرات اس پوسٹ کی تصدیق کسی معتبر مفتی سے کرا کر کسی کو شئر کریں، وہ شخص نہایت ہی فریبی، دھوکہ باز ،جعل ساز ،عیار، مکار، اور کذاب ہے۔ وہ جھوٹی ہمدردی دیکھلا کر اہل گروپ سے روپیہ مانگتا ہے

اس لئے اہل گروپ کا اس دھوکہ باز شخص سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ اپنے افعال وکردار کا خود ذمہ دار ہے

منجانب منتظمین فیضان غوث وخواجہ گروپ
بتاریخ ۳ / ربیع النور شریف ۱۴۴۴ / یکم اکتوبر ۲۰۲۲ بروز سنیچر

تأثر

ماہرِعلوم وفنون ،بحرِ ذخائرِعلومِ عقلیہ ونقلیہ،مصنف کتبِ عدیدہ ،استاذ العلما حفظہ اللہ پاسبانِ مسلکِ اعلی حضرت،شہنشاہ مسند درس وتدریس مفتی اعظم اترا کھنڈ حضرت العلام مفتی ذوالفقار صاحب نعیمی قادری برکاتی رضوی ککرالوی مدظلہ العالی نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور

باسمہ تبارك وتعالی!

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم!

فتوی نویسی نہایت ہی اہم اور ذمہ داری کا کام ہے۔اس کے لیے بہت سی علمی صلاحیتیں درکار ہیں۔صرف علوم مروجہ سے متعلق ضروری کتابیں پڑھ لینے سے فتوی نویسی نہیں آتی بلکہ اس کے لیے کسی ماہر استاد مفتی کی صحبت علمی اور توجہ خاص کے ساتھ مشق افتا لازمی وضروری ہے۔اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل خاص سے یہ حصہ اسے عطا فرماتا ہے۔زیر نظر مجموعہ فتاوی بنام" فتاوی غوث وخواجہ جلد چہارم" فقیر نے دیکھا ماشاءاللہ ہر طرح بہتر پایا۔ملک کے مختلف علاقوں کے منتخب مفتیان کرام کے فتاوی اس میں جمع ہیں۔دورجدید کے تقاضوں کے پیش نظر سہل انداز اور آسان لب و لہجے میں فتاوی تحریر کیے گئے ہیں۔عقائد ونظریات ،ایمان وکفریات ،عبادات ،معمولات ،محظورات ومباحات ،نکاح ،بیع ،وقف اور وصیت وترکہ جات کے حوالے سے۔بہت سے فتاوی مجموعے میں موجود ہیں جو فقیر کے نظر نواز ہوا۔اور اس مجموعہ فتاوی کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ اس میں ہر مسئلہ دلائل کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے اور عموماً فتاوی میں امام اہل سنت اعلی حضرت قدس سرہ کے فتاوی مبارکہ مشہورہ" فتاوی رضویہ" سے استفادہ کیا گیا ہے۔دعا ہے اللہ پاک اس مجموعے کو قبول خاص وعام فرمائے۔اور قارئین کے لیے اس کو ذریعہ علم و عمل وہدایت فرمائے۔جملہ مفتیان کرام ،معاونین حضرات اور خصوصا قاری محمد ایوب خان صاحب کو دنیا وآخرت میں اس کا بہتر سے بہتر اجر عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ وعلی آلہ واصحابہ افضل الصلاۃ والتسلیم

نیازکیش:محمد ذوالفقار خان نعیمی کرالوی ،نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور

تقریظ جلیل

شیخ المعقولات والمنقولات استاذ العلماء رئیس الاساتذہ حضرت علامہ مفتی محمد ممتاز عالم صاحب قبلہ مصباحی شیخ الجامعہ شمس العلوم گھوسی ضلع مئو، یوپی

انسانی جذبات واحساسات اور معلومات کی ترسیل نیز افادہ واستفادہ کا سلسلہ، خیر وبرکت قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے، اور اس کیلئے دستیاب وسائل کا سہارا بھی لیا جاتا رہا ہے،
لیکن انٹرنیٹ کی بدولت اب دنیا ایک گلوبل ولیج میں تبدیل ہو چکی ہے، اس میں جہاں لوگوں کیلئے بہت ساری مشکلات اور چیلینجز پیدا کئے، وہیں اس نے بہت سی آسانیاں اور راحتیں بھی بہم پہنچائیں ہیں،
آج انٹرنیٹ کے ذریعہ لوگ نہ صرف دنیا کے مختلف خطوں اور علاقوں میں بسنے والوں سے جڑے ہوئے ہیں، بلکہ ایک دوسرے کے مشاہدات، تجربات اور معلومات سے بھی مستفید ہو رہے ہیں، نیز اس کے ذریعہ قرآن وحدیث اور دین متین کی بیش بہا خدمات بھی سرانجام پا رہی ہیں،،
ماضی میں جہاں فروغ اسلام میں کتب ورسائل کا بہت بڑا کردار رہا ہے (اور آج بھی ہے) وہی گلوبل ولیج کے دور میں انٹرنیٹ احباب واغیار، اپنوں اور بیگانوں کو اسلام سے مانوس اور اس کے اسرار وحکم، مصالح ومفادات سے متعارف اور روشناس کرانے میں معاون ومددگار ثابت ہو رہا ہے،،،
انسان کے دلوں میں گردش کر رہے ڈھیروں شکوک وشبہات کا ازالہ، خلجان کا دفعیہ، روز بروز نو پید مسائل کے جوابات بھی انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے ذریعہ دئے جارہے ہیں۔ جس کے،، مجموعہائے فتاوی،، بھی اب منظر عام پر لائے جارہے ہیں۔ اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی،، فتاوی غوث وخواجہ،، بھی ہے۔ جو اہلسنّت وجماعت کے ذمہ دار فکری اور فقہی بصیرت سے بہرور علمائے کرام کی ایک مضبوط ومستحکم جماعت کے جوابات کا مجموعہ ہے۔ جس کے بانی عزیزم حافظ وقاری محمد ایوب خان علوی بہرائچی ہیں۔ جس میں مختلف علاقے وخطے کے جید علمائے کرام شامل ہیں۔ انٹرنیٹ وسوشل میڈیا پر پوچھے گئے

سوالات کے تشفی بخش جوابات کاایک نفع بخش مجموعہ ہے ۔

ان کے دئے گئے جوابات ائمہ کے دلائل سے مزین اور مبرہن ہیں ۔میں اپنی گو نا گوں مصروفیات اور الجھنوں کے باعث مجموعہ فتاوی کا بالاستیعاب مطالعہ تو نہ کرسکا لیکن جتنا دیکھا پڑھا وہ قابل قدر اور امت مسلمہ کیلئے لائق استفادہ پایا۔

عزیز القدر مولانا مفتی محمد رضا امجدی سیتا مڑھی اور تلمیذ رشید مولانا مفتی رضاء اللہ نقشبندی شمسی کے پیہم اصرار پر ہم نے چند کلمات سپرد قرطاس کردیے ہیں ۔۔اول الذکر جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی جبکہ موخر الذکر جامعہ شمس العلوم گھوسی کے قابل ذکر فارغین میں ہیں ۔امجدی ،شمسی دو الگ الگ میخانوں کے جرعہ خوار رہنے کے باوجود باہم صلح پسند اور متحد ہیں ۔اور اپنے اپنے نصب العین پر نظریں جمائے ہوئے ہیں ۔

مولی تبارک وتعالی ان کے بازوں میں طاقت اور عزائم میں تقویت عطاء فرمائے اور شرور وفتن سے محفوظ رکھے،آمین بجاہ حبیبک سید المرسلین

محمد ممتاز عالم مصباحی
خادم ۔دار العلوم اہل سنت شمس العلوم گھوسی ضلع مئو یوپی
۱۸محرم الحرام ۱۴۴۴
۱۷اگست ۲۰۲۲ء

DARUL ULOOM ALIMIA

Jamda Shahi, Distt. Basti (U.P.)
India, Pin-272002

Regd. No. 1108/80-81

Ref. No. .... Date : ..../........./................

خدمت دین کے بہت سارے ذرائع ہیں، ان میں فتوی نویسی سب سے مفید اور بابرکت ذریعہ ہے، قرآن مجید کے مطابق دنیا میں اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر فرمانا چاہتا ہے اسے فقہ کا علم عطا فرماتا ہے۔ کما ورد فی القرآن الکریم:

يُؤْتِی الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ (البقرۃ :۲۶۹)

ترجمہ: اللہ جسے چاہتا ہے حکمت دیتا ہے اور جسے حکمت دی جائے تو بیشک اسے بہت زیادہ بھلائی مل گئی اور عقل والے ہی نصیحت مانتے ہیں۔

حکمت" سے مراد علم فقہ ہے (کما جاء فی المدارک، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۶۹، ص ۱۳۹، وتفسیر خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۶۹، ۱/۲۱۱)

مواصلاتی انقلاب کے اس دور میں جب سے شوشل میڈیا کا رواج ہوا، لوگوں نے اس پراسرار دنیا سے جہاں حد درجہ نقصان اٹھایا وہیں سعادت مند لوگوں نے اس سے فائدہ بھی خوب اٹھایا، اللہ تعالیٰ نے دنیا کی کوئی شے بیکار نہیں بنائی، اب یہ دنیا والوں پر منحصر ہے کہ اس کا استعمال خیر میں کریں یا شر میں، اس میدان سے جڑے کچھ اہل علم حضرات نے اس پلیٹ فارم کو شرعی مسائل کی ترویج واشاعت کے لئے استعمال کیا، اس طریقہ کار سے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچا، سوال کرنا بھی آسان ہوگیا اور جواب دینا بھی، پہلے ایک فتویٰ حاصل کرنے میں مہینوں لگ جاتے تھے اب شوشل میڈیا نے اس کام کو آسان بنادیا ہے، لوگوں کے لئے سہولت ہوگئی ہے۔ المیہ یہ ہے کہ ہمارا فریق مخالف جب میدان مار لیتا ہے تب ہم میدان میں قدم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، شوشل میڈیائی فتوی نویسی میں بھی یہی ہوا، اس میدان کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے دارالعلوم دیوبند اور جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن وغیرہ نے اپنی پوری ٹیم لگا کر اس شعبے میں زبردست پیش رفت کی، جب کہ ہمارے یہاں اس طرف بالکل التفات نہ کیا گیا، نیٹ پر کوئی بھی مسئلہ سرچ کرنے پر سرفہرست غیروں کے فتاوی سامنے آنے لگے، یہ صورت حال نہایت خطرناک تھی کہ اس سے ہماری نئی نسل بہت سارے مسائل میں گمرہی کی طرف جارہی تھی۔

خدا بھلا کرے ان مفتیان کرام کا جنھوں نے اس پہلو پر توجہ دی اور شوشل میڈیا پر فتویٰ نویسی کا سلسلہ شروع کیا، ان حضرات نے پوری امت مسلمہ کا قرض اتارا اور بدمذہبوں کے گمراہ کن فتاوی سے ملت اسلامیہ کو آگاہ کرتے ہوئے انہیں صراط مستقیم دکھائی۔

زیر نظر کتاب "فتاوی غوث وخواجہ" شوشل میڈیا پر آنے والے سوالات کے شرعی جوابات کا حسین مرقع ہے، جس میں کتاب الحظر والاباحۃ سے متعلق فتاوی جمع کیے گئے ہیں، شروع کے چند فتاوی نظر سے گزرے، علمی قحط کے اس دور میں ہمارے مفتیان کرام نے امید کا چراغ جلایا ہے، ان کی محنت اور فتوی نویسی میں درک دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ ان شاء اللہ تعالیٰ فتوی نویسی کا مستقبل ان کے نور قلم سے تابندہ ہوگا، امت مسلمہ ان کے علمی افادات سے مستفید ہوگی، دین مصطفی کا سورج دمکتا رہے گا، شرعی عدالت کی شان باقی رہے گی۔

میں اس لائق نہیں کہ فتاوی کی تصدیق کروں، اس عظیم کارنامے پر پوری ٹیم کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے دعا گو ہوں کہ مولی تعالیٰ سب کو سلامت رکھے اور مزید خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوات والتسلیم۔

کمال احمد علیمی نظامی

دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی بستی یوپی

۱۸ ربیع النور شریف ۱۴۴۴/۱۵ اکتوبر ۲۰۲۲

www. jamiaaleemia.com E-mail : dual:miajamda@gmail.com

اسمائے مصدقین

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت مفتی سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ سابق قاضی گووا

حضرت مفتی محمد عطاء اللہ النعیمی صاحب قبلہ خادم الحدیث والافتاء بجامعۃ النور جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کراچی

حضرت مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی خلیفۂ حضور تاج الشریعہ ومحدث کبیر وصدر مفتی فخر ازہر دارالافتاء والقضاء وسرپرست جماعت رضائے مصطفی برانچ ہاسپیٹ کرناٹک الھند

سراج العلماء شرف ملت حضرت مفتی شرف الدین رضوی صاحب قبلہ شیخ الحدیث دارالعلوم قادریہ حبیبیہ فیل خانہ ہوڑہ بنگال

حضرت مفتی محمد شہروز عالم رضوی اکرمی خادم التدریس والافتاء دارالعلوم قادریہ حبیبیہ فیل خانہ ہوڑہ کلکتہ بنگال؛

حضرت مفتی محمد رضا امجدی صاحب قبلہ دارالعلوم رضویہ بڑا بریار پور مشرقی چمپارن بہار مقام ہرپوروَابا چپٹی سیتامڑھی بہار

حضرت مفتی محمد جابر القادری رضوی صاحب قبلہ پارسبنی، بوکارو، جھارکھنڈ مقیم حال، خطیب وامام رحمتِ عالم مسجد، ملت نگر، کپالی، جمشید پور، جھارکھنڈ

حضرت مفتی اظہار مصباحی صاحب قبلہ سکونت ہرنتوڑ پوسٹ بائسی بازار ضلع پورنیہ بہار مقیم حال الجامعۃ الرضویہ بیل بازار کلیان ضلع تھانے مہاراشٹر

اسمائے مجیبین

حضرت مفتی محمد جعفر علی صدیقی رضوی صاحب قبلہ کرلوسکر واڑی سانگلی مہاراشٹر

حضرت مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی خلیفۂ حضور تاج الشریعہ ومحدث کبیر وصدر مفتی فخراز ہر دارالافتاء والقضاء وسرپرست اعلیٰ جماعت رضائے مصطفی برانچ ہاسپیٹ کرناٹک الھند

حضرت مفتی محمد رضا امجدی صاحب قبلہ دارالعلوم رضویہ بڑا بریار پور مشرقی چمپارن بہار مقام ہرپوروَا باچپٹی سیتامڑھی بہار

حضرت مفتی محمد ثناء اللہ خان ثناء القادری صاحب قبلہ مڑپا شریف سیتامڑھی بہار

حضرت مفتی شان محمد مصباحی قادری صاحب قبلہ فرخ آباد یوپی

حضرت مفتی اسرار احمد نوری بریلوی صاحب قبلہ خادم التدریس والافتاء مدرسہ عربیہ اہل سنت فیض العلوم کالا ڈھونگی ضلع نینی تال اتراکھنڈ

حضرت مفتی الفاظ قریشی نجمی صاحب قبلہ کرناٹک

حضرت مفتی مشیر اسد صاحب قبلہ پورنیہ بہار مقیم حال ممبئی

حضرت مفتی محمد مظہر حسین سعدی رضوی خادم شمس العلماء دارالافتاء والقضاء، جامعہ اسلامیہ میرا روڈ ممبئی، متوطن: نل باڑی سونا پور ہاٹ، اتر دیناجپور بنگال

حضرت مولانا مفتی محمد رضاء اللہ نقشبندی نائب مفتی دارالعلوم رضویہ بڑا بریار پور موتیہاری مشرقی چمپارن

حضرت مولانا مفتی وصی صاحب قبلہ مفتیٔ شہر بھساول ساکن بہرائچ شریف یوپی

حضرت مولانا کریم اللہ رضوی خادم التدریس دارالعلوم مخدومیہ اوشیورہ برج جوگیشوری ممبئی

حضرت مولانا ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی صاحب قبلہ، مانخورد ممبئی

حضرت مولانا امجد رضا امجدی صاحب قبلہ پٹھن پورہ سیتامڑھی بہار

حضرت مولانا محمد مظہر علی رضوی صاحب قبلہ خادم التدریس مدرسہ غوثیہ حبیبیہ بریل دربھنگہ بہار

حضرت مولانا محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی صاحب خادم التدریس دار العلوم رضویہ قادریہ سمستیپورا مشرکھ چھپرہ بہار

حضرت مولانا ابو الاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی صاحب قبلہ ساکن دیوری ارجی ضلع سدھارتھ نگر یوپی خطیب و امام نگینہ مسجد مہاراشٹر

حضرت مولانا فداء المصطفی صمدی انفاسی صاحب قبلہ رتوارہ چندن، پوسٹ پاروتھانہ سریاں ضلع مظفرپور،، بہار

حضرت مولانا محمد مشاہد رضا حشمتی صاحب قبلہ خادم التدریس جامعتہ ریاض الجنتہ رام پور کیمری

حضرت مولانا محمد معصوم رضا نوریؔ صاحب قبلہ مہواڈھارنز دپیہر بازار پوسٹ مہدیہ ضلع بلرام پور

حضرت مولانا محمد راشد مکی صاحب قبلہ گرام ملک پور کٹیہار بہار

حضرت مولانا محمد اسماعیل رضا امجدی صاحب قبلہ گونڈوی یوپی

حضرت مولانا محمد اختر رضا قادری رضوی صاحب قبلہ نیپال گنجوی ناظم اعلی مدرسہ فیض العلوم خطیب و امام نیپالی سنی جامع مسجد سرکھیت (نیپال)

حضرت مولانا عبید اللہ رضوی بریلوی صاحب قبلہ خادم التدریس جامعہ عربیہ فیض الرسول و امام سنی رضا جامع مسجد قصبہ رچھا ضلع بریلی شریف

حضرت مولانا محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی عفی عنہ دار العلوم اھلسنت محی الاسلام بتھریا کلاں ڈومریا گنج سدھارتھ نگر یوپی

حضرت مولانا محمد عمر علی قادری صاحب قبلہ اسلام پور خادم التدریس مدرسہ بحر العلوم قادریہ باتھ اصلی سیتامڑھی بہار

حضرت مولانا محمد سلطان رضا شمسی صاحب قبلہ کشمیری جامع مسجد کاٹھمانڈو نیپال

حضرت مولانا اشفاق عطاری صاحب قبلہ نیپال

حضرت مولانا محمد ریحان رضا رضوی صاحب قبلہ فرحا باڑی ٹیڑھا گاچھ بہادر گنج ضلع کشن گنج بہار

حضرت مولانا محمد عامل رضا خان المعروف ضیاء انجم قادری صاحب قبلہ لکھیم پور یوپی

حضرت مولانا ابصار رضا مرکزی صاحب قبلہ بائسی پورنیہ بہار

حضرت مولانا محمد الطاف حسین قادری صاحب قبلہ مدظلہ العالی خادم التدریس دارالعلوم غوث والوری ڈانگا لکھیم پور کھیری یوپی

حضرت مولانا محمد انور رضا صاحب قبلہ پیاگ پور بہرائچ شریف یوپی

فہرست مضامین

کتاب الحظرواباحة

(حظر واباحت کا بیان)

کیا ہر صلح کلی کو کافر کہہ سکتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا صلح کلی کافر ہیں؟ زید نے کہا ہے کہ ہر صلح کلی کافر ہے اور ہر کافر صلح کلی نہیں علمائے کرام کی بارگاہ ناز میں عرض یہ ہے کہ کیا صلح کلی کو کافر کہہ سکتے ہیں؟ اور زید کا کہنا کیسا ہے؟ اور زید کے قول سے کیا زید پہ بھی کچھ حکم شرع لگے گا جواب عنایت فرمادیں۔ سائل ذوالفقار علی مجتبیٰ مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اولاً معلوم ہو کہ صلح کلی وہ ہے جو سب کو حق جانے اور مانے حضرت شیر بیشہ اہلسنت علامہ حشمت علی خان رضوی لکھنوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ صلح کلی کا کوئی مستقل مذہب نہیں ہوتا بلکہ ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو بدمذہبوں بے دینوں پر رد وطرد سے اپنی ناراضگی ظاہر کرے۔

(فتاویٰ حشمتیہ جلد اوّل صفحہ 491)

حضرت شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی صاحب علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ صلح کلی اس شخص کو کہتے ہیں جو سارے مذاہب کو صحیح مانے اور جو باطل پرستوں پر احکام شرعیہ ہیں ان کو تسلیم نہ کرے مثلاً یہ کہے کہ مسلمان بھی صحیح راستے پر ہیں ہندو بھی صحیح راستے پر ہیں شیعہ بھی صحیح راستے پر ہیں سنی بھی صحیح راستے پر ہیں غیر مقلد بھی صحیح راستے پر ہیں۔

(فتاویٰ شارح بخاری جلد سوم کتاب العقائد باب فرق باطلہ صفحہ 155)

اب رہا یہ کہ کیا ہر صلح کلی کافر ہے تو اس بابت " فتاویٰ مرکز تربیت افتاء" میں ہے کہ "صلح کلی وہ ہے

جوسنی وہابی دیوبندی سب کو اچھا جانے اورکسی کو برا نہ مانے اس کی دوقسمیں ہیں (1) گمراہ ولامذہب (2) کافر ومرتد فتاویٰ برکاتیہ میں ہے صلح کلی جو ہر مذہب کو حق سمجھتا ہے۔ (صفحہ 323)

فتاویٰ امجدیہ میں ہے جو شخص تمام مذاہب کو حق جانتا ہے وہ گمراہ ولامذہب ہے اس کے ساتھ میل جول اٹھنا بیٹھنا سلام کلام ناجائز ہے۔

قال اللہ تعالیٰ:

ولا تَرْ کَنُوا اِلَی الَّذِینَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ "

(فتاویٰ امجدیہ جلد چہارم کتاب الحظر والاباحۃ صفحہ 19)

اور جو شخص دیوبندیوں کے عقائد کفریہ پر بخوبی آگاہ ہو اس کا حکم جانتا ہو پھر بھی انہیں مسلمان جانے وہ کافر ومرتد ہے۔

حسام الحرمین میں ہے:

وبالجملة هولآء الطوائف كلهم كفار مرتدون خارجون عن الاسلام باجماع المسلمين وقد قال فی البزازية والدرر والغرر والفتاوى الخيرية ومجمع الانهر والدر المختار وغيرها من معتمدات الاسفار فی مثل هولآء الكفار من شك فی كفره وعذابه فقد كفر وقال فی الشفآء الشريف ونكفر من لم يكفر من دان بغير ملة الاسلام من الملل او وقف فيهم۔

(حسام الحرمین صفحہ 90 مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

ترجمہ: خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ باطل فرقے سب کے سب کافر ومرتد باجماع امت اسلام سے خارج ہیں بزازیہ درر وغرر فتاویٰ خیریہ مجمع الانہر اور درمختار وغرہا کتب معتمدہ میں کافروں کے حق میں فرمایا کہ جو ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے اور شفاء شریف میں فرمایا کہ جس نے ملت اسلام کے سوا کسی ملت کا اعتقاد کیا اسے جو شخص کافر نہ کہے یا توقف کرے بلکہ شک کرے تو ہمارے نزدیک کافر ہے۔ (فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد دوم کتاب السیر صفحہ 141)

صورت مسئولہ میں وہ صلح کلی جو وہابیہ دیابنہ وغرہم کے عقائد کفریہ سے بخوبی آگاہ ہے مگر پھر بھی انہیں مسلمان جانتا ہے وہ یقیناً خود کافر ہے لہذا اس قسم کے صلح کلی کو کافر کہنا صحیح ودرست ہے اور وہ صلح کلی جو فرقہ باطلہ کے عقائد کفریہ سے بخوبی آگاہ نہیں ہے بدمذہبوں کی ظاہری حالت کو دیکھ کر انہیں اچھا جانتا

اور کہتا ہے تو وہ گمراہ ہے زید کا یہ کہنا کہ ہر صلح کلی کافر ہے تو زید کا ایسا کہنا غلط ہے بلکہ جو صلح کلی وہابیہ دیابنہ وغیرہم کے عقائد کفریہ سے بخوبی آگاہ ہے اس کے باوجود انہیں مسلمان جانتا ہے تو وہ خود کافر ہے اور کم علمی کی بنیاد پر انہیں اچھا جاننے والا گمراہ ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

تجوید کا انکار کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین جو شخص تجوید کا انکار کرے اس پر شریعت کا کیا حکم نافذ ہوگا، وہ کہتا ہے تجوید سے قرآن پڑھنا کوئی ضروری نہیں ہے تجوید یہ ایک الگ فن ہے۔سائل عبدالمجید مہاراشٹرا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

تجوید نص قطعی سے ثابت ہے اس لیے تجوید کا مطلقاً انکار کفر ہے ہاں جو اپنی نادانستگی کی وجہ سے کسی قاعدے پر انکار کرے وہ جاہل ہے ایسے شخص کو تجوید سے آگاہ ومتنبہ کرنا چاہیے۔

مجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی ارشاد فرماتے ہیں: تجوید بنص قطعی قرآن و اخبار متواترہ سید الانس والجان علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام و اجماع تام صحابہ وتابعین وسائر ائمہ کرام علیہم الرضوان المستد ام حق وواجب اور علم دین شرع الٰہی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: ورتل القرآن ترتیلا "

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

اسے مطلقا ناحق بتانا کلمہ کفر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ ہاں جو اپنی ناواقفی سے کسی قاعدے پر انکار کرے وہ اسکا جہل ہے آگاہ ومتنبہ کرنا چاہیے۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ شریف جدید ج:6 /ص:322 / 323 /مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ

اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

18-ربیع النور 1443 ہجری بروز پیر

تہجد کا وقت کب سے کب تک ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس سوال کے بارے میں کہ تہجد نماز کا وقت کب سے کب تک ہے اور اسکے پڑھنے اصول کیا کس طرح پڑھا جائیگا باقی نماز کی طرح یا کچھ الگ ہے۔سائل شاداب رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

تہجد کا وقت عشا کی فرض نماز پڑھ کر سونے کے بعد جب اٹھے گا اس وقت سے شروع ہوتا ہے اور طلوع فجر تک رہتا ہے۔اور تہجد کو بھی اور نماز کی طرح پڑھی جاتی ہے۔

فتاویٰ رضویہ شریف میں اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عشا کے فرض پڑھ کر آدمی سو رہے پھر اس وقت سے صبحِ صادق کے قریب تک جس وقت آنکھ کھلے دو رکعت نفل صبح طلوع ہونے

سے پہلے پڑھ لے تہجد ہو گیا۔

اسی میں چند سطور کے بعد لکھتے ہیں: تہجد پڑھنے والا جسے اپنے اٹھنے پر اطمینان ہو اسے افضل یہ ہے کہ وتر بعد تہجد پڑھے پھر وتر کے بعد نفل نہ پڑھے جتنے نوافل پڑھنا ہوں وتر سے پہلے پڑھ لے کہ سب قیام اللیل میں داخل ہوں گے اور اگر سونے کے بعد ہیں تو تہجد میں داخل ہوں گے۔

بہار شریعت میں ہے صلاۃ اللیل کی ایک قسم تہجد ہے کہ عشا کے بعد رات میں سو کر اٹھیں اور نوافل پڑھیں، سونے سے قبل جو کچھ پڑھیں وہ تہجد نہیں۔

(بہار شریعت، حصہ: چہارم، سنن ونوافل کا بیان، ج:۱، ص:۶۷۷، مجلس المدینۃ العلمیہ دعوت اسلامی)

فتاویٰ امجدیہ میں ہے نماز عشا پڑھ کر سونے کے بعد جب اٹھے تہجد کا وقت ہے، اور یہ وقت طلوعِ فجر تک ہے۔ اور بہتر وقت بعد نصف شب ہے۔ اور اگر سویا نہ ہو تو تہجد نہیں، اگر چہ جو نفل پڑھے جائیں، صلاۃ اللیل انھیں شامل کہ صلاۃ اللیل تہجد سے عام ہے الخ۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ امجدیہ، جلد اول، کتاب الصلاۃ باب الوتر و النوافل، ص: ۲۴۳، مکتبہ رضویہ کراچی، ایسا ہی فتاوی علیمیہ جلد اول)

کتبـــــہ

فقیر محمد اشفاق عطاری

۱۷ ربیع الاول شریف ۱۴۴۳ ہجری بروز پیر

کسی باطل فرقے کو برا کہنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دیوبندی وہابی یا کسی باطل فرقے کو بُرا کہنا کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔ سائل ادریس احمد رضوی جموں کشمیر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــه تعــــــــــالی

بدمذہب کی برائی لوگوں سے بیان کرنا اور اس کے کفری عقائد سے لوگوں کو باخبر کرنا جائز وضروری ہے تاکہ لوگ اس کے شر وفتنہ سے بچیں۔حدیث میں ہے:

عن ابی امامة قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اهل البدع کلاب النار" (دارقطنی کنزالعمال ج ص 223)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدمذہب دوزخ والوں کے کتے ہیں۔ (انوارالحدیث صفحہ 47 مطبوعہ مکتبہ فقیہ ملت دہلی)

"عن انس قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا رائیتم صاحب البدعة فاکفهروا فی وجهه فان الله یبغض کل مبتدع"

(ابن عساکر کنزالعمال ج 2 ص 388)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی بدمذہب کو دیکھو تو اس کے سامنے ترش روئی سے پیش آو اس لئے کہ خدائے تعالیٰ ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے۔ (المرجع السابق صفحہ سابق)

حضرت شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی صاحب علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ بدمذہب کا رد فرض اعظم ہے حدیث میں فرمایا:

اذا ظهرت الفتن اوقال البدع فلم یظهر العالم علمه فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین لا یقبل الله صرفا ولا عدلا"

(کنزالعمال جلد 1 صفحہ 193 / لسان المیزان لابن حجر ج 5 ص 911)

ترجمہ: جب فتنے ظاہر ہوں یا فرمایا جب بدعتیں ظاہر ہوں تو جو عالم اپنے علم کو ظاہر نہ کرے اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کرے گا نہ نفل۔

(فتاویٰ شارح بخاری جلد اوّل کتاب العقائد باب متعلقہ نبوت صفحہ 422)

لوگوں کو بدمذہب کے جال میں پھنسنے سے بچانے کے لئے بدمذہب کی برائی بیان کرنے کی تاکید خود حضور سرورکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کی ہے حدیث پاک ملاحظہ کریں:

عن بهز بن حکیم عن ابیه عن جده قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ

علیه وسلم اترغبون عن ذکر الفاجر متی یعرفه الناس اذکروا الفاجر بما فیه یحذر الناس" (سنن بیہقی ج 10 ص 354)

ترجمہ: حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے دادا سے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو آخر اسے لوگ کیوں کر پہچانیں گے فاجر کی برائیاں بیان کرو تاکہ لوگ اس سے بچیں۔

(انوار الحدیث صفحہ 318 مطبوعہ مکتبہ فقیہ ملت دہلی)

حضرت علامہ امام محی الدین ابی زکریا بن شرف نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

" ان یکون مجاهرا بفسقه او بدعته کالمجاهر بشرب الخمر ومصادرة الناس واخذ المکس وجبایة الاموال ظلما وتولی الامور الباطلة فیجوز ذکره"

ترجمہ: سرعام فسق و بدعت کا اظہار کرتا ہو جیسا کہ شراب پینا لوگوں پر ظلم کرنا تاوان لینا یا ظلما مال لینا اور دیگر باطل کام کرتا ہو تو اس کے علانیہ گناہوں کا ذکر جائز ہے۔

(ریاض الصالحین مترجم جلد دوم کتاب الامور المنہی عنہا صفحہ 282 ناشر ادبی دنیا دہلی)

حضرت صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رضوی صاحب علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اب سمجھنا چاہیے کہ بدعقیدہ لوگوں کا ضرر فاسق کے ضرر سے بہت زائد ہے فاسق سے جو ضرر پہنچے گا وہ اس سے بہت کم ہے جو بدعقیدہ لوگوں سے پہنچتا ہے ہے فاسق سے اکثر دنیا کا ضرر ہوتا ہے اور بدمذہب سے تو دین و ایمان کی بربادی کا ضرر ہے اور بدمذہب اپنی بدمذہبی پھیلانے کے لئے نماز و روزہ کی بظاہر خوب پابندی کرتے تاکہ ان کا وقار لوگوں میں قائم ہو پھر جو گمراہی کی بات کریں گے ان کا پورا اثر ہوگا۔

لہذا ایسوں کی بدمذہبی کا اظہار فاسق کے فسق کے اظہار سے زیادہ اہم ہے اس کے بیان کرنے میں دریغ نہ کریں آج کل بعض صوفی اپنا تقدس یوں ظاہر کرتے ہیں کہ ہمیں کسی کی برائی نہیں کرنی چاہیئے یہ شیطانی دھوکا ہے مخلوقِ خدا کو گمراہوں سے بچانا یہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔

(بہار شریعت جلد سوم حصہ شانزدہم صفحہ 149 / 150 مطبوعہ فاروقیہ بک ڈپو دہلی)

اس تفصیل سے بخوبی واضح ہوگیا کہ ہر بدمذہب کی برائی اور اس کے کفری عقائد کو لوگوں سے

بیان کرنا جائز وضروری ہے تاکہ لوگ ان ایمان کے چٹوں (چوروں) سے چوکنا وآگاہ رہیں اور گمراہ ہونے سے بچیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم کتبـــــــہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

کیا تہتر میں سے ایک ہی فرقہ جنتی ہوگا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تہتر فرقوں میں سے ایک ہی فرقہ جنتی ہے وہ کون سا فرقہ ہے قرآن وحدیث کے ساتھ واضح فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل محمد شاکر رضا رتلام مدھیہ پردیش

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــــالى

بیشک حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور اس میں سے ایک ہی فرقہ جنتی ہوگا باقی بہتر ناری ہوں گے حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں:

" وعن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه ليأتين على امتى كما اتى على بنى اسرائيل حذو النعل بالنعل حتى ان كان منهم من اتى امه علانية لكان فى امتى من يصنع ذالك وان بنى اسرائيل تفرقت على ثنتين وسبعين ملة وتفترق امتى على ثلاث وسبعين ملة كلهم فى النار الا ملة واحدة قالوا من؟ يارسول الله! قال ما انا عليه واصحابى " (ترمذی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر ایک ایسا زمانہ ضرور آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا بالکل ہو بہو

ایک دوسرے کے مطابق یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ بدفعلی کی ہوگی تو میری امت میں ضرور ایسا کوئی ہوگا جو ایسا کرے گا اور بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر مذہبوں میں بٹ جائے گی ان میں سے ایک مذہب والوں کے سوا باقی تمام مذہب والے ناری اور جہنمی ہوں گے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وہ ایک مذہب والے کون ہیں (یعنی ان کی پہچان کیا ہے؟) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ اسی مذہب وملت پر قائم رہیں گے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔

(انوار الحدیث صفحہ 93)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ" فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت اند" یعنی نجات پانے والا فرقہ اہل سنت و جماعت ہے۔

(المرجع السابق صفحہ 94/95)

رہا فرقہ ناجیہ کا نام اہل سنت و جماعت کے تعلق سے سوال تو اس بابت حضرت مفتی محمد عبدالواجد قادری رضوی صاحب مفتی اعظم ہالینڈ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب امت میں فرقوں نے جنم لیا اور نئے نئے عقیدوں کا ظہور ہونے لگا اور مسلمان کہلانے والوں میں اہل حق کی تمیز مشکل ہونے لگی تو دین اسلام یا دین حنیف (حنیفا مسلما) پر پامردی کے ساتھ گامزن رہنے والوں کو علمائے ربانیین اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم نے اہل سنت و جماعت کا نام دیا جیسا کہ صدر الشریعہ حضرت عبداللہ ابن مسعود قدس سرہٗ نے فرمایا کہ امت مطلقہ سے مراد اہل سنت و جماعت ہیں اور یہی لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقہ پر ہیں۔ توضیح صفحہ 510 میں ہے:

" والمراد بالامۃ المطلقۃ اہل السنۃ والجماعۃ وہم الذین طریقتہم طریقۃ الرسول علیہ السلام واصحابہ دون اہل البدعۃ"

ترجمہ امت مطلقہ سے مراد اہل بدعت نہیں بلکہ اہل سنت و جماعت ہیں اور یہی لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقہ پر گامزن ہیں اور محقق زماں حضرت علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ 204 میں فرماتے ہیں:

" المرادھم ھم المھتدون المتمسکون بسنتی وسنۃ الخلفاء

الراشدین من بعدی فلاشك ولاریب انھم ھم اھل السنۃ والجماعۃ"
ترجمہ:ما انا علیہ واصحابی سے مراد وہ لوگ ہیں جو نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے طریقہ پر گامزن اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقہ مرضیہ کے پیروکار ہیں اور بیشک وشبہ وہی لوگ اہل سنت وجماعت ہیں جب یہ معلوم ہوگیا کہ دعوی مسلمانی کرنے والوں میں اہل حق اور ممتاز ومميز جماعت اہل سنت کی ہے جسے فرقہ ناجیہ بھی کہا جاتا ہے اور اسی اہل سنت وجماعت کا مخفف نام سنی ہے یعنی سنی کہ کر اہل حق مسلمان مراد لیا جاتا ہے کیونکہ لفظ سنی اور مسلمان میں کوئی مغائرت اصطلاحی نہیں ہے جو اہل حق مسلمان ہے وہی سنی ہے اور جو سنی ہے وہی مسلمان ہے۔
(فتاوی یورپ کتاب العقائد صفحہ 74/75)
اس تفصیل سے بخوبی واضح ہوگیا کہ جنتی فرقہ اہل سنت وجماعت ہے اور اہل سنت وجماعت کا مخفف نام سنی ہے اور اسی فرقہ ناجیہ کو فی زمانہ برصغیر میں سنی بریلوی مسلمان کہا جاتا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

ابوالاحسان محمد مشتاق قادری رضوی مہاراشٹر

کوئی شخص دعا مانگے اور یہ سوچے کہ وقت پر مل جائے گا تو یہ سوچنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
سوال اگر انسان کوئی دعا مانگے اور اللہ سے یہ امید رکھے کہ ان شاء اللہ صحیح وقت پر مل جائے گا اور اپنی تسلی کے لئے یہ سوچے کہ میری دعا قبول ہوگئی ہے ان شاء اللہ وقت پر مل جائیگا تو ایسا سوچنا صحیح ہے؟ سائل مختار احمد ضلع پیلی بھیت یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعــــــــالی

بیشک بندہ جب بھی اپنے پرودگار سے دعا کرتا ہے تو رب العلمین اپنے عبد کا دعا ضرور قبول کرتا ہے۔اور عبد کو اسی یقین کے ساتھ دعا مانگنا چاہئے کہ میرا پروردگار قبول کرنے والا ہے وہی عطا فرمائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (سورۂ بقرہ آیت ۱۸۶)

میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرے۔

دعا کا معنیٰ ہے اپنی حاجت پیش کرنا اور اجابت یعنی قبولیت کا معنیٰ یہ ہے کہ پروردگار عَزَّ وَجَلَّ اپنے بندے کی دعا پر "لَبَّيْكَ عَبْدِيْ" فرماتا ہے البتہ جو مانگا جائے اسی کا حاصل ہو جانا دوسری چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے کبھی مانگی ہوئی چیز فوراً مل جاتی ہے اور کبھی کسی حکمت کی وجہ سے تاخیر سے ملتی ہے۔ کبھی بندے کی حاجت دنیا میں پوری کر دی جاتی ہے اور کبھی آخرت میں ثواب کا ذخیرہ کر دیا جاتا ہے اور کبھی بندے کا نفع کسی دوسری چیز میں ہوتا ہے تو مانگی ہوئی چیز کے بجائے وہ دوسری عطا ہو جاتی ہے۔ کبھی بندہ محبوب ہوتا ہے اس کی حاجت روائی میں اس لیے دیر کی جاتی ہے کہ وہ عرصہ تک دعا میں مشغول رہے۔ کبھی دعا کرنے والے میں صدق واخلاص وغیرہ قبولیت کی شرائط نہیں ہوتیں اس لئے منہ مانگی مراد نہیں ملتی۔

یہ کوئی ضروری نہیں کہ فوراً ہی دعا کی قبولیت میں اس کا اثر ہو جائے بلکہ بعض اوقات حکمتِ الٰہی سے اس میں ایک عرصے کی تاخیر بھی ہو جاتی ہے، نیز اس شخص کی دعا ویسے ہی قبول نہیں ہوتی جو شور مچائے کہ اس نے بڑی دعا کی مگر قبول نہیں ہوئی چنانچہ حدیث میں ہے:

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: بندے کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ مانگے اور جب تک کہ جلد بازی سے کام نہ لے۔ عرض کی گئی: یارسولَ اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، جلد بازی کیا ہے؟ ارشاد فرمایا "یہ کہے کہ میں نے دعا مانگی مگر مجھے امید نہیں کہ قبول ہو، لہٰذا اس پر دل تنگ ہو جائے اور دعا مانگنا چھوڑ دے۔

(مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب بیان انّہ یستجاب للداعی ما لم یعجّل فیقول: دعوت فلم یستجب لی، ص۱۴۶۳، الحدیث: ۹۲(۲۷۳۵)

اسی لئے دعا کے آداب میں سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قبولیت کے یقین سے دعا مانگو جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا "تم اللہ تعالیٰ سے قبولیت کے یقین کے ساتھ دعا مانگا کرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل دل س (دعا کرنے والے کی) دعا قبول نہیں فرماتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ترمذی، کتاب الدعوات، ۶۵-باب، ۵/ ۲۹۲، الحدیث: ۳۴۹۰ بحوالہ صراط الجنان پ ۱۱ سورہ یونس آیت ۸۹)

کتبـــــہ
محمد اشفاق عطاری ۱۵ ربیع الاول ۱۴۴۳ھ

کیا شیطان جان لے سکتا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کیا شیاطین انسان کی جان لے سکتے ہیں؟ سائل اجمل بناری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ
الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی
شیاطین انسان کی جان لے نہیں سکتے ہیں کیونکہ روح قبض کرنے پر حضرت عزرائیل علیہ السلام مامور ہیں اور وہی روح قبض کرتے ہیں البتہ شیاطین و جنات اس کا سبب بن سکتا ہے مثلاً گلا دبا دے یا کوئی اور عمل کر دے جس سے روح نکل جائے، جس طرح انسان دوسرے کو کسی آلہ وغیرہ سے قتل کر دیتا ہے جو اس کی جان نکلنے کا سبب بن جاتا ہے۔ اسی طرح شیاطین و جنات بھی انسان کی جان لینے کا سبب بن سکتا ہے لیکن روح قبض نہیں کر سکتا ہے اس پر حضرت عزرائیل علیہ السلام یعنی ملک الموت مامور ہیں جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ:
" قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ "
یعنی تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف واپس جاؤ گے۔ (پ 21 سورہ سجدہ آیت 11)
اور تفسیر الخازن میں اس آیت کے تحت ہے کہ:

{ قُلۡ يَتَوَفّٰكُمۡ } أي : يقبض أرواحكم حتى لا يبقى أحد ممن كتب عليه الموت { مَلَكُ الۡمَوۡتِ } وهو عزرائيل عليه السلام { الَّذِىۡ وُكِّلَ بِكُمۡ } أي : أنّه لا يغفل عنكم وإذا جاء أجل أحدكم لا يؤخر ساعة ولا شغل له إلّا ذلك" (تفسیر خازن ج3 ص486)

اور تفسیر خزائن العرفان میں ہے مذکورہ آیت کے تحت" اس فرشتہ کا نام عزرائیل علیہ السلام ہے اور وہ اللہ تعالی کی طرف سے روحیں قبض کرنے پر مقرر ہیں اپنے کام میں کچھ غفلت نہیں کرتے جس کا وقت آجاتا ہے بے درنگ اس کی روح قبض کر لیتے ہیں۔ مروی ہے کہ ملک الموت کے لئے دنیا مثل کف دست کر دی گئی ہے تو وہ مشارق ومغارب کی مخلوق کی روحیں بے مشقت اٹھا لیتے ہیں۔ واللہ اعلم (خزائن العرفان)

کتبہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی ۲۹ ربیع الاول ۱۴۴۳ھ

آنے والے شخص کیلئے امام کا رکوع کو طول دینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی امام صاحب رکوع کی حالت میں ہوں اور کسی مقتدی کو جماعت میں شامل کرنے کے لئے رکوع کو لمبا کریں تو امام صاحب کا کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ المستفتی محمد اشتیاق احمد کشن گنج بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

امام کو کسی آنے والے کی خاطر نماز کا طول دینا مکروہ تحریمی ہے، جبکہ اس کو پہچانتا ہو، اور اگر اس کو نہ پہچانتا ہو تو اس کی خاطر نماز پر اس کی اعانت کے لیے بقدر ایک دو تسبیح کے طول دیا تو کراہت

نہیں، جیسا کہ درمختار میں علامہ علاء الدین حصکفی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

" وَكُرِهَ تَحْرِيمًا إطَالَةُ رُكُوعٍ أَوْ قِرَاءَةٍ لِإِدْرَاكِ الْجَائِي: أَيْ إنْ عَرَفَهُ وَإِلَّا فَلَا بَأْسَ بِهِ، وَلَوْ أَرَادَ التَّقَرُّبَ إلَى اللَّهِ تَعَالَى لَمْ يُكْرَهْ اتِّفَاقًا لَكِنَّهُ نَادِرٌ وَتُسَمَّى مَسْأَلَةَ الرِّيَاءِ، فَيَنْبَغِي التَّحَرُّزُ عَنْهَا "

بسی کے تحت ردالمحتار میں علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے:

(قَوْلُهُ وَإِلَّا فَلَا بَأْسَ) أَيْ وَإِنْ لَمْ يَعْرِفْهُ فَلَا بَأْسَ بِهِ لِأَنَّهُ إعَانَةٌ عَلَى الطَّاعَةِ، لَكِنْ يُطَوِّلُ مِقْدَارَ مَا لَا يُثْقِلُ عَلَى الْقَوْمِ، بِأَنْ يَزِيدَ تَسْبِيحَةً أَوْ تَسْبِيحَتَيْنِ عَلَى الْمُعْتَادِ، وَلَفْظَةُ لَا بَأْسَ تُقَيِّدُ فِي الْغَالِبِ أَنَّ تَرْكَهُ أَفْضَلُ "

(الدر المختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ،باب صفۃ الصلاۃ، مطلب فی إطالۃ الرکوع للجائی، ج۱،ص۴۹۵۔ دار الفکر بیروت)

فتاویٰ ھندیہ میں ہے:

" إذَا سَمِعَ الْإِمَامُ حِسَّ جَاءٍ وَهُوَ فِي الرُّكُوعِ فَطَوَّلَ لِيُدْرِكَ الْجَائِي فَإِنْ عَرَفَ الَّذِي يَجِيءُ يُكْرَهُ وَإِنْ كَانَ لَا يَعْرِفُهُ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ مِقْدَارَ تَسْبِيحَةٍ أَوْ تَسْبِيحَتَيْنِ. كَذَا فِي مُخْتَارِ الْفَتَاوَى "

(الفتاوی الهندیة "، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الثانی، ج۱،ص۱۰۸ دار الفکر بیروت)

مجدد اعظم اعلحضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں عین نماز میں کسی معین کی رعایت جائز نہیں مثلاً امام رکوع میں ہے اور کوئی شریک ہونے کو آیا اگر امام نے نہ پہچانا تو اس کے لئے رکوع میں بعض تسبیحیں زائد کرسکتا ہے جس میں وہ شامل ہوجائے کہ یہ دین میں اعانت ہے لیکن اگر پہچانا کہ فلاں ہے اور اس کی خاطر سے زائد کرنا چاہے تو جائز نہیں وبخشی علیہ امر عظیم اس سے ڈرنا چاہئے یہ بہت بڑا معاملہ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۷ صفحہ ۲۰۰ رضافاؤنڈیشن لاہور)

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کسی آنے والے کی وجہ سے رکوع یا قراءت میں طول دینا مکروہ تحریمی ہے، جب کہ اسے پہچانتا ہو یعنی اس کی خاطر ملحوظ ہو اور نہ پہنچانتا ہو تو طویل کرنا افضل ہے کہ نیکی پر اعانت ہے، مگر اس قدر طول نہ دے کہ مقتدی گھبرا جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۵۳۰ مکتبہ مدینہ)

کتبـــــہ

محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی

۲۹ ربیع الاول ۱۴۴۳ھ

کیا حضور غوث پاک کسی ولی کی ولایت کو چھین لیئے تھے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام رہنمائی فرمائیں کہ جو ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے کسی ولی کی ولایت چھین لی تھی کیا یہ واقعہ درست ہے اگر ہاں تو وہ کونسے ولی تھے؟ برائے مہربانی دلیل کے ساتھ رہنمائی فرمائیں۔ سائل محمد حسیب رضا بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونــــــــــه تعـــــــالی

ہاں یہ واقعہ درست ہے کہ حضور محبوب سبحانی غوث صمدانی قطب ربانی قندیل نورانی شہباز لامکانی پیر پیراں میر میراں دستگیر بیکساں حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی بڑے پیر سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ نے جب یہ اعلان فرمایا کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ یعنی میرا یہ قدم ہر ولی

کی گردن پر ہے تو اس وقت تین سو تیرہ اولیائے کرام نے آپ کے اس اعلان کو سن کر اپنی اپنی گردنوں کو جھکا کر آپ کے فرمان کو تسلیم کیا مگر ایک شیخ وقت نے آپ کے اس اعلان کو سن کر انکار کیا تو آپ نے اس کی ولایت کو سلب فرمالیا۔

چنانچہ سیرت غوث الثقلین میں قلائد الجواہر کے حوالے سے مرقوم ہے کہ شیخ لولو الارمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں" رایت الاولیاء فی المشرق والمغرب واضعین رؤسھم تواضعا الا رجلا بارض العجم فانہ لم یفعل فتواری عنہ حالہ "یعنی میں نے (حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد پر) مشرق اور مغرب میں اولیاء اللہ کو اپنی گردنیں جھکاتے ہوئے دیکھا اور میں نے ایک شخص (شیخ صنعانی) کو دیکھا کہ اس نے اپنی گردن نہ جھکائی تو اس کا حال دگرگوں ہوگیا یعنی فرمان غوث اعظم پر گردن نہ جھکانے کے سبب ان کی ولایت سلب ہوگئی۔

(سیرت غوث الثقلین صفحہ 92 ناشر قادری کتب خانہ نزد جامع مسجد علامہ عبد الحکیم تحصیل بازار سیالکوٹ)

کتاب ھذا کے صفحہ مذکور پر یہ بھی مرقوم ہے کہ آپ "قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" کہنے پر مامور تھے" وانہ اذن لہ عزل من انکرھا علیہ من الاولیاء "یعنی آپ کو اس شخص کو ولایت سے معزول کرنے کا اختیار دیا گیا ہے جو آپ کے اس ارشاد کا انکار کرے۔(المرجع السابق صفحہ سابق)

تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر میں ہے:

" ھو صاحب الذی خضعت ورقاب الاولیاء لہ بغیر تشاجر اذقال مامور علی کرسیہ قدمی علی رقبۃ جمیع اکابر فحنت جمیع الاولیاء رؤسھم لجلالہ بادیھم والحاضرھم لم یمتنع احد سوی رجل عن حالہ من اصفھان مکابر قد کان بین الاولیاء معظما بالعلم والحال الشریف الفاخر "

ترجمہ: آپ (حضور غوث پاک) جن کے قدم کے آگے ولیوں نے بلا کسی انکار کے گردنیں جھکا دیں جب آپ نے مامور من اللہ ہو کر کرسی پر بیٹھے ہوئے فرمایا میرا یہ قدم اکابر اولیاء کی گردنوں پر ہے تو آپ کے جلال کے آگے حاضر و غائب تمام اولیاء نے سر کو جھکا دیئے اصفہان کے ایک (یعنی شیخ صنعانی) متکبر شخص نے انکار کیا جو آپ کے حال سے واقف نہ تھا وہ اولیاء میں علم اور حال فاخر کی وجہ سے معظم بھی تھا لیکن ابلیس کافر کی طرح اس پر شقاوت غالب آگئی۔

(تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر صفحہ 61 ناشر چوہدری عبدالمجید قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور)

حضرت علامہ حسن رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: سروں پر جسے لیتے ہیں تاج والے تمہارا قدم ہے وہ یا غوث اعظم الحاصل حضور سیدنا غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اعلان " قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله " پر جنہوں نے انکار کیا تھا ان کا نام" شیخ صنعانی" تھا چنانچہ ان کے انکار پر حضرت سیدنا سرکار غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی ولایت کو سلب فرمالیا بعد میں جب شیخ صنعانی نے اپنی غلطی کا اعتراف کر کے سرکار بڑے پیر دستگیر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معافی مانگ لی تو حضور شہنشاہِ بغداد قطب الارشاد سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ صنعانی کی سلب شدہ ولایت کو واپس فرمادیا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سیف تری دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا ترا۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

ابوالاحسان قادری رضوی مہاراشٹر/ ۶ ربیع الغوث ۱۴۴۳ھ بروز جمعہ

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو سیاح لامکانی کہنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں سیاح لامکانی کا استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا وتوجروا المستفتی محمد شمساد رضا شہر احمد نگر مہاراشٹرا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــــالی

حضور غوث اعظم رضی للہ تعالی عنہ کی شان میں سیاح لا مکانی یا شہباز لامکانی استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں

کہ: حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ کو شہباز لامکانی کہنے میں کوئی حرج نہیں حضرات اولیاء کرام اپنے مراقبات میں سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ میں لا مکاں سے آگے گزر جاتے ہیں اگر چہ یہ گزرنا روحانی ہوتا ہے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے خود فرمایا:

"أنا البازی اشھب"

جیسا بہجۃ الاسرار میں سند محد ثانہ کے ساتھ بیان فرمایا اگر چہ یہ سیر جسمانی نہیں روحانی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

(فتاوی شارح بخاری ج 2 ص 127: عقائد متعلقہ اولیاء کرام)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۶ ربیع الغوث ۱۴۴۳ھ

کیا وضو کرتے وقت سر پر دوپٹہ ہونا ضروری ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورتوں میں یہ بات مشہور ہے کہ وضو کرتے وقت سر پر دوپٹہ ہونا ضروری ہے ورنا وضو نہیں ہوگا کیا واقعی سر ڈھکا ہونا ضروری ہے برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی دلشاد احمد سدھارتھ نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالی

بغیر دوپٹہ کے وضو کرنے سے وضو ہو جائے گا اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ دوپٹہ نہ ہو تو وضو نہ ہوگا یہ جہالت ہے۔ ہاں سر پر دوپٹہ کا ہونا ضروری ہے کہ عورت کے بال بھی عورت یعنی چھپانے کی چیز ہے۔ کہ ستر عورت ہر حال میں واجب ہے، خواہ نماز میں ہو یا نہیں، تنہا ہو یا کسی کے سامنے، بلا کسی غرض صحیح کے تنہائی میں بھی کھولنا جائز نہیں اور لوگوں کے سامنے یا نماز میں تو ستر بالاجماع فرض ہے۔

بہار شریعت میں ہے: آزاد عورتوں اور خنثیٰ مشکل کے لیے سارا بدن عورت ہے، سوا مونھ کی ٹکلی

اور ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں کے، سر کے لٹکتے ہوئے بال اور گردن اور کلائیاں بھی عورت ہیں، ان کا چھپانا بھی فرض ہے۔ (ج ا ح ۳ ص ۴۸۲ مکتبۃ المدینہ)

فتاویٰ رضویہ شریف میں درمختار کے حوالے سے ہے:

ماھوعورۃ منہ عورۃ من الامۃ مع ظھرھا وبطنھا وجنبھا و وللحرۃ جمیع بدنھا خلا الوجہ والکفین والقدمین

جو مرد کے لیے ستر ہے وہی لونڈی کے لیے بھی ستر ہے سوائے پشت، پیٹ اور پہلوؤں کے جب کہ آزاد عورت کا تمام بدن ستر ہے سوائے چہرے، ہتھیلیوں اور قدموں کے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ج ۷ ۲ ص ۶۰۶ رضافاؤنڈیشن لاہور)

کتبـــــہ

محمد اشفاق عطاری

۶ ربیع الثانی ۱۴۴۳ ہجری بروز جمعرات

دعا کے بعد ہاتھ چہرے پر پھیرنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید بعد نماز دعا کے ختم پر ہاتھ چہرہ پر پھیرتا ہے بکر کہتا ہے چہرہ پر ہاتھ پھیرنے کا ثبوت نہیں ہے دونوں میں بحث چھڑ گئی ایسی صورت میں کس کا قول صحیح ہے؟ مع حوالہ واضح فرمائیں۔ سائل غلام سرور چتراوی جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور دعا کے ہاتھ چہرے پر پھیرنا سنت ہے اور دعا مانگتے ہوئے اس کا ہاتھ خیر و برکت سے بھر جاتا ہے تو حکم ہوا کہ اس کو اپنے چہرے پر پھیر لے تا کہ اس کے ذریعے سے وہ خیر و برکت پورے جسم میں سرایت کر جائے اور یہ بات احادیث سے ثابت ہے لہذا زید کا

قول صحیح ہے۔جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جامع ترمذی میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

" كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رفع يديه في الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه "اھ

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں ہاتھ اٹھاتے تو چہرہ انور پر ہاتھ پھیرے بغیر نیچے نہ کرتے۔

(جامع الترمذی ج2 ص649: ابواب الدعوات،باب ماجاء فی رفع الایدی عندالدعاء،مطبوعہ لاھور)

اورابوداؤد شریف میں ہے کہ:

" ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان إذا دعا فرفع يديه مسح وجهه بيديه "اھ

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے، ہاتھوں کو چہرہ انور پر پھیر لیتے۔

(سنن ابی داؤد ج1 ص219 :باب الدعاء،مطبوعہ لاھور)

اوراس حدیث شریف کی شرح میں علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"عند فراغه تفاؤلا و تيمنا أن كفيه ملئتا خيرا فأفاض منه على وجهه"

یعنی دعا سے فارغ ہونے کے وقت (ہاتھ چہرہ انور پر پھیرتے) تاکہ نیک فال ہوسکے اور برکت حاصل کرنے کے لیے کہ ہاتھ خیر سے بھر گئے ہیں اوراس خیر کو چہرے پر ڈال لیا ہے۔

(فیض القدیر ج5 ص169 :مطبوعہ دارالکتب العلمیہ،بیروت)

اورابوداؤد شریف ہی کی حدیث ہے کہ:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سلوا الله ببطون أكفكم و لا تسألوه بظهورها فاذا فرغتم فامسحوا

بِها وجوهكم "اھ

یعنی اللہ تعالیٰ سے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کے ساتھ سوال کرو، ہاتھوں کی پشت کے ساتھ سوال نہ کرو اور جب دعا سے فارغ ہو جاؤ، تو ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیا کرو۔

(سنن ابی داؤد ج1 ص218: باب الدعاء، مطبوعہ لاھور)

اور مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ" کیونکہ پھیلے ہوئے ہاتھوں پر اللہ کی رحمت اترتی ہے۔ان ہاتھوں کے منہ پر پھیر لینے سے رحمت منہ پر پہنچ جاتی ہے۔ یہ عملی سنت بھی ہے۔اتباع سنت میں برکت ہے۔

(مرآۃ المناجیح ج3 ص298: مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز کراچی)

اور الادب المفرد میں ہے کہ حضرت وہب بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

رأيت ابن عمر و ابن الزبير يدعوان يديران بالراحتين على الوجه"

یعنی میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ جب دعا کرتے تو اپنی ہتھیلیوں کو چہرے پر پھیر لیتے۔

(الادب المفرد ص214: باب رفع الایدی فی الدعاء، دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

اور درمختار میں ہے کہ:

و المسح بعده على وجهه سنة

یعنی دعا کے بعد ہاتھ منہ پر پھیرنا سنت ہے۔

(درمختار ج2 ص264: کتاب الصلوٰۃ، مطبوعہ کوئٹہ)

اور امام اہلسنت سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ" دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنا مسنون ہوا کہ حصول مراد قبول دعا کی فال ہو گویا دونوں ہاتھ خیر و برکت سے بھر گئے اس نے وہ برکت اعلیٰ و اشرف اعضا پر اُلٹ لی کہ اس کے توسط سے سب بدن کو پہنچ جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری

مردوں کو بال صفا صابون یا کریم وغیرہ لگانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ زیر ناف بال صاف کرنے کے لئے بال صفا کریم کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ جواب سے نوازیں سائل مسیح الدین یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ناف کے نیچے کا بال استرے سے صاف کرنا سنت ہے اور اگر کسی نے صابون یا کریم پاوڈر وغیرہ سے موئے زیر ناف کی بال صاف کیا تو بھی جائز ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ" موئے زیر ناف استرے سے مونڈنا چاہیے اور اس کو ناف کے نیچے سے شروع کرنا چاہیے اور اگر مونڈنے کی جگہ ہرتال چونا یا اس زمانہ میں بال اڑانے کا صابون چلا ہے، اس سے دور کرے یہ بھی جائز ہے، عورت کو یہ بال اکھیڑ ڈالنا سنت ہے۔

(بہار شریعت حصّہ شانز دہم (۱۶) حجامت بنوانا اور ناخن ترشوانا صفحہ (۵۸۴) المکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

ایسا ہی فتاوی امجدیہ میں ہے: ناف کے نیچے کے بال استرے سے مونڈنا سنت ہے، حدیث میں ہے " وحلق العانۃ " مرد کیلئے استرا ہی بہتر ہے اور صابون وغیرہ سے بال دور کرے تو یہ بھی جائز ہے اور عورت کے مناسب صابون وغیرہ ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی امجدیہ جلد ۴ کتاب الحظر والاباحۃ، صفحہ (۲۹۳)

کتبہ
محمد ارباز عالم نظامی کشی نگر یوپی

2021/11/22

مسجد میں شیشہ لگا ہو تو نمازی کے آگے سے گزرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام سے میرا ایک سوال ہے کہ باہر کے حصے میں جو شخص نماز پڑھ رہے ہیں اندرونی حصہ میں سے کوئی شخص نمازی کے سامنے آئے تو کیسا ہے جیسا کہ باہر کے حصے میں جو نماز پڑھ رہا ہے اس کے سامنے شیشہ لگا ہے تو گزر سکتے ہیں یا نہیں جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ سائل محمد اسیر الحق قادری رضوی پورنوی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــہ تعـــــــالی

نمازی کے آگے سے گزرنا منع ہے چاہے اندر سے آنے والا گزرے یا باہر سے لیکن نمازی کے آگے سے گزرنے کے لئے سترہ رکھ کر گزر سکتے ہیں جو کہ یہاں پر جو شیشہ لگا ہوا وہ سترہ کے قائم مقام ہے سترہ ایسی لکڑی یا بانس وغیرہ ہو یا کوئی ایسی شیء ہو جو موٹائی میں انگلی کے برابر ہو اور لمبائی میں ایک گز (کم از کم ایک ہاتھ) ہو وہ سترہ کے قائم مقام ہوسکتا ہے نور الایضاح میں ہے:

"أن یغرِزَ سُترۃً تکونُ طولَ ذراعٍ فصاعداً في غِلَظِ الإصبعِ"

(ص ۱۵۴ سترہ کا بیان)

کتبـــــہ

محمد ایوب خان یارعلوی بہرائچ شریف یوپی

۲۳ جمادی الاول ۱۴۴۳ھ

کافر کے لئے دعائے مغفرت کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں کہ اگر کسی شخص سے کفر ہو جائے مثلاً کسی نے کافر کے لئے دعائے مغفرت کر دی تو اب اس پہ شریعت کا کیا حکم ہوگا؟ اگر کفر ہوگیا تو کیا نکاح دو بارہ کرنا پڑے گا؟ اور نکاح جو ہوگا کیا اس کی کوئی عدت بھی رہے گی؟ بینوا توجروا سائل محمد شریف رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونــــــــــه تعـــــــــالی

کسی کافر کے لئے دعائے مغفرت کرنا کفر ہے البتہ اگر زندہ ہے تو ہدایت کی دعا کر سکتے ہیں جیسا کہ بہار شریعت میں ہے" جو کسی کافر کے لیے اُس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے، یا کسی مردہ مُرتد کو مرحوم یا مغفور، یا کسی مُردہ ہندو کو بیکنٹھ باشی (جنتی) کہے، وہ خود کافر ہے۔

(حصہ اول ص ۱۸۵ مطبع دعوت اسلامی)

اور بہار شریعت کے حاشیہ میں بحر الرائق سے ہے:

"لا يجوز الدعاء بالمغفرة للمشرك، ولقد بالغ القرافي المالكي كما نقله في شرح منية المصلي، بأن قال إنّ الدعاء بالمغفرة للكافر كفرٌ لطلبه تكذيب الله تعالى فيما أخبر به"

اور فتاوی رضویہ میں ہے: کافر کے لیے دعائے مغفرت وفاتحہ خوانی کفر خالص وتکذیبِ قرآن عظیم ہے۔ (الفتاوی الرضویۃ ج ۲۱، ص ۲۲۸، بحوالہ المرجع السابق)

لہٰذا صورت مسئولہ میں جس نے کافر کے لئے دعائے مغفرت کی اس کے اوپر واجب ہے کہ تجدید ایمان کرے اور اگر شادی شدہ ہے تو تجدید نکاح بھی کرے اور کسی پیر سے مرید تھا تو تجدید بیعت بھی کرے نیز یہاں عدت واجب نہیں ہوگی کہ عدت اس صورت میں واجب ہے جبکہ وہ دوسرے سے

نکاح کرے اسی شوہر سے نکاح کے لئے عدت کی کوئی ضرورت نہیں ۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد ایوب خان یارعلوی بہرائچ شریف یوپی

ایسا لباس جو مرد و عورت دونوں کے لئے یکساں ہو اس کو استعمال کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ اگر ایسا لباس ہو دیکھنے میں عورت اور مرد دونوں کے لباس کی طرح ہو اسے استعمال کرنا کیسا ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں ۔سائل محمد یونس رضوی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

وہ لباس ایسا جسے مرد و عورت دونوں استعمال کرسکتا ہے تو استعمال کرنے میں کوئی قباحت نہیں جیسے جاڑے کی ٹوپی، جاکیٹ ، وغیرہ مرد و عورت دونوں استعمال کرتے ہیں ہاں اگر کوئی ایسا لباس ہے ۔عورت ہی کے ساتھ خاص ہوتا ہے اسے مرد کے لئے جائز نہیں اسی طرح عورت کو ۔ردالمحتار میں ہے:

" لما فيه من التشبه بالنساء وقد لعن عليه الصلوٰة والسلام والمتشبهين والمتشبهات"

اس لئے کہ اس میں عورتوں سے مشابہت ہے ۔اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان مردوں پر لعنت فرمائی (جو عورتوں سے) مشابہت اختیار کریں، اور ان عورتوں پر بھی لعنت فرمائی جو مردوں سے مشابہت اختیار کریں ۔واللہ تعالی اعلم

(حوالہ فتاوی رضویہ شریف ج ۲۱ ص ۶۰۱ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کتبـــــہ

محمد اشفاق عطاری

۲۵ جمادی الثانی ۱۴۴۳ ہجری بروز ہفتہ

اللہ تعالی کے لیے فرصت کا لفظ بولنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معزز علمائے اہلسنت کی بارگاہ میں عرض ہیکہ زید و بکر دونوں آپس میں کچھ بات کر رہے تھے زید کو بکر کی کوئی بات اچھی لگی اس پر زید نے کہا کہ تمہیں" اللہ نے فرصت سے بنایا ہے" کیا زید کا بکر کے لئے یہ جملہ درست ہے؟ علمائے کرام جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد ساجد رضا مراداآباد

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــالی

یہ جملہ کہ تمہیں اللہ نے فرصت سے بنایا ہے، کفریہ ہے جیسا کہ شارح بخاری فقیہ اعظم ہند علامہ مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ سے اس مصرع کے بارے سوال ہوا کہ قدرت نے بنایا ہوگا فرصت سے تجھے تو آپ نے فرمایا کہ یہ کفر ہے۔ (فتاوی شارح بخاری جلد 1 صفحہ 258)

اسی طرح کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب صفحہ 519 پر ہے کہ اللہ تعالی کے لیے فرصت کا لفظ بولنا کفر ہے۔لہذا زید اس جملہ کے سبب سے دائرۂ اسلام سے خارج ہوگیا۔اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو۔اگر شادی شدہ ہو تو مہرِ جدید کے ساتھ تجدید نکاح کرے اور کسی پیر سے بیعت ہو تو تجدید بیعت بھی کرے۔واللہ تعالی اعلم (ملخصاً از فتاوی شارح بخاری جلد 1 صفحہ 258)

کتبـــــہ

محمد عثمان رضوی غفرلہ پاکستان/ ۲ جمادی الآخر ۱۴۴۳ھ بروز بدھ

نہار منھ پانی پینا مفید ہے یا مضر؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں نہار منہ پانی پینا کیسا ہے؟ سائل محمد خالد رضا نوری شاہجہاں پوریوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونــــــــــه تعـــــــالی

نہار منہ پانی پینے کے متعلق بہت طویل بحث ہے بعض ماہرین اطباء کا قول ہے کہ مضر ہے لیکن وہیں متعدد حاذق طبیب حضرات کا ماننا ہے کہ مفید سے خالی نہیں، لیکن وہ تو طبیبوں کا کہنا تھا حیرت انگیز بات یہ ہے کہ مذہب اسلام میں بھی اس پر اختلاف ہے بعض علماء کرام نقل کرتے ہیں نہار منہ پانی پینا مضر ہے اور دلیل شرعی میں ان حدیثوں کو پیش کرتے ہیں:
ابوسعید الخدری رضی للہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:
"من شرب الماء علی الریق انتقضت قوته"
جس نے نہار منہ پانی پیا اس کی طاقت کم ہوگئی۔
(المعجم الاوسط للطبرانی رقم الحدیث (۴۶۴۶) جلد (۳) ص (۵۷۱) مطبوعہ اسلام بکڈپو گنج بخش روڈ لاہور)
دوسری حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک لمبی روایت میں یہ الفاظ ہیں:
من شرب الماء علی الریق انتقضت
جس نے نہار منہ پانی پیا اس کی طاقت کم ہوگئی۔
(المعجم الاوسط للطبرانی رقم الحدیث (۶۵۵۷) جلد (۵) ص (۱۴۴) مطبوعہ اسلام بکڈپو گنج بخش روڈ لاہور)
اب رہے وہ حضرات جو نہار منہ پانی نوش کرنے کو مفید گردانتے ہیں اور اپنے قول کو معتبر و مستند بنانے کیلئے ان حدیثوں کو نقل کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرۃ رضی للہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"شرب الماء علی الریق یفقد الشحم"

نہار منہ پانی پینے سے چربی ختم ہو جاتی ہے۔

(الکامل فی الضعفاء الرجال باب من اسمہ عاصم رقم الحدیث (٦) جلد (٥) صفحہ (٢٣٧) مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان)

اور دوسری حدیث میں ہے امام ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یشرب ماء ممزوجاً بالعسل"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہار منہ شہد ملا کر پانی پیتے تھے۔

(زاد المعاد فی ھدی خیر العباد. فصل فی ھدیہ فی علاج استطلاق البطن ج(۴) ص (۳۴) مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ)

حاصل کلام یہ کہ جن حضرات کو نہار منہ پانی مفید محسوس ہو بلا شبہ پی سکتے ہیں اور جنہیں تکلیف دہ معلوم ہوتا ہو وہ نہ پیئں کیونکہ نہ تو سختی کے ساتھ منع ہے اور نہ ہی کثرت استعمال۔ واللہ وتعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد راشد مکی صاحب ملک پور کٹیہار بہار

۴ رجب المرجب ۱۴۴۳ھ بروز اتوار

ڈاکٹر طاہر القادری کے عقائد ونظریات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کچھ لوگوں نے زید سے سوال کیا کہ ڈاکٹر محمد طاہر الپادری کے بارے میں آپ کا کیا موقف ہے زید نے کہا کہ طاہر القادری کو پادری نہیں بلکہ قادری بولنا چاہئے اور زید کا کہنا ہے کہ میں کٹر رضویت کے سخت مخالف ہوں اور زید نے اعلی حضرت کے اس شعر کی اس طرح تشریح کی تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی کہ اس ہم میں صرف اور صرف بزرگانِ دین غوث اعظم خواجہ غریب نواز اعلی حضرت اور اللہ

والے شامل ہیں اس ہم میں ۔ہم اور آپ شامل نہیں ہیں ۔مقتیان کرام سے معلوم یہ کرنا ہے کہ زید کا ایسا عقیدہ رکھنا کیسا ہے کیا زید کی امامت جائز ہے کیا زید کے پیچھے نماز ہو جائے گی جواب عنایت فرمائیں۔
سائل سید کلیم اللہ رضوی کرنا ٹک

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

ڈاکٹر طاہر القادری گمراہ بد مذہب بلکہ مرتد ہے ڈاکٹر طاہر کے نزدیک آج دنیا کے جتنے مسالک پائے جاتے ہیں ان میں کوئی بنیادی اختلاف نہیں ہے یعنی شیعہ وہابی وغیرہ باطل فرقے اور اہلسنت میں کوئی فرق نہیں۔

چنانچہ ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں کہ بحمد اللہ مسلمانوں کے تمام مسالک اور مکاتب فکر میں عقائد کے بارے میں کوئی بنیادی اختلاف موجود نہیں ہے فرقہ پرستی کا خاتمہ کیوں کر ممکن ہو ص 65 ایک اور مقام پر کہتا ہے کہ میں شیعہ وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا صرف پسند ہی نہیں کرتا بلکہ جب موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھتا بھی ہوں۔

چٹان لاھو 25 مئی 1989ء اپنی ایک تقریر میں کہتا ہے کہ یہودی عقیدے کے ماننے والے لوگ اور مسیحی برادری اور مسلمان یہ تین مذاہب بی لیورز (مومن) میں شمار ہوتے ہیں یہ کفار میں شمار نہیں ہوتے اسی طرح کے اور بہت سے عقائد ونظریات ڈاکٹر مذکور کی تقریر وتحریر میں موجود ہیں جن کی بنیاد پر ہندو پاک کے بے شمار علماء اہلسنت نے اس کے گمراہ و بدمذہب بلکہ کافر و مرتد ہونے کا فتوی نافذ فرمایا ہے۔

ہندوستان کے اکابر علماء اہلسنت میں سے تاج الشریعہ وارث علوم اعلی حضرت حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری از ہری رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفی قادری دامت برکاتہم العالیہ خصوصیت کے ساتھ ڈاکٹر طاہر القادری کے بدمذہب وگمراہ بلکہ خارج از اسلام ہونے کا فتوی صادر فرمایا ہے۔تفصیل کے لیے رسالہ طاہر القادری عقائد ونظریات کا مطالعہ کریں۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو ہم رسول اللہ کے جنت رسول کی لفظ ہم میں ہر مومن وفاداران رسول شامل ہیں ۔لہذا صورت مستفسرہ میں یہ کہنا کہ ڈاکٹر موصوف کو پادری نہیں بلکہ قادری

بولنا چاہیے اور کٹر رضویت کے سخت مخالف ہوں نری جہالت وحماقت ہے ڈاکٹر موصوف کو اگر زید مومن کی حیثیت سے قادری کہتا ہے تو تجدید ایمان تجدید نکاح لازم ہے اور اگر یوں ہی تملق و چاپلوسی اور کسی دنیوی غرض کے لیے کہتا ہے تو ایسی صورت میں توبہ واستغفار لازم ہے بعد توبہ واستغفار اور تجدید ایمان وتجدید نکاح کے امامت میں شرعاً حرج نہیں بشرطیکہ دیگر شرائط پائیں جاتے ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ

محمد وصی احمد علوی

مرد کا جوتا عورت کو استعمال کرنا کیسا؟ نیز بچے کی قے پاک ہے یا ناپاک؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں سوال عرض ہے کہ امرد کا جوتا عورت استعمال کر سکتی ہے؟ دودھ پیتے بچے کی قے پینک الٹی ناپاک ہے؟ المستفتی رقیہ رضا برکاتی نیپال

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

عورت کو مردانہ جوتا پہننا ناجائز ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

عن ابی ملکیۃ قال قلن لعائشۃ انّ امرأۃ تلبس النعل (الذی یلبسہ الرجل) فقالت لعن رسول اللہ ﷺ الرجلۃ النساء۔ (سنن ابی داؤد صفحہ ۵۶۶ ذکریا بک ڈپو)

کسی شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا کہ ایک عورت ہے جو مردوں کی طرح جوتے پہنتی ہے حضرت عائشہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

اگر قے منھ بھر کے آئی تو یہ ناپاک ونجاست غلیظہ ہے اور اگر تھوڑی تھوڑی آئی تو اندازہ کرے کہ متفرق قے منھ بھر مقدار میں ہے یا نہیں اگر ہے تو ناپاک ہے ورنہ نہیں۔

نورالایضاح میں کہ ہے:

وقیٔ طعام او علق او مرۃ اذا ملأالفم وھومالاینطبق علیہ الابتکلف علی الاصح ویجمع متفرق القیٔ اذا اتحدسببہ (ینقض الوضو)

صفحہ ۳۳ (نواقض وضو)

اسی طرح بہار شریعت میں ہے:

انسان کے بدن سے جو ایسی چیز نکلے کہ اس سے غسل یا وضو واجب ہو نجاست غلیظہ ہے، جیسے پاخانہ، پیشاب، بہتا خون، پیپ، بھر منہ قے، حیض و نفاس واستحاضہ کا خون منی، مذی، ودی۔ واللہ اعلم

(حصہ دوم ص ٣٩٠ مکتبۃ المدینہ دھلی)

کتبـــــہ

محمد عبید اللہ حنفی رضوی

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال اگر کوئی سنی مسلمان کھڑے ہو کر پیشاب کرے تو اس کا کیا حکم ہے، اور جائز ہے یا نا جائز ہے؟ برائے مہربانی حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی کوثر رضا نوری کشنگنجوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہو جہاں پیشاب خانہ کے علاوہ کوئی ایسا پیشاب خانہ یا کوئی ایسی جگہ نہ ہو جہاں بیٹھ کر پیشاب کر سکے تو یہ ایک عذر ہے لہذا ایسی صورت میں کھڑے ہو کر پیشاب کر سکتے ہیں مگر حتی الامکان اس سے بچنا چاہئے اس لئے کہ یہ اسلامی آداب کے خلاف ہے۔

ابن ماجہ شریف میں ہے کہ:

" عن المغیرۃ بن شعبۃ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم أتی سباطۃ قوم فبال قائما " اھ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ایک قوم کے کوڑے خانہ کے پاس تشریف لائے تو وہاں کسی عذر کی بنیاد پر کھڑے ہو کر استنجاء فرمایا۔ (سنن ابن ماجہ شریف: باب ما جاء فی البول قائما ص 26)

اور فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

" و یکرہ ان یبول قائما او مضطجعا او متحردا عن ثوبہ من غیر عذر

فان کان بعذر فلا باس به۔ (ج 1 ص 50: الفصل الثالث فی الاستنجاء)

اور رد المحتار میں ہے کہ:

(ان یبول قائما) یکرہ الا لعذر وھی کراھة تنزیه لا تحریم۔ واللہ اعلم

(ج 1 ص 483: فصل الاستنجاء، مطلب: القول مرجع علی الفعل)۔

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی (۱۵ دسمبر بروز سنیچر ۲۰۱۸)

بیوی سے ہمبستری کے وقت شوہر کا منی باہر نکالنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

سوال یہ ہے کہ صحبت کے وقت بیوی کی شرم گاہ میں ذکر ڈالا پھر منی نکلنے والا تھا بیوی کے شرمگاہ سے ذکر کو فورا جان بوجھ کر باہر نکالا اس لئے کے بیوی کو حمل نہ ٹھہر جائے اس کے بعد منی باہر نکالا اس طرح کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔سائل عبد السلام بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

بیوی سے ہمبستری کے وقت شوہر اگر منی باہر نکالنا چاہتا ہے تا کہ حمل قائم نہ ہو تو لونڈی میں بہر حال جائز ہے اور آزاد منکوحہ عورت میں غرض صحیح کی وجہ سے بیوی کی اجازت سے جائز ہے بلا اجازت مکروہ ہے یہی عام صحابہ اور علماء کا مذہب ہے۔

جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

کنا نعزل علی عهد رسول ﷺ فبلغ ذالك نبي الله ﷺ فلم ينهنا

یعنی ہم دور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عزل کرتے تھے پس یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کو پہنچی تو حضور علیہ السلام نے ہم کو منع نہ فرمایا۔

(صحيح مسلم ج 1 ص 465 رقم حديث 1440: باب حكم العزل، دار إحياء التراث العربي بيروت)

اور اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ" انزال کے وقت عورت سے علیحدہ ہو جانا اور باہر منی نکالنا تاکہ حمل قائم نہ ہولونڈی میں تو بہر حال جائز ہے اور اپنی آزاد منکوحہ عورت میں بیوی کی اجازت سے جائز ہے بلا اجازت مکروہ ہے یہی عام علماء و عام صحابہ کا مذہب ہے۔

(مرأۃ المناجیح ج5 ص71 : مطبوعہ قادری پبلشرز لاھور)

تبیین الحقائق میں ہے کہ:

العزل لیس بمکروہ برضا امرأتہ الحرۃ۔

یعنی آزاد عورت کی رضامندی سے عزل کرنا مکروہ نہیں ہے۔

(تبیین الحقائق ج 2 ص 166 : باب نکاح الرقیق ، المکتبۃ الکبری، قاهرة)

اور بحر الرائق میں ہے کہ:

ان العزل جائز بالاذن وھذا ھو الصحیح عند عامۃ العلماء۔

یعنی بیوی کی اجازت سے عزل کرنا جائز ہے اور جمہور علماء کے نزدیک یہی صحیح ہے" اھ

(بحر الرائق ج 3 ص 214 : باب نکاح الرقیق، مطبوعہ دار الکتاب الإسلامی)

اور بہار شریعت میں ہے کہ:

وطی کرنے میں اگر انزال باہر کرنا چاہتا ہے تو اس میں اجازت کی ضرورت ہے، اگر عورت حرہ یا مکاتبہ ہے تو خود اسکی اجازت سے اور کنیز بالغہ ہے تو مولی کی اجازت سے۔

(بہار شریعت ج2 ص88: مکتبۃ المدینہ کراچی)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۳ جمای الاول ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

چالیس دن کے اندر موئے زیر ناف نہیں مونڈے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
زیر ناف کے بال کو ۴۰ دن سے زیادہ ہوگیا اور نہ کاٹا تو اس کی وجہ سے نماز میں کوئی خلل ہوگی؟ جواب عنایت فرمائیں۔

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

موئے زیر ناف کی صفائی کی اکثر مدت چالیس دن ہے اس سے تاخیر کرنا مکروہ اور باعث گناہ ہے البتہ اس حالت میں بھی نماز ہو جاتی ہے لیکن مکروہ ہوتی ہے واضح رہے کہ جتنی نمازیں اس طرح کی حال میں پڑھی گئیں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

جیسا کہ درمختار میں ہے:
چالیس دن سے زائد دن تک زیر ناف بال کو صاف نہ کرنا سخت مکروہ اور گناہ ہے افضل یہ ہے کہ ہر جمعہ کو صفائی کرلیں:

والأفضل یوم الجمعة و کرہ ترکه وراء الأربعین أی تحریمًا لقول المجتبی: ولا عذر فیما وراء الأربعین ویستحق الوعید۔ واللہ تعالی اعلم
(در مختار مع شامی جلد ۴ کتاب الحظر والاباحة مطلب فصل فی البیع صفحہ۲۶۱)

کتبہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار
۲۳ اپریل بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

پٹرول سے کپڑا دھلنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آج کل کچھ گرم کپڑے کو پٹرول سے دھلا جاتا ہے جسے (ڈرائی کیلین) کہتے ہیں اگر وہ کپڑا ناپاک ہو تو اس کا حکم کیا ہے مدلل ومفصل جواب سے نوازیں۔ سائل محمد نصیب رضا خان چنتاون پور موتیہاری بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ناپاک کپڑے کو پانی اور ہر اس چیز سے پاک کیا جاسکتا ہے جو رقیق وسیال ہو اور اس سے نجاست دور ہوسکتی ہے۔

عالمگیری میں ہے:

ویجوز تطهیر النجاسة بالماء وبلکل مائع طاهر یمکن ازالتهابه کالخل وماء الورد ونحوه مما اذا عصر انعصر کذا فی الهدایه

پٹرول میں رقت وسیلان ہے اور وہ پاک مادہ ہے جس میں ازالہ نجاست کی صلاحیت بھی ہے لہذا اگر کپڑے کو پاک کرنے کا جو شرعی طریقہ ہے اس کے مطابق پٹرول سے دھلا گیا تو وہ پاک ہے البتہ ایسی قیمتی چیز سے بلا ضرورت کپڑا دھلنا جائز نہیں اس میں اضاعت مال ہے۔

حلیہ کے باب الاستنجا میں صراحت کے ساتھ ذکر ہے کہ مائع مذکور سے ازالہ نجاست مکروہ ہے کیونکہ اس میں بلا ضرورت مال کا ضائع کرنا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(بحوالہ فتاویٰ علیمیہ ج۱/ص۱۰۶)

کتبـــــہ

محمد رضا امجدی

۲۱ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

کن کن صورتوں میں بیوی سے ہمبستری کرنا حرام ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ھیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ نکاح ہونے کے باوجود اپنی بیوی سے ہمبستری کرنا کب حرام ھے؟ مفصل ومدلل جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ھوں عندالناس مشکور ھوں۔ المستفتی محمد غفران نظامی علی گڑھ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

نکاح کے باوجود اپنی بیوی سے مندرجہ ذیل صورتوں میں ہمبستری حرام ھے حالت حیض میں، حالت نفاس میں ،فرض وواجب روزہ کی حالت میں ،نماز کا وقت تنگ ھونے کی صورت میں، حالت اعتکاف میں، حالت احرام میں، ایلاء میں، ظہار میں کفارہ ادا کرنے سے پہلے، وطی بالشبہہ کی عدت میں، عورت کے آگے اور پیچھے کا مقام ایک ہو جانے کی صورت میں جب تک کہ آگے کے مقام میں ہمستری ہونے کا یقین نہ ہو۔ جب کہ عورت اپنی کمسنی ، مرض ، یا موٹاپے کی وجہ سے ہمبستری کو برداشت نہ کرسکے۔

- جب عورت مہر معجل لینے کے لیے اپنے کو شوہر سے روکے تو اس صورت میں بھی ہمبستری حرام ہے۔ جیسا کہ حضرت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں:

الذی یحرم علیه وطی زوجته مع بقاء النکاح الحیض ،والنفاس ، والصوم الواجب وضیق وقت الصلاۃ والاعتکاف والاحرام والایلاء والظهار قبل التکفیر وعدہ وطی الشبهة واذا صارت مفضاۃ اختلط قبلها ودبرها فانه لایحل له ایتانها حتییتحقق وقوعه فی قبلها وفیما اذا کانت لاتحمله لصغر او مرض او سمنه وعند امتناعها یقبض معجل مهرها لم یحل کرها ۔والله تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی سدھارتھ نگر یو پی
۳ جنوری ۲۰۱۹ء مطابق ۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

ناپاکی کی حالت میں عورت کو گھر کا کام کاج کرنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک مسئلہ ہے کہ ایک خاتون جو کہ ناپاکی کی حالت میں واشنگ مشین سے کپڑے نکالتی ہے ناپاکی کی وجہ سے عورت کا ہر عضو ناپاک ہے ۔کیا اس صورت میں واشنگ مشین میں رکھے کپڑے اور واشنگ مشین کا پانی ناپاک ہو جائے گا۔سائل غلام حضرت علی شیرانی راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

ناپاکی کی حالت میں عورت گھر کے کام کاج کرسکتی ہے خواہ واشنگ مشین میں کپڑا دھونی ہو تو کپڑا اور پانی ناپاک نہیں ہوگا۔شرح معانی الآثار میں ہے:

المؤمن لا ینجس ۔
ترجمہ: مؤمن ناپاک نہیں ہوتا ہے ۔ (صفحہ 5)

مسلم شریف میں ہے:

عن عائشة قالت امرنی رسول الله صلی الله علیه وسلم انا اناوله الخمرة من المسجد قالت فقلت إنی حائض فقال إن حیضتك لیست فی یدك ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ مسجد سے آپ کو جانماز اٹھادوں، میں نے عرض کیا میں حائضہ ہوں، آپ نے فرمایا تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں تو نہیں ہے ۔

(ج 1 کتاب الحیض باب جواز الحائض راس زوجها الاخر صفحه 65)

شرح مسلم شریف میں ہے:

ناپاک نجس العین نہیں ہے، وہ کھانا پکا سکتی ہے، گھر کے کام کاج کر سکتی ہے اور جسم کو چھو سکتی ہے۔ (ملخصا ج1 صفحہ 1000)

مذکورہ بالا احادیث اور محدثین کی عبارتوں سے ظاہر ہے کہ عورت کے اعضاء ناپاک نہیں ہوتے ہیں اور عورت کی حیض ونفاس کی نجاست نجاست حکمی ہے حقیقی نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی اتر دیناجپور بنگال

۱۸ نومبر بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

حالت جنابت میں اوراد وظائف پڑھنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں کہ انسان ناپاکی کی حالت میں کیا کیا وظائف پڑھ سکتا ہے اور کون کون سے کلمات پڑھ سکتا ہے تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں۔ سائل: زاہد رضا قادری بدایوں یوپی انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جنابت کی حالت میں اوراد ووظائف ودعائیں اور اذکار پڑھنے میں کوئی حرج وممانعت نہیں ہے جیسا کہ شرح وقایہ ج1 ص116، میں ہے کہ:

وسائر الادعیۃ والاذکار لاباس بہا۔

یعنی تمام قسم کے اوراد ودعائیں اور اذکار وغیرہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(شرح وقایہ ج1ص116)

اور فتاوی عالمگیری: کتاب الطہارۃ الفصل الرابع فی احکام الحیض والنفاس والاستحاضۃ میں ہے کہ:

ویجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الاذان ونحو ذلك اھ

یعنی جنبی اور حائضہ کے لئے دعائیں پڑھنا اور اذان کا جواب دینا اور اس جیسی چیزیں جائز ہیں
(فتاوی عالمگیری ج1 ص38)
مگر اتنی بات ہے کہ وہ اذکار و اوراد اور کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھنے کے وقت وضو کرلیں کیونکہ یہ ان کے حق میں مستحب ومندوب ہے جیسا کہ درمختار مع ردالمحتار میں ہے کہ:

(و لایکرہ النظر الیہ) ای القرآن (لجنب و حائض و نفساء) لان الجنابة لاتحل العین مالا تکرہ (ادعیة) ای تحریما ، و الا فالوضوء لمطلق الذکر مندوب و ترکہ خلاف الاولی وھو مرجع الکراھة التنزیھیة۔

یعنی جنبی وحیض ونفاس والی عورت کے لئے قرآن مجید کو دیکھنے میں کوئی کراہت نہیں کیونکہ جنابت و ناپاکی آنکھ میں سرایت نہیں کرتی و نیز دعاؤں کا پڑھنا مکروہ تحریمی نہیں ہے البتہ مطلق ذکر کے لئے وضو کرلینا مستحب ہے اور بے وضو پڑھنا خلاف اولی اور مکروہ تنزیہی ہے۔
(درمختار مع الردالمحتار ج1 ص122)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۱۹ فروری بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

کونڈے کی فاتحہ کتنی رجب کو افضل ہے اور اس کے لئے مٹی کا برتن ہونا ضروری ہے یا نہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ
(۱) کونڈے کی فاتحہ کتنی رجب کو کرنا افضل ہے؟

(۲) کونڈے کی فاتحہ کے لئے مٹی کا برتن ضروری ہے یا نہیں؟

(۳) کونڈے کے فاتحہ کی چیز باہر لے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ ان سوال کے جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد ساجد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

(۱) کونڈے کی فاتحہ کتنی رجب کو کرنا افضل ہے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی فاتحہ کسی بھی تاریخ کو کر سکتے ہیں لیکن افضل یہ ہے کہ 15 / رجب کو کریں کہ حضرت کے وصال کی تاریخ پندرہ رجب ہے جیسا کہ فتاوی فقیہ ملت میں ہے کہ:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نیاز 15 / رجب کو کریں کہ حضرت کا وصال 15 / رجب ہی کو ہوا ہے نہ کہ 22 / رجب کو۔

(فتاوی فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 265، مراۃ الاسرار صفحہ 213، سوانح بارہ امام صفحہ 125)

مذکورہ کتابوں کے مذکورہ صفحہ پر آپ دیکھ سکتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے وصال کی تاریخ 15 / رجب لکھی ہوئی ہے۔

شواھد النبوۃ اور مراۃ الکونین میں بھی وصال کی یہی تاریخ درج ہے۔ لہذا افضل یہی ہے کہ کونڈے کی نیاز 15 / رجب کریں۔

22 / رجب کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا ہے تو شیعہ اس تاریخ میں حضرت امیر معاویہ کے وصال کی خوشی میں عید مناتے ہیں اور از راہ فریب اسے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نیاز کہتے ہیں۔ لہذا سنی حضرات پر لازم ہے کہ وہ شیعوں کی موافقت سے دور رہیں۔ 22 / رجب کو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نیاز ہرگز نہ کریں۔ بلکہ 15 / رجب کو حضرت کا وصال ہوا تھا۔

(۲) کونڈے کی فاتحہ کے لئے مٹی کا برتن ہونا ضروری نہیں جیسا کہ حضور صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فتاوی امجدیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

ایصال ثواب جائز ہے مٹی کے برتن میں ہو یا تانبے کے برتن میں۔

(فتاوی امجدیہ جلد 4 صفحہ 177)

نیز فرماتے ہیں کہ سونے چاندی کے علاوہ ہر قسم کے برتن کا استعمال جائز ہے۔

(بہار شریعت حصہ 16 صفحہ 35، قادری کتاب گھر)

حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

فاتحہ ہر کونڈے پر اور ہر برتن میں ہو جائے گی اگر صرف زیادہ صفائی کے لئے نئے کونڈ منگا لیں تو حرج نہیں۔ (اسلامی زندگی صفحہ 75، مکتبۃ المدینہ)

(۳) کونڈے کے فاتحہ کی چیز باہر لے جاسکتے ہیں صورت مسئولہ میں مذکورہ پابندی لگانا نری جہالت ہے جیسا کہ شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی عبد المصطفی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

کونڈوں کی فاتحہ میں جاہلوں کا یہ فعل مذموم اور نری جہالت ہے کہ جہاں کونڈوں کی فاتحہ ہوتی ہے وہیں کھلاتے ہیں وہاں سے ہٹنے نہیں دیتے یہ پابندی غلط اور بیجا ہے۔

(جنتی زیور صفحہ 474، مکتبۃ المدینہ)

مذکورہ پابندی کے تحت حضرت علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: لوگوں نے یہ شرط لگالی کہ وہیں بیٹھ کر کھالیں باہر نہ لے جائیں۔ اس شرط کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں، وہاں بھی کھا سکتے ہیں اور باہر بھی لے جاسکتے ہیں۔ (وقار الفتاوی جلد 1 صفحہ 202)

حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: دوسری فاتحہ کے کھانوں کی طرح اس کو بھی باہر بھیجا جاسکتا ہے۔ (اسلامی زندگی صفحہ 75، مکتبۃ المدینہ)

فقیہ اعظم ہند مصنف بہار شریعت حضور صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فتاوی امجدیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

(لوگوں کا) یہ خیال کہ اپنی جگہ سے کونڈا اٹھایا نہ جائے جہالت ہے انہیں سمجھایا جائے بلکہ قول و عمل سے عوام کو بتایا جائے اور ان پر ظاہر کیا جائے کہ اس جگہ سے ہٹانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ تعالی اعلم (فتاوی امجدیہ جلد 4 صفحہ 134)

کتبـــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

رفع یدین نہ کرنا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت/سنیوں کا عمل سرکار کی سنت کے مطابق ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
ہم کو وہ حدیث چاہئے جس حدیث میں حضور اکرم نے فرمایا اب رفع الیدین مت کرو یعنی جس میں منع کیا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رفع الیدین مت کرو وہ حدیث پیش کر کے شکریہ کا موقع دیں۔سائل ناچیز محمد مشرف رضا رضوی پورنوی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

رفع یدین کرنا منع ہے اور اسکی ممانعت احادیث مبارکہ واقوال فقہا سے ثابت جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:

عن علقمة قال قال عبد الله بن مسعود الا اصلی بکم صلاۃ رسول الله صلی الله علیه وسلم فصلی فلم یرفع یدیه الا فی اول مرۃ۔
قال ابو عیسیٰ حدیث بن مسعود حسن وبه یقول غیر واحد من اهل العلم من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم والتابعین۔

حضرت علقمہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہارے

سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھوں پس آپ نے نماز پڑھی اور صرف شروع نماز میں اپنے ہاتھوں کو اٹھایا۔

امام ترمذی نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث حسن ہے اور بہت سے علمائے صحابہ اور تابعین یہی فرماتے ہیں کہ شروع نماز کے علاوہ رفع یدین نہ کیا جائے۔

(ترمذی شریف جلد اول صفحہ ۳۵)

کتاب الصلاۃ باب ماجاء ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یرفع الا فی اول مرۃ

حدیث نمبر

عن البراء بن عازب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر لافتتاح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یکون ابھاماہ قریبا من شحمتی اذنیہ ثم لا یعود۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرمانے کے لئے تکبیر کہتے تو اپنے دست مبارک کو اٹھاتے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انگوٹھے کان کے لو کے قریب ہو جاتے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخر تک رفع یدین نہ فرماتے۔

(طحاوی صفحہ ۱۱۰)

عن مجاھد قال صلیت خلف بن عمر فلم یکنیر فعیدیہ الا فی التکبیرۃ الاولی من الصلوٰۃ

حضرت مجاہد نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی تو آپ صرف تکبیر اولیٰ میں رفع یدین کرتے تھے۔

(طحاوی صفحہ ۱۱۰، شرح معانی الآثار کتاب الصلاۃ)

ان احادیث مبارکہ سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر فاروق و حضرت عبداللہ بن مسعود و حضرت ابن عمر و صحابہ و تابعین کے جلیل القدر علماء صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے پھر آخر نماز تک رفع یدین نہیں کرتے تھے اور جو روایتوں میں قبل رکوع اور بعد رفع یدین ثابت ہے وہ حکم پہلے تھا بعد میں منسوخ ہو گیا جیسا کہ عینی شارح بخاری نے حضرت عبداللہ بن زبیر

سے روایت کی ہے۔

ان رای رجلا رفع یدیه فی الصلوٰۃ عند الرکوع وعند رفع راسه من الرکوع فقال له لا تفعل فانه شئ فعله رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم ترکه

یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ ایسا نہ کرو اس لئے کہ یہ ایسی چیز ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کیا تھا پھر بعد میں چھوڑ دیئے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد چہارم صفحہ ۳۸۰)

مذکورہ حوالاجات سے واضح ہوتا ہیکہ ابتدائے اسلام میں رفع یدین جائز تھا اب منسوخ ہے۔

کتبـــــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

سنی امام کا روزی روٹی کے لئے وہابیوں کے بیچ میں پڑھانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال یہ ہے کہ زید ایک سنی امام ہے سنی مسجد میں امامت کرتا تھا اس کی جگہ چھوٹ گئی زید کو جگہ بھی نہیں ملی اتنے میں زید کے پاس امامت کے لئے ایک جگہ سے فون آیا جو وہابی دیوبندی کی مسجد ہے زید اہلسنت والجماعت سے تعلق رکھنے والا جو وہابی دیوبندی کی مسجد میں امامت کرنے جائے اور اس مسجد کے لوگ 100 میں سے 20 پرسنٹ سنی اور 80 اسی پرسنٹ وہابی دیوبندی ہے زید اور دوسرے نمازی تکبیر کے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں نام محمد پر انگوٹھے نہیں چومتے زید پہلے برکاتی ٹوپی لگاتا تھا اب ٹوپی چینج کر دیا لباس چینج کر دیا زید جو پہلے سنی عقیدے پر عمل کرتا تھا آج وہابی دیوبندی کے طریقے پر عمل کرتا ہے ان کاموں کو کرنے سے کیا زید کا ایمان وعقیدہ سلامت رہے گا یا نہیں ان سوال کا جواب حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل محمد شفیع انور رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

مذکورہ معزول امام اپنے خورد ونوش کے واسطے ایسی جگہ امامت کی ذمہ داری انجام دینا چاہتا ہے جہاں پر اسی 80 / پرسنٹ بدمذہبوں کا غلبہ ہے اور سنیوں کے لباس تشخص کو بدل چکا ہے ظاہر سی بات ہے کہ اس پیش امام کو اب اپنا عقیدہ بدلنے میں کیا دیر لگے گی اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ وحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آخرت پر پختہ یقین رکھتا ہے وہ ان لوگوں سے قطعی یارانہ نہ رکھے گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔　　(پارہ ۲۸ سورۃ المجادلہ)

ترجمہ:۔تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انھیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔　　(کنزالایمان)

وہابیہ دیابنہ وغیرھم اپنے باطل عقائد اور اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے سبب دین اسلام سے نکلے ہوئے ہیں لہٰذا ان کے درمیان نماز پڑھانے کی ذمہ داری انجام دینا جائز نہیں مذکورہ امام کو معلوم ہو کہ جس خدا نے پیدا کیا ہے وہی روزی بھی دے گا اللہ تعالیٰ پر پختہ یقین رکھے اور جگہ کی تلاش وجستجو کرتا رہے۔

رب قدیر جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شئی

قد ا (پارہ28سورہ طلاق)
اس کا یہ کہنا کہ اس کی یہ مجبوری ہے یہ شرعاً قابل قبول نہیں حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:
جو شخص کہ اللہ و رسول کے دشمنوں کے ساتھ نشت و برخاست رکھتا ہے اور ان کے یہاں کھاتا پیتا ہے ایسا شخص بغیر غسل اور وضو کے نماز بھی پڑھا سکتا ہے اور زید کا یہ کہنا کہ میں اپنی مجبوریوں کی وجہ سے ان کے یہاں کھاتا پیتا ہوتو وہ مجبوریاں کیا ہیں جو لوگ کہ اس کے ماں باپ کی شان میں گستاخیاں کریں اور ان کو گالیاں دیں کیا ان مجبوریوں کی وجہ سے ایسے لوگوں کے ساتھ وہ نشت و برخاست رکھے گا اور ان کے یہاں کھائے پیئے گا اگر نہیں تو پھر اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ وہ نشت و برخاست اور ان کے یہاں کھانا پینا کیونکر گوارہ کرتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم
(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ نمبر 331)

کتبـــــہ
محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

آمین کے بعد پھر ”ثم آمین“ کیوں بولتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
حضور میرا سوال یہ ہے کہ ہم لوگ دعا میں آمین بولتے ہیں ٹھیک ہے لیکن ثم آمین کیوں بولتے ہیں اس سے کیا مراد ہے؟ اس کا جواب ارسال فرمائیں آپ کی بہت مہربانی ہوگی۔ سائل محمد اسحاق ممبئ
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الجواب بعونہ تعالی
دعا کے ساتھ آمین کی تکرار بہتر ہے آمین کا معنی ہے اللھم استجب لی یعنی اے اللہ! میری دعا قبول فرمایا ایسا ہی فرمادے۔
سرکار اعلی حضرت کے والد ماجد امام المحققین خاتم المدققین حضور محمد نقی علی خان حنفی قادری علیہ

الرحمہ اپنی کتاب احسن الوعا الاداب الدعاء المعروف فضائل دعا "میں آداب دعا کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ: دعا میں تکرار چاہئے۔

اس عبارت کے تحت سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: تکرار سوال میں طلب صادق اور کمال ضرورت پر دلالت کرتی ہے اور یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان ہے کہ بندے کے بار بار مانگنے سؤال کرنے سے ملال نہیں فرماتا بلکہ نہ مانگنے پر غضب فرماتا ہے بخلاف عام انسانوں کے کہ بار بار مانگنے پے درپے سؤالات اور سائلوں کی بھیڑ بھاڑ سے اکتا اور گھبرا جاتے ہیں تنگ دل ہو جاتے ہیں مگر خدائے بصیر وقدیر کی شان عالی یہ ہے کہ اگر کوئی نہ مانگے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے۔

اور دعا کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ :

عدد طاق ہو کہ اللہ وتر (بے جوڑ) ہے وتر کو پسند رکھتا ہے پانچ بہتر ہے اور سات کا عدد اللہ عزوجل کو نہایت محبوب اور اقل (کم از کم) تین مرتبہ ہے اس سے کم نہ مانگے۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

بندہ دعا کرتا ہے پروردگار قبول نہیں فرماتا پھر دعا کرتا ہے پھر قبول نہیں فرماتا پھر دعا کرتا ہے اس وقت پروردگار تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو میرے بندے نے غیر کو چھوڑ کر میری طرف رجوع کی ہے میں نے اس کی دعا قبول فرمائی اور اللھم آمین ثم آمین یعنی اے اللہ قبول فرما پھر عرض ہے کہ قبول فرما۔

اس لئے اس میں کوئی شرعی خرابی نہیں بلکہ آمین میں تکرار بہتر اور اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے کیوں نہ ہو کہ اس سے بندے محتاجی اور بےکسی اور بےبسی اور سچی و پکی طلب کا اظہار اور خدائے ذوالجلال والاکرام کی شان بے نیازی رحیمی و کریمی اور فضل عمیم کا اظہار ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ
محمد جعفر علی صدیقی سانگلی مہاراشٹر

کیا عورتیں بلند آواز سے اسم جلالت کا ورد کر سکتی ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
کیا عورتوں کا محفل میں اللہ اللہ کا ذکر کرنا یعنی جس طرح مرد حضرات مسجد میں بآواز بلند ذکر کرتے ہیں اس طرح کرنا عورتوں کے لیئے کیسا ہے براے کرم جواب سے نوازیں۔سائلہ شبنم برکاتی کرناٹکا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اگر عورتیں بلند آواز سے ذکر اس طرح کریں کہ انکی آواز کوئی نامحرم نہ سن سکے تو ایسی صورت میں ضرب اللہ ھو میں کوئی قباحت نہیں بلکہ مستحسن ہے ہاں اگر آواز غیر محرموں تک جائے گی تو کسی طرح بھی درست نہیں بلکہ ناجائز وحرام ہے کیونکہ عورت کی آواز بھی عورت ہوتی ہے جس کا اجنبی شخص کے کانوں تک پہونچنے سے روکنا واجب ہے جیسا کہ فتاویٰ کی متعدد کتابوں میں مذکور ہے ہاں اگر ضرورت ہو اور اندشیہ فتنہ بھی نہ خلوت بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں پردے کے اندر سے بعض نامحرم کو سنانا بھی جائز ہے۔واللہ تعالی اعلم

(کما قال امام اھل السنۃ الجماعۃ قدس سرہ القدسی فی الفتاوی الرضویۃ ج ۱۰ قسط آخر ص ۱۶۱ مکتبہ رضا ایوان ۔ھکذا قال عبد المنان الاعظمی علیہ الرحمتہ فی فتاوی بحر العلوم فی الجزء الاول ص ۳۸۶)

کتبـــــہ
محمد مشاہد رضا حشمتی رام پوریکمری

والدین اور اولاد کو اپنے اپنے حقوق کا خیال رکھنا لازم ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
حضرت ایک سوال ہے سوال یہ ہے کہ ایک لڑکا ہے جس نے اپنی مرضی سے شادی نہیں کی بلکہ

اس کے ماں باپ نے اپنی مرضی سے شادی کی ہے اب وہ لڑ کا اپنے ماں باپ سے ناراض رہتا ہے اب اس حالت میں کیا لڑکے کی عبادت قبول ہوگی یا نہیں جواب عنایت فرمائیں حضرت بڑی مہربانی ہوگی آپ کی۔سائل محمد معراج قادری نانپارہ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

والدین کو بھی اپنے اوپر جو حقوق ہیں ان سے واقفیت حاصل کرنا لازمی ہے تاکہ اولاد کی حق تلفی سے محفوظ رہ کر خود اولاد اور پروردگار عالم کی ناراضگی سے بچا سکے اولاد کے بالغ ہوجانے کے بعد ان کی مرضی کے خلاف رشتہ کرنا اور اس کے لئے دباؤ ڈالنا زیادتی ہے، جب کہ اس کی پسندیدہ لڑکی میں از روئے شرع کوئی نقص موجود نہ ہو، ایسا کرنے والے کو چاہیے کہ اپنے اس فعل قبیح سے باز آجائیں اور اگر کر چکے ہیں تو اپنے بچوں سے معافی کے خواستگار ہوں کیونکہ انہوں نے اپنے بچوں کی حق تلفی کی، جس چیز کا شریعت نے حق دیا اسے انہوں نے چھین لیا، لہٰذا والدین کو بھی چاہیے کہ توبہ واستغفار کرے اور اولاد سے معافی مانگ کر انہیں خوش کردیں، ان کی ناراضگی کو دور کردیں۔

اولاد کا اپنے ماں باپ سے ناراض رہنا اور اس ناراضگی کی وجہ سے والدین کے ساتھ بدخلقی سے پیش آنا بہت ہی برا نیز ناراضگی کی بنیاد پر ان کی نافرمانی کرکے ایذا رسانی گناہ کبیرہ ہے کیونکہ اللہ رب العزت صراحتاً قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓا۟ إِلَّآ إِيَّاهُ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَٰنًا

ترجمہ: اور تمہارے رب کا فیصلہ ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ احسان (حسن سلوک) کرو۔ پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۲

ایسے شخص کا کوئی بھی عمل اللہ کے یہاں مقبول نہیں ہے، نہ تو فریضہ اور نہ ہی نوافل۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

ثلاثةٌ لا يقبلُ اللهُ عزَّ وجلَّ منهم صرفًا ولا عدلًا : عاقٌّ ، ومنَّانٌ ، ومُكذِّبٌ بقدَرٍ

ترجمہ: تین آدمیوں کا صرف وعدل (عمل) قبول نہیں کیا جائے گا۔ والدین کے نافرمان، احسان جتلانے والا اور تقدیر کے انکار کرنے والا کا۔ (صحیح الترغیب: ۲۵۱۳)

لیکن اگر اگر نافرمانِ والدین اپنے گزشتہ گناہوں پر ندامت کے ساتھ استغفار کرے اور والدین سے معافی مانگ لے نیز والدین اسے معاف بھی کر دے تو اللہ رب العزت کی شان رحیمی سے یہ امید ہے کہ وہ اس کے اعمال کو مقبول فرمائے گا اور جو نیک اعمال پہلے کیے ہیں انہیں بھی قبول فرمالے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ
محمد امتیاز حسین قادری لکھنوی پی

چندے کا پیسہ جس مصرف کیلئے وصول کیا جائے اس کے غیر میں صرف کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

غوث پاک رضی اللہ عنہ کی گیارویں شریف کے نام سے چندہ کر کے گیارہویں دی جائے اور باقی جو پیسے بچ جائے کیا وہ پیسے اپنے کام میں لا سکتا ہے یا نہیں جواب عنایت فرمایں مہربانی ہو گی۔ سائل نزاکت حسین قادری پونچھ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

چندہ کا حکم ہے کہ جس مصرف کیلئے وصول کیا ہے اسی میں خرچ کرے اس کے علاوہ میں خرچ کرنے کیلئے چندہ دہندہ سے اجازت لینا ضروری ہے اگر بغیر اجازت غیر مصرف میں خرچ کر دیا تو گنہگار ہوگا اور چندہ دہندہ کے مطالبہ پر تاوان بھی دینا پڑے گا جیسا کہ فتاویٰ بحرالعلوم میں ہے:

ایک مسجد کیلئے چندہ وصول کیا مگر تنازعہ کی بنا پر وصول کیا ہوا چندہ اس مسجد میں نہیں لگا تو کیا دوسری مسجد میں لگا سکتے ہیں کہ نہیں اس کے جواب میں حضور بحرالعلوم ارشاد فرماتے ہیں چندہ چندہ دینے والوں کی ملک ہوتا ہے اگر تمام لوگ جنھوں نے چندہ دیا اس پر راضی ہوں کہ دوسری جگہ میں لگا یا جائے تو وہ چندہ دوسری مسجد میں لگانا جائز ہوگا۔ (فتاویٰ بحرالعلوم ج ۲ ص ۲۲۱)

اس لئے گیارہویں کے خرچ کے بعد جو رقم بچی ہے اس پر حق چندہ دہندہ کا ہے بغیر ان کی

اجازت کے نہ تو اپنی ذات پر خرچ کر سکتے ہیں نہ کسی دوسرے مصرف میں استعمال کر سکتے ہیں۔ واللہ اعلم

کتبـــــہ

محمد رضا امجدی

۲۱ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

کیا ہر جائز دعا قبول ہوتی ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ میں کہ مسلمانوں نے کسی کام کے فتح کی دعا مانگتا ہے جو قبول نہیں ہوتی ہے کیوں جیسا کہ الیکشن وغیرہ۔ سائل محمد عبد الغفار خاں نوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

بیشک یقیناً اللہ تعالی دعائیں قبول فرماتا ہے اور مشاہدہ وتجربہ بھی موجود ہے آیت مبارکہ:

ادۡعُونِیۡۤ أَسۡتَجِبۡ لَكُمۡ

یعنی دعا مانگوں میں قبول کرونگا. اس میں اُدعونِی تم مجھ سے دعا مانگوں یہ دعا مانگنے کا حکم ہے، أَسۡتَجِبۡ لَكُمۡ میں قبول کرونگا اس میں کب قبول کرونگا فوراً یا بعد کوئی قید نہیں ہے.

(پارہ ۲۴ سورۃ المؤمن)

بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے اور اسے کوئی مجبور نہیں کرسکتا۔

اِنَّهٗ يَفۡعَلُ مَا يشآءُ لَا مُکۡرِہَ لَهٗ

یعنی بیشک اللہ تعالی جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اُسے کوئی مجبور نہیں کرسکتا پھر بھی اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اپنے بندے کی دُعائیں قبول فرما کر قبولیت کے وعدے کو پورا کرتا ہے۔

مطلب یہ کہ دعا کی قبولیت بہرصورت ہوتی ہے یہ قبولیت اس بات میں منحصر نہیں ہے کہ بندے کا عین مقصود حاصل ہو یا وقت معین پر حاصل ہو اور اللہ تعالی نے یہ وعدہ جو کیا ہے کہ میں دعا قبول

کرتا ہوں تو اس سے مطلق قبولیت دعا مراد ہے. یہ مراد نہیں کہ بندہ جو چیز مانگ رہا ہوتا ہے وہی اس کو مل جائے یا اسی وقت اُسے مل جائے۔

دعا قبول ہونے کی تین صورتیں ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

بندہ جب بھی دعا کرتا ہے تو اسے تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور حاصل ہوتا اس کا مطلوب یعنی جو چیز مانگ رہا ہے اس دنیا میں اسے جلدی مل جاتا ہے اُس دعا کی برکت سے کسی اور تکلیف و برائی کو اس سے دور کر دیتا ہے یا ایسی ہی کوئی اور چیز دعا کے بدلے اسے دے دیتا ہے۔

مثلاً کسی کے یہاں چوری ہونی تھی اس نے اللہ تعالی سے دعا مانگی کہ خُدایا مجھے 1000 روپیہ عطا کر تو اس کی دعا قبول ہوگئی مگر اسے 1000 نہ ملیں مگر اس کے گھر سے یا پاکیٹ سے اتنی روپیہ کی چوری ٹل گئی بہر حال دعا رائیگاں نہیں گئی۔

▪ اس کا مطلوب یعنی اس کی دعا کو اس کے لئے آخرت کے جہاں میں ذخیرہ بنا دیتا ہے. اس دن اللہ تعالی فرمائے گا کہ تم نے مجھ سے فلاں دعا مانگی تھی میں نے عطا نہیں کیا اس کے بدلے آج مجھ سے مانگو میں عطا کرونگا۔

مشکوۃ شریف میں ہے کہ:

تین آدمی کی دعا رد نہیں ہوتی روزہ دار کی دعا جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اس وقت جو دعا کرتا ہے قبول ہوتی ہے، عدل وانصاف کرنے والا حاکم، مظلوم کی دعا۔

اس تینوں میں پہلا اور دوسرا کی دعا رد نہ ہونے کا ذکر ہے لیکن یہ ذکر نہیں ہے عین مقصود اسی وقت جائے یا فلاں وقت مل جائے تیسری دعا کے بارے میں اسی حدیث شریف کی آخر میں وَلَوْ بَعْدَ حِین آیا ہوا ہے۔

مراۃ المناجیح جلد سوم صفحہ 300 پر ہے:

حین عربی میں مطلقا وقت کو کہتے ہیں مگر اکثر کم سے کم چھ ماہ اور زیادہ چالس سال پر بولتے ہیں مطلب یہ ہے کہ مظلوم کی دعا چھ ماہ سے چالیس سال کے اندر میں قبول ہوتی ہے. اس سے پتا چلا دعا فوراً قبول ہو یہ ضروری نہیں ہے۔

حضرت موسی و ہارون علیہما السلام کی دعا خدایا فرعون کو ہلاک کر دے 40 سال کے بعد قبول ہوئی۔ اگر دعا قبول ہونے میں دیر ہو تو اُداس نہ ہوں حدیث میں آیا ہے بندہ دعا کرتا ہے اور اللہ تعالی اسے دوست رکھتا ہے تو اللہ تعالی حضرت جبرائیل سے فرماتا ہے اس کی دعا قبولیت میں دیر کرا اور اس کی

حالت میں توقف کر کیونکہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں اپنے بندے کی آواز سنتا رہوں اور کبھی ایک بندہ دعا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنا دشمن جان رہا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل سے فرماتا ہے کہ اس کی حاجت جلد پوری کر کیونکہ میں اس کی آواز سننا نہیں چاہتا۔

حضرت شیخ ابن عطاء اللہ اسکندری شاذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگنے کے وقت قبولیت میں دیر ہونے اور دعا مانگنے پر جلد نہ ملنے سے تجھ میں مایوسی اور ناامیدی نہ پیدہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس مانگی ہوئی چیز کے لئے تیری دعا قبول کرنے میں تیرا ضامن ہو چکا ہے جو اس نے تیرے لئے اختیار کی ہے تیرا مقصد دعا مانگنا ہے جو ایک اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے اس پر ثواب حاصل ہوتا ہے۔ یہی دعا اور تضرع وزاری دعا سے اصل مقصد ہے۔ دعا کا قبول ہو جانا نفس کا حصہ ہے۔

یحییٰ بن سعید نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کی دیدار سے خواب میں مشرف ہوا تو میں نے عرض کیا الٰہی میں نے تجھ سے کتنی دعا کی لیکن تو قبول نہیں فرماتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یحییٰ ہم کو تیری آواز پسند ہے۔ ارشاد الٰہی اُدعُونی میں دعا مانگنے کا حکم ہے اور أَستَجِبْ لَكُمْ میں دعا قبول کرنے کا وعدہ ہے یعنی میں دعا کرنے والوں کی دعا قبول کرتا ہوں اولاً اگر میری مشیت ہو دوسری صورت یہ ہے کہ جب وہ دعا تقدیر کے موافق ہو، تیسرا جب وہ ناممکن کا سوال نہ کرے، چوتھا جب دعا کا قبول کرنا اس کے حق میں بہتر ہو۔

گویا کہ آیت میں صرف دعا کی اجازت مذکور ہے مراد کا دینا اور حاجت کا پورا کرنا مذکور نہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔

تین چیزوں میں سے ایک چیز عطا فرما دیتا ہے یا تو اس کا مقصد، مراد، حاجت فوراً دنیا میں پورا کر دیتا ہے ہاں آخرت میں جمع کر دیتا ہے یا کسی آنے والی برائی یا بیمار یا قرض یا تکلیف یا مصیبت و بلا وآفت سے اس کو بچا لیتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد ثناء اللہ خاں ثناء القادری مرپا شریف

پھانسی کا وقت فجر کے بعد کیوں؟ کون سی چیز ہے جو پاس ہو تو نکاح نہیں اور نہ ہو تو جنازہ نہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
پھانسی کا وقت فجر کے بعد اور سورج نکلنے سے پہلے کیوں مقرر کیا گیا ہے؟ وہ کون سی چیز ہے جو آپ کے پاس نہ ہو تو نکاح نہیں ہوسکتا اور ہو تو جنازہ نہیں ہوسکتا؟ المستفتی: نور جمال رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اس کے کئی وجوہات ہوسکتے ہیں:

(۱) امم سابقہ پر جب اللہ تعالی کا عذاب نازل ہوا کرتا تھا تو عموماً صبح کا وقت ہوتا تھا جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب کا وقت فرشتوں نے صبح کا بتایا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اِنَّ مَوۡعِدَهُمُ الصُّبۡحُ اَلَيۡسَ الصُّبۡحُ بِقَرِيۡبٍ ۱ھ

(پ 12 سورہ هود آیت 81)

لہذا پھانسی بھی ایک عذاب ہے اس کی مناسبت سے صبح کا وقت مقرر کیا ہو مجرم کے لئے صبح کا وقت مقرر کیا تا کہ وہ ساری رات اللہ تعالی کی بارگاہ میں اپنے کیے پر توبہ کرلے اور فجر کی نماز پڑھ کر اپنے جرم کو تسلیم کرتے ہوئے موت کو گلے لگالے۔

صبح کے وقت انسان کہ اعضاء تر وتازہ ہوتے ہیں جس سے پھانسی کے وقت تکلیف کم ہوتی ہے جبکہ دن کے وقت اعضاء سخت ہوتے ہیں اور مجرم کو زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ اسی لئے پھانسی دینے کے لئے صبح کے وقت کو ترجیح دی جاتی ہے۔ علی الصبح پھانسی دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ پھانسی دیے جانے کی خبر کا اثر معاشرے پر منفی انداز میں پڑتا ہے۔

لہذا معاشرے میں موجود افراد کو کوئی صدمہ نہ پہنچے اس لئے پھانسی دینے کا وقت ایسا مقرر کیا گیا ہے جب سب لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔

(۲) روح ایک ایسی چیز ہے جب انسان میں موجود ہو تو وہ زندہ تصور کیا جاتا ہے اور جب روح نکل جائے تو مردہ۔ اور نکاح زندہ انسان کا ہوتا ہے اور جنازہ مردہ انسان کا، تو واضح ہوگیا اگر روح جسم

میں موجود نہیں تو نکاح نہیں ہوسکتا کیونکہ نکاح زندوں کا ہوتا ہے مردوں کا نہیں اور اگر روح موجود ہے تو جنازہ نہیں کیونکہ جنازہ مردوں کا ہوتا ہے زندہ کا نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

آب زمزم کسی کافر کو دینا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا آب زم زم کافر کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب مطلوب ہے۔ سائل عبد الطیف قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

زم زم اور جو کھجور معتمر یا حاجی حرمین شریفین سے لاتے ہیں وہ ہمارے یہاں متبرک سمجھے جاتے ہیں اور غیر مسلم ان متبرک اشیاء کے اہل نہیں اس لئے انہیں نہیں دے سکتے جیسا کہ قربانی کا گوشت اسی وجہ سے کفار کو نہیں دے سکتے۔

اعلیحضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ:
یہاں کے کافروں کو گوشت دینا جائز نہیں وہ خاص مسلمانوں کا حق ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَ الطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ
یعنی طیب چیزیں طیب لوگوں کے لئے اور طیب لوگ طیب چیزوں کے لئے۔ واللہ اعلم

(پ18 سورہ نور آیت 26، فتاوی رضویہ، کتاب الاضحیۃ ج20 ص 457)

کتبــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

نئے سال کی مبارک باد پیش کرنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید محرم الحرام میں نئے سال کی ابتدا ہونے پر لوگوں کو مبارکباد پیش کرتا ہے بکر کہتا ہے یہ درست نہیں ہے یہ غم کا مہینہ ہے سب کو غم منانا چاہیئے قرآن وحدیث سے مفصل جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

سائل محمد اشہار اختر برکاتی فتحپوری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

بکر کا قول غلط ہے کیونکہ محرم الحرام سوگ وغم منانے کا مہینہ نہیں ہے بلکہ اگر کوئی اس مہینے میں سوگ منانے کی نیت سے سبز وسیاہ کپڑے بھی پہنے تو جائز نہیں، جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے:

محرم میں سبز اور سیاہ کپڑے علامت سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، کتاب الحظر، جلد ۲۳، صفحہ ۷۵۰)

لہٰذا ثابت ہوگیا کہ محرم الحرام کو غم وسوگ کا مہینہ ماننا جہالت ہے اس سے گریز کرنا لازمی ہے نیز زید کو نئے سال پر بطور لہو لعب مبارک باد پیش کرنے میں پہل کرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ ماہ و سال کا گزر جانا کسی خوشی کی بات نہیں ہے جس پر مبارکباد دیا جائے بلکہ ہمیں تو اس پر غور وفکر کرنا چاہیے کہ ہم نے اپنی زندگی کیسے گزاری اپنے نفس کا محاسبہ کریں کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے:

حاسِبوا أنفسَکم قبل أن تحاسبوا

لہٰذا نیا سال آنے پر امت مسلمہ کو تو یہ زیبا دیتا ہے کہ اپنے گزشتہ سال پر غور وفکر کرے اور آئندہ نیکی کرنے کے لیے اپنی زندگی کو وقف کر دے لیکن اگر کوئی اس نیت سے مبارک باد پیش کرے کہ اس نئے سال ہمیں توبہ اور نیک عمل کمانے کا مزید موقع میسر آسکتا ہے۔ یہ مبارکباد خوشی اور اللہ تعالیٰ کے شکر کا

اظہار ہو ایسوں کے مبارک باد قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کا جواب بھی دینے میں کوئی قباحت نہیں۔

حضرت عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کی روایت جسے امام طبرانی نے الاوسط میں درج کیا اس میں وہ فرماتے ہیں کہ:

كان أصحاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم يتعلمون هذا الدعاء إذا دخلت السنة أو الشهر: اللهم أدخله علينا بالأمن والإيمان، والسلامة و الإسلام، ورضوان من الرحمن، وجواز من الشيطان.

نئے سال یا مہینے کی آمد پہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایک دوسرے کو یہ دعا سکھاتے تھے: اے اللہ! ہمیں اس میں امن، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ داخل فرما۔ شیطان کے حملوں سے بچا اور رحمن کی رضامندی عطاء فرما۔ (الطبرانی، الأوسط: ۶۲۴۱)

حاصل کلام یہ ہے کہ نئے سال پر مبارک باد پیش کرنے کو اپنے لازم وضروری گمان کر کے اسے پیش نہ کیا جائے لیکن اگر کوئی پہل کر دے تو اس کے جواب میں کل عام و انت بخیر یا آپ کو بھی مبارک ہو وغیرہ کے الفاظ کہنے میں کوئی قباحت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد امتیاز حسین قادری

جشن عید میلاد النبی کے موقع پر پٹا کھے فوڑ نا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خوشی میں جلوس میں پٹاکھے چھوڑنا جائز ہے یا ناجائز تمام مفتیان کرام توجہ فرمائیں اور باحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل: نظام اختری

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجواب بعونہ تعالی

پٹاخے، پھول جھڑی، آتش بازی عندالشرع ناجائز وحرام ہے چاہے جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر ہو یا اور کسی دوسرے جلوس وخوشی کے موقع پر میں آتش بازی میں تضیع مال ہے جو کہ ناجائز وحرام ہے۔

جیسا کہ سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

آتش بازی جس طرح شادیوں اور شب برأت میں رائج ہے بیش حرام اور پورا جرم ہے کہ اس میں تضیع مال ہے۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کے بھائی فرمایا ارشادِ باری تعالی ہے کہ:

ان المبذرین کانوا اخوان الشیٰطین

یعنی فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

(پ 15 سورہ بنی اسرائیل آیت 27، فتاوی رضویہ، جلد ۲۳، صفحہ ۲۷۹، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

لہٰذا مذکورہ باتوں سے واضح ہوا کہ ربیع الاول کے موقع پر اچھل کود کرنا اور دیگر خرافات کا ارتکاب کرتے ہوئے جلوس کے ساتھ چلنا اس کی شرعا اجازت نہیں اس سے بچنا بچانا مسلمانوں پر لازم و ضروری ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

کیا عورتیں خوشبو لگا سکتی ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مسئلے ذیل میں کہ عورتیں خوشبو لگا سکتی ہے۔ المستفتی: محمد توحید رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

عورت کو گھر سے نکلتے ہوئے ایسی خوشبو لگانا جائز نہیں ہے جو بدن سے اٹھ کر دوسروں تک پہنچ سکتی ہو اور عورت اپنے گھر کی چار دیواری میں جہاں فقط شوہر یا محارم ہوں وہاں ہر طرح کی خوشبو استعمال کر سکتی ہے۔

ہاں یہ احتیاط لازمی ہے کہ دیور اور جیٹھ اور دیگر غیر محارم تک خوشبو نہ پہنچے۔ اگر گھر میں ایسی خوشبو لگائی ہو اور ایمرجنسی میں باہر نکلنا پڑ جائے تو کپڑے بدل لے تا کہ غیر محرموں تک اس کی خوشبو نہ پہنچے حدیث شریف میں ہے کہ:

الا طیب الرجال ریح لا لون له الا و طیب النساء لون لا ریح له " قال انما حملوا قوله فی طیب النساء علی انها اذا خرجت فاما اذا کانت عند زوجها فلتطیب بما شاءت ۔

یعنی سنو! مردوں کی خوشبو وہ ہے جس میں خوشبو ہو رنگ نہ ہو سنو! اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس میں رنگ ہو خوشبو نہ ہو۔ امام سعید کہتے ہیں: میرا خیال ہے حضرت قتادہ نے کہا علماء نے عورتوں کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو اس صورت پر محمول کیا ہے جب وہ باہر نکلیں لیکن جب وہ اپنے خاوند کے پاس ہوں تو وہ جیسی خوشبو چاہیں لگائیں۔

(سنن أبي داود، کتاب اللباس باب من کراھة، الحدیث: ۴۰۴۸، ج ۴، ص ۶۸)

باہر نکلنے پر جو عورت ایسی خوشبو لگاتی ہے کہ غیر مردوں کی توجہ کا باعث بنے تو ایسی عورت کے بارے میں سخت وعید ہے جیسا کہ حضرت سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے: جب کوئی عورت خوشبو لگا کر لوگوں میں نکلتی ہے تا کہ اس کی خوشبو پائی جائے تو یہ عورت زانیہ ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(سنن النسائی ج 2 ص ۱۵۳)

کتبــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

کتاب، کبوتر اور دوسرے پرندوں کو پالنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
علماء کرام سے دریافت کرنا ہے کہ گھر میں کتا و بلی اور اور کبوتر پرندوں وغیرہ وغیرہ کو پالنا کیسا ہے رہنمائی فرمائی جاوے۔ شکریہ سائل۔ محمد حسین رضوی شیرانی آباد
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی
کتا پالنا حرام ہے جس گھر میں کتا ہو اس میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا روز اس شخص کی نیکیاں گھٹتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا صورۃ رواہ احمد والشیخان الترمذی والنساء وابن ماجہ عن ابی طلحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
یعنی فرشتے نہیں آتے اس گھر میں جس میں کتا یا تصویر ہو۔
اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
من اقتنی کلبا الا کلب مشیۃ او ضاریا نقص من عملہ کل یوم قیراطان رواہ احمد والشیخان الترمذی والنساء عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
یعنی جو کتا پالے مگر گلے کا کتا یا شکار روز اس کی نیکیوں سے دو قیراط کم ہوں (ان قیراطون کی مقدار اللہ و رسول جانیں جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تو صرف دو کتے اجازت میں رہے ایک شکار جسے کھانے یا دوا وغیرہ منافع صحیح کے لئے شکار کی حاجت ہو نہ شکار تفریح کہ وہ خود حرام ہے۔
دوسرا وہ کتا جو گلے یا کھیتی یا گھر کی حفاظت کیلئے پالا جائے جہاں حفاظت کی سچی حاجت ہو ورنہ اگر مکان میں کچھ نہیں کہ چور لیں یا مکان محفوظ جگہ ہے کہ چور کا اندیشہ نہیں غرض جہاں یہ اپنے دل خوب جانتا ہو کہ حفاظت کا بہانہ ہے اصل میں کتے کا شوق ہے وہاں جائز نہیں آخر آس پاس کے گھر والے بھی اپنی حفاظت ضروری سمجھتے ہیں اگر کتے کی حفاظت نہ ہوتی تو بھی پالتے خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں حیلے نہ نکالے کہ وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے۔ (احکام شریعت ص:62/63)
بلی پالنا جائز ہے جبکہ اس کے کھانے پینے کا خیال رکھا جائے اور اس کو قید نہ کیا جائے نہ اس کو مارا

جائے! صحیح بخاری وغیرہ میں عبداللہ بن عمر اور صحیح ابن حبان میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے ہے۔

دخلت النار امرأة فی هرة ربطها فلم تطعمها تاکل من خشاش الارض

یعنی ایک عورت دوزخ میں گئی ایک بلی کے سبب کہ اسے باندھ رکھا تھا نہ آپ کھانا دیا نہ چھوڑا کہ زمین کے چوزے وغیرہ کھالیتی۔

ابن حبان کی حدیث میں ہے:

فهی تنهشر قبلها و دبرها

یعنی وہ بلی دوزخ میں اس عورت پر مسلط کی گئی ہے کہ اس کا آگے پیچھے دانتوں سے نوچ رہی ہے۔(احکام شریعت ص:62)

اور کبوتر (اسی طرح دوسرے پرندے) پالنا جب کہ خالی بہلانے کے لئے ہو اور کسی امر ناجائز کی طرف مودی نہ ہو جائز ہے اگر چھتوں پر چڑھ کر اڑائے کہ مسلمان عورت پر نگاہ پڑے یا انکے اڑانے کو کنکریاں پھینکے جو کسی کا شیشہ توڑیں کسی کی آنکھ پھوڑیں یا پرائے کبوتر پکڑے یا انکا دم بڑھانے اور اپنا تماشہ ہونے کے لئے دن دن بھر انہیں بھوکا اڑائے جب اترنا چاہیں نہ اترنے دے تو ایسا پالنا حرام ہے۔

درمختار میں ہے:

ویکره (یکره امسك الحمامات) ولو فی برجها (ان کان یضر بالناس بنظر او جلب (فان کان یطیرها فوق السطح مطلقا علی عورات المسلمین و یکسر زجاجات الناس برمیة تلك الحمامات عزرو منع اشد المنع فان لم یمتنع ذبحها المحتسب) و اما للاستناس فمباح باختصار

یعنی اور مکروہ ہے (مکروہ ہے بند رکھنا کبوتروں کا) اگرچہ انکے برجوں میں ہو (اگر لوگوں کو ضرر ہوتا ہو) اگر یہ ضرر بوجہ نظر کے ہو یا دوسروں کے کبوتر کھینچنے سے پس اگر چھت پر اڑاتا ہو جس سے مسلمانوں کی بے پردگی ہوتی ہو اور کبوتروں کی کنکریوں سے لوگوں کے شیشے ٹوٹتے ہوں تو اڑانے والے پر تعزیر کی جائے گی اور سختی سے منع کیا جائے گا اگر نہ رکے تو کوتوال انہیں ذبح کردے اگر اڑانے کے لئے نہ ہوں بلکہ صرف کبوتروں کے ساتھ انس کی وجہ سے تو یہ مباح ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(احکام شریعت ص:61)

کتبــــــہ
محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

عورتیں کون کون سی چوڑی پہن سکتی ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورتوں کو کون کون سی چوڑیاں پہننا جائز ہے اور کون کون سی چوڑیاں پہننا ناجائز ہے اس کا جواب جلد ارسال فرمائیں حوالہ کے ساتھ۔ المستفتی: محمد معراج احمد نظامی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

کانچ کی چوڑیوں کے متعلق حضور فقیہ ملت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ کانچ یعنی شیشہ اور پلاسٹک کی چوڑیاں پہننا اور پہن کر نماز پڑھنا صحیح و درست ہے۔

(فتاوی فقیہ ملت ج 1 ص 177)

اور امام اہلسنت حضور اعلی حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ عورتوں کو کانچ کی چوڑیاں پہننا جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے جواب تحریر فرمایا کہ جائز ہیں " لعدم المنع الشرعی " بلکہ شوہر کے لئے سنگار کی نیت سے مستحب بلکہ شوہر یا ماں باپ کا حکم ھو تو واجب۔

(فتاوی رضویہ ج 9 ص 235 نصف اول)

اس کے اور سونا چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں کے کنگن اور انگوٹھی مثلا لوہا، تانبا، پیتل، رانگا، جستہ وغیرہ عورتوں کے لئے ناجائز وحرام ہے۔

ردالمحتار میں ہے کہ:

التختم بالحدید و الصفر و النحاس و الرصاص مکروہ للرجال و

النساء ۔واللہ تعالی اعلم (ج5ص253)

کتبــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

صدقہ کا گوشت کس کو دے سکتے ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان کرام مسئلے ذیل میں کہ صدقہ کا گوشت کے بارے میں کیا حکم ہے کون کون کھاسکتا ہے ۔المستفتی: نورالھدی نوری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اگر بکرا صدقہ واجبہ کی نیت سے ذبح کیا گیا ہو جیسے بکرا صدقہ کرنے کی نذر مانی گئی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اسے غیر سادات ضرورت مند افراد کو دیا جائے صدقہ دینے والا اس سے خود نہ کھائے اور اہل و عیال کو نہ کھلائے، اگر دیگر رشتہ دار ضرورت مند ہوں اور سادات نہ ہوں تو انہیں بھی کھلانا جائز ہے ۔اور اگر صدقہ نافلہ کی نیت سے ذبح کیا جائے تو مالدار افراد کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے ۔

جیسا کہ ردالمحتار کتاب الوقف میں ہے:

لان الصدقة الواجبة لا بد ان تكون لله تعالى على الخلوص و صرفها الى من لا تجوز شهادته له فيه نفع له فلم تخلص لله تعالى ۔والله تعالى اعلم

(ردالمحتار ، کتاب الوقف، مطلب لو وقف على الاغنياء وحدهم لم يجز)

کتبــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

عصر بعد سونا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
علماء کرام کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے کیا عصر کے بعد سونے والے کو حدیث پاک میں تنبیہ کی گئی ہے۔سائل عبداللطیف قادری بائسی پورنیہ بہار
وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی
عصر کے بعد سونے سے پرہیز کریں کیونکہ اس وقت سونے سے عقل جانے کا خوف ہے جیسا کہ ابویعلیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ:
جو کوئی عصر کے بعد سوئے اور عقل جاتی رہے وہ اپنے کو ہی ملامت کرے اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ عصر کے بعد سونے سے عقل جانے کا خوف ہے۔واللہ تعالی اعلم
(بہار شریعت حصہ ۱۶ صفحہ ۲۰۶)

کتبـــــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

بیوی کی پچھلی مقام میں صحبت کرنا سخت ناجائز وحرام ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اپنی بیوی کے پیچھے کے مقام میں ذکر کرنے سے کیا نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا اور کوئی گناہ پڑتا ہے تمام مفتیان کرام توجہ فرمائیں اور باحوالہ جواب عنایت فرمائیں آپ کی بڑی مہربانی ہوگی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے گا۔سائل نظام اختری
وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

بیوی کی دبر (پچھلی شرمگاہ) میں صحبت کرنے سے نکاح تو نہیں ٹوٹتا البتہ بالقصد وارادہ بیوی کی پچھلی شرمگاہ میں صحبت کرنا سخت حرام وناجائز ہے احادیث میں اس پر مختلف وعیدیں وارد ہوئی ہیں، پس ایسی صورت میں دونوں پر صدق دل سے توبہ واستغفار لازم ہوگا۔

عن ابن عباس وأبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "ملعون من عمل عمل قوم لوط رواه رزين، وعن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "لا ينظر الله عز وجل إلى رجل أتى رجلاً أو امرأة في دبرها

(رواه الترمذي، مشكوة شريف، ص ۳۱۳)

پیچھے کے مقام میں جمع کرنا سخت ناجائز وحرام ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: بے شک اللہ تعالی اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا جو اپنی عورتوں کے پیچھے کے مقام میں جماع کرتا ہے۔ (ابن ماجہ، حدیث: ۱۹۲۳)

(حضرت خزیمہ بن ثابت سے روایت ہے کہ: حضور ﷺ نے تین مرتبہ یہ فرمایا کہ: بے شک اللہ حق بات کہنے سے حیاء نہیں فرماتا۔ تم عورتوں کے پیچھے کے مقام میں جماع نہ کرو۔ واللہ اعلم

(ابن ماجہ، حدیث: ۱۹۲۴)

کتبـــــہ

محمد اسماعیل خان امجدی

عرس کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کیا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعدہ عرض یہ ہیکہ عرس کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کیا ہے جواب عنایت کریں۔ سائل شمش الحق

میرٹھ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

عرس کی لغوی تعریف:

(۱) عرس کسی کامل بزرگ کا سالانہ فاتحہ (مختصر اردو لغت صفحہ:665)

(۲) عرس کسی بزرگ یا مرشد کی سالانہ فاتحہ کی مجلس جو تاریخ وفات پر ہو (۳) شادی کی دعوت طعام ولیمہ۔ (فیروز اللغات صفحہ 893)

(3) عرس اُس کھانے کو کہتے ہیں جو کسی بزرگ کے روز وفات سال بھر کے بعد فاتحہ دلوا کے تقسیم کرتے ہیں۔ (لغات کشوری صفحہ 317)

عرس کی اصطلاحی تعریف:

ہر سال بزرگان دین کی تاریخ وفات پر حاضر ہو کر ان کے لئے فاتحہ پڑھنا.قرآن کی تلاوت کرنا.صدقہ وخیرات کرنا.چادر پوشی وگل پاشی کرنا مسلمانوں کے نزدیک عرس کہلاتا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

دس بیبیوں کی کہانی پڑھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مسئلے ذیل میں کہ دس بیبیوں کی کہانی پڑھنا کیسا ہے؟المستفتی: قاری دانش رضا رامپوری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

دس بیویوں کی کہانی ،سولہ سیدوں کی کہانی اورشہادت نامہ اگر صحیح روایتوں پر مشتمل ہوں تو ان کا

پڑھنا اچھا ہے یوں ہی دیگر سبق آموز کہانیاں بھی اور اگر ان میں غلط اور جھوٹی روایتیں بیان کی گئی ہوں تو ان کا پڑھنا جائز نہیں البتہ ان کتابوں کے پڑھنے کی منت ماننا ضرور جہالت ہے۔

(ایسا ہی فتاوی رضویہ ج9 ص88 نصف اول)

اور فتاوی مصطفویہ ص526 پر ہے، اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ بہار شریعت حصہ 9 ص35 پر تحریر فرماتے ہیں کہ: منت مانا کرو تو نیک کام، نماز، روزہ، خیرات اور درود شریف کلمہ شریف، قرآن شریف پڑھنے، فقیروں کو کھانا دینے، کپڑا پہنانے وغیرہ کی منت مانو۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی فقیہ ملت ج2 ص96)

کتبــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

بالغ ہونے کے بعد ڈاکٹر سے ختنہ کروانا جائز نہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ بلوغ کے بعد ڈاکٹر سے ختنہ کروانا کیسا ہے مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں۔ سائل عبد الرحمن، پٹنہ، بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ڈاکٹر سے ختنہ کروانا جائز نہیں اس لئے کہ ختنہ سنت ہے اور بالغ آدمی کا ڈاکٹر یا نائی کے سامنے شرمگاہ کو کھولنا حرام ہے اور سنت کے لئے حرام کا ارتکاب جائز نہیں۔ ہاں اپنا ختنہ خود کر سکتا ہے تو کر لے یا ایسی عورت سے نکاح کرے جو خود ختنہ کر سکے ورنہ ایسے شخص کے لئے ختنہ معاف ہے۔

اعلی حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فتاوی افریقہ میں تحریر فرماتے ہیں:

جوان اپنا ختنہ کر سکے تو کر لے ورنہ ممکن ہو تو ایسی عورت سے نکاح کرے یا ایسی کنیز شرعی

خریدے جو ختنہ کر سکے یہ بھی نہ ہو سکے تو اسے معاف ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(حوالہ فتاوی فیض الرسول، جلد دوم، صفحہ نمبر 576)

کتبـــــــہ

محمد فداء المصطفی رضوی صمدی انفاسی

کسی عذر کے سبب نسبندی کروانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کی بیوی کے تین آپریشن ہو چکے ہیں ڈاکٹرس کا کہنا ہے اگر اب بچہ کیا تو زچہ بچہ دونوں کی جان جانے کا خطرہ ہے اس لئے نسبندی کرانا ضروری ہے۔ تو کیا جان بچانے کیلئے نس بندی کرنا درست ہوگا۔ اور اس حالت میں نس بندی کرانے والے امام کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں۔ نور الحسن بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اگر عورت کو استقرار حمل کی صورت میں جان جانے یا ضرر کا گمان غالب ہے تو تجربہ کار ماہر فن مسلمان سرجنوں سے اچھی طرح تحقیق کر لے اگر انسداد رحم کے علاوہ کوئی کارگر تدبیر نہ ہو تو اس کو نسبندی کرانے کی اجازت ہوگی فقہ کا مشہور قاعدہ ہے:

الضرورات تبیح المحظورات

یعنی حد درجہ کی شرعی مجبوری ممنوع چیزوں کو مباح بنا دیتی ہے۔ (الاشباہ)

اور صورت مسؤلہ میں طبیب حاذق غیر فاسق ہی کا کہنا کافی ہوگا جیسا کہ فتاوی ھندیہ میں ہے:

ویعرف ذالك الخوف اما بغلبة الظن عن امارة او تجربة او اخبار طبیب حاذق مسلم غیر ظاهر الفاسق کذا فی شرح منیة المصلی لابراهیم الحلبی

(فتاوی ھندیہ جلد اول باب رابع ص ۲۸)

اسکی ترجمانی حاشیہ فتاوی رضویہ میں یوں ہے کسی ڈاکٹر یا فاسق یا ناقص طبیب کا کہنا کافی نہیں

بلکہ تین دلائل شرعیہ سے ایک ہونا ضروری ہے: ظاہر، واضح؛ روشن علامت، صحیح تجربہ، طبیب حاذق مسلمان غیر فاسق۔ (فتاوی رضویہ جلد اول ص613)

لیکن فی زمانناطبیب حاذق غیر فاسق شاذ ہیں مگر جدید آلات طب وغیرہ کی ایجاد ایسی ہوگئی ہے کہ عوام خواص سب کا علاج کراتے اور اعتماد کرتے ہیں لھذا جدید آلات طب کی رپوٹ کافی ہونی چاہئے اور شخص مذکور نے ضرورت شدیدہ کے تحت اس فعل کو انجام دلوایا ہے **الضرورت تبیح المحظورات** کے تحت اس پر کوئی ایسا حکم شرعی نافذ نہیں ہوگا جو توبہ و استغفار لازم آئے لھذا اس امام مذکور کے پیچھے نماز پڑھنی بالکل جائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

ابو الصدف محمد صادق رضا پٹنہ بہار الھند

اولیاء اللہ بزرگان دین کا عرس منانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کچھ دیوبندی وہابی کہتے ہیں کہ کسی بھی ولی اللہ کا عرس منانا نہیں چاہیے اور ان کے مزار شریف پر نہیں جانا چاہیے حوالہ کے ساتھ جواب ارسال فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔ سائل محمد زین الدین راج گانگ پور پوکھر

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

وصال محبوب کا دن عرس کا دن ہے لہذا یہ دن عرس کہلایا عرس کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ ہر سال (اولیاء اللہ بزرگان دین کی) تاریخ وفات پر قبر کی زیارت کرنا اور قرآن خوانی وصدقات کا ثواب پہنچانا اس اصل عرس کا ثبوت حدیث پاک اور اقوال فقہاء سے ہے شامی جلد اول باب زیارت القبور میں ہے:

روی ابن ابی شیبۃ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یاتی قبورا الشھدآء باحد علی راس کل حول

ترجمہ:۔ابن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال شہداء احد کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے۔

تفسیر کبیر اور تفسیر درمنثور میں ہے:

عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه کان یاتی قبورا الشهدآء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بماصبرتم فنعم عقبی الدار والخلفآء الاربعة هکذا کانوا یفعلون

ترجمہ: حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے ثابت ہے کہ آپ ہر سال شہداء کی قبروں پر تشریف لے جاتے اور ان کو سلام فرماتے اور چاروں خلفاء بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

(جاء الحق حصہ اول باب عرس کے ثبوت میں صفحہ 319)

بدمذہبوں کے پیشوا تھانوی جی کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب اپنے فیصلہ ہفت مسئلہ میں عرس کے جواز پر بہت زور دیتے ہیں خود اپنا عمل یوں بیان فرماتے ہیں کہ:

فقیر کا مشرب اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیرو مرشد کی روح مبارک پر ایصالِ ثواب کرتا ہوں اول قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہو تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے۔ (المرجع السابق صفحہ 320)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا حنفی قادری بریلوی قدس سرہُ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ اولیائے کرام کے مزارات پر ہر سال مسلمانوں کا جمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت یا اور مجالس کرنا اور اس کا ثواب ارواحِ طیبہ کو پہنچانا جائز ہے جبکہ منکرات شرعیہ رقص ومزامیر وغیرہا سے خالی ہو۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 7 کتاب الجنائز صفحہ 351 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

اس تفصیل سے بخوبی واضح ہو گیا کہ اولیاء اللہ بزرگان دین کی تاریخ وفات میں ان کے مزار پر حاضر ہو کر یا کہیں سے بھی شرعی حدود وقیود میں رہ کر قرآن خوانی وصدقات ومجالس وغیرہ کا ان کی روح پرفتوح کو ایصال ثواب کرنا جائز ومستحسن ہے اس کارخیر سے روکنا بدمذہبوں کی جہالت وشرارت اور اولیاء اللہ بزرگان دین سے بغض وعداوت کی نشانی ہے سنیوں کو ان کے جھانسے میں نہیں آنا چاہیئے۔ واللہ اعلم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا حنفی قادری بریلوی قدس سرہُ العزیز فرماتے ہیں:

سنیو ان سے مدد مانگے جاؤ

پڑے بکتے رہیں بکنے والے۔

کتبـــــــہ

ابوالاحسان قادری رضوی غفرلہ

۲۰ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز منگل

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ مرد کم عورتیں زیادہ ہونگی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

ایک ویڈیو جس میں کہا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ ایک مرد کے پاس 50//50 عورتیں ہونگی اس کی توضیح کی ضرورت ہے۔ بہت سے احباب سوال کررہے ہیں اسکا جواب عطا کریں۔ سائل انیس القادری رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جی یہ بات صحیح ہے جیسا کہ علامت قیامت کے متعلق ایک حدیث شریف حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

ویقل الرجال ویکثر النساء حتی یکون لخمسین امراۃ القیم الواحد

یعنی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ حتی کہ پچاس عورتیں ایک منتظم ہوگا اس حدیث کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ:

عورت زیادہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ لڑکیاں زیادہ پیدا ہونگی لڑکے کم پھر مرد جنگوں وغیرہ میں زیادہ مارے جائیں گے اپنے بیوی بچے چھوڑ جائیں گے اس وجہ سے عورتوں کی بہتات ہوگی اس

کا یہ مطلب نہیں کہ ایک شوہر کی پچاس بیویاں ہونگی کیونکہ یہ تو حرام ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایک خاندان میں عورتیں بیٹیاں زیادہ ہونگی ماں، دادی، خالہ، پھوپھی وغیرہ اوران سب کا منتظم ایک ہوگا۔واللہ اعلم
(مراۃ المناجیح جلد ۷ باب اشراط الساعۃ صفحہ ۱۹۶)

کتبــــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

کیا کسی عالم کو مفتی کہہ سکتے ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
سوال یہ ہے کہ حافظ یا مولانا اپنے آپ کو مفتی لکھ سکتا ہے کہ نہیں یا اپنے آپ کو مفتی کہہ سکتا ہے کہ نہیں جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل الیاس رضا ممبئ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

کوئی بھی حافظ، عالم، مولانا کافی علم رکھتا ہے یا مفتیان کاملین کی صحبت میں رہ کر مسائل کی تحقیق میں کافی مدت گزار چکا ہے اوراب مسائل پوچھنے پراس کے اکثر جوابات صحیح ہوتے ہیں تو اسے اپنے کو مفتی ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر کافی علم نہیں رکھتا اورکسی کامل مفتی کے پاس کافی مدت تک مشق بھی نہیں کیا تو وہ خودکو نہ مفتی ظاہر کرسکتا ہے نہ ہرگز مفتی لکھ سکتا ہے اور ایسا شخص شریعت کے مسائل بتانے پرجرات کرتا ہے اور یہ سخت گناہ کبیرہ ہے۔

حدیث شریف میں:

اجرا کم علی الفتیا اجرا کم علی النار　(کنزالعمال جلد دہم ص 106)
یعنی جو شخ تم میں فتوی پرزیادہ دلیر ہے وہ جہنم پرزیادہ دلیر ہے۔

اور دوسری حدیث:

من افتی بغیر علم لعنتہ ملائکۃ السماء والارض۔ (کنزالعمال جلد دہم ص 193)

یعنی جس نے بغیر علم کے فتوی دیا آسمان وزمین کے فرشتوں نے اس پر لعنت کی۔
ایسے شخص سے نہ فتوی پوچھنا جائز ہے اور نہ اس پر عمل کرنا جائز ہے۔
ایسا ہی فتاوی رضویہ جلد نہم نصف اول ص 231 پر ہے۔واللہ تعالی اعلم
فتاوی فقیہ ملت جلد دوم ص 217

کتبـــــہ
محمد اسماعیل خان امجدی گونڈہ یوپی

شوہر بیوی سے کتنے دن تک جدا رہ سکتا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مسئلے ذیل میں کہ ایک مرد اپنی بیوی سے جدا پردیش میں کتنے ماہ تک رہ سکتے ہیں۔جواب عنایت فرماکر شکریہ کا موقع دیں۔سائل: محمد سجاد عالم

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

تاریخ الخلفاء میں علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے حوالے سے یہ ذکر کیا ہے کہ آپ رات کے وقت گشت کررہے تھے تو ایک گھر سے ایک عورت کی آواز آرہی تھی اور وہ کچھ اشعار پڑھ رہی تھی۔
جس کا مفہوم یہ تھا کہ اس کا شوہر گھر سے کہیں دور چلا گیا تھا اور وہ اسکے فراق میں غمزدہ تھی۔سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھر آئے اور اپنی بیٹی حضرت حفصہ سے دریافت کیا کہ شادی شدہ عورت شوہر کے بغیر کتنی مدت صبر کرسکتی ہے تو بیٹی نے جواب دیا کہ تین سے چار ماہ آپ نے حکم جاری کردیا کہ ہر فوجی کو چار ماہ بعد ضرور چھٹی دی جائے تاکہ ہر فوجی اپنی بیوی کا حق ادا کرسکے۔
(تاریخ الخلفاء عربی ص 113)
علماء کرام فرماتے ہیں کہ چار ماہ تک اگر شوہر عورت کا حق ادا نہ کرے تو عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ خلع کا مطالبہ کرے یہ اس صورت میں ہے جب عورت راضی نہ ہو۔اس لئے شوہر کو چاہیے کہ وہ عورت

کو راضی رکھے اور ہوسکے تو کم ازکم سال میں ضرور اپنے گھر کا چکر لگائے، اگر ممکن ہو تو عورت کو اپنے ساتھ ہی رکھے۔ باہمی رضامندی سے اگر زیادہ وقت دور رہ سکتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر فتنہ کا خوف ہو تو پھر رضامندی بھی بے فائدہ ہے کیونکہ زیادہ عرصہ تک گھر واپس نہ آنا بہت سے نقصانات کا باعث بن سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

جسکا کوئی پیر نہیں کیا اسکا پیر شیطان ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ" جس کا کوئی پیر نہیں اسکا پیر سرکار غوث اعظم ہیں کیا سرکار غوث اعظم نے کہیں فرمایا ہے حدیث میں ہے:

من لا شیخ له فشیخه الشیطان

یعنی جس کا کوئی پیر نہیں اسکا شیطان پیر ہے۔

طلب امر یہ ہے کیا سرکار غوث کا کوئی ایسا فرمان ہے بحوالہ جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ سائل محمد عرفان رضا بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

صورت مسئولہ میں جس قول کے متعلق پوچھا گیا ہے وہ بیزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے: کما قال فقیہ الملت و الدین مفتی جلال الدین الامجدی۔ یہ اصل جواب تھا لیکن اسکی حقیقت سے کی آشنا ہونا بہت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ بیشک یہ بات صحیح ہے کہ جسکا کوئی پیر نہیں اسکا پیر شیطان ہے مگر پیر کی دو قسمیں ہیں:

اول مرشد عام اور وہ کلام اللہ وکلام رسول وکلام ائمہ شریعت وطریقت وکلام علماء دین واھل رشد

ھدایت، اس سلسلہ صحیحہ پر عوام کا ھادی کلام علما اور علماء کا رہنما کلام ائمہ کلام ائمہ کا مرشد کلام رسول اور کلام رسول کا پیشوا کلام اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلمد ورسرا مرشد خاص کہ بندہ کسی عالم سنی صحیح العقیدہ صحیح الاعمال جامع الشرائط پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دے، لہذا اگر کوئی شخص کسی خاص مرشد کا مرید نہیں ہے تو اسکا مرشد مرشد عام ہے اگر وہ علماء کرام کا واولیاء عظام کا سچے دل سے معتقد ہے تو نہ وہ بے پیر ہے نہ اسکا پیر شیطان، یہی وجہ ہے کہ حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی شخص حضور کا نام لیوا ہو اور اس نے حضور کے ہاتھ پر بیعت بھی نہ کی ہو تو کیا وہ حضور کے مریدوں میں شریک ہوگا؟ فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو میرا مرید ہونا میری جانب منسوب کرے تو وہ میرے مرید کے زمرے میں ہے۔
(بھجتہ الاسرار شریف)

ھاذا خلاصة ما قال الامام احمد رضا رضی اللہ عنہ فی فتاواہ۔ واللہ اعلم
{ملخصا فتاوی فیض الرسول)

کتبـــــہ
محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور کیمری

مندر میں ثواب کی نیت سے پیسہ دینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص مندر میں ثواب کی نیت سے پیسہ دے تو کیا حکم ہے اگر چہ انسانیت کی وجہ سے ہی کیوں نا ہو بحوالہ جواب عطا کریں مہربانی ہوگی۔سائل علاء المصطفی فیضی عُلیمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

مندر میں پیسہ دینا حرام سخت حرام ہے اگر اس نیت سے دیئے کہ یہ بھی عبادت خانہ ہے اور اس میں چندہ دینا کار ثواب ہے تو یہ کفر ہے لہذا تجدید ایمان یعنی دوبارہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور اگر بیوی والا

ہوتو تجدید نکاح یعنی دوبارہ نکاح کرے اور اگر مرید ہوتو تجدید بیعت یعنی دوبارہ مرید ہو،اور اگر کسی وجہ سے براجانتے ہوئے پیسے دیئے تو یہ حرام ہے اگر چہ کفر نہیں توبہ واستغفار کرے اور آئندہ ایسے فعل سے احترازو اجتناب کرے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔

(پ:6/آیت:2/سورۃ المائدہ)

اور فتاوی عالمگیری میں ہے:

ان من ساعد علی ذالك فهو راض بالكفر والرضا بالكفر كفر اھ

(ج:2/ص:257)

اگر مسلمان نے یہ سمجھ کر چندہ دیا کہ جائز ہے اور عبادت کا سچا طریقہ ہے تو خود کافر ہوگیا،اس پر توبہ،تجدید ایمان ونکاح بھی ضروری ہے اور بت پرستی کو باطل سمجھتے ہوئے چندہ دیا تو سخت گنہگار اور مرتکب کبیرہ ہے اس پر توبہ صادقہ اور استغفار ضروری ہے۔

کتبــــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

کسی بزرگ کی تصویر بطور تبرک گھر میں رکھنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی بزرگ کی تصویر کو گھروں میں تبرک کے طور پہ رکھنا اور اس پہ پھولوں کے ہار ڈالنا اور تصویر کا احترام کرنا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔سائل: محمد نوشاد عالم نوری سنتر اگا چھی ہوڑہ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

تصویر کسی بزرگ کی ہو اپنے پیر کی ہو یا کسی انسان یا جاندار کی اسے اپنے گھر میں آویزاں کرنا جائز نہیں حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں کسی جاندار کی تصویر ہو اس میں ملائکہ رحمت داخل نہیں ہوتے۔

مسند امام احمد میں حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ:

قد دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الکابة فسالته ماله فقال لم یاتنی جبریل منذ ثلاث قال اذا جر و کلب بین بیوته فامر به فقتل فبدأ له جبریل علیہ السلام فبهش الیه رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم حین راہ فقال لم تأتنی فقال انا لا ندخل بیتا فیه کلب ولا تصاویر اھ (ج6ص264)

اور مشکوۃ شریف کی حدیث میں ہے کہ:

لا تدخل الملائکة بیتا فیه کلب ولا تصاویر اھ

یعنی جس گھر میں کتا اور تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

(مشکوۃ شریف ص385)

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

تصویر کھینچنا یا کھینچوانا یا اسے بروجہ تعظیم رکھنا ناجائز وحرام ہے اس کا مکان میں بطور تعظیم واعزاز رکھنا جائز نہیں۔ (فتاوی امجدیہ ج4 ص174)

لہذا مذکورہ باتوں سے واضح ہوا کہ کسی بزرگ یا اپنے پیر کی تصویروں کو تبرک سمجھ کر اپنے گھر میں رکھنا سب حرام وگناہ ہے لھذا زید توبہ کرے اور حرام کاموں سے باز آجائے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

نابالغ کا بھرا ہوا پانی استعمال کرنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت نابالغ بچے کے دیئے ہوئے پانی سے متعلق سوال عرض ہے۔زید ایک مشترکہ خاندان میں رہتا ہے۔اسکے گھر میں چچا تایا کے چھوٹے بچے بھی ہیں کیا زید ان بچوں کے ہاتھ سے دیئے ہوئے پانی کو استعمال کرسکتا ہے برائے کرم تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔سائل ایاز احمد

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

نابالغ کا بھرا ہوا پانی کہ شرعاً اسکی ملک ہوجائے اسے پینا یا وضو یا غسل یا کسی کام میں لانا اسکے ماں باپ یا جسکا وہ نوکر ہے اسکے سوا کسی کو جائز نہیں اگر چہ وہ اجازت دے دیں اگر وضو کرلیا تو ہوجائے گا لیکن گنہگار ہوگا۔ (بہار شریعت حصہ دوم صفحہ ۱٤۳)

غیر کے نابالغ لڑکے سے بلا معاوضہ پانی بھروا کر وضو کرنا یا کسی دوسرے کام میں لانا جائز نہیں۔واللہ تعالی اعلم (درمختار مع شامی،انوارالحدیث صفحہ ۱٤۳)

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

عورت کا اتنی بلند آواز سے قرآن یا نعت پڑھنا یا تقریر کرنا کہ غیر محرم سنیں کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام کہ عورت جلسے جلوس میں نعت شریف پڑھتی ہے اس کے بعد اس کی ایڈیو بنا کر یوٹیوب میں ڈالتے ہیں تو کیا ایسا کرنا درست ہے مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد رفعت

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

خواتین کا اتنی آواز سے قرآن خوانی، نعت خوانی یا عالمہ کا تقریر کرنا جس کو غیر محرم سنیں خواہ وہ آواز بنا لاؤڈ اسپیکر کے ہو یا اسپیکر کے ذریعہ ناجائز وحرام ہے کیونکہ عورت کی آواز بھی عورت ہے اسی لئے عورتوں کو اذان واقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے اور جب اذان واقامت کہنا جائز نہیں تو ان کا بلند آواز سے قرآن خوانی، نعت خوانی اور تقریر کرنا جس کو مرد بھی سنتے ہوں کیوں کر جائز ہوگا ایسا کریں گی تو وہ ضرور گناہ گار ہوں گی۔

ہاں اگر خالص خواتین کا سنی اجتماع ہو پردے کا معقول انتظام ہو اور ہارن ایسے ہوں جن کی آواز اس احاطہ سے باہر نہ جاتی ہو جس کو صرف عورتیں ہی سنتی ہوں، مردوں کو نہ سنائی دیتی ہو تو جائز ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

اما النساء فیکرہ لھن الاذان و کذا الاقامۃ. لما روی عن انس وابن عمر من کراھتھما لھن، ولان مبنی حالھن علی الستر ورفع صوتھن حرام

(ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب الاذان، جلد ۲، صفحہ ۸۴، مطبع زکریا)

اسی میں ہے: نغمۃ المراۃ عورۃ

(باب شروط الصلوۃ مطلب فی ستر العورۃ، جلد ۲، صفحہ ۸۷)

ردالمحتار میں ایک دوسری جگہ پر ہے:

ان صوت المراۃ عورۃ علی الراجح

(کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، جلد ۹، صفحہ ۵۳۱)

فتاوی مصطفویہ صفحہ نمبر ۵۲۰ پر ہے:

عورت کی آواز بھی عورت ہے یہاں تک کہ اگر جماعت میں شامل ہوں اور امام کو سہو ہو تو سبحان اللہ نہیں کہہ سکتی امام کو سہو سے یوں آگاہ کرے کہ پشت دست پر ہاتھ مارے جیسا سیدنا محبوب الہی قدس سرہ

العزیز کے ملفوظات سیر الاولیاء شریف میں ہے نماز میں تکبیر وقرأت کچھ بآواز بلند نہیں پڑھ سکتی۔

فتاوی عزیزیہ رسالہ نماز زناں میں ہے:

بآواز بلند نہ کنند تا سلام ہمیں طور آہستہ ہر وقت ہر چیز را گفتہ باشد۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی مرکز تربیت افتاء، جلد دوم، کتاب الحظر والاباحۃ، صفحہ نمبر ۳٤٦ تا ۳٤۷)

کتبــــــہ

محمد فداء المصطفی رضوی صمدی انفاسی

چوری کے مال کا حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے میری سریا سیمنٹ کی دکان ہے سیمنٹ کے کٹوں کی گاڑی منگاتے ہیں تو ڈرائیور دو چار کٹے بڑھتی ڈال کرلاتے ہیں، ان کٹوں کو کم پیسوں میں دے جاتے ہیں جو وہ کٹے فالتو ڈال کر لاتے ہیں ان کٹوں کو کم پیسوں میں لینا کیسا ہے؟ سائل محمد معید رامپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ڈرائیور جو سیمینٹ کے کٹے لاتا ہے وہ مالک کی اجازت کے بغیر ہوتے ہیں جو کہ چوری ہے، اور چوری کا مال یقینی طور پتہ ہونے کی صورت میں خریدنا ناجائز ہے۔

جیسا کہ بہار شریعت میں مذکور ہے۔جلد 2 صفحہ 719، اور اسی طرح فتاویٰ بحر العلوم میں مذکور ہے حدیث شریف ہے:

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اشتری سرقۃ وھو یعلم انھا سرقۃ فقد اشترك فی عارھا واثمھا

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:
جو شخص کسی چوری کے سامان کو یہ جانتے ہوئے کہ یہ چوری کا ہے خرید لے تو وہ شخص اسکے وبال اور گناہ میں حصہ دار ہوگیا۔ (بھقی و شعب الایمان حدیث 5258)
چوری کا مال دانستہ خریدنا حرام ہے بلکہ اگر معلوم نہ ہو مظنون ہو جب بھی حرام ہے، مثلاً کوئی جاہل شخص کہ اس کے مورثین بھی جاہل تھے کوئی علمی کتاب بیچنے کو لائے اور اپنی ملک بتائے، اس کے خریدنے کی اجازت نہیں، اور اگر نہ معلوم ہے نہ کوئی واضح قرینہ تو خریداری جائز ہے، پھر اگر ثابت ہوجائے کہ یہ چوری کا مال ہے تو اس کا استعمال حرام ہے بلکہ مالک کو دیا جائے اور وہ نہ ہو تو اس کے وارثوں کو، اور ان کا بھی پتہ نہ چل سکے تو فقراء کو۔ واللہ تعالی اعلم
(فتاویٰ رضویہ جلد 17 صفحہ۔165)

کتبــــــہ
محمد جنید پیلی بھیت

قیامت کے دن امت محمدیہ کہاں ہوگی

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ قیامت کے دن زمین وآسمان سب فنا ہو جائیں گے اس وقت حضور اقدس ﷺ کی امت کہاں کھڑی ہوگی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں عند الناس مشکور ہوں۔ المستفتی۔ ملک محمد غفران نظامی علی گڑھ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

قیامت کے دن جب زمین وآسمان سب فنا ہو جائیں گے تو حضور اقدس ﷺ کی امت پل

صراط پر کھڑی ہو گی ۔جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی نے ارشاد فرمایا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

یَومَ تُبَدَّلُ الارضُ غَیرَ الارضِ والسّمٰوٰتُ

یعنی جس دن زمین غیر زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان غیر آسمان سے بدل دیے جائیں گے۔

حضور امام المفسرین قاضی ناصر الدین ابوسعید عبد اللہ بن عمر بیضاوی رضی اللہ تعالی عنہ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

تبدیل کبھی ذات میں ہوتی ہے کبھی صفات میں ہوتی ہے اور آیت کریمہ میں دونوں احتمال ہیں اس کے بعد فرماتے ہیں:

وعن علی رضی اللہ تعالی عنہ تبدیل ارضا من فضۃ و سموات من ذھب وعن ابن مسعود وانس یحشر الناس علی ارض بیضاء لم یخطا علیھا احد خطیئۃ۔

وعن ابن عباس ھی تلك الارض وانما تغیر صفاتھا ویدل علیہ۔ ماروی ابوھریرۃ انہ علیہ السلام قال تبدیل الارض غیر الارض فتبسط و تمد مد الادیم العکاظی لاتری فیھا عوجا ولا امتا

الحاصل بالجملہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے تبدیل ذات کا قول کیا ہے۔اور بعض نے تبدیل صفات کا۔

صحیح مسلم شریف میں ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے:

قالت سئلت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن قولہ یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات فاین یکون الناس یومئذ قال علی الصراط۔

یعنی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنھا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ جس دن زمین وآسمان بدل دیئے جائیں گے آدمی کہا ہونگے تو آپ نے فرمایا صراط پر۔ واللہ تعالی اعلم (فتاوی امجدیہ جلد چہارم کتاب الشتی صفحہ ۳۸۳)

کتبـــــہ

محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی سدھارتھ نگر یوپی

۶ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۱۰ جمادی الالی ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

کیا داڑھی رکھنے والوں کو" ملا" کہنا درست ہے ؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام سے گزارش ہیکہ اکثر لوگ دیہاتوں میں مُلاّ کہتے رہتے ہیں جولوگ داڑھی رکھتے ہیں اور پڑھے لکھے نہیں رہتے انکولوگ مُلاّ کہتے ہیں کیا یہ درست ہے؟ جواب بتا کر شکریہ کا موقع دیں۔ سائل محمد علاؤالدین رضا واحدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

حضور سلطان الواعظین رئیس المصنفین حضرت علامہ ابوالنور محمد بشیر علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ پہلے سب سے بڑے عالم دین کو مُلا کہا جاتا تھا اور پھر مُلا کا سب سے زیادہ احترام کیا جاتا تھا جیسے حضرت مُلا جیون جو حضرت اورنگ زیب رحمتہ اللہ علیہ کے استاد تھے مُلا جامی اور مُلا عبد الحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیھم۔

اور آج یہ لفظ بڑی حقارت کے موقعہ پر استعمال کیا جاتا ہے اس عظیم الشان لفظ کو تحقیر سے بولنے والے اور ملا کو حقیر سمجھنے والے اپنے آپ کو مسٹر کہلا کر بڑے خوش ہوتے ہیں یہ کتنا بڑا انقلاب ہے کہ آج ایک مسلمان مُلا یا حافظ کہلانا پسند نہیں کرتا اور مسٹر کہلانا پسند کرتا ہے مولوی و مُلا کی شکل وصورت پر جو اسلامی ہے مذاق اڑاتا ہے ایڈن و چرچل اور سٹالن کی شکل وصورت کو جو کافروں کی ہے اپناتا ہے

اور چاہتا ہے کہ اسے دیکھ کر ہر کوئی اسے انگریز سمجھے اور اسے سب صاحب بہادر کہیں۔

اگلے صفحے پر تحریر فرماتے ہیں کہ دیکھ لیجئے ہم مُلا ہیں مُلا رہیں گے اور مُلا ہی مریں گے اور ہماری خدا سے دعا ہے کہ وہ ہمیں مُلا ہی اٹھائے اور مُلا جیون، مُلا جامی، مُلا عبد الحکیم جیسے مقبولوں کے ساتھ ہمارا حشر ہو۔

اب ذرا مسٹر سے پوچھیئے کہ کیا تمہارے لئے بھی ایسی دعا کی جائے کہ تم مسٹر ہو مسٹر بن کے جیو اور مسٹر ہی رہ کر مرو اور خدا تمہیں مسٹر ہی اٹھائے اور مسٹر چرچل اور مسٹر ڈارون جیسے مردودوں کے ساتھ تمہارا حشر ہو میرا یقین ہے کہ مسٹر ایسی دعا پر کبھی راضی نہ ہوگا تو معلوم ہوا کہ دل اس کا معترف ہے کہ یہ جو انبیاء کی سیرت وصورت اپناتا ہے یہی قیامت میں کام آنے والی ہے۔

(واعظ جلد اول حصہ اول صفحہ نمبر 149 تا 151)

اس سے معلوم ہوا کہ پہلے یہ لفظ ملا بڑے بڑے علماء کے لئے استعمال ہوتا تھا اور ملا کا سب سے زیادہ احترام ہوتا تھا یہ وقت کی کتنی بڑی ستم ظریفی ہے کہ جنٹلمین لوگوں نے لفظ ملا کو حقارت سے بولنے لگے ہیں اس لئے جہاں ملا بنیت تحقیر بولا جاتا ہے وہاں لفظ ملا کسی عالم دین یا کسی باشرع کے لئے استعمال ہر گز درست نہیں اور جہاں بہ نیت تعظیم واحترام" لفظ ملا" استعمال ہوتا ہے وہاں بولنے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ شرع میں عرف کا بھی اعتبار ہوتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۶ جنوری ۲۰۲۰ بمطابق ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ بروز توار

گوبر کے کنڈے سے روٹی پکانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ گوبر کے کنڈے جو ہوتے ہیں ان سے روٹی بنانا کیسا ہے۔ المستفتی: عارف رضا حشمتی پورنپور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

گوبر کے اپلوں پر روٹیاں بنانے میں نجاست روٹیوں کے ساتھ نہیں لگتی ہے، زیادہ سے زیادہ اس کی راکھ لگ جاتی ہے، اور راکھ نجس نہیں ہے لہٰذا اس طرح روٹی بنانا درست ہے جیسا کہ درمختار مع رد المحتار میں ہے کہ:

لا يكون نجسا رماد قذر وإلا لزم نجاسة الخبز في سائر الأمصار. وقال الشامي تحته المراد به العذرة والروث اھ

(در مختار مع رد المحتار ج1 ص534: كتاب الطهارة. باب الانجاس، دار الكتب العلميه بيروت)

اور حاشیہ طحطاوی علی درمختار شرح تنویر الابصار میں ہے کہ:

" قوله: (لا رماد قذر) سواء كانت عذرة أو لا. ففي البحر السرقين والعذرة تحترق فتصير رمادا تطهر عند محمد و عليه الفتوى. قال الشارح: قوله: (وإلا لزم نجاسة الخبز)

هذا إنما يظهر إذا أتى الرماد على الخبز فأما إذا كان الخبز في نحو تنور البيوت فلا يلزم ذالك. لان الخبز في أعلاه والرماد أسفله

(حاشيه طحطاوي على در مختار شرح تنوير الابصار ج 1 ص 716: كتاب الطهارة. باب الانجاس)

اور بہار شریعت میں ہے کہ:

اُپلے (کنڈا) کا دُھواں روٹی میں لگا تو روٹی ناپاک نہ ہوئی۔ اُپلے جلا کر کھانا پکانا جائز ہے۔ اُپلے کی راکھ پاک ہے اور اگر راکھ ہونے سے قبل بُجھ گیا تو ناپاک۔ روٹی میں اگر اُپلے کا ٹکڑا ملا اور وہ سخت ہے تو اتنا حصہ توڑ کر پھینک دے، پوری روٹی کو نجس نہیں کہا جائے گا اور اگر اس میں نرمی آ گئی ہے تو بالکل نہ کھائے۔ واللہ تعالی اعلم (بہار شریعت ج1 ح2 ص304/396/402/ ح16 ص380)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۵ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ

گوبر سے گھر لیپنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مفتیان کرام کی بارگاہ میں عرض یہ ہے کہ گاؤں دیہات میں بھینس وغیرہ کا گوبر گیلی مٹی میں ملا کر گارا بنایا جاتا ہے پھر اس سے گھر وغیرہ لیپا جاتا ہے لیپا سوکھنے کے بعد یا اس سے پہلے کیا ایسے گھر میں مصلی بچھا کر یا بغیر مصلے کے نماز پڑھ سکتے ہیں؟؟ سائل: مظہر علی پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

گھر وغیرہ کو گوبر سے لیپنا جائز نہیں اس لئے کہ یہ نجاست غلیظہ ہے لہذا اس سے بچنا ضروری ہے فتاوی عالمگیری میں ہے کہ

روث اخثاء البقرۃ والعذر. نجس نجاسة غليظة هكذا فی فتاوى قاضی خان

(فتاوی عالمگیری ج 1 ص 46 : الفصل الثانی فی الاعیان النجاسة من الباب السابع فی النجاسة و احکامها)

اور تنویر الابصار میں ہے کہ:

من مغلظة كعذرة وروث وخثی "اه ملخصا

(تنویر الابصار ج 1 ص 453 تا 456 : باب الانجاس من كتاب الطهارة)

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

جو زمین گوبر سے لیپی گئی اگرچہ سُوکھ گئی ہو اس پر نماز جائز نہیں ہاں اگر وہ سُوکھ گئی اور اس پر کوئی

موٹا کپڑا بچھا لیا، تو اس کپڑے پر نماز پڑھ سکتے ہیں اگر چہ کپڑے میں تری ہو مگر اتنی تری نہ ہو کہ زمین بھیگ کر اس کو تر کر دے کہ اس صورت میں یہ کپڑا نجس ہو جائے گا اور نماز نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(بہار شریعت ج1 ص 404: نجاستوں کا بیان)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۸ شوال المکرم ۱۴۴۲ھ

کیا عورتیں چہرے کے بال صاف کر سکتی ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
علماء کرام کی بارگاہ عالیہ میں مسئلہ ہے ایک عورت کے رخسار پر بال آگئے اور موچھوں کی جگہ پر بھی بال آگئے جو دیکھنے میں خراب لگتا ہے عورتیں بولتیں ھیں یہ صاف کرالو بیوٹی پالر جا کر تو مقصد اصل یہ ہے ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں، جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد ساجد نوری امام جامع مسجد سی پور گلبرگہ شریف کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ
الجواب بعونہ تعالی
عورتوں کو چہرے کے بال صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ مستحب ہے تاکہ مردوں سے مشابہت پیدا نہ ہو، باعث تقبیح صورت نہ ہو جو شرعاً نہ پسند، اسی طرح مونچھو پر آنے والے بال، نیز چہرے کے صفائی کا یہ حکم جب مرد کے لیے ثابت تو عورت کے لیے بدرجہ اولی ثابت کیونکہ تزین خاص عورتوں ہی کے لیے ہے جیسا کہ رد المحتار میں فرمایا گیا:
لا بأس باخذ الحاجبین وشعر وجهه مالم یشبه المخنث
یعنی بھوؤں کے بال لینے میں (جبکہ زیادہ بڑے ہوں) اور چہرے کے بال لینے میں کوئی حرج نہیں تا کہ مخنث کے مشابہ نہ ہوں۔

(رد المحتار علی الدر المختار الجزء التاسع ص ۵۸۳ مکتب دار العالم الکتب

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ والرضوان چہرے کے بالوں پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ : گالوں پر جو خفیف بال کسی کے کم کسی کے آنکھوں تک نکلتے ہیں ان کے صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بسا اوقات ان کی پرورش باعث تشبہ خلق وتقبیح صورت ہوتی ہے جو شرعاً ہرگز پسندیدہ نہیں۔

(فتاوی رضویہ شریف ج نہم قسط اول ص ۸۶ رضا اکیڈمی ممبئی)

اسی طرح فرماتے ہیں صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی الاعظمی کہ بھوں کے بال اگر بڑے ہو گئے تو انکو ترشوا سکتے ہیں چہرے کے بال لینا بھی جائز ہے جس کو خط بنوانا کہتے ہیں الخ تو جب مرد کے لیے جواز ثابت تو عورت تو ہے ہی زینت تو اسکے لیے بدرجہ اولیٰ جواز ثابت۔ واللہ تعالی علم

(بہار شریعت ج چہارم ح شانزدہم ص ۱۹۷ قادری بکڈ پو)

کتبـــــہ

محمد مشاہد رضا حشمتی رام پوریمری

۳۰ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۴ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

خط بنوانا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال خط بنانا کیسا ہے سنت یا مستحب؟ برائے مہربانی حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل عبد الکلام رضوی بریلی شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

احناف کے نزدیک داڑھی کا خط بنانا یعنی ایک قبضہ (مٹھی) سے زائد داڑھی کاٹ دینا سنت و مستحب ہے اور اسے بالکل چھوڑ دینا کہ حدِ مناسب سے بڑھ کر بے اعتدال ہو جائے مکروہ ہے اسی طرح گالوں اور گردن کے وہ بال جو داڑھی میں شامل نہیں انہیں بھی صاف کر سکتے ہیں بلکہ اگر وہ بدنمائی کا باعث ہوں تو ضرور صاف کر دیئے جائیں۔

چنانچہ سیدی اعلیحضرت امام اہلسنت مجد دِ دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسی کو اختیار فرمایا اور عامہ کتب مذہب میں تصریح فرمائی کہ داڑھی میں سنت یہی ہے کہ جب ایک مشت سے زائد ہو تو کم کردی جائے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲ صفحہ ۵۸۶ رضافاؤنڈیشن لاہور)

ایک اور مقام پر سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ داڑھی کی تعریف بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

داڑھی قلموں کے نیچے سے کنپٹیوں، جبڑوں، ٹھوڑی پر جمتی ہے اور عرضاً اس کا بالائی حصہ کانوں اور گالوں کے بیچ میں ہوتا ہے جس طرح بعض لوگوں کے کانوں پر رونگٹے ہوتے ہیں وہ داڑھی سے خارج ہیں یونہی گالوں پر جو خفیف بال کسی کے کم کسی کے آنکھوں تک نکلتے ہیں وہ بھی داڑھی میں داخل نہیں۔ یہ بال قدرتی طور پر موئے ریش سے جدا ممتاز ہوتے ہیں اس کا مسلسل راستہ جو قلموں کے نیچے سے ایک مخروطی شکل پر جانب ذقن جاتا ہے یہ بال اس راہ سے جدا ہوتے ہیں نہ ان میں موئے محاسن کے مثل قوت نامیہ۔ان کے صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بسااوقات ان کی پرورش باعث تشویہ خلق وتقبیح صورت (یعنی چہرے کی بدصورتی و بدنمائی کا باعث) ہوتی ہے جو شرعاً ہرگز پسندیدہ نہیں۔ غرائب میں ہے۔

کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یقول للحلاق بلغ العظمین فانہما منہی اللحیۃ یعنی حدھا ولذلك سمیت لحیۃ لان حدھا اللحی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حجام سے فرمایا کرتے تھے کہ دو ہڈیوں تک پہنچ جائے کیونکہ وہ دونوں داڑھی کی حدود یعنی آخری حصہ ہیں۔اس لئے داڑھی کو "لحیہ" کہا گیا ہے کیونکہ اس کی حدود جبڑے (اللحی) تک ہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم　(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲ صفحہ ۵۹۶ رضافاؤنڈیشن لاہور)

کتبـــــہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

سونے چاندی کے دانت لگوانا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سونے یاچاندی کا دانت لگوانا مرد کے لئے کیسا؟ حوالہ دینا نہ بھولیں۔سائل مطلوب بنارسی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

چاندی کی دانت لگانا جائز ہے چاہے عورت ہو یا مرد ہو رہی بات سونے کی دانت کی تو امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ عدم جواز کے قائل ہیں اور امام محمد جواز کے قائل ہیں انکے نزدیک ہلتے ہوئے دانت کو سونے کے تار سے بندھوانا ایسے ہی سونے کے بھی دانت لگانا جائز ہے۔

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

افتادہ دانت کی جگہ چاندی کا دانت لگانا جائز،اور امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک سونے کے تار اور دانت بھی روا۔

فی الدر المختار:

لایشد سنہ المتحرك بذھب بل بفضۃ وجوزھما محمد اھ

(بحوالہ: درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دھلی ۲ /۲۴۰ ؛ حوالہ: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویۃ، کتاب الحظر والاباحۃ،ص نمبر ۴۳ مطبوعہ رضا آفسیٹ بمبئی نمبر ۳ قدیم ایڈیشن)

وفی ردالمحتار عن التاتار خانیۃ جدع اذنہ او سقط سنہ فعند الامام یتخذ ذٰلك من الفضۃ فقط وعند محمد من الذھب ایضًا اھ ملخصا۔

(بحوالہ : ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۳۱/۵؛ حوالہ: ایضا)

یعنی کہ ہلتے ہوئے دانت چاندی سے نہ کہ سونے کی تاروں سے مضبوط نہ کئے جائیں لیکن امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی علیہ نے دونوں سے جائز قرار دئے ہیں فتاوٰی شامی میں تتارخانیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ کان کٹ جائے یا دانت گر جائے تو امام اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ صرف چاندی کے بنا کر

لگائے جائیں جبکہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک سونے کے لگانا بھی جائز ہیں۔
تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کو ترجیح دی جائے اور اگر چاندی سے کام نہ چلے تو بضرورت ومجبوری سونے کا دانت لگائے، صرف خوبصورتی کے لئے لگوانا جائز نہیں، بہرحال اگر شدید ضرورت ہو تو سونے سے استفادہ کیا جاسکتا ہے لیکن کوشش یہ ہونی چاہیے کہ چاندی استعمال کیا جائے۔
فتاویٰ مرکز تربیت افتاء، (جلد دوم، صفحہ نمبر ۴۴۱ و ۴۴۲ مطبوعہ مکتبہ فقیہ ملت میں جواز پر حکم دیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ
محمد اکبر انصاری مانخورد ممبئی

جس حقہ میں ناپاک یا حرام چیزیں نوش کی جاتی ہیں وہ بالاتفاق حرام ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس بارے میں کہ تمباکو، سگریٹ، بیڑی، حقہ، زردہ اور پان وغیرہا نشہ آور چیزیں کھانا اسلامی نقطہ نظر سے کیسا ہے اسکے عادی پر شریعت کا کیا حکم ہے عوام علماء کو کھلے عام کھاتے دیکھتے ہیں تو غلط تصورات لیتے ہیں انکے بارے میں کیا حکم ہے اور علماء کرام کے بارے میں نصیحت فرمادیں۔ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد ایوب رضا قادری کولکاتہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جس حقہ میں ناپاک یا حرام چیزیں نوش کی جاتی ہیں وہ بالاتفاق حرام ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں، لیکن جس حقہ، بیڑی سگریٹ وغیرہ تمباکو نوشی کا رواج ہے اس کی حرمت متفق علیہ نہیں ہے۔
اکثر علماء فقہاء کی رائے جواز کی ہے جیسا کہ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:
فیفهم حکم التنباك وهو اباحة علی المختار والتوقف وفیه اشارة الی عدم تسلیم اسکاره وتفتیره واضراره
(فتاوی شامی ج۵ ص۴۰۷ کتاب الاشربة)

یعنی اصل اشیاء میں اباحت یا توقف ہے اس قانون کے مطابق تمباکو کا حکم سمجھ سکتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ مختار قول کے مطابق اباحت ہے یا توقف اور اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ یہ نشہ آور اور فتور پیدا کرنے والا اور ضرر رساں نہیں ہے۔(شامی) مگر تمباکو نوشی سے منہ میں بدبو پیدا ہوتی ہے لہذا صحیح ضرورت کے بغیر حقہ نوشی وغیرہ کراہیت سے خالی نہیں۔تمباکو بنفسہ مباح ہے۔اس میں کراہیت بدبو کی بنا پر عارضی ہے۔

مزید تفصیل کیلئے اعلی حضرت امام عشق ومحبت رضی اللہ عنہ کا رسالہ حقت المرجان لمھم حکم الدخان کا مطالعہ مفید رہیگا۔

عوام کا علماء کو مذکورہ چیزیں کھاتے ہوئے دیکھ کر غلط تصور کرنا بے جا ہے اب تو اکثر عوام کا یہ شیوہ ہیکہ خود تو فرائض بھول بیٹھے اور علماء اہل سنت کے مندوب ومستحب افعال کے معاملے میں فتنہ پروری میں منہمک ہیں اللہ ان قوم مسلم پہ رحم فرمائے۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

جنت میں ایسی جگہ دے خدا جہاں سے دیدار نبی کرسکوں کہنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور ایک سوال ہے جو کی نعت شریف میں اور دعا میں لوگ مانگتے ہیں کہ چھپ چھپ کے جہاں سے کی انہیں دیکھ سکوں میں جنت میں مجھے میرے خدا ایسی جگہ دے اس طرح پڑھنا کیسا؟ اور اگر منع ہے تو کیوں برائے کرم تفصیل کے ساتھ جواب عطا فرما دیں۔سائل محمد عالم قادری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

دیدار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حصول صاحب ایمان کے لئے بہت بڑی سعادت ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے دنیا کی تین چیزیں پسند

(1) ہمہ وقت چہرہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرتا رہوں۔

(2) اللہ تعالیٰ مجھے جو مال و دولت عطا فرمائے اس کو راہ خدا میں صرف کرتا رہوں۔

(3) میری بیٹی عائشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آجائے۔

(بیس تقریریں مؤلفہ سلطان الواعظین علامہ ابوالنور محمد بشیر صاحب)

چنانچہ رب قدیر وکریم جل شانہ نے آپ کی یہ تینوں خواہشوں کو پورا فرمایا اس لئے عشاقان رسول دیدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اپنی تمناؤں کا اظہار اور دلی جذبات کو بشکل اشعار بھی پیش کرتے رہتے ہیں اسی تناظر میں کسی عاشق نے اپنی تمنا کا اظہار یوں کیا ہے کہ چھپ چھپ کے جہاں سے کہ میں انہیں دیکھ سکوں جنت میں مجھے میرے خدا ایسی جگہ دے اس میں چھپ چھپ کے بجائے اس طرح پڑھیں لکھیں کہ:

دیدار مصطفیٰ میں کرسکوں ہر وقت اے خدا

جنت میں مجھے میرے خدا ایسی جگہ دے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری مہاراشٹر

لال کپڑے پہننا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال یہ ہے لال کپڑا پہننا کیسا ہے علمائے کرام رہنمائی فرمائیں۔سائل سجاد عالم اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

اعلیٰ حضرت مجدد اعظم سیدی وسندی سرکار امام احمد رضا خان علیہ الرحمتہ رنگ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:

عورت کو ہر قسم کا رنگ جائز ہے جب اس میں کوئی نجس نہ ہو اور مرد کے لیے دو رنگ استثنا ہے

کسم اور کیسریہ دونوں مرد کے لیے ناجائز ہے اور خالص سرخ رنگ بھی اسے مناسب نہیں کہ حدیث میں ہے کہ سرخ رنگ سے بچو کہ وہ شیطانی صورت وہیت ہے باقی رنگ فی نفسہ جائز ہے اور ماتم کی وجہ سے سیاہ لباس پہننا حرام ہے لھذا ایام محرم شریف میں سبز رنگ جس طرح جاہلوں میں مروج ہے ناجائز وگناہ ہے۔ (فتاوی رضویہ شریف جلد ۲۲ ص ۱۸۵)

اور سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ: زعفران وکسم کا رنگ مرد کے لیے ممنوع ہے اس سے نماز مکروہ ہے۔ واللہ تعالی اعلم (فتاوی مصطفویہ ص ۱۷۱)

کتبـــــہ

محمد جابر القادری رضوی

کیا بسم اللہ الرحمن الرحیم صرف ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئی یا اور نبیوں پر بھی نازل ہوئی؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام ومفتیان عظام کی بارگاہ میں عرض ہیکہ کیا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم صرف ہمارے آقا ﷺ پر نازل ہوئی تھی یا اور نبیوں پر نازل ہوئی تھی علمائے کرام حوالے کے ساتھ جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔ سائل محمد مشرف رضا رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

تسمیہ یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم ہمارے پیارے آقا حضور صلی اللہ علیہ کے علاوہ حضرت سلیمان علیہ السلام پر نازل ہوئی پھر بعد میں ہمارے پیارے آقا نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئی جیسا کہ کنز العمال میں ہے:

الا انبئك بآية لم تنزل على احد بعد سليمان بن داؤد غيري بسم الله الرحمن الرحيم (طب عن سليمان بن بريدة عن ابيه)۔ واللہ تعالی اعلم

(ج:1/ص:556/رقم الحدیث/2492)

کتبــــــہ
محمد اسرار احمد نوری بریلوی

کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک میں لکنت تھی؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ یہ بات بہت مشہور ہے کہ حضرت موسٰی علیہ السلام کی زبان میں لکنت تھی تو اس کی حقیقت کیا ہے شریعتِ کی روشنی میں حوالہ کے ساتھ جواب دیں کرم ہوگا۔سائل احمد ربانی سمنانی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

بیشک حضرت موسی کلیم اللہ علیہ السلام کی زبان مبارک میں لکنت تھی جیسا کہ قرآن مجید وفرقان حمید میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي

(پارہ 16 سورہ طٰہٰ آیت نمبر 28/27/26/25)

ترجمہ: عرض کی اے میرے رب میرے لئے میرا سینہ کھول دے اور میرے لئے میرا کام آسان کر اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ میری بات سمجھیں۔ (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضور صدرالافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: (سینہ اقدس) اور اسے تحمل رسالت کے لئے وسیع فرمادے (زبان اقدس) جو خوردسالی میں آگ کا انگارہ منہ میں رکھ لینے سے پڑ گئی تھی۔

اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ بچپن میں آپ ایک بار فرعون کی گود میں تھے آپ نے اس کی داڑھی پکڑ کر اس کے منہ پر زور سے طمانچہ مارا اس پر اسے غصہ آیا اور اس نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا آسیہ (جوکہ فرعون کی بیوی تھیں) نے کہا کہ اے بادشاہ یہ نادان بچہ ہے کیا سمجھے تو چاہے تو تجربہ کرلے (چنانچہ

)اس تجربہ کے لئے ایک طشت میں آگ اور ایک میں یاقوت سرخ آپ کے سامنے پیش کئے گئے۔
آپ نے یاقوت لینا چاہا مگر فرشتے نے آپ کا ہاتھ انگارہ پر رکھ دیا اور وہ انگارہ آپ کے منہ میں دے دیا اس سے زبان مبارک جل گئی اور لکنت پیدا ہوگئی اس کے لئے آپ نے یہ دعا کی۔
(تفسیر خزائن العرفان صفحہ نمبر 564)
فرشتے نے آپ کا دست مبارک انگارے پر رکھ دیا اور وہ انگارہ آپ کے منہ میں دے دیا اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی مصلحت اور حکمت تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ
محمد مشتاق احمد قادری مہاراشٹر

مسلمان عورتوں کا منگل سوتر پہننا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا مسلم عورتیں منگل ستر پہن سکتی ہیں تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ سائل ممتاز رضوی ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ
الجواب بعونہ تعالیٰ
اگر یہ زیور کسی علاقے میں غیر مسلم عورتوں کا شعار ہو کہ اس علاقے میں وہی پہنتی ہیں اور کوئی عورت منگل سوتر پہنتی ہوئی دیکھے تو یہ سمجھا جائے کہ وہ غیر مسلم ہے تو اس علاقے میں مسلمہ عورتوں کو منگل سوتر پہننا مکروہ وناجائز ہے کہ حدیث میں ہے:
من تشبہ بقوم فھو منھم
اور جن علاقوں میں یہ غیر مسلم عورتوں کا شعار نہ ہو تو وہاں مسلمان عورتوں کو ایسا زیور پہننا جائز ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں کہ زیور بجا خود مباح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(ماخوذ سراج الفقہا کی دینی مجالس ص ۱٤۲)

کتبــــــہ

محمد مشرف اعظم اعظم گریڈیہ

داڑھی منڈانا اور داڑھی رکھ کر منڈانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
داڑھی رکھکر منڈانا کیسا، اور شروع سے رکھا ہی نہیں ابھی بھی منڈا رہا ہے تو شرعی حکم کیا ہے۔ علماء کرام تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں جزاک اللہ خیرا۔ سائل احمد علی سعودی عرب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ایک مشت داڑھی رکھنا واجب اور ایک مشت سے کم کرنا شرعاً سخت ناجائز وحرام ہے اور داڑھی منڈانے والا فاسق معلن ہے اور اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے اور لوٹانا واجب ہے مشکوۃ شریف میں ہے:

انهکوا الشوارب واعفوا اللحی۔

ترجمہ: موچھوں کو خوب کم کرو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔ (باب الترجل صفحہ 380)

درمختار میں ہے: یحرم علی الرجل قطع لحیته۔

ترجمہ: مرد پر حرام ہے اپنی داڑھی کا منڈانا۔ (ج 9 فصل فی البیع صفحہ 664)

اشعۃ اللمعات میں ہے: گذاشتن آن بقدر قبضہ واجب ست۔

یعنی داڑھی کو ایک مشت تک چھوڑ دینا واجب ہے۔ (ج 1 صفحہ 212)

درالمختار مع ردالمحتار میں ہے:

کل صلاة ادیت مع کراهة التحریم تجب إعادتها. تلك الکراهة کراهة تحریم تجب إعادتها۔ (ج 2 باب صفة الصلاة صفحه 148/147)

اسی میں ہے: کراهة تقدیمه بأن لا یهتم لأمر دینه و بأن فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم إهانته شرعًا۔

(ج2 باب الامامۃ صفحہ 299)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: داڑھی کترواکر ایک مشت سے کم رکھنا حرام ہے۔

(ج23 صفحہ 98)

دوسری جگہ ہے داڑھی ترشوانے والے کو امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد 6 صفحہ 603)

کتبــــــہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی سوناپوری اتر دیناجپور بنگال

درود ابراہیمی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انکی آل ہی کو کیوں خاص کیا گیا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ نماز میں جو درود ابراہیمی پڑھتے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کو کیوں خاص کیا اور دیگر انبیائے کرام پر بھی تو رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائی تو پھر ان کا ذکر کیوں نہیں؟ سائل محمد سراج خان لکھیم پور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انکی آل پر درود وسلام کیوں بھیجتے ہیں اسکے متعلق حضور حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی ایک طویل حدیث جسمیں درود ابراہیمی کا ذکر ہے اسی حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ: چونکہ ابراہیم علیہ السلام نے ہمارے حضور کے لئے دعائیں مانگیں ربنا وابعث فیھم رسولا (پارہ۱)

اسی کے شکریے میں ہم لوگ ہر نماز میں ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر درود بھیجتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (مراۃ المناجیح جلد دوم صفحہ ۹۵ مطبوعہ اسلامک پبلکشر جامع مسجد دہلی)

کتبــــــہ

محمد معصوم رضا نوری

کیا عورتیں نابیناں (اندھے) سے بھی پردہ کریں گی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ ذیل میں کہ کیا عورتوں کو نابینا یعنی اندھے آدمی سے پردہ کرنا چاہئے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ سائل غلام ربانی رضوی کانپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جی ہاں عورتوں کو نابیناں سے بھی پردہ کرنا لازمی ہے جس طریقے سے بیناں سے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

عن امّ سلمۃ انّھا کانت عند رسول اللہ ﷺ ومیمونۃ اذا قبل ابن ام مکتوم فدخل علیہ فقال رسول اللہ ﷺ احتجبا منہ فقلت یا رسول اللہ ﷺ الیس ھو اعمیٰ لایبصرنا فقال رسول اللہ ﷺ افعمیاوان انتما الستما تبصرانہ

ترجمہ ومفہوم:۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ میں اور حضرت میمونہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں کہ ایک نابینا صحابی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالی عنہ سامنے سے حضور ﷺ کی خدمت میں آرہے تھے تو نبی کریم ﷺ نے ہم دونوں (یعنی ام سلمہ ومیمونہ سے) کہا پردہ کرلو ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ وہ ہمیں نہیں دیکھ سکیں گے حضور نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم انہیں نہیں دیکھوں گی۔

(احمد، ترمذی، ابوداؤد، بحوالہ انوار الحدیث صفحہ ۳۹۲ شبیر برادرز اردو بازار لاہور)

نبی کریم ﷺ کے فرمانے کا مطلب یہ تھا اگر چہ ام مکتوم تم کو (سلمہ ومیمونہ) نہیں دیکھ پاتے مگر تم ان کو ضرور دیکھ پارہی ہو کیوں کہ جس طریقے سے مرد کا عورت کو دیکھنا جائز نہیں اسی طریقے سے عورت کا مرد کو دیکھنا جائز نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

عبیداللہ رضوی بریلوی بریلی شریف یوپی

ٹخنے کے نیچے پاجامہ یا تہبند بانیت تکبر ناجائز ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس کے بارے میں کہ جولوگ لنگی یا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے باندھتے ہیں انکے لئے کیا حکم ہے مدلل جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد انعام الحق

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ٹخنے کے نیچے پاجامہ یا تہبند بانیت تکبر ہوتو باعث گناہ ہے و ناجائز ہے جسکے متعلق کتب احادیث میں وعید آئی ہے جیسا کہ:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال :قال رسول اللہ ﷺ لا ینظر اللہ یوم القیامۃ الی من جر ازراہ بطرا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہیکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کل قیامت کے دن اللہ تعالی اس بندے کی طرف نظر رحمت نہ فرمائیگا جس نے تہبند اتراتے ہوئے گھسیٹا۔

(الجامع الصحیح البخاری باب من جر ثوبۃ من الخیلا جلد دوم ص ۸۶۱)

اور فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمتہ فرماتے ہے کہ: پاجاما یا پینٹ سے ٹخنا چھپا رہے اسکی دو صورتیں ہیں اگر تکبر کی وجہ سے ہے تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی ورنہ تنزیہی۔واللہ اعلم

(فتاوی فقیہ ملت جلد اول ص ۱۷۸)

کتبـــــہ

محمد جابر القادری رضوی

میز و کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
میز اور کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھانا کیسا جواب عنایت فرمائیں جزاک اللہ خیرا۔سائل حافظ انور علی رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہوبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

میز کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھانا جائز تو ہے مگر خلاف سنت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی عادت کریمہ بھی زمین پر دسترخوان بچھا کر کھانا تناول فرمانا تھی اور یہی افضل و احسن طریقہ ہے لہٰذا مسلمانوں کو اپنا ہر کام سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہی کرنا چاہیے۔

جیسا کہ مجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ شریف میں اسی طرح کے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:
عادت کریمہ زمین پر دسترخوان بچھا کر کھانا تناول فرمانا تھی اور یہی افضل ہے۔

اخرج الامام احمد فی کتاب الزھد عن الحسن مرسلا والبزار نحوہ عن ابن ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اتی بطعام وضعہ علی الأرض و اخرج الدیلمی فی مسند الفردوس عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یرفعہ الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صنعھا علی الحضیض ثم قال انما انا عبد اٰکل کما یأکل العبد و اشرب کما یشرب العبد و اخرج الدارمی والحاکم و صححہ و اقروہ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذ وضع الطعام فاخلعوا نعالکم فانہ اروح لاقدامکم و اخرجہ ابو یعلیٰ بمعناہ و زادو ھو السنۃ "اھ۔ (ج:21/ص:629/630/ مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں: مسلمانوں کے کھانے کا طریقہ یہ ہے کہ فرش وغیرہ پر بیٹھکر کھانا کھاتے ہیں میز کرسی پر کھانا نصاریٰ کا طریقہ ہے اس سے اجتناب (بچنا) چاہئے بلکہ مسلمانوں کو ہر کام سلف صالحین کے طریقہ پر کرنا چاہئے غیروں کے طریقہ کو ہرگز اختیار نہ کرنا چاہئے۔ (ح:16/ص:381/ کھانے کا بیان/ مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور ایسا ہی فتاوی افریقہ ص: 41 / مکتبہ نوریہ رضویہ گُلبرگ اے فیصل آباد/ میں ہے لیکن اب اس زمانہ میں کرسی پر کھانا نصاریٰ کا طریقہ نہ رہا اب تو ہر قوم و برادری کے لوگ کرسی پر کھاتے اور کھلاتے ہیں اس لئے اب یہ نصاریٰ کے ساتھ خاص نہ رہا اس لئے میز و کرسی پر کھانے اور کھلانے میں کوئی حرج نہیں ۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲ربیع الآخر ۱۴۴۲ بروز بدھ

کیا یہ واقعہ درست ہے کہ شیطان نے آدم علیہ السلام کے پتلے پر تھوک ڈال دیا تھا اور اسی جگہ کی مٹی سے کتا پیدا کیا گیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام کیا واقعہ درست ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے جسد خاکی تیار کیا اور فرشتے اس کی زیارت کرتے تھے مگر شیطان حسد میں جل بھن کر حضرت آدم علیہ السلام کے جسد مبارک کے شکم کی جگہ تھوک دیا تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا اس جگہ سے مٹی نکال کر کتا بنا دو الخ شرع کی روشنی جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔سائل غلام حسین

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جی ہاں یہ واقعہ درست ہے کہ کتا حضرت آدم علیہ السلام کے پتلا کی مٹی سے بنایا گیا ہے کہ جب اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا بنایا تو شیطان نے بغض وحسد سے اپنا تھوک جمع کر کے آدم علیہ السلام کے مقام ناف پر ڈال دیا اللہ تعالی نے حضرت جبریل کو حکم دیا کہ اس تھوک کو مقام ناف سے نکال لیں ناف کی گہرائی جبرئیل علیہ السلام کے حضرت آدم کے مقام ناف سے مٹی کریدنے کی وجہ سے ہے پھر اس کریدی ہوئی مٹی سے کتے کو پیدا کیا۔

خاتم المفسرین حضرت شیخ اسمعیل حقی علیہ الرحمتہ تحریر فرماتے ہیں: جمع (ای ابلیس) بزاقه فی فمه والقاه علیه فوقع بزاق و اللعین علی موضع سرة آدم علیه السلام فامر الله جبرئیل نقور بزاق و اللعین من بطن آدم فحفرة السرة من تقدیر جبرئیل وخلق الله من تلك القوارة كلبا ۔ والله اعلم

(فتاوی فقیہ ملت جلد دوم صفحہ ۴۲۷؛ فقیہ ملت اکیڈمی، بحوالہ تفسیر روح البیان جلد اول صفحہ ۹۹)

کتبـــــہ

محمد اختر رضا قادری رضوی سرکھیت (نیپال)

شوہر کی اجازت کے بغیر بیعت ہونا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین کیا عورت کو مرید ہونے کے لئے شوہر کی اجازت ضروری ہے جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی فقط والسلام ۔ سائل محمد شفیق الاسلام

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

شوہر کی اجازت ضروری نہیں حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بیعت ہونے کے لیئے اجازت شوہر کی ضرورت نہیں مگر ناراضی شوہر کا خیال رکھنا ضرور ہے ۔ واللہ اعلم

(فتاوی امجدیہ جلد 4 ص 319)

کتبـــــہ:

محمد معصوم رضا نوری

عورت شوہر کی نافرمانی کرے اور والدین اس کا ساتھ دیں تو کیا حکم ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں ایک شادی شدہ عورت جو اپنے شوہر کو تین سال سے چھوڑ کر اپنے والدین کے گھر رہتی ہے جب بھی اپنے شوہر کے گھر آتی ہے تو دو چار دن بعد بھاگ جاتی ہے۔جب اس کا شوہر اُس سے بھاگنے کی وجہ جاننا چاہتا ہے تو اسکے والدین کہتے ہیں کہ تمہاری کیا اوقات ہے اور یہ دھمکی دیکر لڑکے کو نکال دیتا ہے کہ ہم اپنے لڑکی تم سے کا خلع کروا لینگے چند لوگوں کے سامنے وہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے اور جیسے ہی لوگوں سے دور ہٹتا ہے اپنی بات سے اعراض کر لیتا ہے اس طرح ڈیڑھ سال گزر چکا ہے نہ وہ اپنی بیٹی کو بھیجتا ہے اور نہ وہ خلع کرواتا ہے لڑکی اپنے والدین کے گھر سے ہمیشہ دور رہتی ہے اپنے والدین کے گھر بھی بہت کم رہتی ہے ایسے عورت اور والدین کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے حوالہ کے ساتھ علمائے کرام رہنمائی فرمائیں۔سائل حافظ اصغر حسین ضلع ارریہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ایسی عورت اور ایسے والدین ظالم سخت گنہگار ہیں بیوی پر شوہر کی اطاعت واجب ہے لہذا عورت کو چاہئے کہ فوراً اپنے شوہر کے گھر چلی جاے اسی طرح والدین کو چاہئے کہ وہ اپنی بیٹی کو اس کے شوہر کے حوالہ کر دیں اور شوہر پر بھی لازم ہے کہ بیوی کے حقوق کی مکمل رعایت کرے اور اسے خوش رکھے اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو شوہر طلاق دے سکتا ہے کہ عورت شوہر کو یا شوہر کے دیگر رشتے داروں کو تکلیف پہنچاتی ہے یا دین دار نہیں ہے یا عورت بے حیا و بد کردار ہے تو ایسی صورت میں شوہر کے لئے طلاق دینا جائز ہے طلاق دینے پر کوئی عتاب نہیں۔

جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ با کمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

حرمۃ العقوق ولوجوب طاعۃ الزوج فیما یرجع الی الزوجیۃ۔

اس لئے کہ والدین اور شوہر کی نافرمانی حرام ہے اور شوہر کی فرمانبرداری بسلسلہ حقوق زوجیت واجب ہے۔واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۱۳) ص (۱۱۶) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبــــــہ

محمد راشد مکی ملک پور کٹیہار بہار

۳۰ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

کیا ابو جہل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہے یا نہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ابو جہل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چچا تھا یا نہیں جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔سائل حافظ محمد ارباز عالم نظامی کشی نگر

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ابو جہل حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا نہ چچا ہے نہ خاندانی نسب ملتا ہے بلکہ ابو جہل کا نسب اور ہمارے آقا حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا نسب مبارک الگ الگ ہے جیسا کہ حضور شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

ابو جہل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چچا نہیں ہے عوام میں جو معروف ہے کہ چچا ہے یہ بالکل غلط بات ہے اور مسلمانوں کے لئے اشتعال انگیز بھی کیونکہ ابو جہل قبیلۂ بنی مخزوم کا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنی ھاشم سے تھے پھر ابو جہل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چچا کیسے ہوسکتا ہے۔ (فتاویٰ شارح بخاری ج 1 ص 411 عقائد متعلقہ نبوت)

جو ابو جہل کو ہمارے نبی حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا چچا مانے یا کہے وہ خاطی ہے بنا تحقیق کے نہ بتائے ورنہ عند اللہ وعند الرسول صلی اللہ علیہ وسلم مجرم و باعث عذاب ولعنت ہے۔واللہ اعلم

کتبــــــہ

محمد ریحان رضا رضوی

من گھڑت روایت عام کرنے سے بچئے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سب سے پہلے کسی کو ربیع الاول کی مبارک دی اس پر جنت واجب ہوگی؟ حوالہ سے نوازیں مہربانی ہوگی۔ المستفتی محمد صادق عالم قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

ربیع الاول کی آمد کی خوشی منانا اور چرچا کرنا بہت اعلیٰ اور مستحسن عمل ہے، کہ اس ماہ مبارک میں اللہ عزوجل نے نبی آخر الزماں ﷺ کو اس دنیا میں مبعوث فرما کر مومنین پر احسان فرمایا آپ ﷺ کی تشریف آوری یقیناً مسلمانوں کے لئے نعمت عظمیٰ ہے، اور نعمت کا چرچا کرنے کے متعلق اللہ عزوجل قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

"واما بنعمۃ ربك فحدث"

ترجمہ اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (پارہ ۳۰ سورہ والضحیٰ)

لیکن جہاں تک سوال میں مذکور روایت کا تعلق ہے تو ایسی کوئی روایت نظر سے نہیں گزری نہ علماء سے سنی بلکہ ایسی باتیں عموماً من گھڑت ہوا کرتی ہیں اور من گھڑت بات حضور اقدس ﷺ کی طرف قصداً منسوب کرنا حرام ہے۔ حدیث مبارکہ میں اس پر سخت وعید ارشاد فرمائی گئی ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری ومسلم میں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من كذب علی متعمدا فليتبوأ مقعده من النار"

ترجمہ جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

(بخاری 57/1 حدیث: 107)

اور بغیر تحقیق وتصدیق ہر سنی سنائی بات کو آگے پھیلانا بھی نہیں چاہیے، کیونکہ ایسے شخص کو حدیث پاک میں جھوٹا فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے:

کفی بالمرء كذبا ان يحدث بكل ما سمع"

ترجمہ انسان کے جھوٹا ہونے کو یہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات بیان کردے۔
لہٰذا ایسی روایات پر مشتمل میسیز Messages اور پوسٹس posts سے بچنا بہت ضروری ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم (ماخوذ از مختصر فتاوی اہلسنت ص ۱۹۹/۲۰۰)

کتبـــــہ
محمد مشرف اعظم گریڈیہ جھارکھنڈ
۱۶ صفر المظفر ۱۴۴۲ بروز اتوار

کسی مسلمان یا کافر کے لئے بد دعا کرنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
علمائے کرام کی بارگاہوں میں عرض ہے کہ کسی مسلمان کیلئے بدعا ولعنت کرنے کا حکم شرعی کیا ہے ؟اسی طرح کافروں کیلئے کیا حکم ہوگا رہنمائی فرمائیں۔المستفتی غلام یسٰن عطاری گجرات بڑودا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

بغیر عذر شرعی کے کسی سنی مسلمان کے لئے بد دعا ولعنت جائز نہیں اگر وہ ظالم ہے مسلمانوں کو ایذا رسانی کرتا ہے تو بد دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں اسی طرح کافر دین میں مداخلت کرتا ہے یا ظالم ہے تو بد دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ مجدد اعظم اعلحضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:
سنی مسلمان اگر کسی پر ظالم نہیں تو اس کے لئے بد دعا نہ چاہئے بلکہ دعائے ہدایت کی جائے کہ جو گناہ کرتا ہے چھوڑ دے اور اگر ظالم ہے اور مسلمانوں کو اس سے ایذا ہے تو اس پر بد دعا میں حرج نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ صفحہ ۱۸٤ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کتبـــــہ
محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی چھپرہ بہار
۱۶ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

کیا امام احمد رضا نے واقعہ کربلا بیان کرنے کو حرام فرمایا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام رہنمائی فرمائیں کہ زید کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے کہ غم تازہ کرنے کے لئے کربلا کا بیان کرنا حرام ہے کیا یہ صحیح ہے بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد خضر منیر ساہیوال پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

واقعہ کربلا، شہادت سیدنا سرکار امام عالی مقام مطلقا بیان کرنا حرام نہیں بلکہ سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان واقعات کو بیان کرنے کو حرام فرمایا جو کہ موضوع روایات پر مشتمل ہیں جیسا کہ فتاوی رضویہ شریف میں ہیکہ: شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ وروایات باطلہ پر مشتمل ہیں، یوہیں مرثیے ایسی چیزوں کا پڑھنا سننا سب گناہ وحرام ہے۔

مزید فرماتے ہیں کہ: اگر صحیح روایات بیان کی جائیں اور کوئی کلمہ کسی نبی، یا ملائک، یا اہلبیت، یا صحابی کی توہین شان کا مبالغہ مدح وغیرہ میں مذکور نہ ہو، نہ وہاں بَین یا نوحہ یا سینہ کوبی اگریبان دری یا ماتم یا تصنّع یا تجدید غم وغیرہ ممنوعات شرعیہ نہ ہوں تو ذکر شریف فضائل ومناقب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بلاشبہ موجب ثواب ونزول رحمت الہی کا سبب ہے۔

جیسا کہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: حدیث پاک میں ہے:

عند ذکر الصالحین تنزل الرحمہ (ملخصا کیمائے سعادت)

رہا یہ کہ واقعات کربلا سنا کر سامعین کو رلانا اور جزع فزع کرنا تجدید حزن وغم پیدا کرنا تو یہ منع ہے سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ کون سنی ہوگا جسے واقعہ ہائلہ کربلا کا غم نہیں یا اس کی یاد سے دل محزون اور آنکھ پرنم نہیں ہاں! مصائب میں ہم کو صبر کا حکم فرمایا جزع فزع کو شریعت منع فرماتی ہے اور جسے واقعی دل میں غم نہ ہو اسے جھوٹا اظہار غم کرنا) ریا ہے

اور قصداً (جان بوجھ کر) غم آوری اور غم پروری خلاف رضا ہے جسے اس کا غم نہ ہو اسے بے غم نہ رہنا چاہیئے بلکہ اس غم نہ ہونے کا "غم" چاہیئے کہ اس کی محبت ناقص ہے اور جس کی محبت ناقص ہو اس کا ایمان ناقص ہے۔

(حوالہ فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد 24 صفحہ 487 / 488 رضافاؤنڈیشن لاہور)

اس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ غم منانا عندالشرع جائز نہیں ہاں غم ہونا یہ الگ بات ہے اور یہ محبت کی علامت ونشانی ہے اور ہم اہل سنت سیدنا سرکار امام حسین وشہدائے کربلا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی یاد میں محافل ومجالس کا انعقاد و اہتمام کرکے ان کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرکے اپنی غلامی کا اعلان کرتے ہیں مگر جزع فزع سینہ کوبی نوحہ وماتم نہیں کرتے بلکہ صبر کرتے ہیں اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز کی یہی تعلیمات ہے۔الحاصل اعلیٰ حضرت نے یاد منانے کا حکم دیا ہے غم منانے کا نہیں زید غلط فہمی کا شکار ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۱ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

جو پیر عورتوں سے حجاب ضروری نہ سمجھے اس سے مرید ہونا کیسا ہے؟

علماء کرام کی بارگاہ میں ادبا گزارش ہے کہ کیا اس پیر کی بیعت درست ہے جو اپنے مرید کے خاندان سے پردہ ضروری نہ سمجھتا ہو اور اس پیر کے بارے میں کیا حکم ہے؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔سائل عامر رضوی لاہور پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

عورت کو پیر سے بھی پردہ واجب ہے جبکہ محرم نہ ہو جو پیر پردہ ضروری نہ سمجھتا ہو اس سے مرید نہ

ہونا چاہئے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ: پیر سے پردہ واجب ہے جبکہ محرم نہ ہو۔ (احکام شریعت حصہ دوم صفحہ 201 مطبوعہ مکتبہ جام نور دہلی)

اور پیر کا بے حجابانہ عورتوں کو بٹھا کر حلقہ و چلہ کرانے کے متعلق فرماتے ہیں یہ صورت محض خلاف شرع وخلاف حیا ہے ایسے پیر سے بیعت نہ چاہیئے۔ (حوالہ وص سابق)

اور ایسے حیاباختہ پردے سے خفا پیر کے متعلق حضرت فقیہ ملت علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

ایسا پیر جاہل نہیں تو گمراہ ہے اور گمراہ نہیں تو جاہل ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس سے مرید ہونا جائز نہیں۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ 529)

فلہٰذا ایسے حیاباختہ پردے سے خفا پیر سے بیعت نہیں کرنی چاہیئے اور عورتوں کو غیر محرم کے سامنے بے پردہ آنا ناجائز ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری مہاراشٹر

۲۶ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۷ اگست ۲۰۲۰ء بروز سوموار

کسی مسلمان کو بلا وجہ یزید کہنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کسی سنی صحیح العقیدہ مسلمان کو یزید یا یزید کی اولاد کہنا کیسا مع حوالہ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔سائل محمد توفیق رضا ساکن کرلا ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

کسی بھی مسلمان کو تحقیراً یزید یا یزید کا بیٹا کہنا جائز نہیں اس صورت میں کہنے والا گناہ گار کہنے والے کو چاہیے کہ جس کو کہا اس سے معافی مانگ لے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ بھی کرے ہاں اگر مطلقاً کہا یعنی اس کا نام ہی یزید ہے یا اس کے باپ کا نام یزید ہے تو اس صورت میں کوئی گناہ نہیں جیسا کہ میرے

امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:
اگر بلاوجہ شرعی کہا سخت گنہ گار ہوا قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اٰذی مسلما فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اذی اللہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی ۔ واللہ تعالی اعلم
(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۱۴) ص (۶۰۷) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبــــــــہ
محمد راشد مکی پور کٹیہار بہار

عضو تناسل کا منہ میں ڈالنا یا لینا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
عضو تناسل کا منہ میں ڈالنا یا لینا کیسا ہے؟ حوالے کے ساتھ جواب ارسال فرمائیے المستفتی: صدیق نعیمی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ
الجواب بعونہ تعالی
عورت کا مرد کے عضو تناسل منہ میں لینا مکروہ تحریمی ہے غیر مہذب وناشائستہ اور راوراداب کے بلکل خلاف فعل ہے فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ:
إذا أدخل الرجل ذكره في فم امرأته قد قيل يكره كذا في الذخيرة اه
یعنی جب مرد اپنا آلہ تناسل عورت کے منہ میں داخل کر دے تو کہا گیا ہے کہ ایسا کرنا مکروہ ہے ایسا ہی ذخیرہ ہے۔ (ج5ص372)
اسی طرح محیط برہانی میں یہ جزئیہ ان الفاظ میں ذکر ہے کہ:
إذا ادخل الرجل ذكره في فم امرأته يكره لأنه موضع قرائة القرآن فلا

یلیق به إدخال الذكر به

یعنی اگر مرد عورت کے منہ میں اپنا آلہ تناسل داخل کرے تو یہ مکروہ ہے کیونکہ منہ قرآن پاک پڑھنے کی جگہ ہے تو اس میں آلہ کا داخل کرنا مناسب نہیں۔ (محیط برھانی ج8 ص134)

لہذا مذکورہ باتوں سے واضح ہوا کہ ایسا کرنا تہذیب وادب سے گری ہوئی بات ہے مسلمان کو ایسی حرکت سے احتراز لازم وضروری ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

حضور علیہ السلام کے امت کی کتنی قسمیں ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعدہ عرض خدمت ایک سوال پیش ہے کہ امت کی کتنی قسمیں ہیں مہربانی کر کے میری رہنمائی فرمادیں تو بہت مہربانی ہوگی میں نے شاید کل اس سوال کا جواب طلب کیا تھا اور مجھ ناچیز کو جواب بھی ملا تھا لیکن غلطی سے جواب ڈلیٹ ہو گیا ہے لہذا پھر سے جواب عنایت فرمادیں تو بہت مہربانی ہوگی۔ سائل فقیر زین العابدین قادری ضلع بلرام پو یو پی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

امت کی دو قسمیں ہیں:

ایک امت دعوت۔

دوسری امت اجابت۔

جس کو تبلیغ تو ہوئی مگر اس نے قبول نہ کیا وہ "امت دعوت" کہلاتی ہے اور جس نے قبول کرلیا وہ "امت اجابت" ہے جیسا کہ حضور حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

اب امت دوطرح کی ہے ایک تو امت دعوت دوسری امت اجابت جس کو تبلیغ تو ہوئی مگر اس نے قبول نہ کیا وہ امت دعوت کہلاتی ہے اور جس نے قبول کرلیا وہ امت اجابت ہے مسلمان تو حضور علیہ السلام کی امت اجابت ہیں اور کفار ومنافقین امت دعوت ہیں چاہے لوگ حضور علیہ السلام کی اطاعت کریں یا نہ کریں امت ضرور ہیں ۔واللہ تعالی اعلم (شان حبیب الرحمن صفحہ نمبر 69)

کتبـــــہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

کیا مسلم عورتیں ساڑی پہن سکتی ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یوپی بہار بنگال راجستھان گجرات مہاراشٹر میں مسلمان عورتیں جوساڑیاں پہنتی ہیں تو از روئے شرع پہننا کیسا ھے کیونکہ ایسی ساڑیوں سے مکمل طور پر پردے کا اھتمام وحفاظت نہیں ہوتی ھے اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ھیکہ جب عورتیں ساڑیاں پہنتی ہیں تو اس ساڑی سے پیٹ کے حصے کا پردہ نہیں ہوتی ہے بلکہ پیٹ کا حصہ زائل وظاھر ھوجاتا ھے تو شریعت میں ایسی ساڑیاں پہننا کیسا ھے قرآن وحدیث کی روشنی میں مع حوالہ دے کر اور جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع فراہم کریں عین نوازش ھوگی ۔سائل فقیر محمد شاھد رضا قادری منظری اسلام پور اتر دیناجپور ویسٹ بنگال انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ساڑی میں اگر ستر پوشی ہوتی ہے تو پہننا جائز ہے ورنہ ناجائز اور جہاں ساڑیاں پہننا غیر مسلم کا لباس سمجھا جاتا ہے وہاں مسلم خواتین کو شبہ کی بنیاد پہننا ممنوع جیسا کہ صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

بہت سے علاقوں میں مسلم عورتیں ساڑیاں نہیں پہنتیں،سلوار وقمیص پہنتی ہیں جیسے یوپی کے اکثر اضلاع میں، یہاں ساڑیاں غیر مسلم پہنتی ہیں لیکن ہندوستان کے بہت سے علاقوں میں ساڑیاں

مسلم عورتوں کا بھی لباس ہے۔ بہار، بنگال، تامل ناڈو، کرناٹک، وغیرہ کے عام شہروں، دیہاتوں میں یہ لباس مسلم اور غیر مسلم عورتوں میں مشترک ہے۔ یہاں ساڑی پہننے کی وجہ سے کوئی یہ نہیں سمجھتا کہ یہ غیر مسلم عورت ہے اور نہ ہی کوئی اسے لباس کفار خیال کرتا ہے۔ اور حکم ممانعت کی علت غیر مسلم کے شعار خاص سے تشبیہ پر ہے۔ لہذا جہاں ساڑیاں صرف ہندو کا لباس مانی جاتی ہیں، وہاں مسلم عورتوں کو پہننا مکروہ وممنوع وگناہ ہوگا۔ لیکن جن علاقوں میں یہ مسلمان کا بھی لباس ہے وہاں پہننا ممنوع نہ ہوگا، جائز ہوگا اور من تشبہ بقوم الخ کے زمرے میں داخل نہ ہوگا۔

(حوالہ فتاوی امجدیہ، جلد چہارم، صفحہ نمبر 144، 145)

صورت مسئولہ میں ساڑی پہننے پر بدن کا حصہ ظاہر ہونا اور ستر پوشی کے لیے ناکافی ہونا تو ایسی ملبوسات پہننا ہی جائز نہیں کہ جس سے ستر پوشی نہ ہوتی ہے جیسا کہ فتاوی فیض الرسول میں ہے: ساڑی اگر اس طرح پہنی جائے کہ بے پردگی نہ ہو تو جائز اور بے پردگی ہو تو ناجائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(جلد دوم، کتاب الحظر والاباحۃ، صفحہ ۶۰۱)

کتبـــــہ

محمد فداء المصطفی رضوی صمدی انفاسی پٹنہ سیٹی، بہار

کیا چھوٹے بچوں کو معصوم کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک مہینے کا لڑکا اگر انتقال ہوگیا تو کیا اس بچے کو معصوم الفاظ سے یاد کیا جاسکتا ہے جیسے لوگ کہتے ہیں" ابھی تو یہ معصوم بچے ہیں" کیا کہنا درست ہے یا نہیں حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔ سائل مصدر رضا فیضی کٹیہار بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اس بچے کو معصوم نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ معصوم صرف اور صرف نبی اور فرشتے ہوتے ہیں بشر میں انکے علاوہ اور کوئی بھی معصوم نہیں جیسا کہ قانون شریعت میں ہے کہ:

نبی اور فرشتہ معصوم ہوتا ہے یعنی کوئی گناہ اس سے نہیں ہوسکتا نبی اور فرشتہ کے علاوہ کسی امام اور ولی کو معصوم ماننا گمراہی اور بدمذہبی ہے اگرچہ اماموں اور بڑے بڑے ولیوں سے بھی گناہ نہیں ہوتا لیکن کبھی کوئی گناہ ہوجائے تو شرعا محال بھی نہیں۔ (ص:22/شبیر برادرز اردو بازار لاہور)

اور حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عصمت نبی اور ملک کا خاصہ ہے کہ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں اماموں کو انبیاء کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی و بددینی ہے۔

(ج:1/ص:38/عقائد متعلقہ نبوت/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور مجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ: بشر میں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے سوا کوئی معصوم نہیں۔

(ج:14/ص:187/دعوت اسلامی)

اور المعتقد المنتقد میں ہے کہ:

(فمنه العصمة) وهي من خصائص النبوة على مذهب أهل الحق

(ص:110/رضا اکیڈمی)

اور الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ میں ہے کہ:

(أن الملائكة) الذين هم عباد مكرمون لا يسبقونه بالقول و هم بامره (يعملون) لا يعملون قط مالم يأمرهم به قاله البيضاوي (لا يوصفون) أي الملائكة عليهم السلام (بمعصية) صغيرة ولا كبيرة لأنهم كالانبياء معصومون

(ج:1/ص:290/291/المکتبۃ النوریہ الرضویہ الجامع البغدادی لاہور پاکستان)

لیکن عرف عام میں کوئی بچوں کو معصوم کہہ دے تو اس پر کوئی گرفت نہیں کیونکہ بچوں کو معصوم کہنا اس معنی میں نہیں ہوتا جس معنی میں شرعی اصطلاح ہے بلکہ لغوی معنی یعنی بھولا، سادہ دل، سیدھا سادھا، چھوٹا بچہ، ناسمجھ بچہ، کمسن، والے معنیٰ میں کہا جاتا ہے۔ اس لئے اس معنیٰ میں بچوں کو معصوم کہنے پر کوئی

گرفت نہیں اسے ناجائز بھی نہیں کہہ سکتے۔
جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عرفِ حادِث میں بچوں کو بھی معصوم کہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(فتاویٰ رضویہ ج 14 ص 187 رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کتبـــــہ
محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

استخارہ کرنا کیسا ہے نیز کیا ہر شخص کر سکتا ہے اور طریقہ کیا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ استخارہ کرنا صحیح ہے یا نہیں کیا ہر کوئی کر سکتا ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے؟ مستفتی دلشاد احمد سدھارتھ نگر یوپی
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الجواب بعونہ تعالیٰ
استخارہ صحیح و درست ہے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ثابت ہے نیز اسے ہر شخص کر سکتا ہے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: نماز استخارہ سنت ہے اس کی ترکیب یہ ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر سو جائے یہ سنت ہے۔
(فتاوی رضویہ شریف جدید جلد (۲۷) ص (۶۱۲) مکتبہ دعوت اسلامی)
اور اسکے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز پڑھے پھر دعائے استخارہ پڑھے اور سو جائے جیسا کہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:
جب کوئی کسی امر کا قصد کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر کہے۔
اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡتَخِیۡرُكَ بِعِلۡمِكَ وَاَسۡتَقۡدِرُكَ بِقُدۡرَتِكَ وَ اَسۡاَ لُكَ مِنۡ

فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْقَالَ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ "

اور اپنی حاجت کا ذکر کرے خواہ بجائے هٰذَا الْاَمْر کے حاجت کا نام لے یا اُس کے بعد۔

اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِيْ

میں اَوْ شك راوی ہے،فقہاء فرماتے ہیں کہ جمع کرے یعنی یوں کہے۔

وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ وَعَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ (غنیه)

مستحب یہ ہے کہ اس دُعا کے اوّل آخر (اَلْحَمْدُ لله) اور درود شریف پڑھے اور پہلی رکعت میں (قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ) اور دوسری میں (قُلْ هُوَ اللّٰهُ) پڑھے۔

اور بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ پہلی میں وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَ يَخْتَارُ يُعْلِنُوْنَ تک اور دوسری میں وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ آخر آیت تک بھی پڑھے۔(ردالمختار) واللہ اعلم

(بہار شریعت جلد اول حصہ (۴) ص (٦٨٥) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار ہند

۱۹ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

بلی مرغیوں اور اس کے بچوں کو کھا جائیں بلی کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ ہم مرغی پالتے ہیں تو بلی کبھی مرغی کو کبھی بچے کو جان سے مار دیتی ہے تو کیا اس سبب بلی کو جان سے مارنا جائز ہے جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی۔ سائل محمد شہرون میوات ہریانہ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صورت مسئولہ میں بلی کو تیز چھری سے ذبح کر سکتے ہیں مگر لاٹھی ڈنڈے سے ایذا دیکر نہ ماریں عالمگیری میں ہے:

الھرۃ اذا کانت موذیۃ لا تضرب ولا تعرك اذنها بل یذبح بسکین حاد؛

بہار شریعت میں اس کا ترجمہ ہے: اگر بلی ایذا پہنچاتی ہے تو اسے تیز چھری سے ذبح کر ڈالیں اسے ایذا دیکر نہ ماریں۔ واللہ تعالی اعلم (فتاوی بحر العلوم جلد پنجم صفحہ ۳۴۸)

کتبــــہ

محمد اختر رضا قادری رضوی سرکھیت نیپال

جوانی کب سے کب تک مانی گئی ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہا جاتا ہے کہ اصل عبادت جوانی کی عبادت ہے تو جوانی کتنی عمر سے کتنی عمر تک کو کہا جاتا ہے جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل محمد شہید اختر قادری کشن گنج بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جوانی کی عبادت بڑھاپے کی عبادت سے افضل ہے اس پر کسی بندۂ خدا نے کیا خوب لکھا ہے (شعر) کر جوانی میں عبادت کاہلی اچھی نہیں جب بڑھاپا آگیا کچھ بات بن پڑتی نہیں اور جوانی بلوغ سے لیکر تیس سال کی عمر تک ہے جیسا کہ حکیم الامت حضرت علامہ مفتی محمد احمد یار خان نعیمی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

بلوغ سے لے کر تیس سال کی عمر جوانی کی ہے، شوافع کے نزدیک چالیس سال تک جوانی ہے، انسانی عمر کی حدود اوران کے نام ہماری تصنیف حاشیۃ القرآن میں دیکھئے۔ واللہ تعالی اعلم

(مرآۃ المناجیح جلد(۵) ص(۱)

کتبـــــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار ہند

۶ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

مقدس راتوں میں واٹس ایپ وغیرہ پر توبہ نامہ کا چلن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین کہ لوگ مقدس راتوں مثلا شب معراج، شب براءت، شب قدر میں واٹس ایپ فیس بک وغیرہ کے ذریعہ معافی مانگتے ہیں تو ان کے معافی مانگنے سے معافی ہو جائے گی یا ان کے پاس جا کر معافی مانگنی پڑے گی تسلی بخش جواب عنایت فرمادیں مہربانی ہوگی۔ سائل محمد حمزہ علی قادری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جن مظالم کا تعلق مال سے ہے ان میں گزشتہ جرم پر ندامت،موجودہ عمل کو درست رکھنا اور آئندہ گناہ نہ کرنے پر پختہ عزم کرنے کے ساتھ مال سے سبکدوش ہونا اور مظلوم کو راضی کرنا ضروری ہے مثلا غصب،سرقہ،رشوت اور ربا وغیرہ میں جو مال لیا وہ اس کے مالک کو اور اگر وہ نہ ہوں تو اس کے وارثین کو لوٹانا یا معاف کرانا ضروری ہے اور اگر مالک نہ مل پائے تو اتنا مال تصدق کرے اور یہ نیت رکھے کہ جب وہ ملے اور تصدق پر راضی نہ ہو تو اسے اس کا مال دوں گا۔

اور جن مظالم کا تعلق مال کے بغیر عزت وغیرہ سے ہے مثلاکسی کو گالی دینا،غیبت کرنا وغیرہ تو ان میں وجوب توبہ کیلئے مذکورہ شرائط کے ساتھ جو کچھ اس نے اس کے بارے میں کہا اسے اس جرم پر مطلع کرے اور معافی مانگے اور جن کے سامنے برائی بیان کی انہیں بھی اپنے بیان کے جھوٹ ہونے پر مطلع کرے البتہ جن برائیوں کو چھپاتا تھا ان عیوب کی تفصیل نہ کرے بلکہ مبہم طور پر کہہ دے کہ میں نے تمہارے عیوب لوگوں کے سامنے ذکر کئے ہیں اسی طرح وہ باتیں جن کے ظاہر کرنے میں فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

ویجب ان یفصلہ لہ الا ان یکون التفصیل مضرا لہ کذکرہ عیوبا یخفیہا فانہ یستحل منہا مبہما (ج9،ص677)

اور اگر اس شخص تک رسائی مشکل ہو تو پختہ ارادہ کرلے کہ جب بھی ملے گا معذرت کرلوں گا اور اگر مظلوم وفات پا گیا ہو تو اللہ سے بخشش مانگے مظلوم سے طلب معافی میں سچائی اور خلوص دل سے معافی مانگنا بھی ضروری ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

وعلیہ ان یخلص فی الاعتذار والا فہو ذنب آخر ویحتمل ان یبقی لخصمہ علیہ مطالبۃ فی الآخرۃ (المرجع السابق)

فتاوی رضویہ میں شرح فقہ اکبر سے ہے:

قد نصوا علی ان ارکان التوبۃ ثلاثۃ الندامۃ علی الماضی والاقلاع فی

الحال والعزم علی عدم العود فی الاستقبال هذا ان کانت التوبة فیما بینه وبین الله کشرب الخمر واما ان کانت هما فرط فیه من حقوق الله کصلوة وصیام و زکوة فتوبته انیندم علی تفریطه اولا ثم یعزم علی ان لا یعود ابدا ولو بتاخیر صلاة عن وقتها ثم یقضی مافاته جمیعا وان کانت مما یتعلق بالعباد فان کانت من مظالم الاموال فتتوقف صحة التوبة منها مع ما قدمناه فی حقوق الله تعالی علی الخروج عن عهدة الاموال وارجاء الخصم بان یتحلل عنهم ایرادها الیهم او الی من یقوم مقامهم من وکیل او وارث وفی القنیة رجل علیه دیون لاناس لا یعرفهم من غصوب او مظالم او جنایات یتصدق بقدرها علی الفقراء علی عزیمة القضاء ان وجدهم مع التوبة علی الله تعالی فیعذر انتهی وان کانت المظالم فی الاعراض کالقذف والغیبة فیجب فی التوبة فیها مع قدمناه فی حقوق الله تعالی ان یخبرا صحابها بما قال من ذلك ویتحلل منهم فان تعذر ذلك فلیعزم علی انه متی وجدهم تحلل منهم فان عجز بان کان میتا فلیستغفر الله والمرجو من فضله و کرمه ان یرضی خصمانه من خزائن احسانه فانه جواد کریم رؤف رحیم اه ملتقطا

(ج21،ص122،123)

لہٰذا واٹس ایپ فیس بک وغیرہ پر معافی کا جو طریقہ رائج ہے کہ ایک پوسٹ متعدد افراد کو ارسال کر دیتے ہیں اس طور پر معافی مانگنے سے معافی نہ ہوگی کہ اس صورت میں کئی شرائط مفقود ہوتے ہیں مثلا مال کی صورت میں شرط ادائے مال مفقود اور عزت وغیرہ کی صورت میں صدق اور خلوص دل سے معافی، برائی کی تفصیل، جن کے سامنے برائی کی انہیں کذب بیان پر اطلاع نیز مظلوم کو راضی کرنا وغیرہ۔

البتہ توبہ نامہ تحریر کیا اور سچائی اور خلوص دل سے معافی طلب کی اور مذکورہ شرائط پائے گئے نیز مظلوم نے معاف بھی کر دیا تو معافی ہو جائے گی۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

شان محمد مصباحی قادری

کیا کسی بزرگ کے آستانے کو جنت سے حسیں کہنا درست ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جنت سے حسیں اشرف کا آستانہ ہے یہ لفظ بولنا کیسا ہے برائے کرم جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد مشرف رضا پورنیہ بہار انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

حضرت سلطان سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہُ العزیز بلاشبہ ایک مقرب وصاحب تصرف بزرگ ہیں آپ کا آستانہ عالیہ یقیناً ایک عظیم الشان و بافیض آستانہ ہے جہاں بلاتفریق مذہب وملت نہ جانے کتنے لوگ مستفید و مستفیض ہوتے رہتے ہیں تاہم آپ کے یا کسی ولی کے آستانہ عالیہ کو جنت سے حسیں کہنا درست نہیں کیونکہ جنت کی دل کشی ورعنائی اور اس کے حسن وآرائش اور اس کی دائمی نعمتوں کا تصور کسی کے خواب وخیال میں نہیں آسکتا۔

حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ اعددت لعبادی الصالحین مالا عین راءت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر

(بخاری,مسلم ج2ص 378 کتاب الجنۃ مشکوٰۃ ص495باب صفۃ الجنۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے بندوں کے لئے ایسی چیز تیار کر رکھی ہے کہ جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ اس کی خوبیوں کو کسی کان نے سنا اور نہ کسی آدمی کے دل پر اس کی ماہیت کا خیال گزرا۔ (انوارالحدیث صفحہ 86 مطبوعہ مکتبہ فقیہ ملت دہلی)

حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

جنت ایک مکان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے بنایا ہے اس میں وہ نعمتیں مہیا کی ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا نہ کسی (کعبہ معظمہ جنت سے اعلیٰ ہے اور تربت اطہر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو کعبہ بلکہ عرش سے افضل ہے مگر یہ دنیا کی چیزیں نہیں 12 منہ) آدمی کے دل پر ان کا خطرہ گزرا جو کوئی مثال اس کی تعریف میں دی جائے سمجھانے کے لئے ورنہ دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ شے کو جنت کی کسی چیز کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ اول صفحہ 43 جنت کا بیان)

اس سے معلوم ہوا کہ جنت بے مثال ہے اور اس کی مثال کسی بزرگ کے آستانے سے دینا مناسب نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۹ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

مجدد کس کو کہا جاتا ہے؟ کیا ہر صدی میں الگ الگ مجدد ہوتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ مجدد کن کو کہا جاتا ہے اور کیا ہر صدی میں الگ الگ مجدد ہوتے ہیں اور اس دور کے مجدد کون ہیں برائے کرم اس کا جواب تحریر فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ المستفتی دلشاد احمد سدھارتھ نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

مجدد اسم فاعل کا صیغہ و باب تفعیل سے ہے جس کا معنی، اچھی طرح تحقیق کرنے والا، سنجیدگی اختیار کرنے والا، کوشش کرنے والا۔

(مصباح اللغات صفحہ ۱۰۳)

اسلامی اصطلاح میں مجدد سے مراد وہ خاص شخص ہے جوایک صدی کے شروع میں اپنے علمی و فکری کارناموں سے دین اسلام کو تازگی عطا کرتا ہے۔رب قدیر ہرصدی میں مجدد پیدافرماتاہے تاکہ وہ امت مسلمہ کی قرآن واحادیث کی روشنی میں رہنمائی کرے جیساکہ حدیث میں ہے:

عن ابی ھریرہ فیما اعلم عن رسول اللہ قال انّ اللہ یَبۡعَثُ لِھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ عَلٰی رَأۡسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنۡ یُجَدِّدُ لَھَا دِیۡنَھَا (سنن أبی داود کتاب الملاحم ص ۵۸۹ /مکتبہ زکریا)

مفہوم حدیث:۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایابےشک اللہ تعالیٰ ہرصدی کےشروع میں اس امت کے لئے مجددکوبھیجتاہے جورب کے دین کوسنوارتاہے۔

اس حدیث کی شرح میں حضرت علامہ بدرالدین علیہ الرحمہ تحریرفرماتے ہیں:

اعلم ان المجدد انما ھو بغلبۃ الظن ممن عارفہ بقرآئن احوالہ و الانتفاع بعلمہ ولا یکون المجدد الا عالما بالعلوم الدینیۃ الظاھرۃ والباطنۃ ناصرا للسنۃ قامعاللبدعۃ

جان لوکہ مجدد پہچاناجاتاہے ظن غالب سے اس کے قرآن احوال سے اوراس کےعلم کے نفع سےاورمجدد وہی ہوگاجوعلوم دینیہ ظاہری وباطنی کاعالم ہوپاسبان سنت اورماحئی بدعت ہو۔

اورشارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریرفرماتے ہیں:

مجدد جوایک صدی کے آخر کے اور دوسری صدی کے ابتدائی حصے میں موجود ہوتاہےاور اپنے علم وفضل وورع وتقویٰ،استقامت فی الدین،تحریریاتقریریادونوں میں ایسا یکتاہوکہ وہ مرجع عوام وخواص ہو،عوام وخواص اپنی دینی ضرورتوں میں اس کی طرف رجوع کرتے ہوں اورسب اس کی باتوں کوتسلیم کرتے ہوں دینی علوم وفنون اورجوعلوم وفنون دینی علوم وفنون کے لیے ذریعہ ہیں سب کاجامع،ماہراورسب کی تنقیدوتصویب کاملکہ تامہ رکھتاہوسنت کی حمایت ونصرت اوربدعت کااستیصال اوراس کی بیخ کنی میں مصروف ہوحفاظت دین کی ہرممکن تدبیراختیارکرے اسلام دشمن افکاراور تحریکات کےخلاف مصروف رہے وغیرھم۔ (شارح بخاری جلد ۳ ص ۳۰۲)

اس وقت پندرہویں صدی ہے جسکے مجدد حضورمفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضاخان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں اوراس پرمسلک اعلیٰ حضرت کےمعتبرومستندعلماءکااتفاق ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ
عبیداللہ رضوی بریلوی
۲رجب المرجب ۱۴۴۲ھ بروز دوشنبہ

کیا ولدالحرام جنت میں نہیں جائے گا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال زید نے تقریر کے درمیان یہ کہا کہ ولدالزنا جنت میں نہیں جائیگا اور کہا یہ حدیث پاک میں آیا ہے کیا یہ حدیث میں ہے؟ اگر نہیں ہے تو جان بوجھ کر نبی کریم کی طرف ایسی بات منسوب کرنا کیسا ہے؟ سائل عبدالکلام رضوی بریلی شریف یوپی الہند

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ہاں جنت میں جا سکتا ہے جب کہ ولدالزنا صاحب ایمان اور نیک اعمال کا پابند ہو اور خاتمہ ایمان پر ہوا ہو۔

قال اللہ تعالی فی القرآن المجید:

"مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓـٴَـتُهٗ فَاُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ"

[البقرۃ: آیت ۸۱، ۸۲]

ترجمہ: جس شخص نے بدی کمائی اور اس کے گناہ نے اس کو گھیر لیا پس وہ لوگ دوزخ والے ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی لوگ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بدکاروں بے ایمانوں کے لئے دوزخ ہے اور ایمانداروں نیکو

کاروں کے لئے جنت ہے اس میں حلالی یا حرامی کی کوئی قید نہیں ہے قرآن مجید میں اس مضمون کی آیتیں بہت سی ہیں کہیں کسی آیت میں ایسی قید نہیں ہے جس سے حلالی اور حرامی میں عبادت کے صحیح اور فاسد ہونے میں فرق سمجھا جاتا ہو علاوہ اس کے اس میں حرامی کا قصور ہی کیا ہے؟ قصور تو زانی اور زانیہ کا ہے اور شرع شریف میں یہ کہیں نہیں ہے کہ ایک کے قصور پر دوسرا پکڑا جائے۔

قرآن مجید میں متعدد جگہوں میں فرمایا گیا ہے:

"لَاتَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی" [الأنعام: ۱۶۴]

یعنی کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

اور جو ولد الزنا کے بارے میں یہ حدیث نقل کی جاتی ہے کہ:

(لا یدخل الجنة ولد زنی)

یعنی ولد الزنا جنت میں نہیں جائے گا۔

یہ حدیث صحیح نہیں ہے اس حدیث کا ایک راوی جابان نامی ہے اولاً تو وہ مجہول ہے ثانیاً وہ روایت کرتا ہے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے اس کو سماع نہیں ہے ثالثاً اس کو نبیطہ سے سالم روایت کرتا ہے اور سالم کو نہ جابان سے سماع ہے نہ نبیطہ سے تو یہ حدیث کئی طرح سے منقطع ہے۔

حافظ ذہبی میزان الاعتدال (۱/ ۱۵۲) میں رقمطراز ہیں:

جا بان عن عبد الله بن عمرو لا یدری من هو. وقال أبو "حاتم: لیس بحجة وقال البخاری قال لی الجعفی: نا وهیب سمع شعبة عن منصور عن سالم عن نبیطة عن جابان عن عبد الله بن عمرو مرفوعاً: لا یدخل الجنة ولد زنی. تابعه غندر، ولم یذکر جریر والثوری فیه نبیطة وقال لی عبدان عن أبیه عن شعبة عن زید عن سالم عن عبد الله بن عمرو قوله. قال البخاری: ولم یصح ولا یعرف لجابان سماع من عبد الله ولا لسالم من جابان۔

جابان راوی جو عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کرتا ہے اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں کہ وہ کون ہے۔

(مسند أحمد (٢ / ٢٠٣/سنن النسائي الكبرىٰ (٣ / ١٧٥) سنن الدارمي (٢ / ١٥٣/صحیح ابن حبان (٨ / ١٧٥)

اسی طرح کا ایک سوال حضرت تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی علیہ الرحمہ سے ہوا کہ کیا وہ (ولدالزنا) جنت میں جا سکتا ہے اس کے باوجود کہ وہ ناجائز اولاد ہے؟ تو جواب میں حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہاں وہ بشرط حسن خاتمہ جنت میں جائے گا مزید فرماتے ہیں کہ وہ اس معاملہ میں بے خطا ہے۔

(فتاویٰ تاج الشریعہ جلد دوم کتاب العقائد صفحہ 30)

اس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ ولدالزنا جنت میں جا سکتا ہے جب کہ صاحب ایمان اور اعمال صالحہ کا پابند ہو اور دنیا سے ایمان پر گیا ہو رہا زید کا حدیث کے حوالے سے یہ کہنا کہ ولدالزنا جنت میں نہیں جائے گا تو اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کی ذکر کردہ حدیث صحیح نہیں ہے جیسا کہ سطور بالا میں متذکرہ دلائل سے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

میلاد منانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں زید عالم حافظ وقاری ہوکر محفل میلاد شریف میں تقریر کے دوران اس نے ایسا جملہ کہا کہ میلاد کوئی ضروری نہیں ہے نماز ضروری ہے اور ساتھ ساتھ سبحان اللہ الحمدللہ کہنے سے تم لوگوں کو کیا ملا یعنی کچھ نصیحت کی بات ہوتی تو کچھ ملتا تم نے تو سبحان اللہ الحمدللہ کہکر ٹائم گزارا ہے زید کا کہنا کیا صحیح ہے جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

نوٹ:۔ ہر جگہ محفل میلاد شریف میں اس کے بولنے کا یہی انداز ہوتا ہے ایسا بولنا صحیح ہے۔ سائل محمد اشرف خان بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

نماز افض العبادات ہے،نماز فرض ہے،اور اسکی فرضیت کا منکر ہے تو کھلا کافر ہے لیکن محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر چہ ضروری بمعنی فرض وواجب نہیں لیکن سنت الٰہیہ و باعث نزولِ رحمتِ خدا و باعث نجات ہے اور محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم انعقاد کرنا ہمارے بزرگان دین وسلف صالحین واصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ حسنہ رہا ہے اور معمولات اہلسنت میں سے ہے اور یہ جائز و مستحبات میں سے ہے۔

سب سے پہلے جو محفلِ میلاد النبی ﷺ منعقد ہوئی اس کے حوالے سے قرآنِ مقدس ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ

اور یاد کرو اس وقت کو جب اللہ نے تمام انبیا سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب وحکمت دے کر بھیجوں اس کے بعد تمہارے پاس وہ رسول آجائے جو تم پر نازل شدہ چیز کی تصدیق کرے تو تمہیں ان پر ضرور ایمان لانا ہوگا اور ان کا معاون بننا ہوگا۔فرمایا کیا تم اقرار کرتے ہو؟ سب نے کہا کہ ہم نے اس کا اقرار کیا۔فرمایا گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

(سورۃ آل عمران،آیت ۸۱)

مذکورہ اجتماع میں حاضرین وسامعین سب انبیائے کرام تھے،اس محفل کا موضوع فضائل و شمائل مصطفی تھا۔اللہ تعالی نے تمام انبیا سے نبی اکرم پر ایمان لانے اور (اشاعتِ دین میں) آپ کی مدد کرنے کا عہد لیا نیز اس آیت کی روشنی میں ثابت ہوا کہ ذکر مصطفی کے لئے محفل منعقد کرنا اللہ تعالی کی سنت ہے اور سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ مجلس میلاد مبارک اعظم مندوبات سے ہے جبکہ بروجہ صحیح ہو۔

(فتاوی رضویہ،جلد ۲۳ص ۵۶۰،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

صورت مسئولہ میں زید کا ایسا ہر جگہ محفل میلاد میں بولنا درست نہیں اور اگر بر بنائے وہابیت ایسا

بولتا ہے تو اسکی اقتدا بھی جائز نہیں اور اس کو ایسے پاک محافل میں مدعو کرنا بھی جائز نہیں ۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد جابر القادری رضوی

۲۲ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

شادی سے پہلے لڑکی سے بات چیت کرنا، ملنا، دیکھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرا سوال یہ ہے زید نے کسی لڑکی سے پیار کیا اس غرض سے کہ میں اس کو دو سال کے بعد شادی کرونگا شریعت اس کا کیا حکم دیتی ہے باحوالہ جواب عنایت فرمائیں بہت سخت ضرورت ہے ۔سائل محمد اصغر علی رضوی اتر دینا جپوری بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صورت مستفسرہ میں یہ کام ہرگز ہرگز جائز نہیں کیونکہ ابھی وہ عورت اس مرد کے لئے غیر محرم ہے تاوقتیکہ وہ نکاح نہ کرلے جائز نہیں ہوسکتی لہذا شخص مذکورہ کا اس غیر محرم عورت سے ملنا، بات کرنا، دیکھنا، کچھ بھی جائز نہیں ۔

جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

قل للمؤمنین یغضوا من أبصارھم و یحفظوا فروجھم ذلك ازکی لھم إن اللہ خبیر بما یصنعون

یعنی اے محبوب مسلمان مردوں سے فرمادو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے بہت ستھرا ہے بیشک اللہ عزوجل کو ان کے کاموں کی خبر ہے ۔

(القرآن الکریم پارہ (۱۸) سورہ نور آیت (۳۰)

حدیث شریف امام احمد وابو داؤد وترمذی و دارمی نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ ایک نظر کے بعد دوسری نظر

نہ کرو (یعنی اچانک بلا قصد کسی عورت پر نظر پڑ جائے تو فوراً نظر ہٹالے اور دوبارہ نظر نہ کرے) کہ پہلی نظر جائز ہے اور دوسری نظر جائز نہیں۔

(المسند للامام احمد بن حنبل الحدیث (۲۳۰۰۲) ج (۹) ص (۱۸/۱۹)

لیکن ہاں اگر شادی کرنی ہے تو جائز ہے جیسا کہ حدیث میں فرماتے ہیں امام احمد وترمذی و نسائی وابن ماجہ و دارمی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے اسے دیکھ لیا ہے؟ عرض کیا نہیں فرمایا: اسے دیکھ لو! کہ اسکی وجہ سے تم دونوں کے درمیان موافقت کا پہلو غالب ہے۔

(سنن النسائی کتاب النکاح الحدیث (۳۲۳۲) ص (۵۲۸)

قصحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ انصار یہ عورت سے نکاح کا میرا ارادہ ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے دیکھ لو! کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہے یعنی انکی آنکھیں کچھ بھوری ہوتی ہیں۔

(صحیح مسلم کتاب النکاح الحدیث ۷۴ (۱۴۲۴) ص (۷۳۹)

اجنبیہ عورت کے چہرہ اور ہتھیلی کو دیکھنا اگر چہ جائز ہے مگر چھونا جائز نہیں اگر چہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو کیونکہ نظر کے جواز کی وجہ ضرورت اور بلوائے عام ہے چھونے کی ضرورت نہیں لہٰذا چھونا حرام ہے اس سے معلوم ہوا کہ ان سے مصافحہ جائز نہیں۔

(بہار شریعت ج سوم ح (۱۶) ص (۴۴۶) مکتبہ دعوت اسلامی)

مذکورہ دلائل و براہین کی روشنی سے یہ بات ظاہر و باہر ہو جاتی ہے کہ سوائے نیت شادی کے کسی غیر محرم کو دیکھنا بات کرنا چھونا قطعاً جائز نہیں اور دیکھنے کا مطلب یہ بالکل بھی نہیں کہ بار بار دیکھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار

ایمان اور اسلام کی تعریف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
اسلام اور ایمان کی تعریف کیا ہے جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل عبدالرحمن خان
وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ
الجواب بعونہ تعالی
ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو یعنی دل سے ان کی تصدیق اور زبان سے اقرار کرتا ہو، اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور بیشک حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تو نماز قائم کرتا ہو زکوٰۃ ادا کرتا ہو رمضان کے روزے رکھتا ہو اور بیت اللہ کا حج کرتا ہو۔
(تفسیرات احمدیہ مترجم صفحہ 902 مطبوعہ ادبی دنیا دہلی)
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا حنفی قادری بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:
حضور سیدنا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر بات میں سچا جاننا اور حضور کی حقانیت کو صدق دل سے ماننا ایمان ہے جو اس بات کا مقر ہے اسے مسلمان جانیں گے جبکہ اس کے کسی قول وفعل یا حال میں اللہ ورسول جل مجدہ وصلی اللہ علیہ وسلم کا انکار یا تکذیب یا توہین نہ پائی جائے اور جس کے دل میں اللہ ورسول جلا وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علاقہ تمام علاقوں پر غالب ہو اور اللہ ورسول کے محبوبوں سے محبت رکھے۔
اگر چہ وہ اپنے دشمن ہوں اور اللہ ورسول کے مخالفوں بدگوں سے عداوت رکھے، اگر چہ جگر کے ٹکڑے ہوں اور جو کچھ دے اللہ تعالیٰ کے لئے دے اور جو کچھ روکے اللہ تعالیٰ کے لئے روکے اس کا ایمان کامل ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان
یعنی جو شخص اللہ کے لئے محبت رکھے اور اسی کے لئے دشمنی کرے اور اللہ ہی کے لئے دے اور اسی کے لئے روکے تو اس نے اپنا ایمان کامل کرلیا۔واللہ تعالی اعلم
(احکام شریعت حصہ اول صفحہ 121)

کتبـــــہ
محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

مسلمان مستری کا مندر تعمیر کرنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع کہ زید مستری ہے یعنی کہ وہ گھر بنانے کا کام کرتا ہے تو کیا زید مندر وغیرہ بنا سکتا ہے۔سائل:محمد امتیاز رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

مسلمان مستری اور مزدور کا بطور اجرت مندر وغیرہ تعمیر کرنا جائز ہے اور اس کی اجرت بھی حلال ہے کیونکہ اس کے نفس فعل میں کوئی گناہ نہیں گناہ تو ان کے پوجا پاٹ میں شامل ہونا ہے جیسے عیسائیوں کے گرجا گھر میں سوائے گناہ عظیم کفر وشرک کے اور کیا ہوتا ہے پھر بھی مسلمان مزدور کو گرجا گھر بنانا ایک مکان کو تعمیر کرنے کی طرح ہے اور کسی مکان کو تعمیر کرنا فی نفسہ جائز ہے اور اس پر لی گئی اجرت بھی جائز ہے جیسا کہ فتاوی قاضی خان میں ہے کہ:

لو اجر نفسه يعمل فی الكنيسة و يعمرها لا باس به لانه لا معصية فی عين العمل

یعنی اگر کوئی مزدور گرجے میں کام کرے اور اس کی تعمیر کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ نفس عمل میں گناہ نہیں۔

(فتاوی قاضی خان، کتاب الحظر والاباحۃ فی التسبیح، ج4 ص794)

کیونکہ اس مسلمان مزدور کی اجرت اس کے کام کے بدلے ہے اور تعمیر مکان جائز کام ہے اور

اجرت بھی جائز ہوئی اسی طرح کسی کا اپنے مکان کو کسی مجوسی، عیسائی یا یہودی کو کرائے پر دینا جائز ہے اگر چہ وہ اس میں آتش کدہ بنائے یا گرجا بنائے یا اس میں شراب بیچی جائے وغیرہ کیونکہ یہ کرائے مکان کی منفعت کے بدلے میں ہے اور یہ بالکل حلال ہے اسے تعاون علی الاثم نہیں کہیں گے۔

جیسا کہ ہدایہ آخرین میں ہے کہ:

ومن اجر بیتا لیتخذ فیہ بیت نار او کنیسۃ او بیعۃ او یباع فیہ الخمر بالسواد فلا باس بہ. وھذا عند ابی حنیفۃ لان الاجارۃ ترد علی منفعۃ البیت و لھذا تجب الاجرۃ بمجرۃ التسلیم ولا معصیۃ فیہ و انما المعصیۃ بفعل المستاجر وھو مختار

یعنی جس نے مکان کرایہ پر دیا کہ اس میں آتش کدہ یا گرجا یا وہاں شراب فروخت کی جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اجارہ کا انعقاد مکان کی منفعت پر ہوا ہے اسی وجہ سے صرف گھر سپرد کردینے سے اجرت واجب ہوگئی اور اس میں کوئی گناہ نہیں گناہ تو کرایہ دار کے فعل سے ہوا اور یہی مختار ہے۔ واللہ اعلم

(ہدایہ آخرین، کتاب الکراھیۃ، فصل فی البیع ص 370)

کتبــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

شرک کی تعریف واقسام

بعدہ سلام کے پوچھنا یہ ہے کہ شرک کی تعریف کیا ہے؟ شرک کی کتنی قسمیں ہیں ہر ایک کی تعریف مع حوالہ عنایت فرمائیں۔ سائل محمد امام الدین نظامی خلیل آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

شرک کی تعریف علامہ تفتازانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب شرح عقائدِ نسفی میں شرک کی تعریف اس طرح فرماتے ہیں: کسی کو شریک ٹھہرانے سے مراد یہ ہے کہ مجوسیوں کی طرح کسی کو اللہ (خُدا) اور واجب الوجود سمجھا جائے یا بُت پرستوں کی طرح کسی کو عبادت کے لائق سمجھا جائے۔

شرک کی تعریف سے معلوم ہوا کہ دو خداؤں کے ماننے والے جیسے مجوسی (آگ پرست) مشرک ہیں اسی طرح کسی کو خدا کے سوا عبادت کے لائق سمجھنے والا مشرک ہوگا جیسے بُت پرست جو بتوں کو مستحق عبادت سمجھتے ہیں شرک کی اقسام شرک کی تین اقسام ہیں:

(۱) شرک فی العبادۃ

(۲) شرک فی الذات

(۳) شرک فی الصفّات

شرک فی العبادۃ سے مُراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو مستحق عبادت سمجھا جائے، شرک فی الذات سے مُراد ہے کہ کسی ذات کو اللہ تعالیٰ جیسا ماننا، جیسا کہ مجوسی دو خداؤں کو مانتے تھے، شرک فی الصفّات سے مراد کسی ذات و شخصیت وغیرہ میں اللہ تعالیٰ جیسی صفات ماننا شرک فی الصفّات کہلاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جیسی صفات کسی نبی علیہ السلام میں مانی جائیں یا کسی ولی علیہ الرحمہ میں تسلیم کی جائیں، کسی زندہ میں مانی جائیں یا فوت شدہ میں کسی قریب والے میں تسلیم کی جائیں یا دور والے میں، شرک ہر صورت میں شرک ہی رہے گا جو نا قابل معافی جرم اور ظلمِ عظیم ہے۔ شیطان شرک فی الصفّات کی حقیقت کو سمجھنے سے روکتا ہے اور یہاں اُمت میں وسوسے پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا قرآن مجید کی آیات سے اس کو سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ رؤف اور رحیم ہے:

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر رؤف اور رحیم ہے۔

(سورۂ بقرہ 2، آیت 143)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی رؤف اور رحیم ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں ذکر ہے کہ:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

ترجمہ: بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا

گراں (بھاری) ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مومنوں پر ''رؤف اور رحیم'' ہیں۔
(سورۂ توبہ، آیت 128 پارہ 11، چشتی)
پہلی آیت پر غور کریں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ رؤف اور رحیم اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں پھر دوسری آیت میں سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو رؤف اور رحیم فرمایا گیا، تو کیا یہ شرک ہو گیا؟
اس میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر رؤف اور رحیم ہے جب کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی عطا سے رؤف اور رحیم ہیں لہٰذا جہاں ذاتی اور عطائی کا فرق واضح ہو جائے وہاں شرک کا حکم نہیں لگتا علمِ غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:
قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ (سورۂ نمل، آیت 65 پارہ 20)
ترجمہ: تم فرماؤ اللہ کے سوا غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں۔
جبکہ قرآن کریم ہی میں ذکر ہے کہ:
عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ۔
ترجمہ: غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر صرف اپنے پسندیدہ رسولوں ہی کو آگاہ فرماتا ہے ہر کسی کو (یہ علم) نہیں دیتا۔ (سورۂ جن، آیت 26 / 27 پارہ 29)
علمِ غیب اللہ تعالیٰ کی صفت ہے پہلی آیت سے یہ ثابت ہوا مگر دوسری آیت سے معلوم ہوا کہ علمِ غیب اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ رسولوں کو بھی عطا کیا ہے تو کیا یہ شرک ہو گیا اس میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر عالم الغیب ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کے تمام رسول اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب جانتے ہیں لہٰذا جہاں ذاتی اور عطائی کا فرق واضح ہو جائے وہاں شرک کا حکم نہیں لگتا مددگار صرف اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن عظیم میں فرماتا ہے کہ:
ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔ (سورۂ محمد، آیت 11 پارہ 26)
ترجمہ: یہ اس لئے کہ مسلمانوں کا مددگار اللہ ہے۔
جبکہ قرآن کریم ہی میں ذکر ہے کہ:
فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورۂ تحریم، آیت 4 پارہ 28)
ترجمہ: بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک مومنین مددگار ہیں۔
پہلی آیت پر غور کریں تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مدد کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے پھر دوسری

آیت میں جبریل اوراولیاء اللہ کو مددگار فرمایا گیا،تو کیا یہ شرک ہوگیا؟ اس میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر مددگار ہے اور حضرت جبریل علیہ السلام اور اولیاء کرام، اللہ تعالیٰ کی عطا سے مددگار ہیں جو ذات باری تعالیٰ عطا فرمارہی ہے اس میں اور جس کو عطا کیا جارہا ہے ان حضراتِ قدسیہ میں برابری کا تصور محال ہے اور جب برابری ہی نہیں تو شرک کہاں رہا؟

خوب یاد رکھیں کہ جہاں باذنِ اللہ اور عطائی کا فرق آجائے وہاں شرک کا تصوّر محال اور ناممکن ہوجاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کن جنتی جوانوں کے سردار ہونگے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام ومفتیان عظام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ حسن اور حسین جنتی نو جوانوں کے سردار ہیں تو سوال یہ ہے کہ کیا حسن اور حسین رضی اللہ عنھما اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھی سردار ہوں گے براہِ کرم مہربانی فرمائیں۔ سائل مشرف رضا پورنیہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنت میں اپنے والد حضرت علی کے سردار نہیں ہوں گے جیسا کہ حضور شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

جس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا اس وقت کے جتنے جوان جنت میں جائیں گے سب کے سردار یہ حضرات ہیں یہ مطلب نہیں کہ جنت میں جتنے جوان ہوں گے سب کے سردار ہوں گے۔ (فتاوی شارح بخاری ج2 ص 57 / 56)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئ

کمیٹی والے کا قرعہ اندازی کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مطلب کمیٹی اگر ایک ماہ بعد نکلے قرعہ ڈالا گیا جس کا نام نکل آیا اس کو بائیک انعام فلاں فلاں اور وہ کمیٹی سے فارغ ہوگیا اور جو باقی رہ گئے اب وہی رقم جمع کروائیں گے وہ پہلے انعام والا نہیں۔سائل حافظ محمد حسین پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صورت مسؤلہ میں یہ جوئے کی ایک ترقی یافتہ اسکیم ہے جس میں ہر ممبر شامل ہوتا ہے اس نیت سے کہ قرعہ اندازی میں میرا نام آجائے لیکن آتا کسی ایک ہی کا اور روپئے کے بدلے چاہے سامان ہو یا حج وعمرہ لیکن شيَ کی حقیقت نہیں بدلے گی کہ اس میں بھی ایک قسم کی ہار جیت ہے اور دوسرے کو پہلے کی بنسبت نقصان ہے لہذا یہ ناجائز ہے۔

فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی بحر العلوم جلد چہارم ص 77)

کتبـــــہ
محمد صادق رضا پٹنہ بہار الھند

عاشق کو شہادت کا رتبہ ملتا ہے بشرطِ کہ پاکدامن ہو اور چھپایا ہو

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
حضرت بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ کوئی لڑکا یا لڑکی کسی لڑکی یا لڑکے سے محبت کریں اور اس بات کی خبر ایک دوسرے کو نہ دیں حتیٰ کہ ان کی شادی کسی اور سے ہو جائے اور پھر جب انکی وفات ہوگی تو انکو

شہیدی کا درجہ ملتا ہے کیا یہ درست ہے۔سائل محمد نور عالم

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اتنا تو ضرور ہے کہ عشق اگر پاکیزہ ہو اور اسی میں موت ہو جائے تو اسے شہادت کا درجہ عطا کیا جائے گا لیکن اس کی چند شرطیں بھی ہیں جسے یوں مختصراً ذکر کیا گیا ہے یہ بات یاد رکھے کہ بے اختیار عشق ہو جانے کی صورت میں بھی ثواب پانے کے لئے شریعت کی پاسداری ضرور ہے۔

مثلاً اگر مرد کی کسی غیر عورت پر اچانک نظر پڑ گئی اور فوراً نظر ہٹا لینے کے باوجود اگر وہ دل میں گڑ گئی اور اس کے بعد نہ قصداً اس کا تصوُّر جمایا نہ ہو ارادۃ اس کو دیکھا نہ کبھی اس سے ملاقات کی، نہ ہی فون پر بات کی، نہ اس کو عشقیہ خط لکھا اور نہ ہی کبھی تحفہ بھجوایا الغرض اُس ہو جانے والے غیر اختیاری عشق مجازی کو ایسا چھپایا کہ کسی دوسرے پر کُجا خود اس لڑکی کو بھی پتہ نہیں چلنے دیا تو ایسا" عاشِق صادق" اگر عشق میں گھل گھل کر مر جائے تو شہید ہے۔

چنانچہ حضور اکرم کا فرمان ہے: جو کسی پر عاشق ہوا اور اس نے پاکدامن اختیار کی اور عشق کو چھپایا پھر اسی حال میں مرگیا تو وہ شہادت کی موت مرا، دیکھا آپ نے عاشق صادق کے لئے یہ شرائط ہیں کہ پاکدامنی اختیار کرے اور اپنے عشق کو چھپائے رکھے تب وہ عشق میں مرا تو شہید ہے۔

صَدْرُالشَّریعہ، بَدْرُالطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظم علیہ رحمتہ اللہ تعالی نے بہار شریعت حصہ ۴ کے اندر شہید کا بیان میں شہادت کی ۱۳۶ اقسام بیان کی ہیں ان میں ۱۶ نمبر یہ ہے وہ بھی شہید ہے جو عشق میں مرا بشرط یہ کہ پاکدامن ہو اور چھپایا ہو۔ واللہ تعالی اعلم

(پردے کے بارے میں سوال وجواب، صفحہ نمبر ۱۵۰۔۱۴۹)

کتبـــــہ
محمد امتیاز حسین قادری لکھنؤیو پی

ولایت کی تعریف اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معزز ومحترم مفتیان اہلسنت و قابل قدر علمائے اہل سنت سے سوال ہے کہ ولایت کسے کہتے ہیں اسکے قسموں کو تفصیل سے بتادیں۔ سائل محمد رحمت شاہدی کٹیہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ولایت کی تعریف کرتے ہوئے حضور صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ ولایت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ایک قرب خاص ہے کہ مولی عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل وکرم سے عطا فرماتا ہے۔

(بہار شریعت ج 1 ص 264: ولایت کا بیان)

اور حضرت سیدنا امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر رازی علیہ الرحمہ ولایت کی تعریف کرتے ہوئے کسی عارف باللہ کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں کہ" ولایت قرب خاص کا نام ہے اللہ کا ولی وہ ہے جو اس قرب کی انتہاء کو پالیتا ہے۔

(التفسیر الکبیر ج 6 ص 276: سورہ یونس تحت الایہ 62)

ولایت کی دو قسمیں ہیں: (1) ولایت تشریعی (2) ولایت تکوینی:

ولایت تشریعی: لفظ ولی" وَلَا ئی" سے بنا ہے کبھی اس کا معنیٰ" اعانت ومدد کرنا، حمایت کرنا، محبت کرنا، فرمانبرداری کرنا اور اطاعت کرنا" آتا ہے۔ اسی سے" مولیٰ" بھی ہے۔ اس معنی کے اعتبار سے ولایت عام ہے اور ولی کا اطلاق ہر عام وخاص پر ہوسکتا ہے بلکہ ہر نیک مسلمان جسے قرب الٰہی عَزَّ وَجَلَّ حاصل ہو وہ ولی تشریعی ہے، اور ولی کو ولی اس وجہ سے بھی کہتے ہیں کہ وہ معین ومددگار و اطاعت گزار وفرمانبردار ہوتا ہے۔

چنانچہ مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ" ولی دو قسم کے ہیں ولی تشریعی، ولی تکوینی ولی تشریعی ہر نیک مسلمان ہے جسے قرب الٰہی عَزَّ وَجَلَّ حاصل ہو۔

(نور العرفان فی تفسیر القرآن، پ 11 سورۃ یونس تحت الایہ 62)

ولایت تکوینی: اور کبھی" وَلَاءٌ" کا معنیٰ" قرب" آتا ہے۔ اس معنی کے اعتبار سے ولایت کو تکوینی کہتے ہیں۔ اور جسے یہ حاصل ہو اسے ولی تکوینی کہا جاتا ہے۔

چنانچہ مفسر شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

تکوینی ولی وہ ہے جسے عالم میں تصرف کا اختیار دیا گیا ہو، ولی تشریعی تو ہر چالیس متقی مسلمانوں میں ایک ہوتا ہے، اور ولی تکوینی کی جماعت مخصوص ہے، غوث، قطب، ابدال وغیرہ اسی جماعت کے افراد ہیں۔ یہ تمام قیامت کے ڈر ورنج سے یا دنیا کے مضر خوف وغم سے محفوظ ہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(نور العرفان فی تفسیر القرآن پ 11 سورۃ یونس تحت الآیۃ 62)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۳ جمای الاول ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

کیا حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی نیاز گیارہویں تاریخ سے پہلے یا بعد میں بھی دلا سکتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے کہ ماہ ربیع الثانی میں گیارہ 11 تاریخ سے پہلے نیاز غوث کر سکتے ہیں یا نہیں اگر کر سکتے ہیں تو پھر سب لوگ 11 تاریخ کا انتظار کیوں کرتے ہیں؟ مدلل و مفصل جواب سے نوازیں عین نوازش ہوگی۔ سائل جابر رضا رامپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

حضور محبوب سبحانی شہباز لامکانی عالم ربانی پیر پیراں میر میراں دستگیر بیکساں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر بزرگان دین کی نذر و نیاز کسی بھی دن کسی بھی مہینے میں دلانا جائز و مستحسن و باعث سعادت ہے دن تاریخ کی تخصیص عرفی ہے نہ کہ شرعی۔

فتاویٰ مرکز تربیت افتاء میں ہے کہ:

گیارہویں ربیع الآخر کو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز دلانا اس لئے زیادہ مناسب ہے کہ عامۃ المسلمین کے عرف کے مطابق ہے ویسے تو اولیاء و بزرگانِ دین کے نام سے نذر و نیاز دلانا ہر دن جائز و مستحسن و باعث سعادت خواہ کسی تاریخ اور دن کی تخصیص ہو یا نہ ہو بلکہ کسی خصوصیت کے سبب ایک تاریخ کا تعین جب کہ اسے شرعا واجب نہ جانے مضائقہ نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیر جمعرات کو نفل روزہ رکھتے تھے مگر اس سے کوئی یہ نہیں سمجھتا کہ اگر اتوار منگل کو روزہ رکھتے تو نہ ہوتا نہ یہ سمجھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیر جمعرات کا روزہ واجب سمجھا جیسا کہ مشکوۃ شریف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے:

عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه و سلم يصوم الاثنين والخميس رواه الترمذي والنسآئي　　　(ج1ص180)

چار چھ سطر بعد فتاویٰ مذکور میں ہے کہ گیارہ ربیع الآخر کو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام نیاز دلانا تخصیص ہے لیکن عرفی ہے نہ کہ شرعی کہ دوسری تاریخ مثلاً سترہ اٹھارہ وغیرہ کو فاتحہ دلانا ناجائز ہے لہٰذا خاص گیارہویں تاریخ کا ہونا شرعا ضروری نہیں اور جو شرعاً ضروری جانے محض غلطی پر ہے۔

(ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد 4 ص 224، اور فتاویٰ امجدیہ جلد 1 ص 354 پر ہے، فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد اول کتاب الایمان والنذور صفحہ 654)

اس تفصیل سے بخوبی واضح ہوگیا کہ اگر کوئی گیارہویں ربیع الآخر سے پہلے یا گیارہویں ربیع الآخر کے بعد جب بھی جس دن بھی جس مہینے میں بھی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز دلائے گا فاتحہ ہو جائے گی رہا گیارہویں ربیع الآخر کی تاریخ کے انتظار کا سوال تو چونکہ عامۃ المسلمین اور بزرگانِ دین مذکورہ تاریخ میں سرکار بڑے پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز دلاتے آئے ہیں تو اس یاد کو باقی رکھنے کے لئے اس تاریخ میں عشاق فاتحہ دلاتے ہیں اور دلاتے رہیں گے ان شاء اللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۱ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

دعا کے اول وآخر درود شریف پڑھنے کی فضیلت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے کہ دعا مانگنے سے پہلے کیا پڑھنا چاہئے درود پاک جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس دعا میں اول آخر درود پاک نہ پڑھا جائے وہ دعا زمین و آسمان کے درمیان معلق لٹکا رہتا ہے وہ حوالہ کے ساتھ جواب ضرور دیں۔سائل محمد اظہر الدین عظیمی بہار کھگڑیا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

قبل از دعا کوئی بھی کلمہ استغفار یا اسم اعظم وغیرہ کہہ لینا دعا قبول ہونے کی قوی امید پر منحصر ہے لیکن درود شریف اس سے بھی کہیں زیادہ قبولیت رکھتی ہے جیسا کہ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی الله عنه قَالَ إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، لا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى تُصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بیشک دعا آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتی ہے اس سے کچھ بھی آگے نہیں چڑھتا حتی کہ تو اپنے نبی پر درود پڑھے۔(شرح جامع ترمزی، جلد سوم، صفحہ ۹۴۸، انوار الحدیث، ص ۱۳۰، مکتبہ زاویہ پبلشر، لاہور)

اور میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

سیدنا ذی النون علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم ولیختمہ بآمین عف ثلثا فانہ خاتم الدعاء ومماخص اللہ تعالیٰ بہ ھذہ الامۃ المرحومۃ وبالصلوٰۃ عف والسلام علی خاتم النبیّین والحمدللہ عف رب العٰلمین لیکون البدء وختم کلامھا بالصلوٰۃ علی واھب الصلوٰۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، فان الدعاء طائر والصلوٰۃ جناحہ فبذلك یتم الجناحان ولان الصلوٰۃ علیہ علیہ الصلوٰۃ و السلام مقبولۃ لاشك فاذا استجیب الطرفان فاللہ تعالیٰ اکرم من ان یدع مابینھما ولیکن الدعاء وترا فان اللہ وتر یحب الوتر

حضرت سیدنا ذی النون علیہ السلام کی تسبیحات باری تعالیٰ کو ابتداء میں پڑھے اور دعا کے آخر میں تین مرتبہ آمین کہے کیونکہ یہ دعا کی مہر ہے اور یہ خاص اس امت مرحومہ کو عطیہ ہے، اور دعا کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود وسلام، اور" الحمدللہ رب العٰلمین" پڑھے تا کہ دعا کی ابتدا اور اس کا خاتمہ، نمازیں عطا کرنے والے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درود شریف پر ہو جائے، یہ اس لئے کہ دعا ایک پرندہ ہے اور درود شریف اس کے پر ہیں، اور اس لئے بھی کہ درود شریف مقبول ہے، تو جب دعاء کے ابتداء وانتہاء میں درود ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید ہے کہ وہ درمیان میں دعا کو قبول ضرور فرمائے گا اور دعا میں وتر کا لحاظ ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند فرماتا ہے۔ واللہ اعلم
(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۷) ص (۶۴۸) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبــــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۲ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

علماء انبیاء کے وارث ہیں حدیث ہے یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں العُلماءُ ورثۃ الانبیاء کون سی حدیث میں سرکار مدینہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دین کے وارث علماء ہیں حدیث کے روشنی میں جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل نفیس رضا رودولی شریف فیض آباد یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ
الجواب بعونہ تعالیٰ
آپ کا مذکورہ جملہ حدیث پاک کا جملہ نہیں ہے بلکہ (العلماء ورثۃ الأنبیاء) اور اس حدیث

شریف کو میرے امام اہلسنت فقیہ با کمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز نے متعدد مقامات پر ذکر کیا جیسا کہ تحریر فرماتے ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ:

اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا

وقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: انما العلماء ورثۃ الانبیاء وان فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم

اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمھارے ادنی پر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۲۱) ص (۲۰۳) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبــــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۹ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز منگل

منکر اولیاء کرام پر کیا حکم شرع عائد ہوگا؟؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ اولیاء کرام کا منکر کون ہے انبیاء کرام کے منکر کو کافر کہا جائے گا کیوں انبیاء کو ماننا ضروریات دین میں سے ہے لیکن اولیاء کرام کو ماننا ضروریات دین میں سے نہیں۔ آیا یہ کہ اولیاء کرام کے منکر کو کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ المستفتی سید معین الدین النعیمی چوکی حسن خاں، نیاریاں محلہ نزد نعیمی مسجد مرادآباد یوپی انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

اولیاء عظام کا انکار کرنا توہین کرنا یہ سخت گمراہی ہے ایسے شخص کا ایمان جانے کا قوی امکان

ہے حدیث قدسی میں ہے:

من عادلی ولیا فقد اٰذنته بالحرب

جس نے میرے کسی ولی سے عداوت کی اس کو میری طرف سے لڑائی کا چیلنج ہے۔

(بخاری شریف ج۲ ص ۹٦۳، حوالہ فتاویٰ شارح بخاری عقائد متعلقہ اولیاء کرام)

اور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

جو کرامات اولیاء کا انکار کرے وہ بدمذہب وہ گمراہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ ج۱٤ ص ۳۲٤ رضا فاونڈیشن لاہور)

کتبـــــہ

عبید اللہ رضوی بریلوی بریلی شریف یوپی

۸ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

سنی کسے کہتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتیان کرام کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے کہ سنی کسے کہتے ہیں تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد فردین رضا کلیمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

رسول اللہ صحابہ کرام تابعین عظام وائمہ مجتہدین کے طریقے پر چلنے والوں کو سنی کہتے ہیں بلفظ دیگر اہلسنت وہ ہے جو ما انا علیہ واصحابی کا مصداق خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی افضلیت کا حسب ترتیب خلافت معتقد ہو صحابہ کرام کا ذکر بھلائی کے ساتھ کرتا ہو ان میں کسی کے بارگاہ کا بے ادب نہ ہو ائمہ اربعہ میں کسی ایک کا مقلد ہو بارگاہ الٰہی کے بے ادبوں اور بارگاہ رسالت کے گستاخوں جیسے وہابی دیوبندی تبلیغی قادیانی چکڑالوی نیچری رافضی مودودی وغیرہم کو گستاخ اور کافر و مرتد جانے اور ان کے ساتھ اتحاد و اتفاق کو ناجائز جانے۔

فتاوی امجدیہ میں ہے:

اہلسنت وجماعت وہ ہیں جو رسول اللہ وصحابہ کرام کے عقائد پر ہوں حدیث میں ہے:

قالو امن هم یارسول الله قال ما انا علیه واصحابی

یایوں سمجھئے کہ حضرت امام ابومنصور ماتریدی اور حضرت امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جوسنیوں کے عقائد بیان فرمائے ہیں ان پر عقیدہ رکھے اور اب یہ گروہ چار مذاہب میں منحصر ہیں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور جوان چاروں سے باہر ہے وہ باطل پر ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(جلد ٤ صفحہ ۷ ۳۳ کتاب الشتی بحوالہ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد ۲ صفحہ ٦ ۱۳ فقیہ ملت اکیڈمی)

کتبـــــہ

محمد معصوم رضا نوری کرنا ٹک انڈیا

۲۵ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

حضور کلمہ کس طرح پڑھتے تھے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کون سا کلمہ پڑھا کرتے تھے تفصیلی جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل حافظ محمد شفیق عالم میر گنج بہار

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته

الجواب بعونه تعالی

حضور نبی کریم یہ کلمہ شریف پڑھا کرتے تھے لا الا الله انی رسول الله۔

مجدد اعظم حضور اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

عوام مسلمین پر نماز روزہ زکوۃ وغیرہ کے احکامات جاننا فرض ہے، جس کے تعلق سے کل بروز قیامت مواخذہ ہوگا، اپنے مرتبے سے اونچی باتوں میں اپنی رائے لگانا، کھچڑیاں پکانا، سوال کرنا گمراہی کا بڑا دروازہ کھولنا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۵۹۱ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

عوام کو چاہیے اپنے اعمال درست کریں، انبیاء اولیاء صحابہ کے اعمال پر اپنا رائے مشورہ نہ

نکالیں ۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
محمد معصوم رضانوری
۲۷ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۹ جولائی ۲۰۲۰ء بروز اتوار

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علاوہ کسی پر درود بھیجنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
علمائے کرام کی بارگاہ میں سوال عرض یہ کہ کیا حضور اکرم نبی کریم کے علاوہ کسی نبی یا صحابی پر درود وسلام بھیج سکتے ہیں یا نہیں ۔سائل حافظ محمد خالد رضانوری شاہجہاں پور یوپی الھند

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تابع کر کے کسی بھی نبی یا صحابی پر درود بھیجنا جائز ہے جیسا کہ تفسیر صراط الجنان میں آیت کریمہ إن اللہ وملائکتہ ۔الخ کے تحت وضاحت مذکور ہے:
حضور اقدس صَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تابع کر کے آپ کی آل واَصحاب رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنْہُم اور دوسرے مومنین پر بھی درود بھیجا جا سکتا ہے یعنی درود شریف میں آپ صَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے نامِ اقدس کے بعد ان کو شامل کیا جا سکتا ہے جبکہ مستقل طور پر حضور اکرم صَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سوا ان میں سے کسی پر درود بھیجنا مکروہ ہے ۔
درود شریف میں آل واَصحاب رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنْہُم کا ذکر شروع سے چلتا آرہا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آل کے ذکر کے بغیر درود مقبول نہیں یعنی درود شریف میں حضور پُرنور صَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اہل بیت کو بھی شامل کرلے ۔

(تفسیر صراط الجنان پارہ (۲۲) سورہ احزاب آیت (٥٦)

نیز اس مسئلے پر ایک اور تحقیق وتخریج ملاحظہ فرمائیں:
اور وہ یہ کہ غیر نبی کے لیے درود وسلام پڑھنے پر اختلاف ہے بعض کے نزدیک خلاف سنت بعض کے نزدیک حرام اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے لیکن اصح قول یہ ہے کہ ابتداً ومستقلاً درود وسلام پڑھنا

مکروہ تنزیہی ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم (شرح ہدایہ مترجم جلد دوم ص ۲۲۹ شبیر برادز لاہور)

کتبــــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۲۷ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

امام اعظم ابو حنیفہ کی تقلید کرنا کہاں سے ثابت ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تقلید کرنا کہاں سے ثابت ہے حدیث کے روشنی میں جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔سائل طفیل احمد گورکھپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

اولا معلوم ہونا چاہیئے کہ تقلید کس کو کہتے ہیں چنانچہ حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:
تقلید کے دو معنی ہیں: ایک تو معنیٰ لغوی دوسرے شرعی لغوی معنی ہیں قلاوہ در گردن بستن گلے میں ہار یا پٹہ ڈالنا۔
تقلید کے شرعی معنی یہ ہیں کہ کسی کے قول وفعل کو اپنے اوپر لازم شرعی جاننا یہ سمجھ کر کہ اس کا کلام اور اس کا کام ہمارے لئے حجت ہے کیونکہ یہ شرعی محقق ہے جیسے امام صاحب کا قول وفعل اپنے لئے دلیل سمجھتے ہیں اور دلائل شرعیہ میں نظر نہیں کرتے۔ (جآء الحق حصہ اول صفحہ 13)
تقلید کا واجب ہونا قرآنی آیات اور حدیث صحیحہ اور عمل امت اور اقوال مفسرین سے ثابت ہے تقلید مطلقاً بھی اور تقلید مجتہدین بھی ہر ایک تقلید کا ثبوت ہے۔
اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم (سورہ فاتحہ)
یعنی ہم کو سیدھا راستہ چلا ان کا راستہ جن پر تو نے احسان کیا صراط مستقیم وہی ہے جس پر اللہ کے نیک بندے چلے ہوں اور تمام مفسرین محدثین فقہاء اولیاء اللہ غوث وقطب ابدال اللہ کے نیک

بندے ہیں وہ سب ہی مقلد گزرے لہذا تقلید ہی سیدھا راستہ ہوا کوئی محدث ومفسر ولی غیر مقلد نہیں گزرا کیونکہ مجتہد کو تقلید کرنا منع ہے۔ (حوالہ سابق ص 20)

حضرت علامہ مفتی محمد اختر حسین قادری علیمی لکھتے ہیں کہ:

فقہ اسلامی کے چار اماموں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ حضرت امام احمد بن حنبل حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کسی ایک معین کی تقلید واجب ہے اور نجات والا گروہ اب انہیں چار مذاہب میں منحصر ہے۔

علامہ سید احمد طحطاوی مصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

هذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم في مذاهب اربعة وهم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبلون رحمهم الله تعالىٰ عليهم ومن كان خارجا عن هذه الاربعة في هذه الزمان فهو اهل البدعة والنار

ترجمہ: اور یہ نجات والا گروہ اب چار مذاہب میں مجتمع ہے حنفی مالکی شافعی اور حنبلی اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت نازل فرمائے اس زمانے میں ان چار سے باہر والا بدعتی اور جہنمی ہے۔

(حاشیہ طحطاوی علی الدرج 4 ص 153 بحوالہ فتاویٰ رضویہ مترجم ج 6 ص 671، ازالہ فریب بجواب تقلید شخصی کے آسیب صفحہ 63)

اس سے معلوم ہوا کہ اب فقہ اسلامی کے متذکرہ بالا ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک معین کی تقلید واجب ہے اس سے ہٹ کر چلنے والا بدعتی اور جہنمی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

شافعی مالک احمد امام حنیف
چار باغ امامت پہ لاکھوں سلام

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۹ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ

کیا آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم و ولی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام پر انگوٹھا چوم سکتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

سوال آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر انگوٹھے چوم سکتے ہیں یا نہیں؟ مزید یہ کہ کسی اللہ کے ولی کے نام پر انگوٹھے چوم سکتے ہیں یا نہیں؟ معظم ومحترم علمائے کرام سے باالادب عرض ہے کہ رہنمائی فرمائیں۔سائل محمد عبدالحسیب اختری بریلی شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ہر آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا محبت رکھنا اور ان کی تعظیم وتوقیر کرنا ضروری ہے اسی طرح ہر اولیاء اللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے محبت وعقیدت رکھنا ان کی تعظیم کرنا ہر مومن مسلمان کے لئے بڑی سعادت مندی کی بات ہے رہی بات ہر آل نبی وولی کے نام پر انگوٹھا چومنا تو ایسی کوئی روایت ہماری نظر سے گزری نہیں۔

ہاں! حضور پیران پیر دستگیر روشن ضمیر میرمیراں شاہ جیلاں قطب جہاں حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام نامی اسم گرامی پر انگوٹھا چومنے کے بابت سوال پر حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ:

حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس وانور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارث کامل ونائب تام وآئینہ ذات خدا ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع اپنی جمیع صفات جمال وجلال وکمال وافضال کے ان میں متجلی ہیں جس طرح ذات عزت احدیت مع جملہ صفات ونعوت جلالت آئینہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تجلی فرما ہے:

من رآنی فقد رای الحق
تعظیم غوثیت عین تعظیم سرکار رسالت ہے اور تعظیم سرکار رسالت عین تعظیم حضرت عزت ہے جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ ثم علیہ وسلم اور یہ مثل صلاۃ بالاستقلال ان تعظیموں میں نہیں جن کو شرع مطہر نے شان نبوت سے خاص فرمادیا تو وہی آیات واحادیث وارشادات ائمہ وحدیث اس کے جواز میں کافی کفانا الکافی فی الدارین (فتاویٰ افریقہ صفحہ 116)

یعنی حضور پرنور سرکار غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام نامی اسم گرامی پر انگوٹھا چومنا جائز ہے اور یہ بھی ذہن نشین رہے کہ ہر آل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وولی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام پر انگوٹھا چومنے کی ممانعت بھی نگاہ سے گزری نہیں اس لئے اگر کوئی چومے تو چوم سکتا ہے مگر اس کا پابند بنانا حرج میں ڈالنا ہوگا اور یہ درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ
محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر
۲۴ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ

غیر نبی وغیر صحابی کو حضور پرنور واعلیٰ حضرت کہنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کسی عام آدمی کو حضرت حضور کہنا کیسا ہے مدلل ومفصل جواب دیکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ سائل محمد آصف علیمی سنت کبیر نگر اتر پردی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

فتاویٰ امجدیہ میں ہے لفظ اعلیٰ حضرت وحضور پرنور انبیاء کرام علیہم السلام یا صحابہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ خاص نہیں نہ عرفاً خاص نہ شرعاً حضرت اور حضور کا لفظ تو بہت عام ہے اب اگر کسی معظم دینی کو اعلیٰ حضرت کہا یا حضور پرنور کہا تو اسے نبی یا صحابہ کے کسی خاص وصف میں شریک کرنا نہ ہوا بلکہ ان تمام لوگوں میں جنہیں حضرت یا حضور کہا جاتا ہے اسے بڑا مانا اور اس میں اصلاً حرج نہیں بلکہ معظمان

دین کو عظمت کے ساتھ ذکر کرنا چاہئے بلکہ قرآن مجید تو مطلقاً مومنین کیلئے فرماتا ہے:

انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین

تمہیں اعلیٰ ہو اگر مومن ہو یوہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا قدس سرہ بھی صحابہ کرام کے ساتھ خاص نہیں صاحب ہدایہ کے تلامذہ نے ان کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ جا بجا کہا ہے بہت سے مواقع میں ہدایہ کے ہے قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس سے مراد خود صاحب ہدایہ ہیں قرآن مجید نے صحابہ کرام کے متبعین کو بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہا ارشاد فرمایا:

السابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه۔ والله تعالى اعلم

(فتاویٰ امجدیہ جلد چہارم صفحہ 26)

کتبـــــہ

محمد ریحان رضا رضوی کشن گنج بہار انڈیا

۱؍ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز منگل

منافق کسے کہتے ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال منافق کسے کہتے ہیں جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل عمر رضا رضوی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجواب بعونہ تعالیٰ

منافق کسے کہتے ہیں اور نفاق کیا ہے اس کی حدیث وقرآن میں متعدد مقامات پر بیان موجود ہے مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ امانت میں خیانت کرنا وعدہ خلافی کرنا یہ بھی علامت نفاق ہے۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے ان الذین کفروا سواء کے تحت تفسیر خازن میں ہے کہ کفر کی چار قسمیں ہیں ان میں سے ایک کفر نفاق بھی ہے کفر نفاق یہ ہے۔

وهو ان يقر أبلسانه ولا يعتقد صحة ذالك بقلبه

یعنی کفر نفاق یہ ہے کہ آدمی زبان سے اسلام کا اقرار کرے مگر دل سے اس کے صحیح ہونے کا اعتقاد نہ رکھے اور ابن ماجہ کی حدیث پاک ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

من ادرك الاذان فی المسجد ثم خرج لم یخرج لحاجته وهو لا یرید الرجعه فهو منافق۔

یعنی اذان کے بعد جو شخص مسجد سے چلا گیا اور کسی حاجت کے لئے نہیں گیا اور نہ واپس آنے کا ارادہ ہے تو وہ منافق ہے۔

اور ایک دوسری حدیث مشکوۃ شریف کی ہے جسکا مفہوم یہ ہے کہ:

جس کے اندر چار خصلتیں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے جب بات کرے تو جھوٹ بولے　جب عہد کرے تو دغا کرے اور جب جھگڑا تو گالی بکے اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں تحریر فرماتے ہیں:

جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ منافق کی دو قسمیں ہیں منافق اعتقادی اور منافق عملی، منافق اعتقادی وہ ہے جو زبان سے اسلام کو ظاہر کرے اور دل میں کفر چھپا رکھے جیسے عبداللہ بن ابی وغیرہ

قرآن کریم کی آیۃ کریمہ ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار اسی منافق اعتقادی کے بارے میں ہے جو کافروں کی بدترین قسم ہے اور منافق عملی وہ شخص ہے جس کے ایمان میں خرابی نہ ہو بلکہ صرف سیرت و کردار میں نفاق ہو جیسے کذاب خائن اور بدعہد وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۱۴۱)

کتبـــــہ
محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

حضرت علی کرم اللہ وجہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہُ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کچھ بولنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتیان کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ ایک بندہ کہتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ نے حضرت علی پر جوسب وشتم کیا وہ ذاتی طور پر تھا۔کیا یہ صحیح ہے؟ اگر نہیں تو ایسے شخص پر کیا حکم شرع عائد ہوگا؟ برائے کرم جلد اور مکمل ومدلل جواب عنایت فرمائیں معتبر کتب سے۔سائل حافظ عامر رضوی پتہ لاہور پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جو کچھ ہوا وہ خطائے اجتہادی تھی کسی عام انسان کو اس میں لب کشائی کی قطعاً اجازت نہیں جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

اہل سنت کے نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خطا خطاء اجتہادی تھی، اجتہاد پر طعن جائز نہیں، خطاء اجتہادی دو ۲ قسم ہے:

(۱) مقرر
(۲) منکر

مقرر وہ جس کے صاحب کو اُس پر برقرار رکھا جائے گا اور اُس سے تعرض نہ کیا جائے گا، جیسے حنفیہ کے نزدیک شافعی المذہب مقتدی کا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا، اور منکر وہ جس پر انکار کیا جائے گا جب کہ اس کے سبب کوئی فتنہ پیدا ہوتا ہو جیسے اجلہ اصحاب جمل رضی للہ تعالیٰ عنہم کہ قطعی جنتی ہیں اور ان کی خطاء یقیناً اجتہادی جس میں کسی نام سنیت لینے والے کو محل لب کشائی نہیں، یا انہیں اس پر انکار لازم تھا جیسا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے کیا باقی مشاجرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں مداخلت حرام ہے۔

حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا ذکر اصحابی فامسکوا

جب میرے صحابہ کا ذکر آئے تو زبان روکو۔

دوسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ستکون لاصحابی بعد زلة یغفرها الله لهم لسابقتهم ثم یاتی من بعد هم قوم یکبهم الله علی مناخرهم فی النار

قریب ہے کہ میرے اصحاب سے کچھ لغزش ہوگی جسے اللہ بخش دے گا اُس سابقہ کے سبب جو ان کو میری سرکار میں ہے پھر ان کے بعد کچھ لوگ آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ ناک کے بل جہنم میں اوندھا کردے گا۔

یہ وہ ہیں جو اُن لغزشوں کے سبب صحابہ پر طعن کریں گے اللہ عزوجل نے تمام صحابہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن عظیم میں دو قسم کیا:

(۱) مومنین قبل فتح مکہ ومومنین بعد فتح۔ اول کو دوم پر تفضیل دی اور صاف فرمادیا وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا۔ اور ساتھ ہی ان کے افعال کی تفتیش کرنے والوں کا منہ بند فرمادیا:

وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ

اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو، بایں ہمہ وہ تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا پھر دوسرا کون ہے کہ ان میں سے کسی کی بات پر طعن کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۲۹) ص (۳۳۶ / ۳۳۷) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبــــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۱۰ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کن کے لئے لکھا جاتا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرات محترم علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں زید کا یہ کہنا ہے کہ کسی بھی بڑے محقق مدبر مفسر کرام کے وصال سے پہلے علیہ الرحمہ کہنا غلط؟ تو کیا زید کا یہ کہنا صحیح ہے؟ برائے کرم جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔سائل محمد شاداب عالم قادری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (اور علیہ الرحمہ) دعائیہ جملہ ہے اسے مردہ اور زندہ سب کے لئے لکھ سکتے ہیں؛ چونکہ مسئلہ مذکور عرف عام میں انتقال کئے ہوئے محترم ہستی کے لئے مستعمل ہے لہذا زندہ کے لئے اس کو لکھنا غلط ہے۔(فتاوی فقیہ ملت ج دوم ص 277)

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علیہ الرحمہ دعائیہ جملہ ہے جو کہ محترم، معظم اور بزرگ شخصیت جو دنیا سے پردہ فرما گئے ہیں ان کے لئے مستعمل ہے ویسے اگر کسی زندہ شخصیت کے لئے استعمال کرے تو کر سکتے ہیں مگر عرفا کسی زندہ کے لئے مستعمل نہیں ہے اس لئے کسی زندہ کے لئے استعمال کرنا صحیح نہیں۔

صورت مسئولہ میں باحیات معظم ومحترم علماء ومشائخ کے لئے دامت برکاتہم العالیہ اور مدظلہ العالی وغیرہ لکھیں لہذا زید کا کہنا صحیح ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۰ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

حضور نے سب سے پہلے کس کا دودھ نوش فرمایا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے دودھ کس کا پیا مفصل جواب عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا؟ سائل محمد عمران رضا بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابولہب کی لونڈی حضرت ثویبہ کا دودھ نوش فرمایا پھر اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دودھ سے سیراب ہوتے رہے پھر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو اپنے ساتھ لے گئیں اور اپنے قبیلہ میں رکھ کر آپ کو دودھ پلاتی رہیں اور انھیں کے پاس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دودھ پینے کا زمانہ گزرا۔ واللہ تعالی اعلم

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۸۱، بحوالہ: سیرت مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۷۳)

کتبــــــہ

محمد معصوم رضا نوری

حلال وحرام جانور کی شناخت کا طریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور والا گزارش ہے کہ کون کون سا پرندہ حلال ہے اور حلال پرندوں کی پہچان کیا ہے؟ المستفتی نور الھدی نوری بلیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جانوروں کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم دریائی جانور دوسری قسم خشکی والے جانور دریائی جانور سبھی حرام ہیں سوائے مچھلی کے خشکی والے جانوروں کی تین قسمیں ہیں:

قسم اول: ان جانوروں کی جن کے اندر خون نہیں ہوتا ہے۔

قسم دوم: ان جانوروں کی جن کے اندر بہنے والا خون نہیں ہوتا ہے۔

قسم سوم: ان جانوروں کی جن کے اندر بہنے والا خون ہوتا ہے۔

- وہ جانور جس کے اندر خون نہیں ہوتا ہے جیسے بھڑ مکھی، مکڑی، گبریلا، بچھو وغیرہ سب حرام ہیں

سوائے ٹڈی کے،وہ جانور جن کے اندر بہنے والا خون نہیں ہوتا ہے جیسے سانپ،مینڈک،گرگٹ،چھپکلی، گوہ،چوہا،چھچھوندر،سیہی،نیولا وغیرہ حرام ہیں،وہ جانور جن کے اندر بہنے والا خون ہوتا ہے۔ان کی دو قسمیں ہیں:

قسم اول:پالتو جانور۔

قسم دوم:جنگلی جانور۔

پالتو مویشی جیسے اونٹ،گائے،بھینس،بکری وغیرہ حلال ہیں سوائے گدھا اور خچر کے،جنگلی جانور جیسے ہرن،نیل گائے،جنگلی گدھا،جنگلی اونٹ وغیرہ حلال ہیں،وہ پالتو جانور جو پنجوں سے شکار کرتے ہیں جیسے کتا،بلی،تیندوا وغیرہ حرام ہیں،جنگلی درندے جو دانتوں سے شکار کرتے ہیں جیسے شیر،گیدڑ،بھیڑیا،بجو، چیتا،لومڑی،بندر،ریچھ،سنجاب وغیرہ حرام ہیں،وہ جنگلی پرندے جو پنجوں سے شکار کرتے ہیں جیسے چیل،کوا ،گدھ،اُلو،باز،شاہین،عقاب وغیرہ حرام ہیں،وہ پالتو پرندے جو دانہ چنتے ہیں جیسے مرغی،بطخ وغیرہ حلال ہیں،وہ جنگلی پرندے جو دانہ چنتے ہیں جیسے کبوتر،فاختہ،گوریا،چکور،سارس،بگولہ،قمری وغیرہ حلال ہیں۔

جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

الحیوان فی الاصل نوعان نوع یعیش فی البحر و نوع یعیش فی البر . اما الذی یعیش فی البحر فجمیع و المستانس منه کالدجاج و البط و المتوحش کالحمام و الفاختة و العصافیر و القبج و الکرکی و الغراب الذی یاکل الحب والزرع و نحوها حلال بالاجماع کذا فی البدائع و لا باس بالقمری و السودانی و الزرزور کذا فی فتاوی قاضیخان ۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی عالمگیری ج5 ص289:الباب الثانی فی بیان مایوکل من الحیوان ومالا یوکل)

کتبــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کا شرعا ثبوت ضوء حدیث میں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زید کہتا ہے کہ میں عید میلاد النبی کیوں مناؤ نہ یہ میلاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منائی نے اور ناہی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے اور ناہی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اور نہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اور ناہی حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے اور ناہی صحابہ کرام نے اور ناہی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نے اور ناہی امام مالک نے اور ناہی امام شافعی نے اور ناہی امام امام بن حنبل نے جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد نوشاد رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

وہ کیسے مسلمان ہیں جو سرور کائنات فخر موجودات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پر انگلی اٹھاتے ہیں لگتا ہے کہ انکا ایمان کامل نہیں ورنہ جس نبی کے صدقے ہمیں سب کچھ ملا اس نبی کی میلاد پر اعتراض کرے آج ہمارے گھروں پر جب بچے کی ولادت ہوتی ہے تب پورے گاؤں کی دعوت کرتے ہیں اور گھر کو دلہن کی طرح سجاتے ہیں تب نہیں دکھتا کہ یہ جائز ہے یا ناجائز اللہ عقل سلیم عطا فرمائے لیکن نبی پاک کی میلاد پر قرآن وحدیث دونوں سے ثبوت ملتا ہے جیسا کہ نیچے مذکور ہے۔

عن ابی قتادۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علی　　(صحیح مسلم شریف، ص،۳۶۸)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے دن کا روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا گیا (کہ آپ اس دن روزہ کیوں رکھتے ہیں) آپ نے فرمایا (میں اس دن کا روزہ اسلئے رکھتا ہوں) کہ میرا یوم میلاد ہے اور اسی دن مجھ پر نزول وحی کا آغاز ہوا۔

لہذا حدیث سے ثابت ہوا کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی روزہ رکھتے تھے لہذا یہ دن دوسرے دنوں کی نسبت زیادہ عبادت کا مستحق ہے چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد مبارک بھی ایک عبادت ہے اس لئے دوسری عبادت کے ساتھ ۔ساتھ آپ کے ذکر کی محافل کا انعقاد کیا جاتا ہے اور اس نعمت عظمٰی کے حصول پر اظہار تشکر کیا جاتا ہے اور خوشی منائی جاتی ہے جیسا کہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ

اپنی رب کی نعمت کا خوب خوب چرچہ کرو۔

لہذا اس دن کو بطور عید منانا اس کا زیادہ اہتمام اور اظہار تشکر کیا جاتا ہے اور خوشی منائی جاتی ہے لہذا اس دن کو بطور عید منانا اس کا اہتمام اور اظہار تشکر وسرور قرآن وحدیث سے ثابت ہوا انفرادی طور پر میلاد شریف منانا تو عہد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں ثابت ہے جس پر مذکورہ حدیث کے علاوہ اور بھی دلائل ہیں۔

میلاد شریف کی تقریبات کی ہیئت اجتماعی میں منانا اگر چہ عہد صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے بعد میں شروع ہوا لیکن پھر بھی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ایک اچھی سنت اور کار ثواب ہے کیونکہ فقہ کا ایک قاعدہ کلیہ ہے:

الاصل فی الاشیاء الاباحت

کہ اشیاء میں اصل اباحت ہوتی ہے۔

اب جو شخص دعوی کرے مذکورہ افعال کے ناجائز ہونے کا تو وہ دلیل پیش کرے اس لیے کہ فقہ کا مشہور قاعدہ ہے جسکو پوری وہابیت بھی مانتی اور نقل کرتی ہے۔

البین علی من ادعی و الیمین علی من انکر

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

[میلاد مصطفٰی کی شرعی حیثیت، صفحہ ۵]

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ

محمد ندیم رضا حشمتی امجدی پیلی بھیت شریف

کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ صحابہ رسول ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت امیر معاویہ کا صحابی ہونا کہا سے ثابت ہے بحوالہ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل محمد اشتیاق احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

بیشک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ کے لئے دعا بھی فرمائی اور آپ کاتب وحی بھی ہیں۔

مراۃ المناجیح جلد ۸ میں انکے متعلق حدیث شریف بھی مروی ہے اور طبقات ابن سعد میں ایمان لانے کا تذکرہ موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صحابی رسول ہیں جن کا خلاصہ کلام یہ کہ صحابی ابن صحابی حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کا سلسلۂ نسب پانچویں پشت میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے مل جاتا ہے۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ 6 ہجری میں صلح حُدیبیہ کے بعد دولتِ ایمان سے مالامال ہوئے مگر اپنا اسلام ظاہر نہ کیا۔ پھر فتحِ مکّہ کے عظمت والے دن والدِ ماجد حضرتِ ابوسفیان رَضِیَ اللہُ عنہ کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر اس کا اظہار کیا تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مرحبا فرمایا۔واللہ تعالی اعلم (طبقاتِ ابن سعد،ج7،ص285)

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

شادی کی دعوت میں بدمذہبوں کو بلانے والے نیز ان میں شریک ہونے والوں پر شرعی حکم؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام اس مسئلہ پر کہ گاؤں کا ایک پردھان جو کہ ایک سنی

ہے اس نے شادی کے موقع پر کسی دیوبندی وہابی کی دعوت کی اور وہ دیوبندی کھانا کھانے کے لئے اس کے گھر آیا بستی والوں نے بھی کھایا اب اس پردھان کے لیے کیا حکم ہے جس نے ایک وہابی کو کھانا کھلایا اور بستی والوں کے لیے کیا حکم ہے جنہوں نے کھایا جواب عنایت فرمائیں بہت مہربانی نوازش ہوگی۔ سائل محمد اکبر خان ضلع رامپور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

یاد رکھیں دیوبندی وہابی ضروریات دین کے منکر ہیں اور ضروریات دین کا منکر کافر ہے۔

ردالمحتار باب الامامتہ میں ہے:

لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اھل القلبۃ المواظب طول عمرہ علی الطاعات کما فی شرح التحریر اھ

(ردالمحتار علی الدر المختار "جلد اول "صفحہ نمبر 561)

انہیں شادی وغیرہ میں دعوت دینا ناجائز وگناہ ہے سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ وہابیہ غیر مقلدین اور دیوبندی وغیرہم سب کفار ومرتدین ہیں ان کے پاس نشست برخاست حرام ہے اور ان سے میل جول حرام ہے۔

(حوالہ" فتاویٰ رضویہ شریف" جلد نہم نصف آخر"صفحہ نمبر 311)

یاد رہے کہ مسلمان کسی بھی بدمذہب کی کسی تقریب میں شریک نہ ہوں اور نہ ہی انکو اپنے یہاں کسی تقریب میں شریک کریں ورنہ گنہگار ہوں گے اور اللہ ورسول سے دور ہو جائیں گے۔

(بحوالہ" فتاویٰ مرکز تربیت افتاء" جلد دوم" کتاب السیر"صفحہ نمبر 135)

لہٰذا گاؤں والوں کو ایسی شادی میں شامل ہونا نہ چاہیے کہ یہ جائز نہیں ہے لیکن پھر بھی جن لوگوں کو پہلے سے اس کا علم تھا یا ہوتے ہوئے ایسی بارات میں شرکت کی جس شادی میں دیوبندی وہابیوں کی شمولیت تھی وہ سب گنہگار مستحق عذاب نار ہیں خواہ وہ شرکت کرنے والے عالم ہوں یا جاہل, عالم ہوں تو ان پر حکم اور سخت ہو جاتا ہے کہ ان کو دیکھکر دوسرے لوگ بھی گمراہ ہوں گے لہٰذا بدمذہبوں کو

دعوت دینے والے پردھان اور اس میں شرکت کرنے والے حضرات اگر اپنے اس فعل قبیحہ سے فوراً توبہ واستغفار اور آئندہ نہ کرنے کی عہد کرلیں تو خیر ورنہ ایسے لوگوں کا بائیکاٹ کردیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

واما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظّٰلمین

(سورۃ الانعام "آیت نمبر "68)

کتبــــــہ

محمد آفتاب عالم رحمتی مصباحی

سایۂ مصطفی مایۂ اصطفا کی وضاحت

اعلیحضرت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کا ایک شعر:

سایہ مصطفی مایہ اصطفی

عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام

کی تشریح فرمادیں اور یہاں اِصطفیٰ ہے یا اَصطفیٰ رہنمائی فرمادیں۔سائل: محمد عمر رضا قادری رضوی لاہور، پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

سایۂ مصطفی، مصطفی کا کرم، مایۂ اِصطفاء، فخر تقوی عز، عزت ناز خلافت جانشینی کا فخر

تشریح:

مصطفی عربی لفظ صفت ہے جس کا معنی انتخاب کیا برگزیدہ۔ (فیروز اللغات صفحہ ٦٣٧)

اِصطفاء کسرہ یعنی زیر کے ساتھ باب افتعال سے ہے مصطفی اصطفاء کا مفعول بہ ہے۔

اعلیحضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ زندگی بھر سایہ کی طرح اور آج بھی سرکار کے روضۂ رسول کے بغل میں ساتھ نبھار ہے ہیں اور پرہیز گاروں کا سرمایہ ہیں اور آپ نے ایسی کامیاب شاندار حکومت فرمائی کہ خلافت و جانشینی آپ پر ناز کرنے لگی اور آپ اس کے لیے عزت و عظمت کا سبب بن گئی اللہ تعالیٰ آپ پر لاکھوں رحمتیں نازل فرمائے۔ واللہ تعالی اعلم (شرح حدائق بخشش صفحہ ۱۰۶۵)

کتبـــــہ

محمد عمران القادری التنویری سدھارتھ نگر یوپی

وہ کونسی صورت ہے کہ بغیر کلمہ پڑھے مسلمان ہو جائے گا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں ایک مسئلہ ہے کہ ایک شخص بغیر کلمہ پڑھے مسلمان ہو گیا اسکی کیا صورت ہے مدلل حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل احمد رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صورت مستفسرہ میں اسکی صورت یہ ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ میں نے فلاں مذہب کو چھوڑ کر دین اسلام قبول کرلیا تو وہ مسلمان ہو گیا اگر چہ اس نے کلمہ طیبہ نہیں پڑھا جیسا کہ حضور مجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی اللہ عنہ ربہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

بیشک مسلمان ٹھہریں گے اگر چہ کلمہ طیبہ کا ترجمہ نہ جانیں بلکہ اگر چہ کلمہ طیبہ بھی نہ پڑھا ہو کہ اتنا ہی کہنا کہ میں نے وہ مذہب چھوڑ کر دین محمدی قبول کیا انکے اسلام کے لئے کافی ہے۔

محیط پھر انفع الوسائل میں ہے کہ:

الکافر اذا اقر بخلاف ما اعتقد یحکم باسلامہ

شرح سیر کبیر میں ہے کہ:

لو قال انا مسلم فهو مسلم و كذا لو قال انا على دين محمد او على الحنفية او على دين الاسلام ۔

انفع الوسائل میں ہے کہ:

و كذا لو قال اسلما الكل فی رد المحتار ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی افریقہ ص:143 /مکتبہ نوریہ رضویہ گُلبرگ اے فیصل آباد)

کتبــــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

خارج نماز درود ابراہیمی پڑھنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

درود ابراہیمی نماز کے علاوہ پڑھ سکتے ہیں کہ نہیں بتایا جائے حوالہ کے ساتھ۔سائل محمد اکبر علی باتھ سیتامڑھی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

درود براہیمی یہ درود تمام درود کے صیغوں سے افضل ہے کیونکہ اس درود کے الفاظ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے فرمودہ ہیں اس لئے اس درود پاک کو نماز کے علاوہ کثرت سے پڑھنا دینی و دنیاوی فیوض و برکات حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے اور اللہ کی رحمت وخوشنودی حاصل ہوتی ہے دنیا کہ تمام کاموں میں آسانی پیدا ہوتی ہے اور قدم قدم پر اللہ کی مدد شامل حال رہتی ہے حاجات پوری ہوجاتی ہے حضور کی شفاعت واجب ہو جاتی ہے رزق کی تنگی دور ہو جاتی ہے مال و اسباب میں برکت پیدا ہوتی ہے خاتمہ بالایمان نصیب ہوتا ہے اس کے علاوہ آخرت کی زندگی سے متعلقہ تمام منازل آسان ہوجاتی ہیں اور اس درود پاک کو معمول سے پڑھنے والا جنت میں جائے گا۔

(بحوالہ فریدی مجموعہ وظائف ص۲۱۶)

درود براہیمی کی سند بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن ابی لیلی نے کہا ہے

کہ ہم کعب بن عجرہ سے ملے انھوں نے کہا کہ کیا میں تمہیں حضور کی حدیث سناؤں ہم نے کہا فرمائیے تو پھر انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے التجا کی کہ یارسول اللہ آپ پر درود بھیجنا تو ہم کو معلوم ہو چکا ہے مگر ہم درود کس طرح بھیجیں تو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان الفاظ میں مجھ پر درود بھیجو۔ (بخاری شریف)

مذکورہ حدیث شریف میں مطلق درود شریف بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے اسکو مقید نہیں کر سکتے اس لئے حالت نماز اور غیر نماز دونوں میں یہ درود پڑھنا جائز ہی نہیں بلکہ بہتر ہے درود براہیمی کے تعلق سے سیدی اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ نے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

سب درودوں سے افضل درود وہ ہے جو سب اعمال سے افضل یعنی نماز میں مقرر کیا گیا ہے درود شریف راہ چلتے بھی پڑھنے کی اجازت ہے جہاں نجاست پڑی ہے وہاں رک جائے اور بہتر یہ ہے کہ ایک وقت معین کر کے ایک عدد مقرر کرلے اس قدر باوضو دوزانو ادب کے ساتھ مدینہ طیبہ کے طرف منھ کر کے روزانہ عرض کیا کرئے جس کی مقدار سو بار سے کم نہ ہو۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد ثالث ص 62)

سیدی اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ نے درود براہیمی کو نماز کے علاوہ بھی پڑھنے کا حکم فرمایا ہے اس لئے بلاشبہ نماز وخارج نماز دونوں میں یہ درود شریف پڑھنا جائز ہے۔

اب یہ سوال کے تفسیر نعیمی سورہ کہف میں درود ابراہیمی کو خارج نماز میں پڑھنا ناجائز قرار دیا ہے یہ کتابت کی غلطی ہے یا پھر مصنف علیہ الرحمہ کا تسامح ہے اسلئے کہ حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ جیسے متبحر عالم وفقیہ سے کیسے ممکن ہے کہ وہ مسئلہ تحریر فرمائیں جو کسی فقیہ محدث مفسر نے اپنی کتابوں میں ذکر نہیں فرمایا ہو بلکہ اس کے خلاف سب جواز کے قائل ہوں یقینا یہ کتابت کی غلطی ہے جیسے میرے کچھ احباب سند کے طور پر پیش کر رہے ہیں اس سے پرہیز کرنے کی ضرورت ہے اللہ تعالی بطفیل مصطفی علیہ التحیتہ والثناء ہمیں اور آپ کو حق کو قبول کرنے کی توفیق عطاء فرمائیے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد رضا امجدی مقام ہرپور وابا چپٹی سیتامڑھی بہار

حضور کو محمد کہہ کر پکارنا شرعاً کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ھیں علماء دین وملت مندرجہ مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ حضور سرور کائنات کو یا محمد کہکر پکارنا شرعاً کیسا ھے قرآن وحدیث کی روشنی میں اور مع دلائل و براھین وحوالہ جات پیش فرما کر اور شکریہ کا موقع فراھم کرکے جواب عنایت فرمائے کرم بالا کرم ھوگا۔ سائل فقیر محمد شاھد رضا قادری منظری بنگلور سٹی کرناٹک انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

حضور سید عالم کو اسم ذات کے ساتھ ندا کرنا جائز نہیں ارشاد ربانی ہے:

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا

(سورۂ نور، آیت ۶۳، پارہ ۱۸)

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا کہ تم ایک دوسرے کو پکارتا ہے اس کی تفسیر میں علامہ صاوی حاشیہ جلالین میں فرماتے ہیں:

ا تنادوہ باسمہ فتقولوا یا محمد ولا بکنیتہ فتقولوا یا ابا القاسم بل نادوہ وخاطبوا بالتعظیم والتکریم والتوقیر بان تقولو یا رسول اللہ یا نبی اللہ یا امام المرسلین یا رسول رب العلمین یا خاتم النبیین واستفید من الایۃ انہ لا یجوز نداء النبی بغیر ما یفید التعظیم لا فی حیاتہ ولا بعد وفاتہ۔

حضور سید عالم کو ان کے نام یا کنیت سے نہ پکارو یوں نہ کہو یا محمد یا ابا القاسم بلکہ حضور کو تعظیم وتکریم وتوقیر کے ساتھ پکارو، اور خطاب کرو یوں کہو یا رسول اللہ، یا نبی اللہ، یا امام المرسلین، یا رسول رب العالمین، یا خاتم النبیین، اس آیت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ نبی کو ایسے الفاظ سے ندا جائز نہیں جو تعظیم کے نہ ہو نہ حیات ظاہری میں نہ بعد حیات ظاہری۔ (جلالین شریف، صفحہ ۳۰۲، سورۃ النور، آیت ۶۳،)

یہ مضمون خازن ومدارک میں بھی ہے، نام یا کنیت یا ایسے خطاب جو تعظیم پر دلالت نہیں کرتے جیسے عبداللہ وغیرہ کے ساتھ ندا کرنے کی ممانعت کا حاصل صرف یہ ہے کہ پکارتے وقت حضور سید عالم کی عظمت وجلال کا خیال رہے جس لفظ سے پکارے وہ عظمت پر دلالت کرے اس سے توقیر شان ظاہر ہو یہ نہیں کہ حضور سید عالم کو ندا جائز نہیں جیسا کہ وہابیہ کہتے ہیں:

حضور سید عالم کو ندا آج بھی جائز ہے اور ہر جگہ سے جائز ہے، مگر اسمائے صفات کے ساتھ اجلال وتعظیم پر دلالت کرنے والے خطابات کے ساتھ مثلا یا شفیع المذنبین یا رحمۃ العالمین وغیرہ وغیرہ، منع ہے یا محمد، یا احمد، یا عبداللہ، یا اباالقاسم کہنا۔ نام کے ساتھ عام لوگوں کی طرح ندا کرنا اور بات ہے اور خطاب کے ساتھ ندا کرنا اور بات ہے۔ منع پہلی صورت ہے نہ کہ دوسری اس کا روشن بیان الانتباہ فی حل ندا یارسول اللہ رسالہ مبارکہ منصفہ امام اہل سنت اعلی حضرت قدس سرہ میں مطالعہ کریں۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی شارح بخاری، جلد اول، عقائد متعلقہ نبوت، صفحہ ۲۹۱)

کتبـــــہ

محمد فداء المصطفی رضوی صمدی انفاسی پٹنہ سیٹی، بہار

پانی میں رہنے والا جانور کونسا حلال ہے اور کون سا حرام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان کرام مسئلے ذیل میں کہ پانی میں رہنے والا کونسا جانور حلال ہے اور کون سا حرام جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ سائل: فرید اظہر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

احناف کے نزدیک مچھلی اور ٹڈی حلال ہے، اس کے علاوہ پانی کے دیگر تمام جانور حرام ہیں دیگر ائمہ کے نزدیک پانی کے دوسرے جانور بھی حلال ہیں چنانچہ شوافع کے نزدیک پانی کے تمام

جانور حلال ہیں، مالکیہ کے نزدیک تمام سمندری جانور حلال ہیں۔
البتہ سمندری خنزیر مکروہ ہے اور حنابلہ کے نزدیک مینڈک کے سوا تمام دریائی حیوانات حلال ہیں لیکن مچھلی کے سوا دیگر جانوروں کو ذبح کرنا ضروری ہے۔
(موسوعه فقهيه، اطعمة ص 16،15)

فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:
اما الذی یعیش فی البحر فجمیع ما فی البحر من الحیوان یحرم اکله الا السمك خاصة فانه یحل اکله الا ما طفا منه ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(ج 5 ص 289، اور ایسا ہی بدائع الصنائع، کتاب الذبائح والصیود)

کتبــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

عطیہ اور ہبہ اور اجارہ اور ہدیہ کی تعریف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت مسئلہ ذیل میں کہ عطیہ اور ہبہ اور اجارہ اور ہدیہ کی تعریف کیا ہے۔ سائل غیاث الدین باتھوی سیتامڑھی
وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته
الجواب بعونه تعالى
کسی کو کچھ دینے کی چند صورتیں مال کے عوض مال دینا یہ تجارت ہے کام کے عوض مال دینا یہ اجارہ ہے بلا معاوضہ کچھ دینا محض رضائے الہی کیلئے یہ صدقہ ہے بلاعوض دینا اسے راضی کرنے کو ہبہ ہے پہلے تین قسمیں واپس لینا جائز نہیں یعنی تجارت اجارہ صدقہ واپس نہیں لے سکتے ہیں۔
مگر چوتھی صورت میں یعنی ہبہ کی واپسی جائز ہے الا ان یمنع مانع پھر ہبہ کی تین قسمیں

ہیں: اول نذرانہ چھوٹے کا بڑے کو کچھ دینا نذرانہ ہے جیسے مرید کا پیر کو شاگرد کا استاد کو اولاد کا ماں باپ کو کچھ دینا۔ دوم عطیہ بڑے کا چھوٹے کو دینا عطیہ ہے جیسے پیر کا مرید کو استاد کا شاگرد کو ماں باپ کا اولاد کو کچھ دینا۔ سوم ہدیہ برابر والے کا اپنے برابر والے کو کچھ دینا ہدیہ ہے جسے بھائی بھائی کو کچھ دینا۔ واللہ اعلم (عینی شرح کنز بحوالہ تفسیر نعیمی جلد دوم صفحہ ۴۴۱)

کتبــــہ

محمد عمر رضا خان قادری مسعودی لوکاہی بازار نیپالی

حیات انبیائے کرام علیہم السلام پر قرآن واحادیث سے دلائل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ حیات انبیاء کی نفی پر اِنَّكَ مَیِّتٌ وَاِنَّهُم مَیِّتُون والی آیت سے استدلال کرکے وہابیوں نے بہت سے سنی عوام کو وہم میں ڈال دیا ہے اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء والی حدیث قابل استدلال نہیں کل ملا کر ہم سنیوں میں اس مسئلہ کو لے کر ابھی کافی بے چینی پائی جارہی ہے لھذا آپ ورثۃ الانبیاء سے مودبانہ گزارش ہے کہ معتمد ومستند دلائل سے اس مسئلے کو مبرھن فرماتے ہوئے مذکورہ دونوں مسئلوں یعنی اعتراض کا تشفی بخش جواب عنایت کیجیے۔ سائل: تسنیم رضوی مقام کولکاتا بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

حیات انبیائے کرام علیہم السلام کے تعلق سے جس آیت کریمہ کے ذریعہ سے لوگوں کے اذہان کو خراب کرنے کی ناپاک کوشش کی جارہی ہے کہ:

انك میت وانھم میتون۔ (سورۂ زمر آیت نمر ۳۱/)

ترجمہ: بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔

اس آیت کریمہ میں کفار کا رد ہے جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کا انتظار کیا کرتے تھے

کہ خود مرنے والے ہو کر دوسرے کی موت کا انتظار کرنا حماقت ہے کفار تو زندگی میں بھی مرے ہوئے ہیں اور انبیاء کی موت ایک آن کے لئے ہوتی ہے پھر انہیں حیات عطا فرمادی جاتی ہے اس پر بہت سی شرعی براہینں قائم ہیں ۔

اہلسنت وجماعت کا مذہب:

امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام باوجود موت عادی طاری ہونے کے حیات حقیقی (دنیاوی زندگی کی طرح) کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں اور ان کے اجسام کریمہ صحیح وسالم رہتے ہیں جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصلوٰۃ باب الجمعہ)

ترجمہ: بے شک اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام کو کھائے اس لئے کہ اللہ کا نبی زندہ ہے اور اسے رزق بھی دیا جاتا ہے ۔

حیاۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تعلق سے قرآنی آیتیں

(1). ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤك فاستغفر اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا الرحیما (ط) (پارہ ۵ سورۂ نساء آیت نمبر ۶۴)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں ۔ (کنزالایمان)

قرآن پاک کی اس آیت کریمہ نے تو روز روشن کی طرح حیاۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مسئلہ ہی عیاں کر دیا کہ جب تم اپنی جانوں پر ظلم کرلو، یعنی کوئی گناہ کرلو یا تم سے کوئی گناہ صادر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے گنہگارو جب تم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو تم میرے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہو جاؤ پھر مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور رسول کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھی تمہاری شفاعت فرمادیں تو تم ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول فرمانے والا مہربان پاؤ گے اب اگر کسی سے ہندوستان میں گناہ صادر ہوا اور وہ غریب ہے تو کیا کرے تو علماء فرماتے ہیں تم جہاں بھی ہو وہیں سے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر وناظر جان کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے وسیلے سے رب کی بارگاہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرو اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی تمہاری لئے شفاعت کر دیں تو تم اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاؤ گے۔

(۲) وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم

(پارہ نمبر ۹/سورۂ انفال رکوع ۴/)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا کام نہیں ان کو عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں ہو:

قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت کریمہ بھی حیاۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مسئلہ کو علی الاعلان ثابت کر رہی ہے کہ جب تک تم میں میرے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں تم پر عذاب نہیں آئے گا۔

(۳) ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات (ط) بل احیاء ولکن لا تشعرون۔ (پارہ نمبر ۲/سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۵۴/)

ترجمہ: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں شعور نہیں۔ (کنز الایمان)

یہ آیت کریمہ بھی حیاۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مسئلہ ثابت کر رہی ہے کہ جب شہداء زندہ ہیں اور انہیں روزی دی جاتی ہے تو جس کے صدقے میں شہداء کو یہ مرتبہ حاصل ہوا وہ بدرجۂ اولیٰ زندہ ہیں قرآن کی اور بھی بہت سی آیتیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

حیات انبیائے کرام علیہم السلام کے تعلق سے احادیث:

(۱) میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو آپ اپنی نماز ادا کر رہے تھے۔

(مسلم شریف صفحہ ۲۶۸/)

(۲) تحقیق میں نے اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے وہ درمیانے قد، گھنگریالے بال والے ہیں گویا وہ شنوہ کے لوگوں میں سے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں سب سے زیادہ ان کے ہم شکل تمہارے صاحب یعنی میں ہوں پس نماز کھڑی ہوگئی اور میں نے امامت کروائی۔

(مشکوٰۃ شریف بحوالہ صفحہ ۵۲۹/تا ۵۳۰/)

(۳) متعدد کتب احادیث بیہقی، ابن ماجہ، ابو داؤد وغیرہ میں حضرت ابو درداء سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھو کیونکہ یہ یوم جمعہ

مشہود ہے اور اس میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور جو بھی جمعہ کے دن مجھ پر سلام پڑھتا ہے اس کا سلام مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہو جائے میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا موت کے بعد بھی؟ فرمایا ہاں موت کے بعد بھی بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرمادیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور رزق دیا جاتا ہے۔

(ابن ماجہ صفحہ: ۵۲۴ / ،ومشکوۃ شریف صفحہ: ۱۱۲)

(۴) حضرت شداد بن اوس روایت کرتے ہیں:

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے دنوں میں سے افضل یوم جمعہ ہے اس دن آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور اسی دن ان کی روح قبض ہوئی اور اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اس دن تم مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو بے شک تمہارے درود مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں انھوں نے پوچھا یارسول اللہ! ہمارے درود آپ کی خدمت میں کیسے پیش کیے جاتے ہیں حالانکہ آپ کا جسم اطہر بوسیدہ ہو چکا ہوگا؟ فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔

(ابن ماجہ: صفحہ: ۷۶ /)

مندرجہ بالا چاروں احادیث بھی انبیائے کرام علیہم السلام کے باحیات ہونے کی دلیل پیش کر رہی ہے اس سلسلے میں اور بھی بہت ساری احادیث پیش کی جا سکتی ہیں اس کے باوجود بھی اگر دیو بندیوں وہابیوں کی سمجھ میں نہ آئے تو ان کی سمجھ کا قصور ہے اور کور دماغی ہے کلمۂ توحید ورسالت بھی حیاۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلان کر رہا ہے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اب بتاؤ کہ لفظ ہیں کس کے لئے بولا جاتا ہے؟ ارے دیوبندیو، وہابیو لفظ ہیں اسی کے لئے بولا بولا جاتا ہے جو زندہ اور حاضر و ناظر ہوتا ہے کلمۂ توحید ورسالت بھی حیاۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر استدلال پیش کر رہا ہے۔

دیوبندیوں اور وہابیوں نے تو حیات انبیائے کرام علیہم السلام کا انکار کر دیا کہ انبیائے کرام علیہم السلام مر کر مٹی میں مل گئے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام زندہ نہیں ہیں (معاذ اللہ صد بار معاذ اللہ) لیکن دیوبندی اور وہابی علماء اپنے بزرگوں کو کس انداز سے زندہ ثابت کر رہا ہے وہ بھی ملاحظہ کریں

حوالوں کے ساتھ۔

حیات بعد وفات:

مولوی احمد حسن امروہی اور فخر الحسن گنگوہی میں آپس میں اختلاف تھا دارالعلوم دیوبند کے صدر المدرسین مولوی محمود حسن دیوبندی غیر جانبدار رہنے کے بجائے ایک جانب جھک گئے اسی دوران دارالعلوم دیوبند کے مہتمم رفیع الدین نے ایک دن علی الصبح بعد نماز فجر مولوی محمود الحسن کو اپنے حجرے میں جو دارالعلوم دیوبند میں تھا وہاں بلایا، مولوی محمود حسن گئے تو مولوی رفیع الدین نے کہا کہ واقعہ یہ ہے کہ ابھی ابھی نانوتوی (روح) جسد عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے، جس سے میں ایک دم پسینہ پسینہ ہوگیا اور میرا یہ لبادہ تر ہوگیا اس وقت موسم سخت سرد تھا مولینا نانوتوی نے مجھ سے فرمایا کہ محمود حسن کو کہہ دو کہ اس جھگڑے میں نہ پڑے، پس میں نے یہ کہنے کے لئے بلایا ہے، مولوی محمود حسن نے کہا کہ حضرت میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں کہ اس کے بعد میں اس قصہ میں کچھ نہ بولوں گا۔

(حوالہ: ۱/ حکایات الاولیاء حکایت ۲۴۷/صفحہ ۲۶۱/، حوالہ: ۲/ ارواح ثلٰثہ حکایت ۲۴۷/صفحہ ۲۴۲/)

(۲) مولوی اشرف علی تھانوی اپنے دادا سلطان شہاب الدین کا ایک واقعہ انتقال کے بعد زندہ ہو کر اپنے گھر آنے کا اس طرح بیان کرتے ہیں:

'شہادت کے بعد ایک عجیب واقعہ ہوا شب کے وقت اپنے گھر مثل زندہ کے تشریف لائے اور اپنے گھر والوں کو مٹھائی لا کر دی اور فرمایا کہ اگر تم کسی سے ظاہر نہ کروگی تو اسی طرح روز آیا کریں گے لیکن ان کے گھر والوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ گھر والے جب بچوں کو مٹھائی کھاتے دیکھیں گے تو معلوم نہیں کیا شبہ کریں گے اس لئے ظاہر کر دیا اور پھر آپ تشریف نہیں لائے یہ خاندان میں مشہور ہے۔

(حوالہ: اشرف السوانح جلد ۱/صفحہ ۱۲/)

(۳) بعد موت مثل زندہ ہونے کا واقعہ مولوی اشرف علی تھانوی کی زبانی:

مولانا اسمٰعیل صاحب شہید کے قافلہ میں ایک شخص شہید ہو گئے جن کا نام بیدار بخت تھا وہ دیوبند کے رہنے والے تھے ان کی شہادت کی خبر آچکی تھی ان کے والد حسب معمول ایک رات تہجد کی نماز کے لئے اٹھے تو گھر کے باہر گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز آئی اور پھر ایک شخص نے دروازہ کھولا دیکھا تو ان کے لڑکے بیدار بخت ہیں یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ ان کے متعلق تو معلوم ہو چکا تھا کہ شہید ہو چکے ہیں یہ

کیسے آگئے بیدار بخت نے کہا کہ جلدی کوئی فرش وغیرہ بچھائیے مولوی اسمٰعیل صاحب اور سید صاحب یہاں تشریف لا رہے ہیں ان کے والد نے فورًا ایک بڑی چٹائی بچھادی، ایک مجمع اس فرش پر آبیٹھا بیدار بخت سے ان کے والد نے کہا تمہارے کہاں تلوار لگی تھی؟ انھوں نے اپنا ڈھاٹا کھولا اور نصف چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر اپنے باپ کو دکھایا کہ یہاں تلوار لگی تھی ان کے باپ نے کہا کہ باندھ لو مجھ سے دیکھا نہیں جاتا تھوڑی دیر بعد یہ حضرات واپس تشریف لے گئے صبح کو بیدار بخت کے والد کو شبہ ہوا کہ کہیں خواب تو نہیں تھا مگر چٹائی پر دیکھا تو خون کے قطرے موجود تھے یہ وہ قطرے تھے جو بیدار بخت کے چہرے سے گرے ہوئے ان کے والد نے دیکھے تھے ان قطروں کو دیکھنے سے وہ یہ سمجھے کہ یہ بیداری کا واقعہ ہے۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۴/قسط ۲۴/ملفوظ ۳۱۲/صفحہ ۱۷/۳)

(۴) ایک اور واقعہ تھانوی جی کی زبانی سنیئے:

ایک صاحب کشف حضرت حافظ صاحب (ضامن تھانوی) کے مزار پر فاتحہ پڑھنے لگے بعد فاتحہ کہنے لگے کہ بھائی یہ کون بزرگ ہیں بڑے دل لگی باز ہیں جب فاتحہ پڑھنے لگا مجھ سے فرمانے لگے فاتحہ کسی مردے پر پڑھو، یہاں زندوں پر فاتحہ پڑھنے آئے ہو یہ کیا بات ہے جب لوگوں نے بتلایا کہ یہ شہید ہیں۔ (**لعنت اللہ علی الکٰذبین**)

(حوالہ: ۱/حکایات الاولیاء حکایت نمبر ۲۰۵/صفحہ ۲۲۳/حوالہ: ۲/ارواح ثلٰثہ حکایت نمبر ۲۰۵/صفحہ ۲۰۲/)

ایک اور دل لگی ملاحظہ ہو:

مولوی الیاس کاندھلوی (بانی تبلیغی جماعت) کے والد مولوی اسماعیل صاحب کا انتقال ہوا اور جنازہ کی نماز پڑھنے میں دیر ہوئی تو مولوی اسماعیل اپنے کو جلدی رخصت کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں جنازہ میں اتنا ہجوم اور ایسی کثرت تھی کہ لوگوں نے بار بار نماز پڑھی جس کی وجہ سے دفن میں کچھ تاخیر ہوئی، اس عرصہ میں ایک صاحب ادراک بزرگ نے دیکھا کہ مولوی اسماعیل صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے جلدی رخصت کردو میں بہت شرمندہ ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ میرے انتظار میں ہیں۔

(مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت دہلی ص ۴۷ حوالہ نمبر ۲ القول البلیغ فی التحریری من جماعۃ التبلیغ عربی ص ۱۳۹)

دیوبندی ملاؤں کی بازی گری:

واہ واہ بازیگری ایسی کے عقل بھی حیران کسی کی روح اپنے عنصر کے ساتھ واپس آرہی ہے اورکوئی اپنی اہلیہ کے لئے مٹھائی کا ڈبہ لا رہاہے اور بیدار بخت نے تو کمال ہی کردیا بیچارے چار پائی بچھوارہے ہیں اور کٹے ہوئے دست و بازو کا مشاہدہ بھی کروارہے ہیں سادہ لوح مسلمانوں کو فریب دینا آسان ہے مگر عقل وخرد کو دھوکا دینا بعیداز قیاس ہے آئیے ہم مولوی اسماعیل دہلوی سے سوال کرتے ہیں کہ بعدِ موت مثل زندہ ہونا آپ کے نزدیک کیسا ہے؟ آں جناب اپنی خباثت کا اظہار اس طرح کررہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی کہ میں بھی ایک دن مرکرمٹی میں ملنے والا ہوں۔
(تقویۃالایمان، دارالسلفیہ ص ۱۰۰)

مولوی اسماعیل دہلوی کے مسلک اور عقیدے کے اعتبار سے جب حضور مرکرمٹی میں مل گئے (معاذاللہ) تو اکابرین دیوبند کیوں کر بعد مردن زندہ ہیں یہ فریب اور دھوکا نہیں تو اور کیا ہے؟ جن کی زندگی کی بشارت قرآن دے رہا ہو ان کو مرکرمٹی میں مل جانے کو بتایا جارہا ہے اور جن کی زندگی ذہنی عیاری اور فکری عیاشیوں میں گزری ہو جن کے مرتد اور کافر ہونے کا فتویٰ عرب وعجم کے علماء وفقہاء نے دیا ہو ان کے مرنے کے بعد کے حیات کا نغمہ پڑھا جارہا ہے بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ اپنے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات کو تنقید وتنقیص کا نشانہ بنانے والے اپنے فکر واعتقاد کے بزرگوں کی شان میں قصیدے پڑھ پڑھ کر ان کے گھٹیا اور ناقص وجود کو رفعت وبلندی کے اعلیٰ منارے پر فائز کرتے ہیں جبکہ مومن کا ایمان اپنے نبی سے والہانہ محبت اور تعظیم کا درس دیتا ہے میرے سرکار اعلی حضرت رضی اللہ عنہ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کی طرف نگاہ غلط اٹھا کر دیکھنا بھی توہین کے زمرے میں تصور کرتے تھے اور ساری دنیا کو پیغام دیتے رہے کہ

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برُے مذہب پہ لعنت کیجیے

رسول گرامی وقار کے تعلق سے گم گشتۂ راہ ملاؤں کی ہٹ دھرمیاں اور ان کی ریشہ دوانیاں پڑھ کر غیرت کو بھی پسینہ آجاتا ہے اگر ملاؤں کے آباؤ اجداد اور خاندانی بزرگوں کے بارے میں یہی الفاظ استعمال کرلیے جائیں تو چراغ پا ہوکر برسرپیکار ہوجائیں مگر یہ لوگ اس رسول کے بارے میں لب

کشائی کی جرأت کرتے ہیں جو انسانوں کا، فرشتوں کا، حور وغلماں کا یہاں تک کہ نبیوں کا بھی رسول ہے۔اور اللہ کی طرف سے بھیجا گیا آخری تاجدار ہے جس پر رب تعالیٰ خود درود بھیجتا ہے جس کی بیعت اللہ کی بیعت جس کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ، جس کی اطاعت کو اپنی رضا قرار دے رہا ہے امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

اللہ تعالیٰ نے باعتبار تفاوت درجات اپنے مقبول بندوں کی جو ترتیب قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے اس میں پہلے انبیاء پھر صدیقین اس کے بعد شہداء وصالحین کا ذکر کیا ہے شہدا کو زندہ ماننے کا حکم ہے جو عبارت النص سے ثابت ہے اور صلحاء میں سب سے پہلے عامل بالقرآن ہے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الصدور میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے سنا کے جب عامل بالقرآن حافظ مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ اے زمین! تو اس جسم کو مت کھانا زمین عرض کرتی ہے خدایا میں ایسے کو کس طرح کھا سکتی ہوں جس کے جوف میں تیرا کلام موجود ہے اب انصاف سے بتائیے کہ کس شئی پر عمل اس شئی کی فرع ہے اور شئی وہ کلام الٰہی ہے جو زبان نبوت سے صادر ہوا ہو تو نبی جس کی زبان سب کن کی کنجی ہے وہ کس طرح مر کر مٹی میں مل سکتا ہے جب کہ اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کا جسم کھائے کیسے کہا جائے کہ وہابیوں کے اکابرین نے یہ حدیث نہیں پڑھی ہوگی لیکن جب کسی کو عظمت ورسالت سے حسد ہو تو اس کا کیا علاج۔

آنکھیں اگر ہے بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور کیا ہے آفتاب کا

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے تفسیر عزیزی صفحہ ۵۱۸ / دیکھئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نور نبوت کے ساتھ اپنے دین میں داخل ہونے والے ہر شخص کے احوال سے مطلع ہیں وہ کونسا عمل ہے جو آپ سے پوشیدہ ہے یہاں تک کہ درجاتِ اعمال اور اخلاق ونفاق کو بھی جانتے ہیں یہ مشاہدہ اب بھی بعینہ قائم ودائم ہیں جس طرح ظاہری حیات مقدسہ میں تھا آج بھی پیش کیے جاتے ہیں مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لیس من یوم الا و تعرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعمال امتہ وغدوہ وعشیہ بسیماھم واعمالھم فلذلك یشھد علیھم

(المواھب الدنیہ جلد ۲ ص ۳۸۷)

ایسا کوئی دن نہیں گزرتا ہے جس میں صبح وشام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکات میں امت کے احوال واعمال پیش نہ ہوتے ہوں تو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اپنے امتیوں کو ان کی صورت واعمال کے ساتھ جانتے ہیں یہی وجہ ہے کہ قیامت کے روز ان پر گواہی دیں گے غور وفکر کا مقام ہے کہ اعمال کا پیش ہونا اور اس کا مشاہدہ فرمانا اور پھر ان کی صورتوں کو جاننا یہ تمام چیزیں کیا آپ کی حیات پر روشن دلیل نہیں ہیں اور پھر بروز حشر اپنی امت پر گواہی دیں گے یقیناً ان دلائل کی بنیاد پر حیاتِ نبی کا مسئلہ پائے ثبوت کو پہنچ گیا اور دوسری اہم بات جو ان دلائل براہین سے ثابت ہوتی ہے وہ آپ کا علم وادراک ہے کہ امتی جس حال میں ہو۔

خواہ فسق وفجور سے تعلق رکھتا ہو اور اللہ جل شانہ کی نافرمانی کرتا ہو، یا نیک عمل کرنے والا ہو سب کا احساس اور علم آپ کو ہے بندہ گناہ کا مرتکب ہے تو آپ کو تکلیف ہوتی ہے جس طرح جسم کے اعضاء کے ہر حصے کی کیفیات کو ذہن محسوس کرتا ہے ٹھیک اسی طرح پیارے مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اپنے امتیوں کی تکلیف کو محسوس کرتے ہیں اب وہ لوگ بتائیں جو نبی کے علم کو شیطان اور پاگل کے علم سے تشبیہ دیتے ہوئے شیطان کے وسعت علم کو ثابت کر کے اپنی خباثت کا اظہار کرتے ہیں۔

کیا ان میں محسوسات کا علم وادراک نبی کے علاوہ کسی کو ہوسکتا ہے؟ جب کہ محسوسات کا علم غیب دانی پر منطبق ہوتا ہے جاہل اور کورِ باطن ملاؤں سے میرا سوال ہے کہ اگر محسوسات کے علم پر تمہارے پاس کوئی شیطانی دلیل ہو تو پیش کریں ورنہ گمراہیت سے توبہ کر کے توہین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے باز آ جاؤ اور اپنے اکابرین کی ان کہی باتوں سے توبہ کر کے وفادارانِ پیغمبر کی جماعت میں شامل ہو کر اپنی غلامی کا ثبوت پیش کر دو تا کہ کڑے عذاب سے نجات پا جاؤ اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں اعلان کر دو۔

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

(مجرم عدالت میں ص ۴۷ / تا ۵۲)

مگر خوارج کی تحریک جب شروع ہوئی تو اہل ایمان کے عقائد صحیحہ پر انہوں نے ڈاکہ زنی کی اپنی کتابوں میں لکھا کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے جیسا کہ (امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھا ہے) صریح گمراہی ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے یہ کہنا کہ معاذ اللہ میں بھی مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراء محض اور شان اقدس میں توہین صریح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(العیاذ باللہ تعالیٰ)

کتبــــــہ
محمد شریف الحق رضوی ارشدی کٹیہار بہار

صلح کلی کسے کہتے ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں سوال عرض ہے کہ صلح کلی کسے کہتے ہے؟ زید نے بکر کو بدمذہبوں سے میل جول کی بنیاد پر صلح کلی کہا تو کیا زید نے بکر کو کافر کہا؟ جب کہ بکر سنی ہے اس صورت میں بکر اور زید پر کیا حکم ہے؟ تفصیلی جواب ارسال فرما کر رہنمائی فرمائیں۔ سائل پٹھان معین رضا پٹلاد گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

صلح کلی کے لفظ پر ہی اگر غور کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ تمام لوگوں سے صلح یعنی میل جول رکھنا اور یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب کہ کسی کا رد نہیں کیا جائے خواہ وہ کسی بھی عقیدے کا ہو مثلاً دیوبندی وہابی شیعہ وغیرہ جبکہ ان سب کا رد کرنا ضروری ہے ان سے میل جول رکھنا جائز نہیں ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم

یعنی تم ان سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں اور حضور اعلیٰ حضرت فتاوی رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ رد بدمذہباں فرض ہے۔

اور صاحب تفسیر روح البیان تحریر فرماتے ہیں کہ:

ہمارے دور میں بدمذہب دیوبندی وہابی وغیرہ سے نرم پالیسی پر زور دیا جاتا ہے ہمارے نزدیک ایسی پالیسی سخت غلط اور پرلے درجے کی غلیظ عادت ہے۔

اور یہی صاحب تفسیر روح البیان دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

بدمذہبوں سے نرمی برتنا دین کو دنیا کے عوض بیچنا ہے اور یہ سیات میں سے ہے۔

(تفسیر روح البیان پارہ ۲۹ صفحہ ۹۸)

اور کبھی کبھی نرمی کرنے میں بدمذہبوں کی تعظیم بھی کرنی پڑتی ہے اور یہ ناجائز وحرام ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام

یعنی جس نے بدمذہبوں کی تعظیم کی اس نے اسلام کو ڈھانے پر مدد کی اور جو ایسی مذموم پالیسی اختیار کرے اس سے دور رہنا ضروری ہے۔

كما قال الله تعالىٰ: واما ينسينك الشيطن فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظّٰلمين۔ والله تعالى اعلم (پارہ ۷، سورۃ الانعام)

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

جو بندہ جیسا عمل کرنے والا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے لکھ دیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض یہ ہے کہ زید نے بکر سے کہا کہ تم اپنی بیٹی کی شادی ایک وہابی سے کیوں کر رہے ہو تو بکر نے کہا کہ بھائی شادیاں تو اللہ کی مرضی سے ہوتی ہیں اسنے جیسا لکھ دیا وہی ہو رہا ہے اب اگر وہ چاہتا تو ایسا نہ ہوتا لہٰذا اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ محمد ارمان خان اویسی ضلع ایٹہ یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

یہ سب بکر کی بہانہ بازی ہے اگر ایسا ہوتا تو کوئی انسان دوزخ میں نہیں جاتا کیونکہ گناہ ہی نہ ہوتا اور کسی بھی عمل پر جزا وسزا ہی نہ مرتب ہوتا، کیونکہ وہاں بھی کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے بلکہ جہاں تک تقدیر کی بات ہے تو اللہ تعالیٰ نے بندوں کی تقدیر میں وہی لکھا ہے جو وہ کرنے والا تھا۔

جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ: خدائے تعالیٰ نے ہر بھلائی اور برائی اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرمادی جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اپنے علم ازلی سے جان کر لکھ لیا اسکا یہ مطلب نہیں کہ جیسا لکھ دیا ہے ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا زید کے ذمہ برائی لکھی تو اس لئے کہ زید برائی کرنے والا تھا اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا تو اللہ تعالیٰ بھلائی لکھتا خلاصہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کے علم یا اس کے لکھ دینے سے کسی شخص کو کسی کام کے کرنے پر مجبور نہیں کر دیا۔ (بہار شریعت حصہ اول)

اور جیسا کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح فقہ اکبر صفحہ ۴۹ میں تحریر فرماتے ہیں:

کتب اللہ فی حق کل شئی بانہ سیکون کذا کذا ولم یکتب بانہ لیکن کذا کذا (شرح فقہ اکبر باب القضاء والقدر)

اور ایک بات یہ ہے کہ قضاء و قدر میں زیادہ بحث دین و ایمان کے لئے تباہی ہے جب حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ کرام بھی اسمیں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے ہیں تو پھر ہم لوگ کس گنتی کے ہیں۔

اہم بات یہ ہے کہ اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو پتھر اور دیگر جمادات کے مثل بے حس وحرکت نہیں پیدا کیا بلکہ اس کو ایک قسم کا اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے یا نہیں کرے اور ساتھ میں عقل بھی دی ہے کہ بھلے برے نفع ونقصان کو پہچان سکے، اور ہر قسم کے سامان اور اسباب بھی مہیا کر دیئے کہ جب آدمی کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اسباب مہیا ہو جاتے ہیں، اسی وجہ سے اس پر مواخذہ ہے اپنے کو بالکل مجبور یا مختار سمجھنا گمراہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بہار شریعت حصہ اول، انوار الحدیث صفحہ ۱۰۷)

کتبــــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریلی دربھنگہ بہار

امت محمدیہ کیلئے سجدہ عبادت وتحیت جائز نہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں عرض ہے تعظیم کا سجدہ جائز ہے یا نہیں اور کسی نبی کے زمانے میں تعظیم کا سجدہ جائز تھا جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں۔ سائل محمد مشرف رضا رضوی پورنوی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

سجدے کی دو قسمیں ہیں:

اول: عبادت کا سجدہ

دوم: تعظیم کا سجدہ

عبادت کا سجدہ کسی کو معبود سمجھ کر کیا جاتا ہے اور تعظیم کا سجدہ وہ ہوتا ہے جس سے مسجود (جسے سجدہ کیا جائے) اس کی تعظیم مقصود ہوتی ہے

یہ قطعی عقیدہ ہے کہ سجدۂ عبادت اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے کسی اور کے لیے نہیں ہوسکتا اور نہ کسی شریعت میں کبھی جائز ہوا فرشتوں نے حضرت آدم عَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو تعظیمی سجدہ کیا تھا اور وہ باقاعدہ پیشانی زمین پر رکھنے کی صورت میں تھا، صرف سر جھکانا نہ تھا تعظیمی سجدہ پہلی شریعتوں میں جائز تھا ہماری

شریعت میں منسوخ کر دیا گیا اب کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔

لہٰذا کسی پیر یا ولی یا مزار کو تعظیمی سجدہ کرنا حرام ہے لیکن یہ یاد رہے کہ تعظیمی سجدہ کرنے والوں پر یہ بہتان باندھنا کہ یہ معبود سمجھ کر سجدہ کرتے ہیں یہ اس تعظیمی سجدہ سے بڑا جرم ہے کیونکہ یہ مسلمانوں کو مشرک وکافر کہنا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن نے غیرُ اللہ کو تعظیمی سجدہ کرنے کے حرام ہونے پر ایک عظیم کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے: اَلزُّبْدَۃُ الزَّکِیَہ فِیْ تَحْرِیمِ سُجُودِ التَّحِیَّہ یہ کتاب فتاوٰی رضویہ 22 ویں جلد میں موجود ہے۔اور اس کا مطالعہ کرنا انتہائی مفید ہے

غیر اللہ کو سجدہ کسی طرح جائز نہیں نہ بطورِ عبادت نہ بطریق تعظیم حرمت سجدہ پر قرآن و احادیث شاہد و ناطق ہیں۔آیاتِ قرآنی ملاحظہ ہوں۔

یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ

(سورۃ الحج آیت ۷۷)

فاسجدوا للہ واعبدوہ

(سورۃ النجم آیت ۶۲)

اور متعدد آیتیں شاہد عدل ہیں اور اس سلسلے میں احادیث کثرت سے وارد ہیں۔ان میں سے ایک حدیث جسے امام ترمذی نے روایت فرمایا ہے لکھی جاتی ہے۔

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا

یعنی اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

(جامع ترمذی رقم ۹۵۱۱ ،مسند احمد بن حنبل رقم ۲۲۴۹۱ مسند البزار رقم ۸۱۳۴ ،السنن الکبری للبیہقی رقم ۱۰۱۵۱)

البتہ امم سابقہ میں سجدۂ تعظیمی جائز تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کو جو فرشتوں نے سجدہ کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو جو ان کے بھائیوں نے اور والد نے سجدہ کیا وہ اسی قبیل سے تھا مگر سجدۂ تعظیمی ہمیں جائز نہیں کہ ہماری شریعت نے ہمیں اس سے روکا ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔

امام ابو بکر حنفی احکام القرآن میں فرماتے ہیں:

وقد کان السجود جائزا فی شریعۃ آدم علیہ السلام للمخلوقین ویشبہ ان یکون قد کان باقیا الی زمان یوسف علیہ السلام الخ

مخلوق کو سجدہ کرنا آدم علیہ السلام کی شریعت میں جائز تھا اور شاید حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے تک باقی رہا۔

اسی میں ہے:

الا ان یکون السجود لغیر اللہ تعالی علی وجہ التکرمۃ والتحیۃ منسوخ بماروت عائشۃ و جابر ابن عبداللہ و انس ان النبی علیہ السلام قال ما ینبغی لبشر ان یسجد لبشر و لو صلح لبشر ان یسجد لبشر لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا من عظم حقہ علیھا۔ واللہ تعالی اعلم

(احکام القرآن جلد اول ص ۳۵)

کتبـــــہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

بیل اور بکرے کو خصی کرنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بیل اور بکرے کو خصی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔سائل افسر رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

منفعت و دفع ضرر کے لئے ہو تو خصی کرنا جائز ورنہ حرام ہے فقیہ اعظم ہند صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمہ ہدایہ اور عالمگیری کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں:

گھوڑے کو خصی کرنے میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ جائز ہے دوسرے جانوروں کے خصی کرنے میں اگر فائدہ ہو مثلاً اس کا گوشت اچھا ہوگا یا خصی نہ کرنے میں شرارت کریگا لوگوں کو ایذا پہنچائیگا .انھیں مصالح کی بنا پر بکرے اور بیل وغیرہ کو خصی کیا جاتا ہے یہ جائز ہے اور اگر منفعت یا دفع ضرر دونوں باتیں نہ ہوں تو خصی کرنا حرام ہے۔واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت جلد3ح16ص 591 / 590،ناشر مکتبۃ المدینہ دہلی)

کتبـــــہ

محمد اختر رضا قادری رضوی سرکھیت نیپال

داڑھی موڑنے یا گرہ لگانے کا حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں مسلہ یہ کہ داڑھی شریف کو موڑ کر رکھنا کیسا ہے .بہت سے لوگ داڑھی شریف کو موڑ کر اندر کی طرف رکھتے ہیں تو یہ کیسا ہے؟ جواب حوالہ کے ساتھ ارشاد فرمائیں۔سائل سہیل اختر قادری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا موچھیں کٹواؤ اور داڑھیاں لٹکاؤ مجوسیوں کی مخالفت کرو۔

اور بہار شریعت میں ہے کہ:

داڑھی چڑھانا یا اس میں گرہ لگانا جس طرح سکھ وغیرہ کرتے ہیں ناجائز ہے۔

(جلد چہارم ح شانزدہم ص 197)

لہٰذا داڑھی موڑ کر رکھنا یا گرہ وغیرہ لگانا کہ داڑھی کی مقدار کم معلوم ہوتی ہو جائز نہیں۔واللہ اعلم

کتبـــــہ

محمد اختر رضا قادری رضوی سرکھیت نیپال

کافر کی ترقی اور اسکی صحت یابی کے لئے مسلمانوں کو دعا کرنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مسئلے ذیل میں کہ کافر وغیر مسلم کے صحتیابی کی لیے دعا کی جا سکتی ہیں؟ المستفتی: حافظ عامر رضوی پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

کافر کی ترقی اور اس کی صحت یابی کے لیے مسلمانوں کو دعا کرنا حرام ہے جیسا کہ حضور فقیہ ملت علیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

کافر حربی کی ترقی کے لئے آیت کریمہ کرنا اور اس کے لئے دعا کرنا حرام ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہے اللہ تعالی پ 6 سورہ نساء آیت 82 پر ارشاد فرماتا ہے کہ:

لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین امنوا الیھود والذین اشرکوا۔

(فتاوی فیض الرسول ج 2 ص 555)

لہذا مذکورہ بیان سے معلوم ہوا کہ کافر کی ترقی اور اسکی صحت یابی کے لئے مسلمانوں کو دعا کرنا حرام ہے ہاں اس کے ہدایت کے لئے دعا کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

کافر سے بطور ہدیہ مال لینا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زید ایک کمپنی میں کام کرتا ہے جو کہ غیر مسلم کی ہے تو اس کمپنی کا مالک دیوالی کے تیوہار پر انکی تنخواہوں کے ساتھ بونس بھی دیتی ہے تو کیا اس بونس کا لینا جائز ہے جبکہ

ہندوستان کی اکثر کمپنی اپنے کرمچاری کو دیوالی کا بونس دیتی ہے مفصّل و مدلل جواب عنایت فرمائیں۔سائل طارق انور کٹیہاری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جائز ہے،کافر کا مال ہر طریقے سے کھانا جائز ہے بشرطیکہ دھوکہ دے کر حاصل نہ کیا گیا ہو،مال موذی نصیب غازی۔

ھدایہ آخرین میں ہے:

ولان مالھم مباح فی دراھم فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالا مباحا اذا لم یکن فیہ غدر بخلاف المستامن۔واللہ تعالی اعلم

(ص ۷۰،ناشر مجلس برکات جامعہ اشرفیہ مبارک پور)

کتبــــــہ

محمد عدیل احمد قادری رضوی

کیا حضور ﷺ حاضر وناضر ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں حضرت مہربانی کرکے اس سوال کا جواب دے دو ایک وہابی نے پوچھا ہے کہ رسول اللہ حاضر و ناظر نہیں ہیں اس کا جواب قرآن وحدیث سے دے دو بھائی آپکی بہت مہربانی ہوگی ضروری ہے۔فقط والسلام،ریاض الحسن اڑھراپور نیپال

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

مسئلہ حاضر و ناظر کی توضیح:

دیابنہ وہابیہ خارجیہ مقلدین عبدالوہاب نجدیہ بہتان لگاتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ہر جسم کے ساتھ موجود مانتے ہیں اور جب ان سے پوچھو کہ ہمارے کس عالم نے ایسا لکھا تو وہ منہ پھاڑ کر

رہ جاتے ہیں۔

امام محقق عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

وباچندین اختلافات کثرت مذاہب کے درعلماء است یک کس راا ختلافے نیست کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علی وآلہ وسلم با حقیقت بے شائبہ مجاز توہم تاویل وباقی است وبراعمال امت حاضر ناظر است۔ (اقرب التوسل،ص150)

باوجود اس کے علمائے امت میں اختلافات اور مذاہب کی کثرت اس مسئلہ میں کسی کا بھی اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اپنی حقیقی زندگی میں بلاتاویل بغیر احتمال مجاز کے دائم اور باقی ہیں اورامت کے اعمال پر حاضر ناظر ہیں۔

کیاہم رسول اللہ کو ہر ہر جگہ موجود جانتے ہیں؟

سرورکائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ہر جگہ حاضر جاننا عقیدہ اہلسنت وجماعت کے خلاف ہے اور صحیح نہیں ہے۔ (فتاوی رضویہ 204/29)

ہم اہلسنت وجماعت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم بشری کے ساتھ ہر جگہ موجود ہونے کا دعوی نہیں کرتے،حاضر ناظر خاص علمی اصطلاح ہے۔ (مسئلہ حاضر ناظر،سعید احمد سعد)

فالمعنی یا عالم یامن یری حاضر ناظر کے معنی ہیں اے جاننے والے اے دیکھنے والے۔ (فتاوی شامی 337/3)

ہم اہلسنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے جملہ اعمال پر حاضر ناظر تکمیل قرآن کے بعد سے مانتے ہیں۔ (مسئلہ حاضر ناظر،سعید احمد سعد،ص 7)

اللہ کے کسی پیغمبر کے لئے جب یہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی عطا سے اپنی قدرت سے ساری کائنات اور ساری کائنات کا ظاہر وباطن اس پیغمبر کے سامنے کردیا اور دورونزدیک کی آوازیں سننا یا تھوڑے سے وقت میں پورے عالم کی سیر کرلینا اور بیک وقت کئی مقامات پر جلوہ گرہونا اور پوری دنیا کو ہتھیلی کی مانند ملاحظہ کرنا آسان فرمادیا۔

(انوار الفتاوی،1/56)

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ

نبی اہل ایمان سے اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ (الاحزاب 6)

ان اللہ زوالی الأرض فرایت مشارقھا ومغاربھا
یعنی اللہ تعالی نے میرے لئے پوری زمین سمیٹ دیا اور میں نے زمین کی تمام سمتوں کو دیکھ لیا۔
(صحیح مسلم 2889)

جس نے کہا کہ دُور سے سننا صرف اللہ کی شان ہے اس نے رب عزوجل کی شان گھٹائی وہ پاک ہے اس سے کہ دور سے سُنے، وہ ہر قریب سے قریب تر ہے، دور سے سننا اس کی عطا سے اس کے محبوبوں ہی کی شان ہے، اُسے حاضر و ناظر بھی نہیں کہہ سکتے، وہ شہید و بصیر ہے، حاضر و ناظر اس کی عطا سے اُس کے محبوب علیہ افضل الصلوۃ والسلام ہیں۔ (فتاوی رضویہ 29/333)

حاضر ناظر کا یہ مطلب نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسم معروف اور جسد عنصری کے ساتھ ایک وقت میں ہر جگہ موجود ہیں۔ (تبیان القرآن، 1/613)

حاضر ناظر ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسم اصلی اور معروف تشخیص کے ساتھ ہر جگہ موجود ہیں۔ (مسئلہ حاضر ناظر، حافظ محمد نصر اللہ)

اذن للانبیاء ان یخرجوا من قبورھم و یتصرفوا فی ملکوت السمٰوت و الارض

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حضرات انبیاء کرام علیھم السلام کے لئے مزارات سے باہر جانے اور آسمانوں اور زمین میں تصرف کی اجازت ہوتی ہے۔

(الحاوی للفتاوی 2/263)

حاضر ناظر کے معنی ہیں کہ قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالم کا مشاہدہ فرمائے اور ان کا علم رکھے۔

جاء الحق، فصل حاضر وناظر۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد صادق رضا پٹنہ بہار الھند

دیوی دیوتاؤں پر چڑھایا ہوا پرشاد کھانا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمام علمائے کرام سے میری عریضہ ہے کہ یہ جو مسلمان دیوی کی کھانا جو کھاتے ہیں کیا یہ کھانا درست ہے اس کے متعلق کوئی معبد پوسٹ تیار کریں قرآن وحدیث کی روشنی میں سرکار جس سے بہت لوگوں کی بھلائی ہوگی اور کچھ حدیثوں کو ارسال کریں۔حافظ وقاری محمد حسنین رضا چندر پور مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

بت کے چڑھاوے کی چیز مثلاً مٹھائی یا کھانا وغیرہ مسلمانوں کو نہیں لینا چاہئے جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ:

بت کے چڑھاوے کی مٹھائی پرشاد وغیرہ نہیں لینا چاہئے کہ کافر اسے صدقہ کے طور پر بانٹتے ہیں اور وہ لینا ذلت بھی ہے اور معاذ اللہ جو چیز انہوں نے تعظیم بت کے لئے بانٹی اسکا ان کے موافق مراد استعمال بھی ہے اور یہ تصدق کے طور پر دینا ہوا اور صدقہ کے متعلق حدیث پاک ہے:

والید العلیاء خیر من الید السفلی ولا ینبغی لید کافر ان تکون اعلی من ید مسلم

او پر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے تو مناسب نہیں ہے کہ کافر کا ہاتھ مسلمان کے ہاتھ سے افضل ہو لہٰذا مسلمانوں کو اس سے بچنا ضروری ہے۔واللہ تعالی اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۰ صفحہ ۲۶۱)

کتبــــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

کافروں کے میلے میں مسلمان مردوعورت کو جانا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کافروں کے میلے میں مسلمان مردوعورت کو جانا کیسا ہے شریعت کی روشنی میں جواب عنایت

فرمائیں۔سائل شاداب رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

کافروں کے میلے میں مرد وعورت کا بلا عذر شرعی جانا ناجائز وحرام ہے جیسا کہ سیدی اعلٰی حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کافروں کے میلے میں جانے سے آدمی کافر نہیں ہوتا کہ عورت نکاح سے نکل جائے،البتہ اس میں شریک ہونا مسلمان کو منع ہے۔

حدیث میں ہے:

من کثر سواد قوم فھو منھم

ترجمہ: جس شخص نے کسی قوم کی جماعتی تعداد میں اضافہ کیا تو وہ انہی میں سے ہے۔

(کنزالعمال،حدیث ۲۴۷۳۵،مؤسستہ الرسالہ بیروت،۹/۲۲)

دوسری حدیث میں ہے:

من جامع المشرك وسكن معه فانه مثله۔

ترجمہ: جو کوئی کسی مشرک کے ساتھ جمع ہوا اور اس کے ساتھ ٹھہرا تو بیشک وہ اسی مشرک کی طرح ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد باب فی الاقامة بارض الشرك، آفتاب عالم پریس لاهور، ۹۲/۲)

علماءفرماتے ہیں مسلمان کو چاہئے کہ مجمع کفار پر ہو کر نہ گزرے کہ ان پر لعنت اترتی ہے اور یہ ظاہر کہ ان کا میلہ صدہا کفر کے شعار اور شرک کی باتوں پر مشتمل ہوگا اور یہ ممانعت وازالہ منکر پر قادر نہ ہوگا تو خواہی نخواہی گونگا، شیطان اور کافر کا تابعدار ہو کر مجمع کفار میں رہنا اور ان کے کفریات کو دیکھنا سننا مسلمان کی ذلت ہے(جو قطعی مسلمان کے لیے جائز نہیں بلکہ ناجائز وحرام ہے نیز اگر مسلمان،کفار کے میلے میں بغرض تعظیم اور حق جانتے ہوئے ان کے مذہبی میلے میں بنیت تکثیر مجمع وتعظیم مذہب حاظر ہو بلا شبہ کافر ومرتد خارج از اسلام ہوگا۔واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ،کتاب الحظر والاباحت،جلد۲۱،صفحہ نمبر۱۱۹)

کتبـــــہ

محمد امتیاز حسین قادری لکھنؤیو پی

شئیر مارکیٹ سے حاصل کی ہوئی رقم کا کیا حکم ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
شئیر مارکیٹ سے حاصل کی ہوئی رقم کا کیا حکم ہے؟ تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔سائل معین رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

شئیر بازار کا کاروبار جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں اپنے روپیہ کا حصہ دوسرے کے ساتھ خریدا اور بیچا جاتا ہے اور یہ دونوں باتیں حرام ہیں جیسا کہ فتاوی مرکز تربیت افتاء میں باحوالہ فتاوی رضویہ شریف منقول ہے کہ: اپنے روپیے کا حصہ دوسرے کے ہاتھ خریدنا اور بیچنا دونوں حرام ہیں۔
(فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد دوم صفحہ ۲۳۹)
لہذا مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہوا کہ شئیر بازار سے حاصل شدہ رقم بھی جائز نہیں۔مزید تحقیق کے لئے شئیر بازار کے مسائل کا مطالعہ کریں۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
محمد سلطان رضا شمسی بلہا نیپال

بیوی کو اپنے نام کے ساتھ شوہر کا نام لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مان لیجیے کسی عورت کا شادی سے پہلے نام فاطمہ مقصود علی جو کہ اس کے باپ کا نام ہے اور شادی کے بعد اپنے شوہر کا نام کے ساتھ جوڑ کر فاطمہ ساجد رکھ دیا تو کیا یہ حرام ہے جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد سیف علی خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

بیوی کو اپنے نام کے ساتھ شوہر کا نام لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ تعریف کے باب سے ہے جس میں وہم یا اختلاط نسب نہیں ہوتا، اور تعریف کا باب بہت وسیع ہے، تعریف کبھی ولاء سے ہوتی ہے جیسے عکرمہ مولی ابن عباس، کبھی حرفت سے ہوتی ہے جیسے غزالی، کبھی لقب اور کنیت سے ہوتی ہے جیسے أعرج اور ابو محمد أعمش، کبھی ماں کی طرف نسبت کر کے ہوتی ہے حالانکہ باپ معروف ہوتا ہے جیسے اسماعیل ابن علیۃ، اور کبھی زوجیت کے ساتھ ہوتی ہے جیسا قرآن مجید میں ایک جگہ امرأۃ نوح وامرأۃ لوط التحریم اور دوسری جگہ "امرأۃ فرعون" (التحریم ۱۱) وارد ہے۔

بخاری ومسلم کی روایت ہے، سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

جَاءَتْ زَیْنَبُ، امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ، تَسْتَأْذِنُ عَلَیْهِ، فَقِیلَ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ، هٰذِهِ زَیْنَبُ، فَقَالَ: «أَیُّ الزَّیَانِبِ؟ فَقِیلَ: امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: نَعَمْ، ائْذَنُوا لَهَا

(بخاری: ۱۴۶۲)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب آئیں اور اجازت طلب کی، کہا گیا یا رسول اللہ یہ زینب آئی ہیں، آپ نے پوچھا کونسی زینب؟ کہا گیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی، فرمایا: ہاں اسے آنے کی اجازت دے دو۔

یاد رہے کہ نسبت وہ حرام ہے جس میں بنوت کے لفظ کے ساتھ غیر باپ کی طرف نسبت کی جائے مطلقاً نسبت یا تعریف کے لئے نسبت کرنا حرام نہیں ہے البتہ اگر نسبت بنوت کے لفظ کے ساتھ غیر باپ کی طرف کی جائے تو وہ حرام ہے، جس کے بارے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اُدعوهم لِاٰبائهم هو أقسط عند الله۔ (سورۃ الأحزاب)

انہیں ان کے باپوں کے نام سے بلاؤ، یہی اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد صادق رضا پٹنہ بہار

سادات کرام کو برا بھلا کہنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
اگرکوئی سیدوں کو گالی دے تو کیا وہ مسلمان کہلانے کے لائق ہے۔سائل توصیف شیخ
وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ
الجواب بعونہ تعالی
اگر ثابت النسب سید ہیں یعنی سیادت اور نسبت رسول بوجہ کفر ارتداد منقطع نہ ہوئی ہو تو اہل بیت اطہار میں سے ہیں اگر کوئی اہل بیت اطہار کو برا بھلا کہے تو وہ خارجی ملعون ہے۔
البتہ جو نام کا سید کفر و ارتداد کا مرتکب ہو جیسے کہ روافض کے نام نہاد سادات یا وہابیت و دیوبندیت کے عقائد والے نام نہاد سادات تو انکی سیادت ونسبت ہی منقطع اور ختم ہو جاتی ہے اور انکا شمار اہلِ بیت کرام سے ہوگا ہی نہیں پس جو سادات اہلِ بیت کرام ہیں انکے بارے میں صدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:
اہلِ بیتِ کرام رضی للہ تعالیٰ عنہم مقتدایانِ اہلِ سنّت ہیں، جو اِن سے محبت نہ رکھے، مردود و ملعون خارجی ہے۔واللہ تعالی علم (بہارشریعت جلداول صفحہ ۲۶۱)

کتبـــــہ
مشیر اسد پورنیہ بہار

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کالی کملی والا کہنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان اس مسئلے کے بارے میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کالی کملی والا کہنا کیسا ہے مع حوالہ جواب عنایت کریں۔سائل محمد فیاض پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

حضورﷺ کی چادر مبارک کے لئے لفظ کملی کا استعمال جائز ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک کے لئے لفظ کملی کا استعمال ہمارے عرف میں توہین کے لئے نہیں ہے اسی لئے امام المتکلمین اعلیٰ حضرت کے والد ماجد حضور نقی علی خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی کتاب سرور القلوب میں کئی جگہوں پر حضور کی چادر کے لئے لفظ کملی کا استعمال کیا ہے اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی بہار شریعت حصہ ۱۶ پر آپ کی چادر مبارک کے لئے کملی کا استعمال کیا ہے۔

لہٰذا یہاں کے عرف میں اسکا استعمال توہین کے لئے نہیں اس لئے جائز ہے البتہ مناسب اور بہتر یہی ہے کہ یہ لفظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال نہ کیا جائے جیسا کہ بعض اکابرین نے فرمایا ہے۔واللہ تعالی اعلم (فتاویٰ فقیہ ملت جلد دوم صفحہ ۲۹۱)

کتبــــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

عصر حاضر میں ضروری کاموں کے لئے تصویر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتیان کرام سے ایک مسئلہ عرض ہے کہ کیا آئیڈی، آدھار کارڈ، پاسپورٹ، سم کارڈ، راشن کارڈ کے لیے فوٹو تصویر کھینچوانا جائز ہے؟ جبکہ اسکی اس دور میں سخت ضروت ہے جواب عنایت کریں۔المستفتی سید سبحانی میاں انظر کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ضرورت شرعیہ پائی جائے تو تصویر کھینچانے کی اجازت ہے اور حاجت شرعیہ پائی جائے تو بھی

اجازت ہے اور بہرحال کھینچانے والے کا قصدا پنے او پر سے دفع حرج وضر رہو۔

(مستفاد از فتاوی رضویہ، جلد ۹صفحہ ۱۹۷)

پاسپورٹ ، راشن کارڈ ، شناختی کارڈ ، سیاسی اجلاس میں دفع ضرر کے لیے شرکت ، زمین کی رجسٹری ، امتحان اور لائسنس کے لیے تصویر کھنچانے کی حاجت شرعا پائی جاتی ہے لہذا ان امور کے لئے تصویر کھیچنا کھینچانا جائز ہے۔

فتاوی رضویہ میں ضرورت و حاجت کی جو تعریف بیان کی گئی ہے اس سے یہ روشنی ملتی ہے، تعریف یہ ہے فعل اگر دین، عقل ،نسب، نفس، مال میں کسی کا موقوف علیہ ہے کہ بے اس کے یہ فوت یا قریب فوت ہوتو یہ مرتبہ ضرورت ہے جیسے مال کے لیے کسب و دفع غصب اور اگر فعل ان میں کسی کا موقوف علیہ نہیں مگر اس کے ترک میں لحوق مشقت وضرر حرج ہے تو حاجت ہے جیسے معشیت کے لیے چراغ کہ موقوف علیہ نہیں مگر عامہ کے لیے گھر میں بلکل روشنی نہ ہونا ضرور باعث مشقت وحرج ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(صفحہ ۱۹۹، جلد ۹،، رسالہ جلی النص فی أماکن الرخص بتغییر یسیر، آپ کے مسائل ،صفحہ نمبر ۲۱۷)

کتبـــــہ

محمد فداء المصطفی رضوی صمدی پٹنہ سیٹی ،بہار

چند نعرے اور اسکی تحقیق

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

مندرجہ ذیل نعرے لگانا کیسا ہے؟ اور جن لوگوں نے یہ نعرے لگا ئیں ان پر شرعا کیا حکم ہوگا؟ اور جن علماء نے سننے کے باوجود قدرت کے منع نہیں کیا ان کے لئے کیا حکم ہوگا؟

نعرے یہ ہیں:

۱:۔جبرئیل کا ٹیچر علی علی

۲:۔ساقئ کوثر علی علی

۳:۔ہے قبر کے باہر علی علی

۴:۔ہے قبر کے اندر علی علی

یہ نعرے ایک جلسہ میں کچھ لوگوں نے لگائیں جس میں بہت سے علماء اور ایک پیر صاحب بھی موجود تھے لیکن انہوں نے کچھ نہیں کہا بلکہ مائک سے سبحان اللہ تک کہا گیا یہ نعرے سن کر تفصیل کے ساتھ جواب جلدی عطا کریں۔سائل توحید عالم

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

آپکے چاروں نعروں میں سے صرف چوتھا ہی نعرہ درست ہے تفصیلات درجہ ذیل ہیں:

پہلے نعرے کا جواب:۔جبرئیل علیہ السلام کو اللہ عزوجل کی طرف سے وحی آتی تھی وہ لیکر نبی کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے تو پہلے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو یاد کرتے تھے پھر صحابہ کرام کو بتاتے تھے اور وہ بھی اسکو یاد کرلیا کرتے تھے لہذا علی رضی اللہُ تعالیٰ عنہ جبرئیل امین کے استاد نہیں۔

دوسرے نعرے کا جواب:۔ساقی کوثر صرف ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہی ہیں جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

إنا أعطينك الكوثر

اے محبوب ہم نے تمہیں بیشمار خوبیاں عطافرمائیں جیسے حسن ظاہر بھی دیا، حسن باطن بھی، نسب عالی بھی، نبوت بھی، کتاب بھی، حکمت بھی، علم بھی، شفاعت بھی، حوض کوثر بھی، مقام محمود بھی، کثرت امت بھی، اعدائے دیں پر غلبہ بھی، کثرت فتوح بھی، اور بیشمار نعمتیں اور فضیلتیں جنکی نہایت نہیں ثابت ہوا اللہ عزوجل نے اپنے حبیب کو ساقی کوثر بنایا ہے لہذا علی ساقی کوثر نہیں۔ (ترجمہ کنزالایمان اعلیحضرت)

تیسرے نعرے کا جواب:۔روایتوں کے مطابق حضرت علی کے جنازے کو بھی دفنایا گیا ہے
حوالہ تاریخ الخلفاء فصل فی مبایعہ علی رضی اللہُ تعالیٰ عنہ ص(۱۴۰) قدیمی کتب خانہ کراچی

چوتھے نعرے کا جواب:۔یہ ہر شخص جانتا ہے انتقال کے بعد ہر کوئی قبر کے اندر ہی جاتا ہے لہذا ان چاروں نعروں میں صرف آخری والا نعرہ صحیح و درست ہے اور مذکورہ تینوں نعرے غلط اور ایسے اعتقاد رکھنے والے گمراہ بے دین ہیں۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار

گمراہ اور مرتد کی تعریف کیا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
گمراہ اور مرتد کی تعریف کیا ہے؟ سائل غلام صمدانی گونڈوی
وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ
الجواب بعونہ تعالی
بدمذہب کی دو قسمیں ہیں:
ایک وہ بدمذہب کہ جس کی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہنچی ہو جس کو گمراہ کہا جاتا ہے۔
دوسرا وہ بدمذہب کہ جس کی بدمذہبی حد کفر کو پہنچی ہو جس کو کافر و مرتد کہا جاتا ہے۔
پہلے والے بدمذہب کی تعریف یہ ہے: گمراہ مسلمان وہ بدمذہب جو ضروریات اہلسنت میں سے کسی بات کا انکار کرتا ہو مگر اس کی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہنچی ہو۔
(بدمذہبوں سے رشتے ص 6،7 مصنف حضور مفتی جلال الدین امجدی رحمہ اللہ تعالیٰ)
دوسرے بدمذہب جو کہ مرتد ہے اور اس کی بدمذہبی حد کفر کو پہنچی ہو اس کی تعریف یہ ہے کہ جو ضروریات دین میں سے کسی بات کا انکار کرتا ہے جیسے کہ دیوبند وہابی نیچری۔ (ملخص از بدمذہبوں سے رشتے ص 6)
حکم یہ ہے کہ گمراہ اور مرتد دونوں کے یہاں کھانا نیز ان کی دعوت میں جانا ان کو اپنی دعوت میں بلانا ان سے میل جول رکھنا سب حرام ہے اگر ان سے ترک تعلق نہیں کیے تو گنہگار ہوں گے۔
حضرت مفتی جلال الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
ہر پڑھے لکھے لوگوں پر عموما اور عالموں و پیروں پر خصوصا سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق لازم ہے کہ ان کے یہاں اٹھنے بیٹھنے سے روکیں ان کے یہاں شادی بیاہ کرنے سے سختی کے ساتھ منع کریں اگر وہ ایسا نہیں کریں گے اور کسی مصلحت سے خاموش رہیں گے تو اللہ تعالیٰ، اس کے ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت کے مستحق ہونگے۔ واللہ تعالی اعلم (بدمذہبوں سے رشتے ص 33)

کتبہ
الفاظ قریشی نجمی کرناٹک الہند

۲۶ جنوری منانا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
بارگاہ علمائے کرام میں عریضہ ہے کہ 26 / ۲۶ جنوری منانا کیسا ہے مدلل جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہو گی۔ سائل جلال الدین احمد امجدی رضوی مقام نائے گاؤں ضلع ناندیڑ مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

۱۵ اگست اور ۲۶ جنوری ہر ہندوستانی کے لئے خوشی کا دن ہے۔ کیوں کہ پندرہ اگست کو انگریزوں کے ظلم وستم اور بالادستی سے تمام ہندوستانیوں کو آزادی ونجات ملی۔ جس کی خاطر حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی وغیرہ علمائے اہل سنت نے فتویٰ جہاد دیا تھا اور ہزاروں مسلمانان ہند نے اس کے لئے اپنی جانیں قربان کی تھیں اور ۲۶ جنوری کو جمہور ہند کا دستور مرتب کیا گیا جس میں مسلمانوں کو اپنے بعض معاملات جیسے نکاح، طلاق، میراث، وغیرہا میں احکام شرعیہ کے نفاذ کی اجازت ملی، اس لئے یہ دونوں دن مسلمانان ہند کے لئے بھی خوشی کے دن ہیں اور اظہار خوشی کے لئے جلوس نکالنا عوام وخواص میں متعارف ہے:

بشرطیکہ اس میں کسی ممنوعات شرعیہ کا ارتکاب نہ ہو مثلاً کسی مجسمہ یا کسی کافر کی تعظیم یا اس کو سلامی دینا یا کوئی غیر شرعی نعرہ لگانا وغیرہ۔ واللہ تعالی اعلم

(حوالہ فتاوی فقیہ ملت، جلد دوم، کتاب الحظر والاباحۃ، صفحہ ۲۸۸)

کتبـــــہ

محمد فداء المصطفی رضوی صمدی انفاسی پٹنہ سیٹی، بہار

پینٹ شرٹ پہننا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے کہ انگریزی وضع قطع کے کپڑے پینٹ شرٹ پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟ کیا پینٹ شرٹ پہننا حرام ہے۔ سائل محمد اشرف بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

فی زمانہ پینٹ شرٹ پہننا جائز ہے اور نماز بھی بلا کراہت ہو جائیگی بشرط کہ رکوع وسجود میں تکلیف دہ نہ ہو یعنی تنگ چست نہ ہو آج سے کوئی ایک سو بیس سال پہلے ۱۷، جمادی الآخر ۱۳۱۴ ھجری کو قاطع بدعت امام البرکت تہذیب وتادیب کے روشن مینار سیف اللہ الجبار سنت مصطفی کے آئنہ دار الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان نے یہ فتوی جاری کیا تھا انگریزی وضع کے کپڑے پہننا حرام سخت حرام اشد حرام اور انہیں پہن کر نماز مکروہ تحریمی قریب بہ حرام واجب الاعادہ کہ جائز کپڑے پہن کر نہ پڑھے تو گنہگار مستحق عذاب والعیاذ باللہ العزیز الغفار

ذرا فقیہ بے مثال کے فتوے کا حال دیکھئے کہ انگریزی وضع کے کپڑے پینٹ شرٹ کوٹ پتلون پہننا نہ صرف حرام ہے بلکہ بہت سخت حرام ہے۔

اب حالات زمانہ پر نگاہ ڈالئے اور غور فرمائیے کہ کیا آج کے دور میں کوئی اس پر عامل اور اس کا قائل ہے؟ اب تو عام طور سے مسلمانان عالم یہ لباس اچھا سمجھ کر پہنتے اور بچوں کو پہناتے ہیں اور کبھی ان کے حاشیۂ خیال میں بھی یہ بات نہیں آتی کہ یہ لباس سخت حرام ناجائز یا مکروہ بھی ہے بلکہ کتنے مقامات ایسے ہیں جہاں بہت سے علماء بھی یہ لباس زیب تن کرتے ہیں اور انہیں احساس حرمت بڑی بات ہے احساس کراہت تک نہیں ہوتا اور راقم الحروف کو دور حاضر کے کسی عالم مفتی فقیہ قاضی کے بارے میں نہیں معلوم کہ انہوں نے انگریزی لباس کو حرام وناجائز قرار دیا ہو۔

تو کیا اعلی حضرت کے اس موقف سے تمام عوام وخواص منحرف ہو گئے یا اس فتوے کے مخالف ہیں؟ اللہ کی پناہ ایسا ہرگز نہیں اس طرح کی سوچ کسی عامی کی ہوسکتی ہے عالم کی نہیں ہوسکتی کیونکہ عالم اس

کی حقیقت سے خوب آگاہ ہے کہ اعلحضرت عظیم البرکت علیہ الرحمتہ والرضوان نے آج سے سو سال پہلے جب انگریزی طرز کے کپڑوں کو سخت اور سخت حرام قرار دیا تھا اس وقت یہ کپڑے انہیں انگریزوں کا شعار خاص تھے وہ لوگ اپنے اس لباس سے پہچانے جاتے تھے اور غیر قوم کے شعار کو پسندیدگی کے ساتھ اپنانا سخت حرام اور بسا اوقات کفر بھی ہوتا ہے۔

مگر آج وہ لباس انگریزوں کا شعار خاص نہیں رہ گئے اور عام طور پر اقوام عالم نے اس لباس کو اختیار کرلیا ہے اور اب یہ کسی بھی قوم کی پہچان نہیں غرض یہ کہ جس بنیاد پر فتاوی رضویہ شریف میں اسے حرام یا سخت تر حرام قرار دیا گیا تھا وہ بنیاد باقی نہ رہی اس لئے کوئی بھی رمز شناس عالم آج کے زمانے میں اسے حرام نہیں کہ سکتا تو اگر آج مسلمانوں کے اس لباس کو اختیار کرنے پر علماء فقہاء خاموش ہیں تو ایسا نہیں کہ وہ امر بالمعروف کی ذمہ داری نہیں نبھار ہے ہیں بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ حالات زمانہ کے بدلنے سے حکم ہی بدل گیا ہے۔ واللہ تعالی اعلم (مجلس شرعی کے فیصلے صفحہ نمبر 520/519)

کتبـــــہ

محمد صادق رضا پٹنہ بہار الھند

بسی کا کیا حکم ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع مسئلہ ذیل میں:

(۱) ہر ماہ بیس ممبران حضرات ایک ایک ہزار روپیہ جمع کرتے ہیں پھر ان ممبران حضرات کے درمیان قرعہ اندازی کی جاتی ہے جس کا نام کھلتا ہے اس کو وہ روپیہ دیا جاتا ہے کیا اس طرح سے پیسہ لینا جائز ہے۔

(۲) ہر ماہ 20 ممبران سے ایک ایک ہزار روپیہ جمع کرتے ہیں پھر ان میں قرعہ اندازی نہیں ہوتی بلکہ آپس میں یہ طے کرتے ہیں اِس مہینے اِس کو دیں گے اُس مہینے اُس کو دیں گے کیا یہ اس طرح سے ہر ایک کو پیسہ دینا جائز ہے مفصل ومدلل جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ سائل غلام صابر رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

یہ ایک طرح کا بسی ہے اور اگر بسی اس طریقہ پر چلائے کہ ہر فرد کی مجموعہ رقم اسے مل جائے تیس مہینے تک رقم متعینہ برابر جمع کرنے پر تو جائز و درست ہے۔

فقیہ ملت سرکار فتاوی فقیہ ملت میں اسی کے مثل ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: جب کہ قرعہ اندازی میں پانچ لاکھ کی رقم پانے والا بھی پورے پچاس مہینے تک دس ہزار برابر جمع کرتا رہے گا تو بی سی کی مذکورہ صورت جائز ہے۔

(جلد دوم صفحہ ۱۹۱)

۲) جبکہ سب پہلے سے اس طریقہ پر راضی ہوں اور کسی شخص کے دینے پر اعتراض فتنہ فساد نہ ہو تو یہ صورت بھی جائز کہ ہر فرد دینے کا مجموعہ رقم اسے مل جائے گا۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
مشیر اسد مقیم حال ممبئی

فلم دیکھنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرت آپ لوگوں سے میرا ایک سوال ہے کہ فلم دیکھنا کیسا ہے اور کون سا گناہ پڑتا ہے رہنمائی فرمائیں۔ سائل معظم رضا پورنیہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ناجائز ویڈیو فلمیں دیکھنا حرام حرام اور اشد حرام گناہ کبیرہ ہے قرآن کریم کا صاف اعلان ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ

ترجمہ:۔ ناجائز ویڈیو فلمیں کا" فواحش منکرات میں ہونا ظاہر ہے۔

(قرآن مجید پارہ ۸ سورہ الانعام آیت نمبر ۱۵۱)

کہ ایک باشعور بچہ بھی اسے جانتا ہے اور اس کی فحاشی کا اعتراف کرتا ہے اور قرآن کا حکم ہے کہ فواحش کی قریب بھی نہ جائے اور ویڈیو فلمیں فواحش کا ایک ایسا مجموعہ ہے جس سے دیگر فواحش ومنکرات اور بے شمار اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں اس کی حرمت وممانعت پر مزید دلیل پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (بہار شریعت جلد سوم حصہ ۱۶ صفحہ ۵۱۱)

فلمیں (مفضی الی الزنا) ہیں اور جس طرح زنا یا دواعی زنا (بوس وکنار خلوت وغیرہ) حرام وناجائز ہے اور اسی طرح فلمیں بھی دیکھنا ناجائز ہے خواہ موبائل پر دیکھے یا ٹی وی وغیرہ پر۔

فتاوی شامی ہے:

وما سببا لمحظور فهو محظور

یعنی جو چیز کسی برائی کو وجود میں لانے کا سبب بن جاے وہ خود بری اور ممنوع ہے۔ واللہ اعلم (موبائل فون کے ضروری مسائل صفحہ نمبر ۱۰۰)

کتبــــہ
محمد سلطان رضا شمسی بلہا نیپال

صلاۃ وسلام کھڑے ہو کر پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ صلوۃ وسلام کھڑے ہو کر پڑھنا کیا ہے؟ نیز صلوۃ وسلام پڑھنا کیسا ہے بحوالہ مکمل تفصیل سے نوازیں۔ سائل حمد توحید عالم دہلی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجواب بعونہ تعالی

صلاۃ وسلام کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے بیٹھے بیٹھے بھی پڑھ سکتے ہیں صلاۃ وسلام پڑھنا اللہ رب العزت وفرشتے وانبیاء وصحابہ کرام کی سنت اور تابعین اولیاء کرام اور تمامی سنی صحیح العقیدہ مسلمانان کا طریقہ ہے۔

جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یأیہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما:

بیشک اللہ عزوجل اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر اے ایمان والوان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (پارہ ۲۳، ترجمہ کنزالایمان اعلیحضرت)

کتبــــــہ
محمد راشد مکی

غیر مسلم سے دوستی رکھنا اور پارٹی میں جانا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ بکر مسلم ہے اور اس نے غیر مسلم دوست کے ساتھ BIRTHDAY PARTY منائی میرا سوال ہے کہ کیا غیر مسلم کے ساتھ کسی بھی پارٹی میں جانا درست ہے یا نہیں؟ شریعت نے اس پر کیا پابندی عائد کی ہے؟ سائل سلمان نوری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اللہ رب العزت کا اعلان عام ہے:

ومن یبتغ غیر الإسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخاسرین'

جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے (اور اس کا طلب گار ہوں) تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا بلکہ وہ دار آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔

لہذا ہر کافر سے دوستی اور ملاپ سخت منع حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور اگر دینی رجحان کی بنا پر ہو تو بلا شبہ کفر ہے چنانچہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

ومن یتولھم منکم فإنہ منھم "

جوکوئی تم میں سے ان (کافر) سے دوستی رکھے گا تو بلا شبہ وہ انہیں میں سے ہے اور اگر مجلس اور میل جول بر بناء ضرورت بقدر ضرورت بغیر دوستی اور انس ومحبت کے بلا تعظیم وتکریم اور بغیر دینی نقصان یا کمزوری کے ہو تو اسکی اجازت اور رخصت ہے بصورت دیگر میل جول اور مجلس حرام ہے ہاں اگر کوئی فریق مخالف کے جبر واکراہ کے باعث مجبور ہو جائے تو وہ مستثنیٰ ہے۔

چنانچہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظّٰلمین

یاد آجانے کے بعد ظالموں کے پاس ہرگز مت بیٹھو۔

نیز ارشاد فرمایا:

إلا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالإیمان

کفریہ بات زبان سے نکالنی کفر ہے مگر اس سے کہ زبردستی کی جائے (یعنی اسے کفر کہنے پر مجبور کیا مترجم) تو وہ (اپنی جان بچانے کے لئے مترجم) کلمہ کفر کہہ سکتا ہے بشرطیکہ اسکا دل (بدستور) ایمان پر قائم اور مطمئن ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم فتاویٰ رضویہ جدید ج (۲۱) ص (۱۲۰)

کتبـــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار ہند

اگر تصویر زمین پر رکھی جائے اور صورت نظر نہ آئے تو نماز کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں نمازی کے سامنے اگر کسی جاندار کی اتنی چھوٹی تصویر ہے کہ زمین پر رکھے تو اس کے منہ کان ہاتھ پاؤں نظر نہ آرہے ہوں تو کیا نماز ہو جائے گی؟ تفصیلاً اس پر ہر پہلو سے مکان میں تصویر لگانے کے متعلق رہنمائی فرمائیں۔ المستفتی گل پاکستان شہر کراچی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالی

جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

" ان اشد الناس عذابا یوم القیمة المصورون. اخرجه احمد ومسلم عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه.

سب سے زیادہ سخت عذاب روز قیامت ان پر ہوگا جو جاندار کی تصویر بناتے ہیں (امام احمد اور مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی تخریج فرمائی ہے۔ اور جس گھر میں تصویر یا کتا ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتیں۔

حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

" ان الملئكة لا تدخل بيتا فيه كلب ولا صورة "

رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ (فتاوی رضویہ شریف)

ہاں اگر ایسی تصویر ہے جسے زمین پر رکھ کر دیکھی جائے تو معلوم نہ ہو وہ تصویر بھی بنانا حرام ہے لیکن اس کا رکھنا جائز ہے۔ (فتاوی رضویہ شریف ج ۲۴ ص ۵۶۵ پر ہے)

تصویر اپنے سامنے اور روبرو رکھنے اور اپنے گھر میں محفوظ کرنے وغیرہ کے بارے میں کچھ تفصیل ہے۔ تصویر کے حرام ہونے کو اہل علم حضرات نے چند شرائط کے ساتھ مشروط کیا ہے اگر سب جمع ہوں تو پھر اس کا حفاظت سے رکھنا ناجائز ہے ورنہ جائز۔ ان میں ایک یہ صورت بھی ہے: تصویر انتہائی چھوٹی اور باریک نہ ہو۔ اگر زمین پر رکھی جائے تو کھڑی صورت میں دکھائی دے تو دے مگر اس کے اعضاء کی تفصیل ظاہر نہ ہو۔ پس اس نوع کی تصویر بنانا حرام ہے مگر اس کا رکھنا جائز ہے البتہ نہ رکھنا بہتر ہے نماز میں تصویر انتہائی چھوٹی اور باریک ہو کہ اگر اسے زمین پر رکھی جائے تو کھڑی صورت میں دکھائی نہ دے اور اس کے اعضاء کی تفصیل ظاہر نہ ہو تو نماز میں کراہت نہیں۔

" حيث قال (اوكانت صغيرة) لا تتبين تفاصيل اعضائها للناظر قائما وهي على الارض ذكره الحلبي (اومقطوعة الراس اوالوجه) اوممحوة عضو لا تعيش بدونه (اولغيرذي روح) لا يكره.

چنانچہ فرمایا اگر تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ زمین پر رکھی ہو تو کھڑے ہو کر دیکھنے والے کو اس کے اعضاء کی تفصیل معلوم نہ ہو سکے۔ چنانچہ حلبی نے اس کو بیان فرمایا یا اس کا سر یا چہرہ کاٹ دیا گیا ہو یا اس

کے کسی ایسے اندام کو مٹا دیا گیا ہو کہ جس کے بغیر وہ زندہ نہ رہ سکے، یا کسی غیر جاندار کی تصویر ہو تو ان ساری صورتوں میں کراہت نہ ہوگی۔

فتاوی رضویہ شریف ہی میں تبیین الحقائق کے حوالے سے لکھتے ہیں:

" لاتعبد اذا کانت صغیرۃ بحیث لاتبدو للناظر والکراھۃ باعتبار العبادۃ فاذا لم یعبد مثلھا لایکرہ۔

جب تصویر چھوٹی ہو کہ دیکھنے والے کے لئے واضح نہ ہو تو اس کی عبادت نہیں کی جاتی اور کراہت بلحاظ عبادت ہے، پھر جب اس قسم کی تصویر کی عبادت نہ کی گئی تو کراہت نہیں۔

(ج ۲۴ ص ۵۸۸ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اسی میں دوسری جگہ ہے:

" فقال اما عدم الکراھۃ اذا کانت الصورۃ صغیرۃ لاتظھر للناظر علی بعد فقالوا لانھا لاتعبد والکراھۃ انما کانت باعتبار شبہ العبادۃ وقد عرفت ما فی ھذا۔ واللہ تعالی اعلم (ص ۵۹۴)

کتبـــــــہ

محمد اشفاق عطاری

بھنگ، چرس، افیون وغیرہا پینا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے تعلق سے کہ بھنگ پینا کیسا ہے تھوڑی ہو یا زیادہ رہنمائی فرمائیں سائل محمد شہباز پاکستانو علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

بھنگ چرس، افیون ان سب کا ایک ہی حکم ہے ہاں افیون ان سے سخت تر ہے فلہذا سب کے سب حرام وناجائز ہے البتہ دوا میں جائز وہ بھی بقدر ضرورت جس سے عقل زائل نہ ہو ورنہ ناجائز، جیسا کہ

امام اہلسنت فقیہ با کمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:
نشہ بذاتہ حرام ہے، نشہ کی چیزیں پینا جس سے نشہ بازوں کی مشابہت ہو اگر چہ نشہ تک نہ پہنچے یہ بھی گناہ ہے یہاں تک کہ علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ خالص پانی دورِ شراب کی طرح پینا بھی حرام ہے ہاں اگر دوا کے لئے کسی مرکب میں افیون یا بھنگ یا چرس کا اتنا جز ڈالا جائے جس کا عقل پر اصلاً اثر نہ ہو حرج نہیں بلکہ افیون میں اس سے بھی بچنا چاہئے کہ اس خبیث کا اثر ہے کہ معدے میں سوراخ کر دیتی ہے جو افیون کے سوا کسی بلا سے نہیں بھرتے تو خواہی نخواہی بڑھانی پڑتی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالی
(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۲۵) ص (۲۱۳) مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)
ایسا ہی مراۃ المناجیح جلد 5 ص 408 پر ہے بھنگ چرس افیون دوا میں ان چیزوں کا استعمال جائز ہے بشرطیکہ نشہ نہ دیں، نشہ دیں تو یہ حرام ہیں، نیز ان چاروں کا استعمال لذت کے لیے حرام ہے اگر چہ نشہ نہ دیں کہ ہر لہو باطل، واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۲۶ صفر المظفر ۱۴۴۳ھ بروز منگل

بغیر میانی والی شلوار میں نماز کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ بغیر میانی والی شلوار (پاجامہ) میں نماز ہوگی یا نہیں؟ سائل محمد عامر رضا رضوی احمد آباد گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی
پاجامہ میں اگر میانی نہ ہو تو تب بھی نماز ہو جائے گی۔ پاجامہ میں میانی کا ہونا ضروری نہیں۔ یہ باتیں صرف عوام میں مشہور ہیں کہ پاجامہ میں میانی کا ہونا ضروری ہے۔ تبھی نماز ہوگی

اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت علامہ مفتی تطہیر احمد بریلوی صاحب قبلہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔ بعض لوگوں میں ایک عام خیال ہے کہ جس کی کوئی حقیقت نہیں پاجامے یا جانگھ سئے میں رومالی ہونا نماز کی صحت کیلئے بالکل ضروری نہیں ہے بغیر رومالی کے پاجامے اور جانگھ سئے سے نماز بلا کراہت جائز ہے۔ ہاں جولباس اور کپڑے غیر مسلموں کے لئے مخصوص ہیں ان کو پہننا گناہ ہے۔ اور ان میں نماز مکروہ ہے انگریزی پینٹ اور شرٹ میں فی زمانہ علمائے کرام نے نماز مکروہ تنزیہی ہونے کا فتاوی دیا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی مرکزی دارالافتاء صفحہ۔ ۲۰۷/ حوالہ غلط فہمیاں اور اُنکی اصلاح صفحہ۔ ۴۵۔)

کتبـــــہ

محمد ارباز عالم نظامی

فرض نماز کے بعد جاے نماز کا کونا موڑنے، آیت الکرسی و استغفار پڑھنے کا ثبوت؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال نماز کے بعد مصلیٰ کو ایک کنارے پہ لپیٹنا اور نماز میں سلام پھیرنے کے بعد آیت الکرسی اور استغفار اور کلمہ وغیرہ پڑھنا کیسا ہے اور کیوں پڑھا جاتا ہے اور کہاں سے ثابت ہے سائل کوثر رضا کوثر مسکونہ داملباڑی کشنگنج بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

مصلے کا کونا لپیٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن یہ گمان کہ اگر کونا نہ لپیٹا جائے تو اس پر شیطان نماز پڑھتا ہے یہ جہالت اور بے بنیاد ہے بہتر پورا مصلی لپیٹ دینا ہے صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں نماز پڑھنے کے بعد مصلے کو لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں، یہ اچھی بات ہے کہ اس میں

زیادہ احتیاط ہے، مگر بعض لوگ جائے نماز کا صرف کونا لوٹ (موڑ) دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ایسا نہ کرنے میں اس پر شیطان نماز پڑھے گا یہ بے اصل ہے۔ (بہار شریعت:3/16 ص399)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن سے سوال ہوا کہ اکثر دیہات میں نماز پڑھ کر جب اُٹھتے ہیں کونا مصلّٰی کا اُلٹ دیتے ہیں اس کا شرعاً ثبوت ہے یا نہیں؟ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اس پر مندرجہ ذیل احادیث نقل فرمائیں ابن عسا کرنے تاریخ میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الشیاطین یستمتعون بثیابکم فاذا نزع احدکم ثوبه فلیطوه حتی ترجع الیها انفاسها فان الشیطان لایلبس ثوبا مطویا۔

شیطان تمہارے کپڑے اپنے استعمال میں لاتے ہیں تو کپڑا اتار کرتہہ کر دیا کروکہ اس کا دام راست ہو جائے کہ شیطان تہہ کئے کپڑے نہیں پہنتا۔

(کنز العمال بحوالہ ابن عسا کر عن جابر الباب الثالث فی اللباس منشورات مکتبۃ التراث الاسلامی حلب بیروت 15/229)

معجم اوسط طبرانی کے لفظ یہ ہیں:

أطووا ثیابکم ترجع الیها ارواحها،فان الشیطان اذا وجد الثوب مطویالم یلبسه،وان وجده منشورا لبسه

کپڑے لپیٹ دیا کروکہ ان کی جان میں جان آجائے اس لئے کہ شیطان جس کپڑے کو لپٹا ہوا دیکھتا ہے اسے نہیں پہنتا اور جسے پھیلا ہوا پاتا ہے اسے پہنتا ہے۔

(المعجم الاوسط مکتبۃ المعارف،الریاض 4/328)

ابن ابی الدنیا نے قیس ابن ابی حازم سے روایت کی:

قال ما من فراش یکون مفروشا لاینام علیه احد الا نام علیه الشیطان

فرمایا جہاں کوئی بچھونا بچھا ہو جس پر کوئی سوتا نہ ہو اس پر شیطان سوتا ہے ان احادیث مبارکہ کو نقل فرمانے کے بعد امام اہلسنت فرماتے ہیں ان احادیث سے اُس کی اصل نکل سکتی ہے اور پورا لپیٹ دینا بہتر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج6/ص206)

جس نے فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھ لی وہ مرتے ہی جنت میں داخل ہوگا، مزید کہ دوسری نماز تک اللہ رب العزت کے حفظ امان میں رہے گا، اللہ عزوجل ایسے بندے کی روح اپنے دست قدرت سے قبض فرمائے گا، فرض نماز کے بعد آیت الکرسی، کلمہ، تسبیح اور استغفار پڑھنا احادیث پاک سے ثابت ہے:

عن ابی امامة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم. من قراء آیة الکرسی فی دبر کل صلاة مکتوبة لم یمنعه من دخول الجنة الا ان یموت
(السنن الکبری للنسائی:9/44)

عن عبدالله ابن حسن بن حسن عن ابیه عن جده قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم. من قراء آیة الکرسی فی دبر الصلاة المکتوبة کان فی ذمة الله الی الصلاة الاخری (المعجم الکبیر للطبرانی:3/83)

عن ثوبان، قال: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم. إذا انصرف من صلاته استغفر ثلاثاً وقال: اللهم أنت السلام ومنك السلام. تبارکت ذا الجلال والإکرام « قال الولید: فقلت للأوزاعی: " کیف الاستغفار؟ قال: تقول: أستغفر الله. أستغفر الله ۔ والله اعلم (مسلم شریف:1/414)

کتبــــہ
محمد رضاء اللہ نقشبندی موتیہاری بہار
۲۴ صفر المظفر ۱۴۴۳ھ

درگا پوجا میں شریک ہونا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک جگہ درگا پوجا کے مورتی کی محفل لگی تھی مورتی پر پٹی باندھ کر کھولنے کے وقت بولی لگتی ہے تو ایک شخص جس کا نام نیاز علی ہے وہ درگا پوجا کے مورتی پر سے پٹی کھولنے کی بولی لگائی کہ مثلاً گیارہ ہزار اکیاون روپیے پھر اسکے بعد ایک

ہندو نے زیادہ لگا کر پٹی کھول دیا عرض یہ ہے کہ ایک مسلمان کا درگا پوجا والی محفل میں بغیر زور دباؤ کے جا کر ایسی بولی لگانا جائز ہے یا نہیں جو حکم شرع ہو بیان فرمائیں نیز اسی نیاز کی بیوی اسی مورتی والی محفل میں مورتی کے سامنے ڈھول بجاتی ہے اور گانا گاتی ہے اس کیلئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ المستفتی شاکر علی شراوستی یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی

درگا پوجا میں شریک ہونا بلا شبہ حرام قطعی ہے بشرطیکہ مشرکانہ رسوم کو کفر وشرک جانے اور برا مانے ورنہ کفر ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج دوم الباب التاسع فی احکام المرتدین صفحہ نمبر 277 پر ہے:

ویخروجه الی نیروز المجوس والموافقة معهم فیما یفعلون فی ذلك الیوم وبشرائه یوم النیروز شئیا لم یکن یشتریه قبل ذلك تعظیما للنیروز وبتحسین امر الکفار اتفاقا حتی قالوا لو ترك الکلام عند اکل الطعام حسن من المجوس او ترك المضاجعة حالة الحیض منهم حسن فهو کافر

(ملخصا فتاوی شارح بخاری جلد دوم صفحہ نمبر 567)

لہذا صورت مسئولہ میں شخص مذکور اگر بطور دنیوی غرض درگا پوجا میں شریک ہوا تو یہ حرام سخت حرام ہے مستحق عذاب نار ہے بشرطیکہ مشرکانہ رسوم کو کفر وشرک جانے اور برا مانے پھر بھی ایسی صورت میں علانیہ توبہ واستغفار واجب ہے اور احتیاطاً تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی کرے اور اگر درگا پوجا کی تحسین کرتے ہوئے درگا پوجا میں شریک ہوا تو مرتد ہو گیا ایسی صورت میں شخص مذکور پر تجدید ایمان تجدید نکاح واجب ہے اور یوہی اس کی بیوی کا حکم ہے۔

کتبـــــہ

وصی احمد علوی بہرائچ شریف یوپی

۷ ربیع الاول ۱۴۴۳ھ بروز جمعرات

ہیپی گاندھی جینتی بولنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دو اکتوبر کو گاندھی جینتی ہے تو اس دن گاندھی جینتی بولنا کیسا ہے؟ سائل محمد عامر رضا رضوی احمد آباد گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــالی

دو اکتوبر کو گاندھی کی یوم پیدائش پر ملک ہند میں گاندھی جینتی یوم تعطیل کے طرز پر منایا جاتا ہے جس میں ملک ہند کے سرکاری دفاتر و کورٹ کچہری بند رہتا ہے اس اعتبار سے گاندھی جینتی منانا یا لفظ گاندھی جینتی بولنے میں شرعا کوئی حرج نہیں، مگر ہیپی گاندھی جینتی، گاندھی جینتی مبارک، وغیرہ ہرگز نہ کہا جائے جیسا کہ کفار ایک دوسرے کو مبارکبادی پیش کرتے ہیں آپس میں میٹھایاں تقسیم کرتے ہیں ایسا کرنے سے ایک کافر کی تعظیم و تکریم ثابت ہوتی ہے اور کافر کی تعظیم و تکریم حرام ہے جیسا کہ سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کافر کی تعظیم حرام ہے۔
(فتاوی رضویہ، جلد ۱۴، صفحہ ۵۲۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

حاصل کلام گاندھی جینتی کہنے میں اصلا کوئی شرعی خرابی نہیں لیکن اجتناب بہتر ہے مزید یہ کہ بعض حضرات اپنی لاعلمی کی بنیاد پر گاندھی کو مہاتما کہتے ہیں حالانکہ مہاتما کہنا حرام و باعتقاد کہنا کفر ہے کیونکہ مہاتما کے معنی پاک روح اور پاک روح حضرت جبرائیل علیہ السلام کا لقب ہے۔

کتبـــــــہ
محمد جابر القادری رضوی
۲۵ صفر المظفر ۱۴۴۳ھ بروز سوموار

شوہر اگر غیر شرعی فعل کا مطالبہ کرے تو کیا حکم ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں زید اپنی بیوی سے ہمبستری کے موقعہ پر اپنے آلہ تناسل کو منھ میں ڈالنے کیلئے کہتا ہے ایسا کرنا درست ہے جواب سے نوازیں سائل خوش محمد گوپال گنج

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــــه تعــــــــــالی

آپ کے شوہر زید کا مطالبہ غیر شرعی اور غیر اخلاقی ہے اس کو کوئی بھی سلیم الطبع اور نفیس شخص قطعی گوارہ نہیں کرسکتا ہے شرعی اعتبار سے اس عمل کو مکروہ تنزیہی ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے مگر اس عمل سے مادہ منویہ منہ یا حلق میں گر جائے تو مکروہ تحریمی ہے یہ عمل موجودہ دور کے ملحدین وکفار وفساق کا طرز عمل ہے ہمارے کچھ مسلم بھائی عیسائی ومغرب کی نقالی میں زنا عمل قوم لوط ہم جنس پرستی اور غیر فطری جنسی عمل میں ملوث ہیں جو کسی بھی طرح قوم مسلم کیلئے درست نہیں ہے ایسے اعمال سے پرہیز کی ضرورت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مقدس میں حکم فرماتا ہے:

ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین

بیشک اللہ تعالی بہت توبہ کرنے والوں اور خوب خوب طہارت رکھنے والوں کو پسند فرماتا ہے،

علامہ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فی النوازل اذا ادخل الرجل ذکرہ فی فم امراتہ قد قیل یکرہ وقد قیل بخلافہ کذا الذخیرہ

ترجمہ:۔نوازل میں ہے کوئی شخص اپنی بیوی کے منہ میں آلہ تناسل داخل کرے، بعض فقہاء نے، اسے مکروہ قرار دیا ہے اور بعض فقہاء نے اس کے خلاف قول کیا ہے یعنی. کراہت کا قول نہیں ہے جیسا کہ ذخیرہ میں ہے۔ (فتاوی عالمگیری ج ۵ /ص ۳۷۲ /بحوالہ تفہیم المسائل ج ۷ /)

ہاں اگر شوہر جماع کی لذت کیلئے ہاتھ سے مس کرنے کو کہتا ہے تو اس کی رخصت ہے جیسا کہ حضور سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں زوجین کا وقت جماع ایک دوسرے کی شرم گاہ کو (ہاتھ سے)مس کرنا بلاشبہ جائز بلکہ بہ نیت حسنہ مستحسن وموجب اجر ہے ۔ کما روی عن نفس سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ عنہ

مگر اس وقت رویئت فرج سے حدیث میں ممانعت فرمائی اور فرمایا:

فانہ یورث العمی

وہ نابینائی کا سبب ہوتا ہے۔

علمانے فرمایا کہ اس بات کا احتمال ہے کہ اس کے اندھے ہونے کا سبب ہو یا وہ اولاد اندھی ہو جو اس جماع سے پیدا ہو یا معاذ اللہ دل کا اندھا ہونا کہ سب سے بدتر ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف ج ۱۲/ص ۷۰ ۲/)

الحاصل. آپ کے شوہر کو اس طرح کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے اور آپ پر ان کے اس مطالبے کی تکمیل واجب نہیں اگر شوہر بیوی سے کوئی غیر اخلاقی یا غیر شرعی مطالبہ کرتا ہے تو بیوی پر ایسے امور میں شوہر کی اطاعت لازم نہیں ۔حدیث شریف ہے:

"لا طاعۃ فی معیصۃ اللہ. انما الطاعۃ فی المعروف"

یعنی کسی ایسے امر میں مخلوق کی اطاعت لازم نہیں (خواہ اس کا مرتبہ کتنا ہی بڑا ہو) جس میں اللہ تعالی کی نافرمانی لازم آتی ہو اطاعت تو فقط نیک کاموں میں لازم ہے بحوالہ مسلم شریف۔

(ماخوذ تفہیم المسائل ج ۷/ص ۴۵۱ ،، ۴۵۲)

کتبـــــہ

محمد رضا امجدی مقام ہرہورو ا باچپٹی سیتامڑھی بہار

کیا عورتیں اپنا بال جلا سکتی ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل میں کہ عورت اپنے سر کے بال جلا سکتی ہے؟ اگر وہ کوڑے میں ڈالتی ہے تو بچے بال بین کر پھیری والے کو بیچ دیتے ہیں اسی وجہ سے عورت اپنے بال جلا سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی عبد الکلام رضوی بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

بالوں کو بوجہ تکریم وتعظیم جلانا منع ہے نہ ہی کوڑے دان وغیرہ میں ڈالیں افضل ہے کہ دفن کردے غسل خانہ Batroom و پاخانہ toilet میں بھی نہیں ڈالنا چاہیے کہ مکروہ ہے کیونکہ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے فتاوی ھندیہ میں ہے:

فاذا قلم أظفاره أو جز شعره ينبغي أن يدفن ذلك الظفر والشعر المجزوز فان رمى فلا باس وان القاه فى الكنيف او فى المغتسل يكره ذلك لان ذلك يورث دا كذا فى فتاوى قاضيخان يدفن أربعة الظفر و الشعر و خرقة الحيض والدم كذا فى الفتاوى العتابيه

(المجلد الخامس، کتاب الکراهیة، ص۴۲۸/دارلکتب العلمیة بیروت لبنان)

کتبـــــہ

عبید اللہ حنفی بریلوی

۲۵ ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام اور انکی امتیں کون کون سی عبادت کرتی تھیں اور انکی عبادت کا طریقۂ کار کیا تھا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے کے نبیوں کی امت کون کون سی عبادت کرتی تھی کیا وہ امتیں نماز بھی پڑھتی تھیں اگر ہاں تو نماز میں کیا پڑھتے تھے جواب عنایت فرمائیں ۔سائل سلطان رضا کالا ڈھونگی ضلع نینی تال اترا کھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبر کاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــــالی

سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں کی مکمل عبادات کی تفصیلات و حالات تو کتب تواریخ وتفاسیر میں صراحتا نہیں ملتے البتہ روزہ ونماز کے متعلق قرآن مقدس سے ثبوت ملتا ہے جیسا کہ روزہ زمانۂ آدم علیہ السلام سے تمام شریعتوں میں فرض ہوتے چلے آئے- جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یاایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون

یعنی اے ایمان والوتم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں (تم سے پہلوں) پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پر ہیز گاری ملے ۔

اسی آیت کریمہ کے تحت حضور صدر الافاضل فخر الاماثل الشاہ سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ الباری اپنی مایہ ناز تفسیر خزائن العرفان میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ روزے عبادت قدیمہ ہیں زمانۂ آدم علیہ السلام سے تمام شریعتوں میں فرض ہوتے چلے آئے اگر چہ ایام واحکام مختلف تھے مگر اصل روزے سب امتوں پر لازم رہے ۔

چند سطر کے بعد مزید فرماتے ہیں کہ روزہ گزشتہ امتوں میں بھی تھا مگر اسکی صورت ہمارے روزوں سے مختلف تھی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

نے چاند کی 13 / 14 / 15 / تاریخ کو روزہ رکھا حضرت سیدنا نوح نجی اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ روزہ دار رہتے حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ روزہ رکھتے کبھی نہ چھوڑتے تھے۔

حضرت سیدنا داوٗد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دن چھوڑ کر ایک دن روزہ رکھتے، حضرت سیدنا سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تین دن مہینے کے شروع میں تین دن درمیان میں اور تین دن آخر میں یعنی مہینے میں نو دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ (پ:2 / ع:6 / آیت:183 / سورۃ البقرۃ)

اور رہی نماز تو قرآنی ارشادات کے مطابق تمام نبی اپنی امتوں کو نماز کی تعلیم دیتے رہے ہیں انہوں نے اپنی اپنی امتوں کو نماز پڑھائی بھی ہے اور پڑھی بھی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

رب اجعلنی مقیم الصلوۃ ومن ذریتی

یعنی اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد سے بھی۔

(سورۂ ابراہیم آیت:40)

قرآن مجید میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ:

و کان یأمر اھلہ بالصلاۃ والزکوٰۃ

یعنی وہ اپنے اہل وعیال کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔ (سورۂ مریم آیت:55)

حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"یٰبُنَیَّ اقم الصلوۃ"

یعنی اے میرے بیٹے نماز پڑھو۔ (سورۂ لقمان آیت:17)

اور اللہ جل شانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرماتا ہے کہ:

اقم الصلوٰۃ لِذِکرِی

یعنی میری یاد کو تازہ رکھنے کے لئے نماز پڑھو۔ (سورۂ طٰہٰ آیت:14)

بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ:

اقیموا الصلوٰۃ

یعنی نماز قائم کرو۔ (سورۂ بقرہ آیت:43)

قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ:

و اوصیٰ بالصلوٰۃ

یعنی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

(سورۂ مریم آیت: 31/بحوالہ تفہیم المسائل ج:2/ص:108/109/ضیاء القرآن پبلیکیشنز)

اب رہی بات یہ کہ انبیاء سابقین کے نماز پڑھنے کا طریقہ کیا تھا تو اسکے متعلق پروفیسر ڈاکٹر مفتی منیب الرحمن پاکستانی مدظلہ النورانی فرماتے ہیں کہ" رہا یہ سوال کہ انبیاء سابقین کی نمازوں کا طریق اداء کیا تھا تو یہ جاننا نہ ہماری ضرورت نہ ہم اسکے مکلف ہیں اور نہ ہی قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں انکی تفصیلات مذکور ہیں۔ (تفہیم المسائل ج:2/ص:112/ضیاء القرآن پبلیکیشنز)

ہاں نماز پنجگانہ یہ صرف امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاصہ ہے کسی اور امت کو نہ ملی جیسا کہ مجدد اعظم سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ نماز پنجگانہ اللہ عزوجل کی وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ اس نے اپنے کرم عظیم سے خاص ہمکو عطاء فرمائی ہم سے پہلے کسی امت کو نہ ملی بنی اسرائیل پر دو ہی وقت کی فرض تھی وہ بھی صرف چار رکعتیں دو صبح دو شام وہ بھی ان نہ نبھی سنن نسائی شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث معراج مبارک میں ارشاد فرماتے ہیں:

ثم ردت الی خمس صلوات قال فارجع الی ربك فأسأله التخفیف فانه فرض علی بنی اسرائیل صلاتین فما قاموا بهما

یعنی پھر پچاس نمازوں کی پانچ رہیں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی کہ حضور پھر جائیں اور اپنے رب سے تخفیف چاہیں کہ اس نے بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض فرمائی تھیں وہ انہیں بھی بجانہ لائے علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں کہ:

ورد ان بنی اسرائیل کلفوا بر کعتین بالغداۃ و رکعتین بالعشی قیل و رکعتین عند الزوال فما قاموا بما کلفوا به

یعنی روایت ہے کہ بنی اسرائیل کو دو رکعتیں صبح اور دو رکعتیں رات کو پڑھنے کا مکلف بنایا گیا تھا بعض نے کہا ہے کہ دو رکعتیں زوال کی بھی تھیں مگر وہ اس پر کاربند نہ رہ سکے۔

اور امتوں کا حال خدا جانے مگر اتنا ضرور ہے کہ یہ پانچوں ان میں کسی کو نہ ملیں علماء نے بے

خلاف اسکی تصریح فرمائی مواہب شریف بیان خصائص امت مرحومہ میں لکھا۔

و منھا مجموع الصلوٰت الخمس ولم تجمع لاحد غیرھم

یعنی اور ان خصوصیات میں سے پانچ نمازوں کا مجموعہ بھی ہے کیونکہ امت مسلمہ کے علاوہ کسی اور امت کے لئے پانچ نمازیں جمع نہیں کی گئیں۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ شریف ج:5/ص:43/44/کتاب الصلاۃ/مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبــــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اتراکھنڈ

۲۴ ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

کیا عورت ہر ہفتے اپنے والدین سے ملاقات کے لیے جاسکتی ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل میں کہ کیا فقہ حنفی میں ایسا بھی ہے کہ شوہر پر یہ واجب ہے کہ ہر ہفتہ اپنی بیوی کو اس کے ماں باپ وغیرہ سے ملنے کے لئے لیجائے اور اگر واجب ہے تو شوہر کہیں باہر کام کرنے گیا ہو اور اپنی بیوی کو اس کے ماں باپ وغیرہ سے ملنے نہیں لیجائے تو شوہر گنہگار ہوگا کیا؟ المستفتی عبدالکلام رضوی بریلی شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــــہ تعـــــــــالی

عورت اپنے والدین کے یہاں (خاوند کی اجازت ہو یا نہ ہو) ہر ہفتہ میں ایک بار اور دیگر محارم کے یہاں سال میں ایک بار جاسکتی ہے، مگر رات میں بغیر اجازت شوہر وہاں نہیں رہ سکتی، دن ہی دن میں واپس آئے جیسا کہ عمدۃ المحققین علامہ ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

فِي الْبَحْرِ أَنَّهُ الصَّحِيحُ الْمُفْتَى بِهِ مِنْ أَنَّهَا تَخْرُجُ لِلْوَالِدَيْنِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ بِإِذْنِهِ وَبِدُونِهِ، وَلِلْمَحَارِمِ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً بِإِذْنِهِ وَبِدُونِهِ

بحر میں ہے صحیح مفتیٰ بہ یہ ہے کہ بیوی ہر ہفتہ میں (شرعی اصطلاح جمعہ میں) خاوند کی اجازت ہو یا نہ ہو والدین کی ملاقات کے لئے گھر سے باہر جاسکتی ہے اور اپنے باقی محارم کی ملاقات کے لئے سال میں ایک مرتبہ جاسکتی ہے خاوند کی اجازت ہو یا نہ ہو۔

("الدر المختار" و"رد المحتار"، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب فی الکلام علی المؤنسة، ج۳ص۶۰۲ دار الفکر بیروت)

فتاویٰ ھندیہ میں ہے:

لَا يَمْنَعُهَا مِنَ الْخُرُوجِ إِلَى الْوَالِدَيْنِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى كَذَا فِي غَايَةِ السُّرُوجِيِّ وَهَلْ يَمْنَعُ غَيْرَ الْأَبَوَيْنِ عَنِ الزِّيَارَةِ فِي كُلِّ شَهْرٍ، وَقَالَ مَشَايِخُ بَلْخٍ فِي كُلِّ سَنَةٍ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى، وَكَذَا لَوْ أَرَادَتِ الْمَرْأَةُ أَنْ تَخْرُجَ لِزِيَارَةِ الْمَحَارِمِ كَالْخَالَةِ وَالْعَمَّةِ وَالْأُخْتِ فَهُوَ عَلَى هَذِهِ الْأَقَاوِيلِ كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ

(الفتاوی الھندیة، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الاول، ج۱، ص۵۵۷۔)

اگر شوہر برضائے زوجہ سے دور ہے اور اگر سفر شرعی سے والدین کے گھر کم دوری پر ہے اور خوف فتنہ نہیں ہے تو جاسکتی ہے ورنہ محرم کے ساتھ جائے جیسا کہ فتاویٰ ھندیہ میں ہے:

وَلَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَمَا فَوْقَهَا وَالصَّبِيُّ الَّذِي لَمْ يُدْرِكْ لَيْسَ بِمَحْرَمٍ وَكَذَا الْمَعْتُوهُ وَالشَّيْخُ الْكَبِيرُ الَّذِي يَعْقِلُ مَحْرَمٌ، هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ فِي كِتَابِ الِاسْتِحْسَانِ وَالْكَرَاهَةِ

.("الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ج۱، ص۱۴۲۔ دار الفکر بیروت)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں عورت کو بغیر محرم کے تین دن یا زیادہ کی راہ جانا ناجائز ہے بلکہ ایک دن کی راہ جانا بھی۔ نابالغ بچہ یا مَعتُوہ کے ساتھ بھی سفر نہیں کر سکتی، ہمراہی میں بالغ محرم یا شوہر کا ہونا ضروری ہے۔ محرم کے لیے ضرور ہے کہ سخت فاسق بے باک غیر مامون نہ ہو۔ واللہ اعلم

(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۷۵۲ المکتبة المدینہ)

کتبـــــہ
محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی غفرلہ القوی

کندھوں تک بال رکھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ بالوں کو کندھو تک بڑھنے کا کیا حکم ھے؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت کریں۔المستفتی طاہر حسین پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

بالوں کو کندھوں سے نیچے تک رکھنا جائز نہیں ہے بال رکھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ بالوں کو کانوں کی لو کے نچلے حصے تک یعنی کندھوں تک بڑھا سکتے ہیں اس سے زائد بالوں کی حجامت کرائیں کٹادیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زائد بال رکھنے کو منع فرمایا ہے حدیث شریف میں ہے"عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ کان یضرب شعرہ منکبیہ" حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کندھوں تک پہنچتے تھے۔
(صحیح البخاری جلد دوم صفحہ ۸۷۶ /مجلس برکات مبارکپور)

عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت کنت اغتسل انا ورسول اللہ ﷺ من اناءٍ واحد وکان لہ شعر فوق الجمۃ ودون الوفرۃ"
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن میں غسل فرمایا کرتے تھے آپ کے گیسوئے مبارک کانوں سے کچھ نیچے اور کندھوں سے اوپر تک تھے۔ (جامع الترمذی جلد اول ابواب اللباس صفحہ ۲۰۸ /مجلس برکات مبارک پور)

ان احادیث طیبہ سے ثابت ہوا کہ بالوں کو کاندھوں تک رکھ سکتے ہیں اس سے نیچے کی اجازت نہیں اور حضور صدر الشریعہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں مرد کو یہ جائز نہیں کہ عورتوں کی طرح بال بڑھائے یعنی کندھوں سے نیچے بال رکھے بعض صوفی بننے والے لمبی لمبی لٹیں بڑھا لیتے ہیں جو ان کے سینے پر سانپ

کی طرح لہراتی ہیں اور بعض چوٹیاں گوندتے ہیں یا جوڑے بنا لیتے ہیں یہ سب ناجائز کام اور خلاف شرع ہے تصوف بالوں کو بڑھانے اور رنگے ہوئے کپڑے پہننے کا نام نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پیروی کرنے اور خواہشات نفس کو مٹانے کا نام ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت حصہ ۱۶ ص ۵۸۷ / مکتبہ مدینہ دھلی)

کتبـــــہ

عبید اللہ حنفی رضوی

جب عورت تھکی ہاری ہو شوہر اپنے بستر پر بلائے تو عورت کیا کرے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ اگر بیوی گھر کے کام کاج کر کے تھک گئی ہو اور اسے کمزوری محسوس ہو رہی ہو لیکن اس کا شوہر قریب آنا چاہتا ہو لیکن تھکاوٹ کی بنیاد پر بیوی شوہر کو قریب آنے نہ دے تو کیا بیوی گنہگار ٹھہرے گی۔ سائل محمد رحمت شاہدی غازی پور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعـــــــــــالی

عورت پر شوہر کی فرمانبرداری لازم ہے جب شوہر اسے بلائے تو وہ حاضر ہو اگر بلا عذر شرعی عورت شوہر کی بات ماننے سے انکار کرے گی تو گنہگار ہوگی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اذا دعی الرجل امراءته الی فراشه فابت فبات غضبان لعنتها الملائکة حتی تصبح" (مشکوۃ باب عشرۃ النساء وما لکل واحد من الحقوق صفحہ 280)

ترجمہ: مرد جب اپنی عورت کو بستر پر طلب کرے اور عورت (بغیر عذر شرعی کے) انکار کردے خاوند ناراضگی کی حالت میں رات گزارے تو فرشتے صبح تک اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں کیونکہ اس عورت پر خاوند کی فرمانبرداری لازم تھی نافرمانی نہیں وہ نافرمانی کر کے فرشتوں کی لعنت کی مستحق ہوگئی اور جب تک شوہر خوش نہ ہو جائے اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس عورت سے ناراض رہتا ہے۔

(عورتوں کے جدید اور اہم مسائل صفحہ 164 / 165 مطبوعہ جیلانی بک ڈپو دہلی)

حضرت علامہ عبد المصطفےٰ اعظمی رضوی صاحب علیہ الرحمہ ترمذی شریف کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مرد اپنی بیوی کو کسی کام کے لئے بلائے تو وہ عورت اگر چہ چولھے کے پاس بیٹھی ہو اس کو لازم ہے کہ وہ اٹھ کر شوہر کے پاس چلی آئے۔

(جامع الترمذی کتاب الرضاع باب ماجاء فی حق الزوج علی المراءۃ)

اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورت چاہے کتنے بھی ضروری کام میں مشغول ہو مگر شوہر کے بلانے پر سب کاموں کو چھوڑ کر شوہر کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔ (جنتی زیور صفحہ 28 مطبوعہ جیلانی بک ڈپو دہلی)

صورت مسئولہ مذکورہ میں امور خانہ داری کی تھکاوٹ کوئی عذر شرع نہیں لھذا شوہر کو روکنا موجب گناہ ہے لیکن اپنی تھکان ظاہر کرے اور وعدہ کرے کہ طبیعت بحال ہوتی ہی خدمت کروگی اور شوہر بھی بیوی کے آرام کا خیال کرتے ہوئے ناراض نہ ہو بلکہ بخوشی آرام کا موقع دے تو عورت پر کوئی گناہ نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۴ صفر المظفر ۱۴۴۳ھ بروز بدھ

باب الزینة

(زینت کا بیان)

چھوٹے بچوں کو چاندی کے زیور پہنانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

چھوٹے بچوں کے ہاتھ وغیرہ میں چاندی کے زیور پہنانا کیسا ہے چاندی کی صرف انگوٹھی ہی جائز ہوگی یا کوئی اور چیز بھی مثلاً چھوٹے بچوں کو اکثر لوگ ہاتھوں میں چاندی کے چوڑی نما چیز پہناتے ہیں یا پھر چاندی کی تعویذ وغیرہ بھی پہناتے ہیں کیا یہ سب ممنوع ہے؟ رہنمائی فرمائیں۔سائل محمد آفتاب خان رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

لڑکوں کو سونے چاندی کے زیور پہنانا حرام ہے جیسا کہ حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: لڑکوں کو سونے چاندی کے زیور پہنانا حرام ہے اور جس نے پہنایا وہ گنہگار ہوگا اسی طرح بچوں کے ہاتھ پاؤں میں بلا ضرورت مہندی لگانا ناجائز ہے۔عورت خود اپنے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتی ہے۔مگر لڑکے کے لگائے گی تو گنہگار ہوگی۔

(بہار شریعت۔جلد سوم۔حصہ۔16۔صفحہ نمبر۔428)

نابالغ لڑکوں کو بھی زیورات پہنانا حرام ہے پہنانے والے گنہگار ہونگے۔

(جنتی زیور۔صفحہ نمبر 310۔)

چاندی کی انگوٹھی کے سوا اور زیورات مرد اور بچوں سب کے لئے ممنوع ہیں۔واللہ اعلم

(عامۂ کتب)

کتبــــــہ

محمد الطاف حسین قادری لکھیم پور کھیری یوپی

عورں تو کو چائنیز مہندی لگانا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

سوال،عورتوں کو مہندی لگانا جائز ہے لیکن اس دور میں مہندی کے نام پر چائنیز مہندی آتی ہے جو لگاتے ہی فورا چڑھ جاتی ہے ایسی مہندی لگانا جائز ہے کہ نہیں جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہو گی۔سائل مہتاب عالم چشتی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

عورتوں کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا جائز ہے کہ یہ زینت کی چیز ہے۔

(بہار شریعت،ج:3،زینت کابیان)

ہاں اگر چائنیز مہندی پاک ہے تو اس کا لگانا بھی جائز ہے اور اگر ناپاک ہے تو اس میں چائنہ کی کیا تخصیص اگر ہندو پاک کی مہندی میں بھی پلید شئی ملی ہوئی ہو تو وہ بھی لگانا جائز نہیں اور اگر اس میں تہہ جم جائے جس کی وجہ سے پانی جلد تک نہ پہنچ سکے تو جب تک وہ چھوٹ نہ جائے فرض غسل سے پاک نہ ہو گی۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
محمد عبدالعلیم مصباحی

کیا لوہے کا کڑا عورت پہن سکتی ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرت عرض ہے کیا عورت لوہے کا کڑا پہن سکتی ہے، اور اگر مرشد نے دیا ہو تو کیا حکم ہے؟المستفتی نظیر احمد جموں کشمیر

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اول یہ کہ وہ مرشد نہیں بلکہ جاہل مطلق ہے اگر وہ واقعی مرشد ہوتا تو لوہے کا کڑا پہننے کی اجازت نہ دیتا کیونکہ لوہا پیتل وغیرہ یہ سب مرد وعورت دونوں کے لیے ناجائز ہے اور اس سے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔　(ماخذ بہار شریعت حصہ ۱۶ ص ٤٢٦ مکتبہ مدینہ)

اور مرشد ہونے کے شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتاب وسنت سے نکال لے نہیں تو حلال حرام جائز ناجائز کا فرق نہ کر سکے گا رہی بات پیتل ولوہے وغیرہ کے کڑے پہننا یا پہنوانا یہ تو عام مسئلہ ہے سبھی جانتے ہیں کہ ناجائز ہے۔

لہذا صورت مسئولہ میں لوہے کا کڑا فورا اتار دے اور کسی مرشد کامل سے بیعت ہو کیونکہ جنہیں اتنا بھی علم نہیں کہ کڑا پہننا جائز ہے یا ناجائز بھلا وہ کیا رہنمائی کرے گا وہ مرشد برحق نہیں بلکہ کوئی عام جھولا چھاپ پیر وڈھونگی بابا ہے لہذا ایسے لوگوں سے بیعت نہ ہو ورنہ یہ خود بھی ڈوبینگے اور آپ کو بھی ڈوبا دیں گے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

عن عبداللہ بن عمر و قال قال رسول اللہ ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رئوسا جھالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا۔

واللہ تعالی اعلم　(مشکوۃ شریف جلد اول کتاب العلم صفحہ ۳۳)

کتبـــــــہ

عبیداللہ رضوی بریلی شریف یوپی

۱۹ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

مرد کے لئے چاندی کی انگوٹھی چند شرائط کے ساتھ پہننا جائز ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مرد کی انگوٹھی کیسی ہونی چاہیے؟ سائل محمد عارف رضا ضیائی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

مرد کے لیے چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے لیکن چند شرائط کے ساتھ جیسا کہ فرمایا گیا۔

فتاویٰ شامی میں:

ولا یتختم الا بالفضة لحصول الاستغناء بها فیحرم بغیرها کحجر و ذهب و حدید و صفر ۔ ایضا الحاصل ان التختم بالفضة حلال لرجال بالحدیث و بالذهب و الحدید و الصفر حرام علیهم بالحدیث ۔

ترجمہ:۔حاصل کلام یہ ہے کہ مردوں کے لیے چاندی کی انگوٹھی حلال ہے بالحدیث اور سونے یا لوہے یا پیتل کی ان کے لیے حرام بالحدیث

{الدر المختار و الرد المحتار الجزء التاسع باب الحظر و الاباحت ص۵۱۸-دار عالم الکتب}

مہر کی ضرورت کی صورت میں سنت ہے بلا ضرورت مہر مکروہ تنزیہی ہے۔واللہ اعلم (فی الرضویہ ج۹ ص ۱۲، رضا اکیڈمی)

کتبہ

محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور کیمری

کیا ایک سے زیادہ نگ والی انگوٹھی عورتوں کو جائز ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
سوال کیا ایک سے زیادہ نگ والی انگوٹھی عورتوں کے لیے جائز ہے جبکہ مردوں کے لیے ممنوع و ناجائز ہے۔سائل محمد یوسف رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جی ہاں ایک سے زیادہ نگ والی انگوٹھی عورتوں کے لئے جائز ہے اور مردوں کے لئے ناجائز ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:
انگوٹھی وہی جائز ہے جو مردوں کی انگوٹھی کی طرح ہو یعنی ایک نگینہ کی ہو اور اگر اس میں کئی نگینے ہوں تو اگرچہ وہ چاندی ہی کی ہو مرد کے لئے ناجائز ہے۔
(ح:16 /ص:427 / 428 / انگوٹھی اور زیور کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)
اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ:

و انما یجوز التختم بالفضۃ اذا کان علی ھئیۃ خاتم الرجال اما اذا کان علی ھئیۃ خاتم النساء بأن یکون لہ فصان أو ثلاثۃ یکرہ استعمالہ للرجال کذا فی الخلاصۃ ۔ واللہ تعالی اعلم

(ح:5/ص:335/الباب العاشر فی استعمال الذھب والفضۃ/بیروت)

کتبــــــہ
محمد اسرار احمد نوری تال اترا کھنڈ
۱۱ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ

سونے چاندی کے علاوہ دھاتوں کے زیور پہننا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں کہ عورت کو سونے چاندی کے علاوہ اور دیگر دھات کے زیور پہننا کیسا۔سائل حافظ توحید عالم اشرفی پٹنہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

تانبہ، پیتل اور لوہے کے زیورات پہن کر نماز پڑھنے سے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ ایسا ہی فتاوی رضویہ شریف جلد سوم صفحہ ۲۲۴ میں ہے۔

اور ہر وہ نماز جو مکروہِ تحریمی ہو اس کا دوبارہ پڑھنا واجب۔

درمختار میں ہے:

کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا۔ واللہ اعلم

(ھکذا فی فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۳۷۵)

کتبــــــہ
مشیر اسد مقیم حال ممبئی

عورتوں کو اپنے ہاتھ اور پاؤں میں مہندی لگانا جائز ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کچھ عورتیں پاؤں کے تلوے میں مہندی لگاتی ہے اور پاؤں کے تلوے میں مہندی لگانے کا فائدہ بتاتی ہے کہ جب جب تلوے میں گرمی جلن محسوس ہوتی ہے مہندی سے راحت ملتی ہے علماء کرام سے گزارش ہے کہ کیا پاؤں کے تلوے میں مہندی لگا سکتی ہے۔سائل عبد اللطیف قادری بانسی پورنیہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

عورتوں کو اپنے ہاتھ اور پاؤں میں مہندی لگانا جائز ہے کیونکہ یہ زینت کی چیز ہے اور وہ موضع زینت اسی طرح لڑکیاں بھی لگا سکتی ہیں۔

(بہار شریعت 596/3)

اور تلوے بھی پاؤں میں شامل اور یہ کہ مہندی جلن ختم کرنے کے لیے لگا تیں ہیں تو یہ بات پائے تحقیق کو پہنچی ہوئی ہے کہ مہندی انتہائی ٹھنڈی تاثیر رکھتی ہے، لہذا اس سے گرمی/جلن دور ہو سکتی ہے اب چونکہ اصلا عورتوں کے لیے مہندی کا جواز ہے تو اس ضمن میں اس سے علاج بھی کیا جا سکتا ہے، کوئی قباحت نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

عدیل احمد قادری رضوی

۱۴ ذی القعدہ ۱۴۳۸ھ

مرد کو مہندی لگانا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام سے میرا سوال ہے کہ مرد کو مہندی لگانا کیسا ہے تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ سائل محمد اسحاق ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

زینت کے لئے عورتوں کو مہندی لگانا سنت ہے اور مردوں کو حرام ہے مرد کو ہتھیلی یا تلوے بلکہ صرف ناخنوں ہی میں مہندی لگانی حرام ہے کہ عورتوں سے تشبہ ہے۔

(فتاوی فیض الرسول جلد دوم صفحہ ۵۶۰ بحوالہ فتاوی رضویہ شریف جلد دہم نصف آخر صفحہ ۱۴۹)

حضور معلم کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ: سب سے اچھی چیز جس سے سفید بالوں کا رنگ بدلا جائے مہندی یا کتم ہے یعنی مہندی لگائی جائے یا کتم۔

(بہار شریعت جلد چہارم، حصہ شانز دہم، صفحہ ۲۰۵ بحوالہ ترمذی، ابو داؤد، نسائی)

رہبر زندگی مع طب نبوی صفحہ ۱۹۵ بحوالہ ابن ماجہ شریف ہے کہ:

حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے سر انور میں درد ہوتا تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم مہندی کا لیپ فرماتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ بیشک یہ اللہ تعالی کے حکم سے فائدہ دے گی۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مہندی لگایا کرو کیونکہ یہ مہندی اسلام کا خضاب ہے جو نظر کو صاف کرتا ہے اور دردسر کو دور کرتا ہے اور تھکاوٹ کو سکون بخشتا ہے۔

(کتاب مذکور بحوالہ نزہتہ المجالس جزء ثانی از علامہ عبد الرحمن صفوری علیہ الرحمہ)

مذکورہ بالا نقل کردہ عبارات سے معلوم ہوا کہ مرد کو ہاتھ اور پاؤں اور پاؤں کے تلوں اور ناخنوں کے علاوہ سر و داڑھی اور دوسری جگہ میں مہندی لگانا جائز ہے مگر سیاہ خضاب ہر طرح کا حرام ہے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۲۳ صفحہ ٤٨٤ مطبوعہ جدید میں ہے۔

سیاہ خضاب خواہ کسی چیز کا ہو، سوائے مجاہدین کے سب کو مطلقاً حرام ہے آج کل مارکیٹ میں "کالی مہندی" دستیاب ہے وہ بھی حرام ہے کیونکہ جس چیز سے بھی بال کالے کئے جائیں سب کے سب حرام معاذ اللہ تعالیٰ ثم معاذ اللہ تعالیٰ ثم معاذ اللہ تعالیٰ سور کا نام "دنبہ" اور شراب کا نام "شربت روح افزا" رکھ دینے سے سور اور شراب حلال نہیں ہو جائیں گے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
محمد جعفر علی صدیقی سانگلی مہاراشٹر

انگوٹھی میں عقیق پتھر کا نگ استعمال کرنے کا حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
حضور والا ایک سوال پیش خدمت ہے کہ عقیق پتھر کی انگوٹھی پہننا کیسا ہے جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔سائل محمد مبارک خان قادری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

انگوٹھی میں عقیق پتھر کا نگ استعمال کرنا جائز ہے علامہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ولا يتختم) إلا بالفضة؛ لحصول الاستغناء بها. فيحرم (بغيرها، كحجر)، وصحح السرخسي جواز اليشب والعقيق، وعمّم منلا خسرو، (وذهب وحديد وصفر) ورصاص وزجاج وغيرها؛ لما مر.

اور مرد کے لئے صرف چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے کیونکہ اس سے مقصد حاصل ہو چکا ہے اور چاندی کے علاوہ دیگر دھات جیسے پتھر کی انگوٹھی ،سونے کی انگوٹھی ،لوہے کی انگوٹھی ،پیتل کی انگوٹھی ،شیشے کی انگوٹھی اور کانچ کی انگوٹھی ان کے علاوہ دیگر دھات کی بنی ہوئی انگوٹھی مرد کے لئے پہننا حرام ہے۔ (البتہ عورت کے لئے چاندی کے ساتھ ساتھ سونے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے اور کانچ کی انگوٹھی عورت پہن سکتی ہے باقی دھات اس کے لئے بھی پہننا جائز نہیں ہے) علامہ سرخسی نے یشب پتھر اور عقیق پتھر کے جواز کی تصحیح کی ہے اور ملا خسرو نے اس مسئلے کو عمومیت پر برقرار رکھا ہے۔واللہ تعالی اعلم
(الفتاوی الشامی جلد 6 ص 359)

کتبـــــہ
الفاظ قریشی نجمی کرناٹک الہند

مرد کو سونا پہننا حرام کیوں ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
بعد سلام مفتیان کرام کی بارگاہ میں عرض ہے آدمی کو اور سونا پہننا کیوں حرام ہے اور عورت کو جائز قرار دیا گیا قُران وحدیث کی روشنی میں تفصیلی جواب عنایت فرمائیں شکریہ کا موقع دیں۔سائل غلام زینُ العابدین حشمتی بھانڈوپ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

سونا چاندی سے زیورات بنتے ہیں اور مرد کو زیور پہننا مطلقا حرام ہے صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے جو وزن میں ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو اور سونے کی انگوٹھی بھی حرام ہے اس لئے سونا چاندی مردوں کے لئے حرام ہے۔
نیز اس کے استعمال سے تفاخر پیدا ہوتا ہے اسی لئے اکل وشرب (کھانے اور پینے) کے ظروف (برتن) کے استعمال میں بھی منع ہے۔واللہ تعالی اعلم
(درمختار ورد المحتار، و بہار شریعت حصہ شانزدھم)

کتبـــــہ
محمد اختر رضا قادری رضوی سرکھیت نیپال

سونے چاندی کا خلال استعمال کرنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
سوال سونا یا چاندی کے خلال سے دانتوں کا خلال کرنا کیسا ہے کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ساتھ میں حوالہ رہے تو مہربانی ہوگی۔المستفتی: محمد عمران برکاتی گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

سونے چاندی سے بنے ہوئے خلال کا استعمال ممنوع ہے کیونکہ مردوں کے لئے مطلقا اور عورتوں کے لئے سونے چاندی کے زیور کے علاوہ سونے چاندی کی بنی ہوئی ہر چیز کا استعمال ناجائز ہے یہاں تک کہ سونے چاندی کے چمچے سے کھانا، ان کی سلائی یا سرمہ دانی سے سرمہ لگانا، ان کے آئینہ میں منہ دیکھنا اور ان کے قلم دوات وغیرہ استعمال کرنا جائز نہیں۔

جیسا کہ درمختار مع الرد المحتار میں ہے کہ:

یکرہ الاکل بملعقۃ الفضۃ و الذھب و الاکتحال بمیلھما و ما اشبہ ذلک من الاستعمال کمکحلۃ و مرآۃ و قلم و دواۃ و نحوھا اھ

(در مختار مع الرد المحتار ج9 ص 564 : کتاب الحظر و الاباحۃ)

اور بہار شریعت میں ہے کہ:

عورتوں کو (سونے چاندی) کے زیور پہننے کی اجازت ہے زیور کے سوا دوسری طرح سونے چاندی کا استعمال مرد وعورت دونوں کے لئے ناجائز ہے۔ (بہار شریعت ج 3 ص 395: ظروف کا بیان)

لہٰذا مذکورہ باتوں سے واضح ہوا کہ سونے چاندی کے بنے ہوئے خلال کا استعمال ممنوع ہے کیونکہ سوائے عورتوں کے زیور کے سونے چاندی سے بنے ہوئے تمام اشیاء کا استعمال مرد وعورت سب کے لئے ممنوع ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

مرد کے لیے تعویذ کا کھول چاندی کا پہننا جائز نہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے چاندی کی انگوٹھی پہنے ہوئے چاندی کے کھول میں تعویذات پہننا کیسا ہے؟ برائے کرم جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

سائل نے چاندی کی انگوٹھی پہنے ہوئے ہیں کی قید لگا دی ہے اسی لیے پہلے واضح ہو کہ مرد کے لیے چاندی کے علاوہ کوئی بھی زیور پہننا مطلقا حرام ہے جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے:

مرد کو زیور پہننا مطلقا حرام ہے، صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے، جو وزن میں ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو اور سونے کی انگوٹھی بھی حرام ہے۔ تلوار کا حلیہ چاندی کا جائز ہے یعنی اس کے نیام اور قبضہ یا پر تلے میں چاندی لگائی جا سکتی ہے، بشرطیکہ وہ چاندی موضع استعمال میں نہ ہو۔
(بہار شریعت، جلد سوم، حصہ ١٦، صفحہ ٤٢٩)

چاندی کے کھول میں تعویذ پہننا مردوں کے لیے جائز نہیں ہے کیونکہ یہ بھی پہننے کے حکم میں ہے اور مرد کو انگوٹھی کے علاوہ چاندی کا کچھ بھی پہننا جائز نہیں ہے جیسا کہ اسی کتاب میں علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے:

سونے اور چاندی میں رکھ کر (تعویذ) پہننا بھی ناجائز ہے اور چاندی یا سونے ہی پر تعویذ کھدا ہوا ہو، یہ بدرجہ اولی ناجائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم (بہار شریعت، جلد سوم، حصہ ١٦، صفحہ نمبر ٤١٦)

کتبـــــہ
محمد امتیاز حسین قادری لکھنؤیو پی

ہیرے کے نگ کی انگوٹھی پہننا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
سوال انگوٹھی ہیرے کی نگ والی جائز ہے یا نہیں بحوالہ جواب عنایت فرمائیں سائل محمد محسن رضا رضوی الفیضانی کشنگنج بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

انگوٹھی صرف چاندی کی مرد کیلئے جائز ہے حدیث شریف میں ہے:

قال من ورق ولا تتمہ مثقالا

یعنی فرمایا چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال پورا نہ کرو یعنی وزن میں پورا ساڑھے چار ماشہ نہ ہو بلکہ کچھ کم ہو۔

بحوالہ ترمذی شریف ج ۱/ ص ۳۰۸ / باب اللباس' نو دی شرح مسلم ج ۲ / ص ۱۹۵ / میں ہے:

اجمع المسلمون علی اباحۃ خاتم الذھب للنسا واجمعوا علی تحریمہ علی الرجال

یعنی مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورتوں کے لئے سونے کی انگوٹھی جائز ہے اور مردوں کے لئے حرام ہے، اس لئے عورتوں کیلئے سونے اور چاندی دونوں کی انگوٹھی جائز ہے، دوسری دھات کی انگوٹھی مثلا لوہا، پیتل، تانبا، جست، اور دیگر دھات کی انگوٹھیاں مرد وعورت دونوں کیلئے ناجائز ہے۔ (بہار شریعت ج ۳ / ح ۱۶/ ص ۴۲۶ / دعوت اسلامی)

انگوٹھی سے مراد حلقہ ہے نگینہ نہیں نگینہ ہر قسم کے پتھر کا ہو سکتا ہے عقیق ، یاقوت ، زمرد، فیروزہ، وغیرہا سب کا نگینہ جائز ہے بحوالہ مذکورہ اگر انگوٹھی میں حلقہ چاندی کا ہے اور نگ ہیرہ و جواہرات کا جڑا ہوا ہے تو عورت ومرد دونوں کیلئے درست ہے اور اگر حلقہ سونے کا ہے اور ہیرے و جواہرات جڑے ہوئے ہیں تو صرف عورت کیلئے درست ہے مرد کو استعمال کرنا ناجائز ہے مردوں کو ایک سے زیادہ انگوٹھی پہننا یا چھلے پہننا یا ایک سے زائد نگینے والی انگوٹھی پہننا اگر چہ چاندی ہو ناجائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم (بہار شریعت ح ۱۶/ ص ۶۳)

کتبــــــہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی

۸ ذی قعدہ ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

کنواری لیڈیس مہندی لگا سکتی ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ کیا کنواری لڑکی کو مہندی لگانا صحیح نہیں ہے؟المستفتی اجمل بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــالی

کنواری لڑکیاں مہندی لگا سکتی ہیں کوئی حرج نہیں حضور صدر الشریعہ رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں (کنواری) لڑکیوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگا سکتے ہیں اسی طرح ان کو زیور بھی پہنا سکتے ہیں ۔واللہ تعالی اعلم (بہار شریعت حصہ ۱۶ ص ۵۹۶ /مکتبہ مدینہ دھلی)

کتبـــــــہ

عبید اللہ حنفی رضوی

عورتوں کو خوشبو عطر وغیرہ لگانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ عورتوں کا خوشبو مثلا عطر وغیرہم لگانا کیسا؟ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں سائل ۔توصیف رضا ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــالی

خواتین اگر اپنے گھر یا کسی ایسی مجلس میں خوشبو لگائیں جہاں غیر محرم نہ ہوں یا غیر محرموں کو کسی بھی طرح ان کی خوشبو نہ پہنچے تو جائز ہے اور اگر غیر محرموں کو وہ خوشبو آتی ہے اور اس خوشبو کی وجہ سے کوئی ان کو

دیکھتا ہے تو اس کا گناہ اس عورت کو بھی ملے گا۔ نیز آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی بو پھیلے اور خواتین کی خشبو وہ ہے جس کا رنگ معلوم ہو لیکن بو نہ پھیلے (جیسے مہندی وغیرہ)۔

سنن الترمذي :عن أبي موسى : عن النبي صلى الله عليه و سلم قال كل عين زانية والمرأة إذا استعطرت فمرت بالمجلس فهي كذا و كذا يعني زانية

ترجمہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر آنکھ زنا کار ہے اور عورت جب خوشبو لگا کر مجلس کے پاس سے گزرے تو وہ بھی ایسے ہی ہے یعنی وہ بھی زانیہ ہے وضاحت: ہر آنکھ زنا کار ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ آنکھ جو کسی اجنبی عورت کی طرف شہوت سے دیکھے وہ زانیہ ہے اور خوشبو لگا کر کسی مجلس کے پاس سے گزرنے والی عورت اس لیے زانیہ ہے کیونکہ وہ لوگوں کی نگاہوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا سبب بنی ہے اس لیے وہ برابر کی شریک ہے۔ واللہ اعلم (سنن النسائی ص 532)

کتبـــــہ
ابصار رضا مرکزی

باب آداب تلاوۃ القرآن

(تلاوت قرآن کے آداب کا بیان)

گندی جگہوں پر درود شریف یا آیت کریمہ پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
معزز علماء اہلسنت سے گزارش ہیکہ غسل خانہ میں نہانے کے لئے جگہ ہے پاخانہ ہے وہی ایک پانی کا الگ سے نل لگا ہوا ہے کیا اس نل سے وضو کر سکتے ہیں اگر ہاں تو کیا وہاں کلمہ شریف وضو کے دوران پڑھ سکتے ہیں؟ سائل محمد رحمت شاہدی کٹیہا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صورت مستفسرہ میں وضو کر سکتے ہیں لیکن وہاں کلمہ طیبہ کا تکرار یا بسملہ شریف نہ پڑھیں، ایسے گندی مواضع پر منع کیا گیا ہے امام الفقہاء فقیہ النفس علیہ الرحمہ فتاویٰ قاضی خاں میں فرماتے ہیں کہ:

" یکرہ ان یقرأ القرآن فی الحمام لانہ موضع النجاسات ولا یقرأ فی بیت الخلاء "

(فتاوی قاضی خاں کتاب الصلوٰۃ فصل فی قرآۃ القرآن ج۱ ص ۷۸، مطبع نولکشور لکھنو)

مکروہ ہے کہ حمام میں قرآن مجید پڑھا جائے اس لئے کہ وہ محل نجاست ہے۔اور بیت الخلاء (لیٹرین) میں بھی قرآن مجید نہ پڑھا جائے اور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ غسل خانہ میں جا کر کوئی دعاء پڑھنا نہ چاہیے۔واللہ تعالی اعلم (فتاویٰ مصطفویہ صفحہ ۱۳۷)

کتبہ

محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی/ ۹ ربیع الاول ۱۴۴۳ھ بروز سنیچر

موبائل میں قرآن شریف ہوتو بیت الخلا کے لئے جانا شرعا کیسا ہے؟؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
سوال کسی کے پاس موبائل میں قرآن رکھنا اور اسی موبائل کو بیت الخلاء کے اندر لیکر چلے جانا کیسا؟ سائل محمد غفران رضا بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

لائق تعظیم اسلامی تصویر مثلا خانہ کعبہ گنبد خضری اسم جلالت اسم رسالت قرآنی آیات کا عکس وغیرہ ان تمام اسلامی تصویروں کو موبائل کی اسکرین پر یا موبائل کے اندر امیج فولڈر یا امیج گیلری میں رکھتے ہوئے موبائل کو استنجاء خانہ یا بیت الخلاء لے جانا جائز ہے۔
لیکن بچنا بہتر ہے جیسے تعویذ کہ اس میں اسم جلالت اور قرآنی آیات وغیرہ ہوتی ہیں لیکن کپڑا اور کھول وغیرہ میں پوشیدہ ہونے کی وجہ سے اس تعویذ کو پہن کر بیت الخلاء جانا جائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم
(موبائل فون کے ضروری مسائل صفحہ 78)

کتبـــــہ
محمد ریحان رضا کشن گنج بہار

تعویذ پہن کر بیت الخلاء میں جانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
سوال قرآنی آیات والی تعویذ ہوا گر اچھی طرح سے موم جامہ کیا گیا ہو اور پھر کپڑے میں سل کر پہن لیا گیا ہو گلے میں تو کیا گلے میں تعویذ پہن کر بیت الخلاء میں جا سکتے ہیں یا باہر تعویذ نکال کر جائے؟ براہ کرم جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ سائل عبد اللہ قادری گوا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ ایسی انگوٹھیاں یا لوکٹ جس پر اسم جلالت (اللہ) یا نام پاک سرور کائنات (محمد) علیہ افضل الصلوۃ وازکی التسلیمات لکھا ہوا پہن کر بیت الخلاء بلکہ غسل خانہ میں جانا نہایت برا اور عندالشرع اساءت کے حکم میں داخل ہے ایسا کرنے والا گنہگار ہوگا۔

جن انگوٹھیوں یا لوکٹ پر کوئی حرف ہجّا مثلاً, اب ج د وغیرہ یاA,B, C, لکھا ہوا ہو یا کسی زبان کا حرف ہجّا یا لفظ ہو اسے پہن کر بیت الخلاء میں جانا مکروہ اور عندالشرع ناپسندیدہ ہے کیونکہ مطلق حروف کا ادب ہماری شریعت کو محبوب ومطلوب ہے۔

بحرالرائق میں ہے:

یکرہ ان یدخل الخلاء ومعہ خاتم مکتوب علیہ اسم اللہ تعالی او شیء من القرآن

ایسی انگوٹھی کے ساتھ بیت الخلاء میں جانا جس پر اللہ تعالیٰ کا نام یا قرآن کی کوئی چیز لکھی ہو مکروہ تحریمی ہے۔

اور درمختار میں ہے:

عندنا ان للحروف حرمۃ ولو مقطعۃ وذکر بعض القرآن ان حروف الھجّاء قران نزل ھود علیہ السلام الخ

ہم فقہاء کے نزدیک مطلقاً حروف قابل احترام ہیں اگر چہ وہ حروف الگ الگ ہوں اور بعض قرّاء حضرات سے منقول ہے کہ حروف ہجّا (الگ الگ حروف) قرآن (منزل من اللہ تعالی) ہے جو حضرت ہود علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔

یہیں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ بعض لوگ اخبارات و رسائل کو دسترخوان یا جوتا وغیرہ پونچھنے میں استعمال کرتے ہیں یا بعض حضرات ایسا تکیہ یا رومال استعمال کرتے ہیں جن پر اشعار یا جملے یا لفظ کشیدہ ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ ان حروف و الفاظ کا احترام باقی نہیں رہتا ہے لہٰذا یہ سب کام مکروہ و ناپسندیدہ ہے ہاں جو تعویذات انگوٹھیا غلاف کے اندر پوشیدہ ہوں انکے ساتھ بیت الخلاء میں جانا مکروہ نہیں اور اگر اسے اتار کر بیت الخلاء میں جائے تو بہتر ہے۔

درمختار صفحہ (24) میں ہے:

رقیۃ فی غلاف متجاف لم یکرہ دخول الخلاء بہ والاحتراز افضل

جو تعویذ خشک غلاف کے اندر ہو اسکے ساتھ بیت الخلاء میں جانا مکروہ نہیں مگر اس سے بچنا افضل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی یورپ (528) کتاب الحظر والاباحتہ)

کتبـــــــہ
محمد راشد مکی

اگر کسی سے قرآن مجید گر جائے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ قرآن پاک گر جائے تو اس کا ہدیہ کیا ہے رہنمائی فرمائیں۔ سائل: محمد سجاد حیدر مسکن دربھنگہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

قرآن کریم ہاتھ یا الماری میں سے گر جائے تو کچھ لوگ اس کو تول کر برابر وزن کا آٹا، چاول خیرات کرتے ہیں اور اس خیرات کو اس کا کفارہ خیال کرتے ہیں یہ ان کی غلط فہمی ہے۔

قرآن کریم جان بوجھ کر گرا دینا یا پھینکنا تو بہت ہی زیادہ برا کام ہے کسی بھی مسلمان سے اس کی امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ ایسا کرے گا اور جو توہین وتحقیر کے لئے ایسا کرے گا وہ تو کھلا کافر ہے توبہ کرے پھر سے کلمہ پڑھے نکاح ہو گیا ہو تو پھر سے نکاح کرے۔

لیکن اگر دھوکے سے بھول میں قرآن شریف ہاتھ سے چھوٹ گیا یا الماری وغیرہ میں سے گر گیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں بھول چوک معاف ہے لیکن پھر بھی اگر بطور خیرات کچھ راہ خدا میں خرچ کر دے تو یہ اچھی بات ہے اور نہایت بہتر ومناسب ہے۔

لیکن قرآن شریف کو تولنا اور اس کے وزن کے برابر کوئی اناج، غلہ وغیرہ خیرات کرنے کو کفارہ سمجھنا غلط فہمی ہے، بے علمی ہے قرآن وحدیث اور فقہ کی کتابوں میں کہیں ایسا نہیں آیا ہے، ہاں صدقہ و

خیرات ایک عمدہ کام ہے لہذا جو کچھ آپ سے ہوسکے تھوڑا یا زیادہ راہ خدا میں خرچ کردیں ثواب ملے گا اور نہیں کیا تب بھی گناہ وعذاب نہیں ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم (غلط فہمیاں اور ان کی اصلاح ص 169)

کتبــــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

قرآن مجید تین دن یا ایک دن میں ختم کرنا کیسا ہے ؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام کہ قرآن مجید کو تین دن میں مکمل پڑھنے میں کوئی حرج تو نہیں ۔سائل محمد رفیق رضوی شیرانی راجستھان الہند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

علماء بنظر منع کسل وملال اقل مدت ختم قرآن عظیم تین دن مقرر فرمائی مگر اہل قدرت ونشاط بہر عبادت کو ایک شب میں ختم کی بھی ممانعت نہیں بہت اکابر دین سے منقول ہے۔

کما بسط المولی عبد الغنی النابلسی قدس سرہٗ القدسی فی الحدیقۃ الندیۃ وغیرہ فی غیرھا

خود امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو رکعت میں قرآن شریف ختم کیا۔ کما فی الدر المختار (بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم کتاب الصلاۃ باب الوتر والنوافل صفحہ 706 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی)

اس سے معلوم ہوا کہ تین دن میں ختم قرآن مجید کر سکتے ہیں کوئی حرج نہیں اور اللہ تعالیٰ کے وہ بندے جو عبادت کی لذت و چاشنی سے ایک دن میں ختم قرآن مجید کرنے کی قدرت ولیاقت رکھتے ہیں انہیں ایک شب یا ایک دن میں بھی ختم قرآن مجید کی اجازت ہے جیسا کہ محولہ عبارت بالا سے ظاہر ہے اب تو بعض مدارس میں زیر تعلیم وہ حفاظ طلباء جن کا دور مکمل ہوجاتا ہے استاد ایک ہی دن ایک نشت یا

دونشست میں پورا قرآن مجید سنتے ہیں بعدہ حفظ دور کی دستاروسند عطا فرماتے ہیں ہمارے کئی ایک احباب جوشعبہ حفظ پڑھاتے ہیں انہوں نے بتایا کہ تقریباً سات گھنٹے لگتے ہیں۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۷رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

راستہ میں چلتے ہوئے قرآن مجید پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا گلیوں میں چلتے پھرتے قرآن مجید پڑھ سکتے ہیں اگر زبانی یاد ہو۔سائل عبداللہ کراچی پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

قرآن مجید کی تلاوت میں اگر دل نہ بٹے تو جائز ہے ورنہ نہیں جیسا کہ حضور صدر الشریعہ تحریر فرماتے ہیں: لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حرج نہیں جب کہ پاؤں سمٹے ہوں اور منہ کھلا ہو یوہیں چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے جبکہ دل نہ بٹے ورنہ مکروہ۔واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ نمبر 84)

کتبــــــہ

محمد الطاف حسین قادری لکھیم پور کھیری یوپی

۳۰ جمادی الاولی ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

فاتحہ خوانی میں مجمع کے درمیان سے تلاوت کرنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں مسجد میں فاتحہ ہو رہی تھی فاتحہ میں دو سو کے قریب کا مجمع تھا ایک شخص مجمع سے بیٹھ کر قرآن کی تلاوت شروع کی دوسرا شخص کہتا ہے بیچ مجمع سے بیٹھ کر تلاوت نہیں کرنی چاہیے کھڑے ہو کر تلاوت کرنی چاہیے یا آگے آ کر اب مسئلہ یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیے یا بیٹھ کر یا آگے بڑھ کر برائے کرم جلد جواب عنایت فرمائیں۔کسی شخص کو بتانا ہے حضور۔سائل محمد اصغر علی رضوی پالی راجستھان ماڑوار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

یقیناً قرآن کریم کی تلاوت کے لئے ادبا یہ بات ہے کہ سب سے آگے خواہ بیٹھ کر ہو یا کھڑے ہو کر تلاوت کرے اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ مجمع کے بیچ میں سے ہی تلاوت کرے یہ بھی ضروری نہیں کہ کھڑے ہو کر کرے بیٹھ کر بھی کرسکتا ہے جیسا کہ اکثر فاتحہ خوانی میں یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ ایک قل شریف پڑھتا ہے تو دوسرا سورہ فاتحہ اسی طرح دیگر حضرات بھی اور بیٹھ کر تو دور کی بات لیٹ کر بھی پڑھ سکتا ہے جیسا بہار شریعت میں مذکور ہے۔

لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حرج نہیں جبکہ پاؤں سمٹے ہوں نیز چلنے پھرنے کی حالت میں بھی تلاوت درست ہے جبکہ دل نہ بٹے ورنہ مکروہ۔واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۲۵۹)

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

موبائل میں قرآن رکھنا کیسا ہے نیز بے وضوء قرآن پڑھنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام عرض ہے کہ:

(۱) موبائل فون میں قرآن مجید رکھ سکتا ہے یا نہیں جو میموری میں نہ ہو۔

(۲) اور بغیر وضو کے قرآن مجید پڑھ سکتے ہیں یا نہیں، براہ مہربانی جواب دیجئے حضور۔

سائل محمد شیخ فرید فاروقی القادری آسام انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

(۱) موبائل فون میں قرآن شریف رکھنا ایسا ہی ہے جیسے کہ حافظ کے سینہ میں قرآن شریف اس لیے جس طرح بھی موبائل میں محفوظ ہو رکھنا جائز ہے چاہے میموری میں ہو یا ایپ کی شکل میں۔

(موبائل فون کے ضروری مسائل ص ۱۰۰)

(۲) مصحف شریف کو دیکھ کر پڑھنے کی صورت میں اگر ہاتھ لگا کر ورق الٹے گا اور کوئی شئی اسکے ہاتھ اور مصحف کے مابین حائل نہ ہو جیسے رومال یا قلم وغیرہ سے الٹنا تو پھر مصحف شریف کو ہاتھ لگانا حرام ہوگا کیونکہ قرآن چھونے کے لیے وضوء فرض ہے۔

اللہ ارشاد فرماتا ہے:

لا یمسہ الا المطھرون (پ ۲۷)

اسکو نہیں چھوتے ہیں مگر پاک لوگ ہی بخلاف موبائل کے ایپ اور اسکرین کے کیونکہ یہاں ڈائریکٹ مصحف چھونا نہیں پایا جاتا ہے بلکہ اسکرین سیفٹی گلاس کے کور کے اندر ہوتا ہے تو گویا غلاف کے اندر مصحف ہوا، جسے بے وضو چھونا جائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور کیمری

۹ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ

جس مجلس میں قرآن مجید بلند آواز سے پڑھا جارہا ہو تو حاضرین کو باتیں کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں سوال یہ ہے کہ ایک ایسی جگہ مائک پر تلاوتِ قرآنِ مجید کرنا کیسا ہے جہاں لوگ سنتے نہیں ہوں اور اپنے کام میں مصروف رہتے ہوں جیسے میلاد جلسہ یا تیجا چالیسواں میں مائک پر فاتحہ خوانی کی جاتی ہے جواب حوالہ دیگر عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل عبد القیوم سہسوان بدایوں

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جب بلند آواز سے قرآن مجید پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سننا فرض ہے جبکہ وہ مجمع بغرض سننے کے حاضر ہو ورنہ ایک کا سننا کافی ہے اگر چہ اور اپنے کام میں ہوں۔ (غنیہ فتاویٰ رضویہ)

بازاروں اور جہاں لوگ کام میں مشغول ہوں بلند آواز سے پڑھنا ناجائز ہے لوگ نہ سنیں گے تو گناہ پڑھنے والے پر ہے اگر کام میں مشغول ہونے سے پہلے اس نے پڑھنا شروع کر دیا ہو اور اگر وہ جگہ کام کرنے کے لئے مقرر نہ ہو تو اگر پہلے پڑھنا اس نے شروع کیا اور لوگ نہیں سنتے تو لوگوں پر گناہ اور اگر کام شروع کرنے کے بعد اس نے پڑھنا شروع کیا تو اس پر گناہ۔ (غنیہ)

(بحوالہ بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ 84 / 85 مطبوعہ فاروقیہ بکڈپو دہلی)

اس سے معلوم ہوا کہ جب بلند آواز سے قرآن مجید پڑھا جائے تو حاضرین پر اس کا سننا فرض ہے جب کہ وہ مجمع سننے کے غرض سے حاضر ہو ورنہ ایک کا سننا کافی ہے اگر چہ باقی لوگ اپنے کاموں میں ہوں محفل میلاد شریف یا جلسہ یا تیجہ کی مجلس میں لوگ سننے ہی کی غرض سے آتے ہیں۔

لہٰذا بلند آواز سے پڑھنا جائز ہے اور حاضرین پر اس کا سننا فرض ہے اور اگر کوئی اس وقت باتوں یا کسی دیگر کاموں میں مشغول ہوگا تو وہ گنہ گار ہوگا پڑھنے والے پر کوئی گناہ نہیں۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

ابو الاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر/ ۱۶ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

جو قرآن مجید یا دینی کتابیں بوسیدہ ہوگئیں ہوں اسے کیا کیا جائے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
پرانی یا پھٹی ہوئی اسلامی کتاب کو کیا کیا جائے؟ کیا کنواں میں ڈالنا صحیح ہے؟ با حوالہ جواب ارسال فرما کر رہنمائی فرمائیں۔ سائل معین پٹھان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جو قرآن مجید یا کوئی دینی کتاب جس میں قرآن کی آیتیں اور حدیث پاک کے جملے لکھے ہوں اگر وہ بوسیدہ ہوگیا اس قابل نہ رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اوراق بکھر کر ضائع ہوں گے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے اور دفن کرنے میں لحد بنائی جائے تا کہ اس پر مٹی نہ پڑے یا اس پر تختہ لگا کر چھت بنا کر مٹی ڈالیں کہ اس پر مٹی نہ پڑے اور نہ اس کو جلایا جائے نہ کنواں میں ڈالا جائے۔ (بہار شریعت حصہ 16 ص 118)

اور اسی طرح وہ اسٹیکر شادی کارڈ اور خط وغیرہ جن میں قرآن کی آیتیں حدیثیں درود شریف اور اولیاء کرام کے نام وگنبد وغیرہ وغیرہ ہوتے ہیں انہیں بھی مذکورہ طریقے پر دفن کیا جائے یا دریا میں ڈال دیا جائے۔ واللہ تعالی اعلم (فتاوی فقیہ ملت ص 329) (فتاوی فقیہ ملت ص 329)

کتبـــــہ

محمد ابصار رضا مرکزی پورنیہ بہار

موبائل فون سے قرآن کی آیت اور حدیث شریف اڑانا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ موبائل فون پر جو آیات واحادیث مبارکہ کوئی بھیج دیتا ہے پھر وہ ڈلیٹ کردیتے ہیں تو اس طرح قرآن مجید کو اپنے ہاتھوں سے کیا مٹانا لازم آتا ہے؟ وضاحت فرمادیں عین نوازش ہوگی۔ المستفتی: تحسین رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ضرورت پڑنے پر موبائل سے قرآنی آیت خواہ وہ ایم پی تھری میں ہو یا پی ڈی ایف میں، یا پھر اینڈرائیڈ ایپ کی شکل میں ڈیلیٹ کرسکتے ہیں جائز ہے یہ قرآن کو مٹانا یا ختم کرنا نہیں ہے جیسا کہ درمختار مع شامی میں ہے کہ:

ولو فیہ اسم اللہ أو الرسول فیجوز محوہ لیلف فیہ شئی۔

(درمختار مع الشامی ج1 ص322 زکریا)

ایسے ہی بعض لوگ اپنے دوستوں کو موبائل فون پر قرآنی آیات واحادیث وغیرہ میسیج کرتے ہیں اور بوقت انھیں ڈلیٹ (Delete) کردیتے ہیں بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ ان کو ڈلیٹ کرنے سے گناہ ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا یہ خیال درست نہیں ہے کیوں کہ موبائل پر لکھے میسیج کو مٹانا کاغذ یا دیوار اور کپڑے وغیرہ پر لکھی ہوئی عبارت کو مٹانے کے حکم میں نہیں ہے۔

علاوہ ازیں جب درودیوار پر لکھے اسم باری تعالیٰ کے مٹانے کی اجازت ھے جس کے مٹانے میں بے ادبی کا شائبہ بھی ہے، تو موبائل پر میسیج مٹانے میں کیا حرج ہے، جبکہ اس میں اس بے ادبی کا شائبہ بھی نہیں ہے۔

لہٰذا قرآن یا حدیث والے میسیج کو (Delete) مٹانے میں کوئی قباحت نہیں ہے جیسا کہ فتاوی ھندیہ میں ہے:

ولو کان فیہ اسم اللہ تعالی أو اسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم یجوز محوہ

ليلف فيه شيئ كذا في القنية ولو محا لوحا كتب فيه القرآن واستعمله في أمر الدنيا يجوز كذا في الغرائب۔

(الفتاوى الهندية كتاب الكراهية الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف وما كتب فيه شيي من القرآن نحو الدراهم والقرطاس أو كتب فيه اسم الله تعالى۔ والله اعلم (ج5 ص 377 مکتبہ زکریا دیوبند)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

دیواروں پر لکھی ہوئی آیتوں کے اوپر سے گرے ہوئے پانی کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل میں کہ دیوار پر جو آیتیں لکھی ہوتی ہیں اب اگر صاف صفائی کے دوران دیوار کی صفائی کرنے میں جو پانی دیوار پر بہایا جاتا ہے وہ پانی بہہ کر نالی میں جاتا ہے تو ایسے صفائی اور پانی جو کہ آیت کریمہ پر پڑ کر نالی میں جاتا ہے تو کیا حکم ہے علماء کرام تسلی بخش حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ المستفتی محمد انور علی سعودی عرب شریف

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجواب بعونه تعالى

شریعت مطہرہ کا قاعدہ ذہن نشین کرلیں، علماء کرام دیوار پر آیت کریمہ کتابت کرنے کو منع فرماتے ہیں وجہ علت یہی ہے کہ وہ ٹوٹ کر یا پانی وغیرہ اس پر بہہ کر زمین پر آئے گا غرض کہ پامال ہوگا یعنی نالی و پاؤں کے نیچے گزرے گا اس سے اجتناب کریں۔

جیسا کہ فتاوی ھندیہ میں ہے:

وَلَيْسَ بِمُسْتَحْسَنٍ كِتَابَةُ الْقُرْآنِ عَلَى الْمَحَارِيبِ وَالْجُدْرَانِ لِمَا يُخَافُ مِنْ سُقُوطِ الْكِتَابَةِ وَأَنْ تُوطَأَ وَفِي جَمْعِ النَّسَفِيِّ

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ إلخ، فصل کرہ غلق باب المسجد، ج۱، ص۱۰۹۔)

مجدد اعظم اعلحضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

دیواروں پر کتابت سے علماء نے منع فرمایا ہے کما فی الھندیۃ وغیرھا، اس سے احتراز ہی اسلم ہے۔ اگر چھوٹ کر نہ بھی گریں تو بارش میں پانی ان پر گزر کر زمین پر آئے گا اور پامال ہوگا غرض مفسدہ کا احتمال ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ صفحہ ۳۸۳ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

صورت مسؤلہ میں اس آیت پر پانی گزر کر زمین پر آئے گا تو پامال بحرمتی ہوگی اس سے گریز کریں بہتر ہے تر کپڑے سے صفائی کرلیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی چھپرہ بہار

۱۲ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

حالت جنابت میں قرآن شریف کی تلاوت کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مسئلے ذیل میں کہ ناپاکی کے حالت میں قرآن شریف کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟ المستفتی: عبدل اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

شریعت مطہرہ کی رو سے بحالت جنابت کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرسکتا جیسا کہ سنن ترمذی شریف میں حدیث شریف ہے کہ:

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال لا تقرأ الحائض ولا الجنب شیئا من القرآن اھ

یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا: حائضہ اور جنبی قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے۔ (ترمذی شریف ج 1 ص 34)

البتہ جنابت کی حالت میں اوراد، دعائیں اوراد و اذکار پڑھنے میں کوئی حرج وممانعت نہیں ہے جیسا کہ شرح وقایہ میں ہے:

و سائر الادعية و الاذكار لاباس بها"

یعنی تمام قسم کے اوراد، دعائیں اوراذ کار پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(شرح وقایہ ج1 ص 116)

اور فتاوی عالمگیری کتاب الطهارة الفصل الرابع فی احکام الحیض و النفاس و الاستحاضة میں ہے:

و يجوز للجنب و الحائض الدعوات و جواب الاذان و نحو ذلك

یعنی جنبی اور حائضہ کے لئے دعائیں پڑھنا اوراذان کا جواب دینا اوراس جیسے اذکار پڑھنا جائز ہے۔ (ج 1 ص 38)

ہاں ان کے حق میں مستحب ومندوب ہے کہ وہ اذکار، اوراد اور کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھنے کے وقت وضو کرلیں جیسا کہ درمختار مع حاشیہ ردالمحتار میں ہے:

(ولايكره النظر اليه) اى القرآن (لجنب و حائض و نفساء) لان الجنابة لاتحل العين (ك) مالا تكره (ادعية) اى تحريما و الا فالوضوء لمطلق الذكر مندوب و تركه خلاف الاولى وهو مرجع الكراهة التنزيهية

یعنی جنبی وحیض ونفاس والی عورت کیلئے قرآن مجید کو دیکھنے میں کوئی کراہت نہیں کیونکہ جنابت وناپاکی آنکھ میں سرایت نہیں کرتی و نیز دعاؤں کا پڑھنا مکروہ تحریمی نہیں ہے البتہ مطلق ذکر کیلئے وضو کرلینا مستحب ہے اور بے وضو پڑھنا خلاف اولی اور مکروہ تنزیہی ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(ج 1 ص 122)

کتبہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

مسجد کے منبر پر قرآن شریف وغیرہ رکھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
بعد سلام عرض یہ ہے کہ مسجد کے منبر پر قرآن شریف یا دیگر اشیاء رکھنا عند الشرع کیسا ہے؟ براہ کرم جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ سائل محمد علی سورت گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

منبر کی جن سیڑھیوں پر خطیب بیٹھتا ہے یا پیر رکھتا ہے اس پر رحل یا بلا غلاف یا کوئی اور موٹا کپڑے بچھائے بغیر قرآن شریف، حدیث کی کوئی کتاب یا کتب دینیہ کا رکھنا خلاف ادب ہے اور اگر قرآن کریم رحل پر ہو یا کوئی کپڑا بچھا کر اس پر کوئی دینی کتاب رکھی جائے تو یہ بے ادبی میں داخل نہیں اور جائز ہے البتہ مناسب یہ ہے کہ منبر کی سیڑھیوں پر کپڑے کے ساتھ بھی قرآن کریم وغیرہ نہ رکھا جائے، جس طرح فرش پر کپڑا بچھا کر بھی قرآن کریم وغیرہ نہیں رکھا جاتا؛ بلکہ قرآن کریم وغیرہ الماری وغیرہ میں ہی رکھنا چاہیے۔

جیسا کہ رد المحتار علی الدر المختار میں ہے کہ:

فلا یلقی فی موضع یخل بالتعظیم ۔

(رد المحتار علی الدر المختار ج 1 ص 322 : کتاب الطهارة، دار الکتب العلمیه بیروت ،فتاوی عالمگیری ج5 ص 400 : کتاب الكراهية، باب الصلاۃ والتسبیح وقراۃ القرآن)

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۳۰ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ

بچے نے پیر پہ پیشاب کر دیا تو قرآن چھونا اور پڑھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے میں کہ آدمی باغسل اور باوضو تھا اور لڑکے نے اس کے اوپر پیشاب کر دیا اور آدمی کا پورا پیر پیشاب سے بھیگ گیا تو کیا اب وہ آدمی قرآن شریف چھو سکتا ہے اور پڑھ سکتا ہے اگر کوئی ایسی حالت میں قرآن شریف چھونے اور پڑھنے کو جائز کہتا ہے تو کیا نص قطعی کا انکار نہیں لا یمسہ الا المطھرون صرف پاک لوگ چھو سکتے ہیں بینوا وتوجروا۔سائل محمد احمد رضا اتر پردیش

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صورت مسئولہ میں یہ جاننا ضروری ہے کہ پیشاب نجاست غلیظہ ہے وہ چھوٹے بچوں کا ہو یا بڑوں کا اگر پیر میں ایک درہم سے زیادہ پیشاب لگا ہے تو اس کو پاک کرنا فرض ہے چنانچہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

نَجاستِ غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زِیادہ لگ جائے، تو اس کا پاک کرنا فرض ہے۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ دوم نجاستوں کے متعلق احکام)

جس کے پیر میں پیشاب لگا ہے وہ قرآن چھو سکتا ہے کیونکہ نجاست اس کے پیر میں لگی ہے ہاتھ میں نہیں اور قرآن پڑھ بھی سکتا ہے کیونکہ صرف پیر میں پیشاب لگنے سے اس، پر غسل فرض نہیں ہوا اور اس صورت میں باوضو اور باغسل شخص کے لئے ہاتھ سے قرآن چھونے یا زبان سے پڑھنے کو جائز کہنے والا درست کہتا ہے اس پر کوئی الزام نہیں۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
محمد معصوم رضا نوری
۴ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ

جس ٹوپی میں کسی بزرگان دین کے گنبد کا نقشہ بنا ہو اس کو پہن کر بیت الخلاء میں جانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام کہ آجکل ہم جو ٹوپی استعمال کرتے ہیں جس میں حضور خواجہ غریب نواز کا گنبد شریف، حضور اعلیٰ حضرت کا گنبد شریف، حضور تاج الشریعہ کا تاج شریف اور بھی بزرگوں مزاروں کے گنبد شریف نقش ہوتے ہیں کسی میں ہاتھ بھرت سے اور کسی میں مشین سے تو کیا ایسی نقش والی ٹوپی پہن کر بیت الخلاء وغیرہ میں جانا شرعاً درست ہے؟ سائل: محمد ظہیر برکاتی احمد آباد گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جس ٹوپی میں حضور غریب نواز یا حضور سیدی اعلیحضرت یا حضور تاج الشریعہ کا تاج یا دیگر بزرگوں کے مزارات کے گنبد شریف کا نقش بنے ہوتے ہیں ایسی نقش والی ٹوپی پہن کر بیت الخلاء میں ہرگز نہ جائیں کہ بے ادبی ہے کیونکہ جس طرح ان مزارات کے گبند شریف کا ادب و احترام لازم و ضروری ہے اسی طرح اس کے نقوش کا بھی ادب و احترام لازم وضروری ہے کیونکہ ادب و احترام کے سلسلے میں جو حکم اصل کا ہوتا ہے وہی حکم نقوش کا بھی ہوتا ہے جیسا کہ امام اہل سنت سیدی اعلیحضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ فتاوی رضویہ ج9 ص 150 نصف اول پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

علمائے دین نے نقشے کا اعزاز وعظام وہی رکھا ہے جو اصل کا رکھتے ہیں۔

(ماخوذ فتاوی فقیہ ملت ج1 ص182)

لہذا مذکورہ باتوں سے واضح ہوا کہ ادب کا تقاضا یہی ہے کہ ایسی ٹوپیاں پہن کر استنجاء خانہ وغیرہ میں نہ جائیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

نعلین پاک والی ٹوپی پہن کر بیت الخلاء میں جانا کیسا ہے

سوال کیا نعلین پاک والی ٹوپی پہن کر پیشاب خانے میں جا سکتے ہیں؟ علماء کرام رہنمائی فرمائیں۔سائل عبداللہ مصطفائی فیضی کچھ گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

نعلین پاک والی ٹوپی پہن کر بیت الخلاء میں جانا منع ہے اس لیے اسے اتار کر کوئی اور ٹوپی پہن کر یا کسی چیز سے سر ڈھانپ کر جائے رد المحتار میں ہے:

اذا اراد ان یدخل الخلاء ینبغی ان یقوم قبل ان یغلبه الخارج ولا یصبحه شیء علیه اسم اعظم ولا حاسر الرأس ولا مع القلنسوۃ بلا شیء علیها (ج۱ص۵۵۰ کتاب الطهارۃ دار الکتب العلمیه بیروت)

کتبہ

محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور کیمری

۲۷ شوال المکرم ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

نادعلی،آیات قرآنی وغیرہ،بطور نقش جلانا کیسا؟

معزز علمائے کرام ومفتیان عظام کی بارگاہ میں مسئلہ بغرض اصلاح پیش خدمت ہے کہ نادعلی، چہل کاف، یا قرآن کی سورتیں بطور نقش مریضوں کو جلانے (بطور پلیتہ) کے لئے دینا درست ہوگا یا نہیں۔المستفتی ایس خان قادری رضوی بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

قرآن مجید کی ہر آیت کا ادب واحترام مسلمانوں پر واجب ہے جس بات کی صراحت کتب فقہ میں موجود ہے کہ جب قرآن کریم بوسیدہ ہو جائے اور پڑھنے کے قابل نہ رہے، تو اسے کسی محفوظ اور پاک جگہ دفن کر دیا جائے اسے جلانا، جائز نہیں، یونہی اسمائے مقدسہ مثلاً: اللہ عزوجل، انبیائے کرام، صحابۂ کرام اور اولیائے عظام کے اسمائے گرامی کو جلانا بھی منع ہے لہذا عاملین کی طرف سے اگر ایسے تعویذ دیئے جائیں، جن میں آیات قرآنیہ یا اسمائے مقدسہ ہوں، انہیں جلانا بلاشبہ ان کے ادب واحترام کے خلاف اور سخت ممنوع و مکروہ ہے جیسا کہ ردالمحتار میں ہے کہ:

فی الذخیرہ المصحف اذا صار خلقاً و تعذر القراۃ منہ. لا یحرق بالنار. الیہ اشار محمد وبہ ناخذ

یعنی ذخیرہ میں ہے کہ مصحف جب بوسیدہ ہو جائے اور اس سے قراءت نہ کی جاسکے، تو اسے آگ میں نہ جلایا جائے۔ اسی کی طرف امام محمد علیہ الرحمۃ نے اشارہ کیا ہے اور ہم اسے ہی اختیار کرتے ہیں۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار ج9 ص696: مطبوعہ پشاور)

اور المجتبی شرح القدوری میں ہے کہ:

الرسائل و الکتب التی لا منفعة فیها یمحی عنها اسم الله تعالی و ملائکته و رسله و یحرق الباقی. و ان القاها فی المآء الجاری کما هی او دفنها لا باس به. و الدفن احسن کما فی الانبیاء و الاولیاء اذا ماتوا. و کذا جمیع الکتب اذا بلیت و خرجت عن الانتفاع

(المجتبی شرح القدوری ص1604: جامعۃ نجم الدین اربکان)

اور درمختار میں ہے کہ:

الکتب التی لا ینتفع بها یمحی عنها اسم الله و ملائکته و رسله و یحرق الباقی و لا باس بان تلقی فی ماء جار کما هی او تدفن و هو احسن

یعنی وہ کتابیں جو قابل انتفاع نہ رہیں، ان میں سے اللہ عزوجل، فرشتوں اور رسولوں کے نام مٹا کر بقیہ کو جلا دیا جائے یا وہ کتابیں جس حالت میں ہوں، اسی طرح انہیں جاری پانی میں بہا دیا جائے یا دفن کر دیا جائے اور دفن کرنا زیادہ اچھا ہے۔

(درمختار مع ردالمحتار ج9 ص696: کتاب الحظر والاباحۃ، مطبوعہ کراچی)

اور امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ مصحف کریم کا احراق جائز نہیں۔(فتاوی رضویہ ج23 ص376: رضافاؤنڈیشن لاھور)

اور مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ قواعد بغدادی وابجد اور سب کتب غیر منتفع بہا ماورائے مصحف کریم کو جلا دینا بعدِ محو اسمائے باری عزاسمہ اور اسمائے رسل وملائکہ صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم اجمعین کے جائز ہے۔
(فتاوی رضویہ ج23 ص339: رضاعی فاؤنڈیشن، لاھور)

لہذا صورت مسئولہ میں نادعلی چہل کاف یا آیاتِ قرآنی بطور نقش مریضوں کو جلانے کی اجازت نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۱۸ ذی قعدہ ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

باب الوصایا

(وصیت کا بیان)

حیات میں ترکہ تقسیم کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

عرض یہ ہے کہ ایک محترم حیات ہیں اور انکی اہلیہ انتقال ہو چکی، انکے 3 لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں سب شادی شدہ ہیں محترم کے 3 گھر ہیں وہ ہر لڑکے کو ایک ایک گھر دینا چاہتے ہیں اور لڑکوں کو وصیت کرتے ہیں کہ انکی دو لڑکیوں کو ترکہ دو جو تمہیں مناسب لگے والد اور بھائیوں کے پاس رقم نہ ہونے کی صورت میں انکا کہنا یہ ہے کہ 3 بھائی 2 بہنوں کو 2،2 لاکھ دے دو یعنی ٹوٹل 6 لاکھ اسطرح ایک بہن کو 3،3 لاکھ تقسیم ہونگے تینوں بھائیوں کی طرف سے کیا ایسی وصیت درست ہے؟ اور صحیح شرعی وصیت مذکورہ معاملہ کے تحت کیا ہونی چاہیے رہنمائی فرمائیں۔ سائل فقیر محمد یوسف عطا قادری رضوی ہند کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

آپ نے سوال میں اہلیہ کے انتقال کا ذکر کیا ہے مگر اس کے مال متروکہ کا کوئی ذکر نہیں ہے اس لئے اگر ان کا مال متروکہ ذکر کردہ مکانات میں شامل ہے تو پہلے اسے شرعی اعتبار سے تقسیم کریں پھر آپکو اپنے مال کا اختیار ہے یہاں پر تقسیم نہیں کی جارہی ہے اس بنا پر کہ آپ نے اپنی اہلیہ کے مال کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے اگر کوئی شخص اپنی حیات میں کسی کیلئے وصیت کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ وصیت تہائی مال سے زیادہ نہ ہو اور کسی وارث کیلئے بھی نہ ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں ہدایہ آخرین ص ٦٥٤ میں ہے:

لا تجوز بما زاد علی الثلث اھ اور لا تجوز لوارثہ

اور اسی کتاب کے ص ٦٠٧ پر ایک حدیث شریف نقل ہے:

لاوصیۃ لوارث

اس لئے اس شخص کی دونوں لڑکیاں وارث ہیں اور وارث کے حق میں وصیت نہیں ہے اس بنا پر اپنی دونوں لڑکیوں کیلئے وصیت نہیں کرسکتا ہے باپ اپنی زندگی میں ساری جائداد کا مالک ہے وہ جسے چاہئے جتنا دیدے کسی کو اعتراض کا حق نہیں ہے یہ باپ کی جانب سے ہبہ ہوگا جو قبضہ کے بعد تام ہوگا۔

فتاویٰ امجدیہ میں ہے:

اپنی زندگی وصحت میں اگر اس نے ہبہ کر دیا اور قبضہ بھی دلادیا تو ہبہ صحیح ہوگا ورثہ کو واپس لینے کا کوئی حق نہیں ہے تقسیمِ فرائض مرنے کے بعد ہوتی ہے زندگی میں خود مالک ہے اس کی جائداد میں دوسرے کا حق نہیں ناکہ حصص شرعیہ پر تقسیم ہوگی۔ (ج ۲/ص ۳۸۰/)

اگر وہ شخص زندگی میں ہی اپنی جائداد ورثہ کے درمیان تقسیم کرنا چاہتا ہے تو لڑکا اور لڑکی سب کو برابر برابر دے ایسا ہی فتاوی رضویہ ج ۱۰/ص ۳۹۵/ پر ہے۔

اس لئے اگر وہ شخص اپنی زندگی میں اپنے تینوں لڑکے اور دونوں لڑکیوں کے درمیان جائداد تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو لڑکے اور لڑکیوں کے درمیان برابر برابر تقسیم کرے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد رضا امجدی سیتامڑھی

موت پر وقف کو مُعلّق کرنے سے وقف نہیں ہوتا بلکہ وصیت ہوتی ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان کرام اسکے بارے میں زید یہ لکھ کر دے دیا کہ مرنے کے بعد اپنی زمین مسجد کے نام وقف کرتا ہوں اب زید اس زمین کو واپس لینا چاہتا ہے اسے بیچ کر اپنا علاج کروانا چاہتا ہے کیا زید کا ایسا کرنا صحیح ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی

محمد سلیمان رضوی بلرام پور

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجواب بعونه تعالى

چونکہ زید نے وقف کو مرنے پر معلق کیا ہے تو جب وقف کو موت پر معلق کیا جاتا ہے تو وقف نہیں بلکہ وہ وصیت کی منزل میں ہوتا ہے اور وصیت سے اپنی زندگی میں رجوع کیا جا سکتا ہے لھذا زید کا اس زمین کو بیچ کر علاج کرانے میں حرج نہیں۔

كما في البحر الرائق:

قال في الهداية قال في الكتاب لا يزول ملك الواقف عن الوقف حتى يحكم به الحاكم او يعلقه بموته اما في تعليقه بالموت فالصحيح انه لا يزول ملكه فيصير بمنزلة الوصية وله ان يرجع قبل موته كسائر الوصايا۔

(البحر الرائق على كنز الدقائق ج ٥ ص ٣٢٢ كتاب الوقف دار الكتب العلميه. هكذا في الجوهرة النيرة في الجزء الثاني ص ٣١ زكريا ديوبند)

اسی طرح حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ فرماتے ہیں:

کسی نے کہا اگر میں مرجاؤں تو میرا مکان فلاں پر وقف ہے یہ وقف نہیں بلکہ وصیت ہے وہ شخص اپنی زندگی میں باطل کرنا چاہے تو باطل ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بہار شریعت ح ۱۰ ص ۵۳۱ کتاب الوقف دعوت اسلامی)

کتبہ

مشاہد رضا حشمتی رام پور کمیری

۲۲ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

وارث کے لئے وصیت کرنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے میں کہ کیا اپنے وارث کیلئے ہی وصیت کی جاسکتی ہے جبکہ وارث تو مرحوم کے انتقال کے بعد خود بخود حصے دار ہوگیا جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی: محمد حسین انصاری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

احناف کے نزدیک وارث کے لئے وصیت جائز نہیں مگر اس صورت میں جائز ہے کہ ورثہ اس کی اجازت دیدیں جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے ک:

"لا تجوز الوصية للوارث عندنا إلا أن يجيزها الورثة"

یعنی احناف کے نزدیک وارث کے لئے وصیت جائز نہیں ہاں اگر وارثین میں تمام افراد بالغ ہیں تو وارثین کی رضا سے وصیت وارثین کے حق میں نافذ ہوگی اگر کچھ بالغ اور کچھ نابالغ ہیں یا تمام نابالغ وارثین ہیں تو وصیت وارث کے حق میں قطعی طور سے نافذ نہیں ہوگی۔

(فتاوی عالمگیری ج6 ص109: کتاب الوصایا، الباب الاول، دار الکتب العلمیہ بیروت)

اور حدیث شریف میں ہے کہ:

فلا وصية لوارث"

یعنی وارث کے لئے وصیت نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(جامع ترمذی کتاب الوصایا عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باب ما جاء لا وصیۃ لوارث)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

باب الفرائض

(فرائض کا بیان)

ہبہ کی تمامیت کیلئے قبضہ شرط ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
ایک بہن کا سوال ہے کے میری والدہ نے 15 سال پہلے اپنا زیور میرے پاس رکھوایا کے سب سے چھوٹی بہن کے مالی حالات ٹھیک نہیں ہے جب وہ اپنے بچوں کی شادی کرے تو زیور اسکو دے دینا 6 ماہ ہو گئے والدہ کا انتقال ہوگیا اب بھائی کہہ رہے ہیں کے والدہ کا زیور ہمیں دے دو آپ رہنمائی فرمائیں میں کیا کروں.؟ مزید رہنمائی فرمائیں کہ جو رقم بھی والدہ نے مجھے ہبہ کر دی اس میں بھائیوں اور باقی بہنوں کا بھی حق ہوگا؟ مزید اگر بطور امانت میری بہن کے لیے زیورات رکھوائے تو سب برابر کے حصہ دار ہونگے؟ مدلل جواب سے نوازیں سائل محمد شبر پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــــالی

صورت مسؤلہ میں آپ کی والدہ نے جو زیور پندرہ سال پہلے آپ کو، چھوٹی بہن کیلئے دیا تھا،، آپ اس زیور کی ضامن ہوئیں مگر وہ زیور ہبہ نہیں ہوا ہبہ اس وقت ہوتا جب آپ کی والدہ چھوٹی بہن کو قبضہ دے دیتی اس لئے کہ ہبہ کے شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ موہوب لہ کا قبضہ ہو یہاں ایک مدت مدیدہ تک ضامن کے پاس ہے مگر موہوب لہ کا قبضہ نہیں ہے۔

جیسا کہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب بہار شریعت ج ۲ / ح ۱۴ / ص ۶۶ / میں ارشاد فرماتے ہیں: ہبہ تمام ہونے کیلئے قبضہ کی بھی ضرورت ہے بغیر اس کے ہبہ تمام نہیں ہوتا،، اس لئے مذکورہ زیور آپ کے والدہ کے انتقال کے بعد ترکہ میں شامل ہو کر تمام ورثا میں بحسب حکم شرعی تقسیم ہوگا۔

جیسا کہ حضور اعلی حضرت علیہ الرحمہ والرضوان فتاوی رضویہ شریف ج ۱۹ / ص ۱۹۱ / مکتبہ دعوت

اسلامی میں ارشاد فرماتے ، ہیں: اگر ہبہ صحیحہ میں واہب بے قبضہ دئے مرجائے تو ہبہ باطل ہو جاتا ہے اور فرائض اللہ پر تقسیم ہو جاتی ہے۔

جو روپیہ آپ کی والدہ نے اپنی حیات میں آپ کو دیا اور اس پر آپ کا قبضہ بھی ہو گیا تھا وہ ہبہ ہے اس کو، ترکہ میں شامل نہیں کریں گے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبـــــہ

محمد رضا امجدی مقام ہر پور وا سیتا مڑھی بہار

والدہ اور صلبی بیٹے بیٹیاں کے درمیان تقسیم ترکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

بعد سلام عرض یہ ہے کہ میرے والد صاحب کو انتقال ہوئے 13 سال ہو گئے ہم چار بھائی اور دو بہن ہیں اور والدہ بھی باحیات ہے والد صاحب کی وراثت میں سے کس کو کتنا حصہ ملے گا تفصیل کے ساتھ جواب دیں بڑی مہربانی ہوگی۔ سائل ظہور الحسن ادے پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

صورت مستفسرہ میں بعد تقدیم ما تقدم علی الارث وانحصار ورثہ فی المذکورین کل مال متروکہ کو آٹھ جگہوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ میت کی بیوی کو ملے گا۔

قال اللہ تعالی: " فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ "

اور مابقیہ سات حصوں کو پھر دس حصوں میں تقسیم کر کے ہر ایک لڑکا کو دو دو حصے ملیں گے اور دونوں لڑکیوں کو ایک ایک حصہ مل جائے گا۔

وقال اللہ تعالی " لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ "

کتبـــــہ

محمد رضا امجدی مقام ہر پور وا باچپٹی سیتا مڑھی بہار

۱۲ جمادی الاول ۱۴۴۳ھ بروز جمعہ

دو بیویاں ایک لڑکا اور دو بیٹیاں ہوں تو تقسیم ترکہ کس طرح؟؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میت نے دو بیویاں چھوڑیں ایک بیوی کے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے جبکہ دوسری بیوی لا ولد ہے تو مذکورہ بالا حالت میں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ سائل عرفان احمد آفاقی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صورت مسئولہ میں کل جائداد کے 32 حصے ہوں گے دونوں بیویوں کو چار یعنی ہر ایک بیوی کو دو دو حصے ملیں گے اور لڑکے کو چودہ 14۔ حصے دیے جائیں گے اور دونوں لڑکیوں کو چودہ 4 حصے ملیں گے یعنی ہر ایک لڑکی کو سات 7 سات 7 حصے ملیں گے۔

کتبـــــــہ
محمد رضا امجدی ہرپوروَا باچپٹی سیتامڑھی بہار
۵ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

کیا سوتیلے باپ کی جائداد میں سوتیلے بیٹے کا حصہ ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ ایک شخص نے طلاق شدہ عورت سے نکاح کیا اور جو طلاق شدہ عورت ہے اُسکے بھی پہلے سے ایک یا دو بچے ہیں تو پوچھنا یہ تھا کہ جو اس بیوی کے پہلے سے بچے ہیں تو کیا ان بچوں کا بھی اس شوہر کی وراثت میں حصہ رہیگا جس سے ابھی شادی ہوئی ہے۔ سائل محمد مشرف ایم پی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ترکہ کے حقدار ذوی الفروض ،عصبات ،یا ذوی الارحام ہوتے ہیں اور یہاں ان میں سے کوئی بھی نہیں ہے وہ لڑکا جس کو اس کی بیوی لیکر آئی ہے،اسلام میں وراثت کا حکم میت سے قرابت ونزدیکی ہے اگر میت سے قرابت ہے تو وارثین کی فہرست میں شامل ہوگا ورنہ نہیں.عورت کا وہ لڑکا جو پہلے شوہر سے ہے اس کے حقیقی والد جس نے اس کی ماں کو طلاق دے دیا ہے اس کے مال وراثت میں اسکا حصہ ہوگا اور خود اس کی ماں کے مال میں اس لڑکے کا حصہ ہوگا مگر عورت کے دوسرے شوہر کے مال میں اس لڑکے کا کوئی حصہ نہیں ہوگا ہاں اگر اس عورت کی کوئی دوسری اولاد اس شوہر سے ہے تو اس کا حق ضرور اس میں ہوگا جیسا کہ فتاوی مرکز تربیت افتاء ج ۲ /ص ۶۰۳ / میں ہے۔

دوسری بیوی کے ترکہ میں پہلی بیوی کے لڑکے کا کوئی حصہ نہیں کیونکہ اس کے ساتھ اس کی کوئی نسبی قرابت نہیں پائی جاتی اس لئے اس کے ترکہ میں اس کا کوئی حق نہیں ٹھیک اسی طرح اس عورت کے شوہر اول سے جو اولاد ہے اس کا حق شوہر ثانی کے مال میں نہیں ہوگا۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد رضا امجدی ہر پورو اباچپٹی سیتامڑھی بہار

۱۶ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بروز منگل

اگر کسی شخص کا انتقال ہو جائے اور وارثین نہ ہوں تو مال کو کیا کیا جائے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مسلمان نے کسی کافر سے قرض لیا تھا قرض لینے والا مر گیا اور دنیا میں کوئی بھی اسکا وارث نہیں ہے تو قرض لینے والے مسلمان کے لیے کیا حکم شرع ہے اس پیسہ کو کیا کرنا چاہیے جواب دیکر عنداللہ ماجور ہوں ۔المستفتی: محمد انیس القادری آندھرا پردیش

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

اگر کسی مسلمان نے کافر سے قرض لیا مگر کافر مرگیا اور اس کا کوئی وارث بھی نہیں ہے تو ایسی صورت میں اس روپئے کو بیت المال اور فقراء ومساکین کے درمیان تقسیم کردے جیسا کہ امام اہل سنت سیدی اعلیحضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ اسی طرح ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

جو شخص مرجائے اور کوئی وارث نہ چھوڑے نہ کسی کے نام وصیت کی ہو تو اس کے مال کا مستحق بیت المال ہے اور بیت المال کے ایسے مال کا مستحق مذہب جمہور پر فقراء مساکین عاجزین ہیں کہ ان کے کھانے پینے اور کفن ودفن میں صرف کیا جائے اور یہ حکم جیسا مال مسلم کے لئے ہے یونہی مال کافر کے لئے بھی۔

فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

من مات من اهل الذمة ولا وارث له فماله لبيت المال كذا في الاختيار شرح المختار اه

یعنی ذمیوں میں سے کوئی مرگیا اور اس کا کوئی وارث نہیں تو اس کا مال بیت المال میں رکھا جائے گا اختیار شرح

مختار میں یونہی ہے۔

(الفتاوی الهندية: كتاب الفرائض، الباب الخامس ج6 ص454)

پس ایسی صورت میں وہ مال فقراء کو دے دے نہ اس نیت سے کہ اس صدقہ کا ثواب اس کافر کو پہنچے کہ کافر اصلا اہل ثواب نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ خبیث مرگیا اور موت مزیل ملک ہے تو اب وہ اس کا مالک نہ رہا بلکہ حق بیت المال ہوا تو فقراء کو بذریعہ استحقاق مذکور دیا جاتا ہے۔

(فتاوی رضویہ ج25 ص53 رضا فاونڈیشن لاهور)

لیکن یہاں ملک ہند میں نہ حکومتِ اسلامیہ ہے نہ بیت المال لہذا مقروض اس رقم کو غربا و مساکین میں تقسیم کردے تاکہ اپنے بارِ قرض سے بری الذمہ ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

باپ کے مال متروکہ میں بیٹی کو کتنا حصہ ملے گا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معز زمفتیان کرام کی بارگاہ میں عرض ہیکہ بکر نے ایک گھر خریدا اسکے 4 سال بعد اس کی موت ہو گئی بکر کے 3 اولاد ایک بیٹا دو بیٹی ہیں اب دونوں بیٹی اس گھر میں حصہ مانگ رہے ہیں بکر کا بیٹا گھر کے بدلے اپنے دونوں بہنوں کو حصہ کے طور پر پیسہ دینے کے لئے تیار ہے سوال عرض ہے حضرت گھر کی موجودہ قیمت کے حساب سے حصہ دیا جائے یا جس وقت گھر خریدا گیا تھا اس وقت کی قیمت کے حساب سے حصہ دیا جائے برائے مہربانی آپ حضرات جواب عنایت کریں۔سائل محمد رحمت شاہدی کٹیہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صورت مسؤلہ میں برصدق مستفتی وانحصار ورثہ فی المذکورین بعد تقدیم ما تقدم علی الارث بکر نے اگر صرف ایک لڑکا اور دو لڑکی چھوڑا تو اس کی ہر قسم کی جائداد مذکورہ مکان کے ساتھ چار حصے کئے جائیں جس میں سے دو حصے لڑکا کو اور ایک ایک حصہ دونوں لڑکی کو ملے گا۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ذکر ہے:

قال اللہ تعالی یوصیکم اللہ فی أولادکم للذکر مثل حظ الانثیین

لہذا دونوں لڑکیوں کا موجودہ قیمت کے حساب سے حصہ متعین ہوگا اس شرط کے ساتھ اگر وہ قیمت لینے پر راضی ہیں ورنہ مکان میں اپنا حصہ چاہیں گی تو حصہ دینا ہوگا۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۲۸ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

ایک بھائی نے اپنی محنت کے پیسے سے مکان بنایا تو اس میں دوسرے بھائیوں کا حق ہے کیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین چار بھائیوں میں ایک بھائی نے فقط اپنے ہی پیسے سے ایک مکان لیا تو کیا اس مکان میں شرعا دیگر بھائیوں کا حق بنتا ہے۔ المستفتی: اختر القادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جب اس نے اپنی ہی محنت کے پیسے سے مکان بنایا ہے تو اس میں دوسرے بھائیوں کا شرعا کوئی حق نہیں جیسا کہ فتاوی رضویہ میں فتاوی خیریہ اور عقود الدریہ سے ہے کہ:

سئل فی ابن کبیر ذی زوجة و عیال له کسب مستقل حصل بسببه اموالا هل هی لوالده اجاب هی للابن حیث له کسب مستقل۔

(ج7ص324)

اور فتاوی رضویہ میں ہے کہ:

زمین کہ عمرو از کسب خود خریدہ است خالد وغیرہ را از وحصہ خواستن روا نیست فان سهم الوارث فی الموارث دون مملوك وارث اخر۔ واللہ اعلم

(فتاوی رضویہ ج8ص245)

(بحوالہ فتاوی مرکز تربیت افتاء ج2ص584)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

تین لڑکے دو لڑکیوں میں ترکہ کیسے تقسیم ہوگا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ھیں مفتی صاحب اس مسئلے میں والدین کا انتقال ہوگیا جن کے پانچ بچے ھیں. تین بیٹے اور دو بیٹیاں والدین کی زمین سے بیٹوں کو کتنا حصہ ملے گا اور بیٹیوں کو کتنا ملے گا قرآن وحدیث کے حوالے سے جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی غلام رسول خان نوری پارہ والی مسجد اندھریا موڑ مہرولی شریف نئی دہلی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

میت کے ترکہ سے ترتیب وار کل چار طرح کے حقوق متعلق ہوتے ہیں اول اسکے مال سے میت کی تجہیز وتکفین کی جائے گی پھر مابقی مال سے اسکے دیون ادا کئے جائیں گے پھر مابقی کے تہائی مال سے اسکی وصیت پوری کی جائے گی اگر میت نے وصیت کی ہے اسکے بعد بچے ہوئے مال کو میت کے ورثہ کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔

فتاوی عالمگیری جلد ٦ ص ٤٤٧ میں ہے:

التَّرِكَةُ تَتَعَلَّقُ بِهَا حُقُوقٌ أَرْبَعَةٌ: جِهَازُ الْمَيِّتِ وَدَفْنُهُ وَالدَّيْنُ وَالْوَصِيَّةُ وَالْمِيرَاثُ. فَيُبْدَأُ أَوَّلًا بِجَهَازِهِ وَكَفَنِهِ وَمَا يُحْتَاجُ إلَيْهِ فِي دَفْنِهِ بِالْمَعْرُوفِ، ثُمَّ بِالدَّيْنِ ثُمَّ تُنَفَّذُ وَصَايَاهُ مِنْ ثُلُثِ مَا يَبْقَى بَعْدَ الْكَفَنِ وَالدَّيْنِ إلَّا أَنْ تُجِيزَ الْوَرَثَةُ أَكْثَرَ مِنَ الثُّلُثِ ثُمَّ يُقَسَّمُ الْبَاقِي بَيْنَ الْوَرَثَةِ عَلَى سِهَامِ الْمِيرَاثِ. اھ ملخّصاً

لہذا صورت مسئولہ میں بعد تقدیم ما تقدم وانحصار ورثہ فی المذکورین میت کے جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے کل آٹھ حصہ کئے جائیں گے جس میں سے دو دو حصہ لڑکوں کو ملے گا اور ایک ایک حصہ لڑکیوں کو ملے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۔ واللہ اعلم

(پارہ ۴/سورہ نساء آیت ۱۱)

کتبـــــہ

محمد منظور احمد یار علوی جوگیشوری ممبئی

وراثت میں بیوی بیٹا اور بیٹی کے حصص کتنے ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
ایک سوال ہے ایک شخص کا انتقال ہوا اس کے وارثین میں بیوی 3 بیٹے اور 2 بیٹیاں ہیں وراثت کس طرح تقسیم کی جائے گی۔سائل محمد شریف کرنیل گنج کانپور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

میت کے چار طرح کے حقوق مرتب ہوتے ہیں:
اول:۔اوسط طریقے سے تجہیز وتکفین۔
دوم:۔میت اگر مقروض ہے تو قرض کی ادائیگی۔
سوم:۔اگر وصیت کی ہے تو ثلث مال سے وصیت کی تکمیل۔
چہارم:۔مابقیہ مال کو سارے وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا اصحاب فرائض وعصبہ کی بنیاد پر۔
جب اصولی بنیاد کو ذہن نشیں فرمالیا تو اصل مسئلہ مسئولہ مذکورہ مندرجہ ذیل ہے: بیوی کا اولاد کی موجودگی میں ترکہ کا آٹھواں حصہ ہوتا ھے جیسا کہ فرمانِ باری تعالی ہے

فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم ۚ
اگر تمہاری اولاد ہو تو تمہاری بیویوں کیلئے ترکے کا آٹھواں حصہ ہوگا۔
(پارہ ۴ سورۃ النساء آیت 12)

باقی ترکہ اولاد پر تقسیم کر دیا جائے گا، جس میں لڑکے کو لڑکی سے دوگنا ملے گا جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۚ
اللہ تعالی تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کہ لڑکے کو لڑکی سے دوگنا دیا جائے گا۔ (پارہ ۴ سورۃ النساء آیت 11)

صورت مسئولہ میں کل مال زمین جائداد روپیہ پیسہ کے آٹھ حصے کئے جائیں اور ایک حصہ بیوی

کو دیا جائے باقی سات حصوں کے آٹھ حصے کئے جائیں چھ حصے تینوں لڑکوں کو دو دو حصے کر کے دئے جائنگے اور دو حصے دونوں لڑکیوں کو ایک ایک حصہ کر کے دے دئے جائیں۔ واللہ اعلم
(فتاوی بحرالعلوم جلد ششم ص ۱۰۵)

کتبـــــہ
محمد رضا امجدی ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

چار بیٹا ایک بیٹی میں ترکہ تقسیم کرنے کا مسئلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے میں کہ ایک آدمی نو لاکھ (۹۰۰۰۰۰) روپیہ چھوڑ کر انتقال کر گئے چار بیٹا ہیں اور ایک بیٹی بیٹوں کا کتنا ہوگا اور بیٹی کا کتنا براے مہربانی جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد حسین ابوالکلام نقشبندی (ممبئی) پنڈول مدھوبنی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صورت مسئولہ میں میت کے مال متروکہ سے تجہیز و تکفین کے بعد اور قرض ادا کرنے کے بعد اور اگر میت نے کوئی وصیت کی ہو تو ثلث مال سے وصیت مکمل کرنے کے بعد پھر مابقیہ مال کو سارے وارثوں میں تقسیم کر دیں۔

نو لاکھ روپیہ (900000) کو نو (9) حصہ کرے دو دو حصہ چار بیٹے کو دیں تو آٹھ حصہ چار بیٹوں کا ہوا اور ایک حصہ ایک بیٹی کا ہوگا۔

قرآن مجید میں ہے:

یوصیکم اللہ فی الاولاد کم للذ کر مثل حظ الانثیین۔

اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر۔

(پارہ 4 سورہ نساء آیت 11)

مسئلہ 9 ترکہ 900000

میت:۔	4 بیٹے	1 بیٹی
	8	1
	800000	100000

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبـــــــہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی اتر دیناجپور بنگال

والدین اولاد کو جائداد سے بے دخل کر دیں تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

اگر والدین نے اولاد کو جائداد سے بے دخل کر دیا ایک بیٹے کو بیٹے اور بھی ہیں اب والدین کا انتقال ہوگیا تو جسکو بے دخل کیا تھا اسکا حصہ ملیگا یا نہیں۔سائل محمد ارحام رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

حق میراث حکم شرع ہے رب العالمین تبارک وتعالی نے مقرر فرمایا کسی کے ساقط کرنے سے ساقط نہیں ہوسکتا۔

قال علمائنا کما فی الاشتباہ وغیرہ الارث جبری لا یسقط بالاسقاط

ہمارے علماء نے فرمایا جیسا کہ اشتباہ وغیرہ میں ہے کہ حق میراث جبری ہے کسی کے ساقط کرنے سے ساقط نہیں ہوتا۔

اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ بیٹا مثلاً اپنے باپ کا اس لیے وارث ہوتا ہے کہ یہ اس کا بیٹا ہے، تو جس طرح یہ اپنے بیٹے ہونے کو نہیں مٹا سکتا یوں ہی اپنے حق میراث کو نہیں ساقط کرسکتا پس مذکورہ شخص کا ترکہ ہرگز چھینا نہیں جاسکتا! یہ معتبر نہیں، لہذا اس کے حصے کا دوسرا کوئی مالک نہیں ہوسکتا، لاکھوں بار

چھین لے شرع تسلیم نہ فرمائے گی اور اسے اس کے حصے کا مالک ٹھہرائے گی: ہاں اگر اسے لینا منظور نہیں تو یوں کرے کہ لے کر اپنی بہن خواہ بھاوج خواہ جسے چاہے ہبہ کامل کر دے اور جو مال قابل تقسیم ہو اسے منقسم کر کے قبضہ دلا دے، اس وقت البتہ اس کا حق منتقل ہو جائے گا ورنہ مجرد دستبرداری کچھ کارآمد نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید ج (۲۶) ص (۱۳۳) مکتبہ دعوت اسلامی)

اور رسول اللہ صلی اللہُ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من فر من میراث وارثه قطع أللّٰه میراثه من الجنة یوم القیامة، والعیاذ باللّٰه تعالی، رواه ابن ماجة عن انس بن مالك رضی اللّٰه تعالی عنه

یعنی جو اپنے وارث کی میراث سے بھاگے اللہ روز قیامت اسکی میراث جنت سے قطع فرما دے (اللہ تعالیٰ کی پناہ) اس کو ابن ماجہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہُ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید ج (۲۶) ص (۹۸) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ
محمد راشد مکی ملک پور کٹیہار بہار

کیا وراثت میں بھائی، بہن کا حصہ برابر ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض یہ کہ ہمارے علاقہ میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ ماں کی جائداد میں بیٹی کا حصہ برابر ہے یعنی آدھا بھائی کا اور آدھا بہن کا یہ کہاں تک درست ہے؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل شعیب رضا نوری بڑودہ گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اگر ماں اور باپ اپنی حیات میں بیٹی اور بیٹے کے درمیان تقسیم جائداد کرتے ہیں تو ماں باپ کو اختیار ہے اگر چاہیں تو برابر برابر بیٹا اور بیٹی کو دے سکتے ہیں مگر جب ان دونوں یا ایک کا انتقال ہو جائے تو ان کی جائداد شرعی اعتبار سے تقسیم ہو گی اور شریعت کے اعتبار سے لڑکے کا ڈبل حصہ لڑکی کے حصے سے متعین ہے جیسا کہ قرآن مقدس میں رب تبارک وتعالی کا حکم ہے:

للذکر مثل حظ الانثیین

یعنی لڑکے کیلئے دوہرا حصہ ہے۔

اگر آپ کے علاقے میں یہ مشہور ہے کہ لڑکا اور لڑکی کا حصہ برابر ہے تو یہ عوامی جہالت ہے اور شریعت کے خلاف ہے جس کی کوئی اصل نہیں ہے اسلئے شرعی تقاضہ کو سامنے رکھیں اور شریعت کے قانون پر عمل کرنے کی بھر پور کوشش کریں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد رضا امجدی ہر پوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

باپ کی جائداد میں بیٹا بیٹی کے کتنے حق ہیں؟؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ زید کا لڑکا خالد جس کا انتقال ہو گیا اور اس کے انتقال کے بعد اس کا باپ زید بھی انتقال کر گیا خالد کی بیوی ہندہ کی شادی خالد کے بھائی بکر سے ہو گئی اب ہندہ موجود شوہر بکر کا حق مانگ رہی ہے اب یہ بتایا جائے کہ ہندہ کو اس ملکیت سے کتنا حصہ ملنا چاہیے؟ واضح ہو کہ زید کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں جن میں تین بیٹوں اور دو بیٹیوں کا انتقال ہو چکا ہے ایک بیٹا (خالد) تو اپنے باپ کی موجودگی ہی میں فوت ہونے کے سبب شرعاً محروم ہو گیا اب باقی ماندہ کی وضاحت مطلوب ہے۔ المستفتی مسعود رضا مظفر پوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صورت مسئولہ میں برصدق مستفتی وانحصار ورثہ فی المذکورین اگر واقعی زید کے انتقال کے وقت چھ لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں اور زید کوئی وصیت بھی نہیں کیا ہے؛ تو اس صورت میں زید کے کل مال متروکہ کو پندرہ حصص میں تقسیم کریں گے دو دو حصے کرکے چھؤں (6) لڑکوں کو دیں گے اور ایک ایک حصہ کرکے تینوں لڑکیوں کو ملے گا۔

قال اللہ تعالی: للذکر مثل حظ الانثیین۔

اگر واقعی باپ کی موجودگی میں خالد کا انتقال ہوگیا ہے تو خالد کے لڑکے لڑکیاں، خالد کی بیوہ، زید کی جائداد میں محروم ہوں گے جیسا کہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب فتاوی عالمگیری؛ جلد ششم مصری؛ ص ۴۳۰ میں ہے:

الأقرب یحجب الابعد کالابن یحجب اولاد الابن

اور اگر باپ کے انتقال کے بعد کوئی لڑکا یا لڑکی فوت ہوگئی تو اس کا حصہ اس کے وارثین کو ملے گا۔ (فتاوی فیض الرسول جلد دوم ص ۷۲۵)

اور اگر وارثین نہیں ہیں تو حسب سابق بھائی بہن کے درمیان تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد رضا امجدی ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

ایک بیوی اور پانچ بیٹوں میں تقسیم وراثت کا مسئلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کا انتقال ہو گیا اور اس کی دو بیوی تھی ایک بیوی سے پانچ لڑکے اور دوسری بیوی سے کوئی اولاد نہیں اور پہلی بیوی بھی انتقال کرگئی ہے اور زید کی دوسری بیوی ابھی زندہ ہے دریافت طلب امر یہ کہ زید کا مال ان کے وارثوں میں تقسیم کی کیا صورت ہوگی بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد عبد الرزاق ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صورت مذکورہ میں شخص مذکور کا ورثہ بعد تجہیز وتکفین، وقضائے دیون ووصیت از ثلث مابقی 40 حصوں میں منقسم ہو کر بیوی کو 5 حصے اور پانچوں بیٹوں میں سے ہر بیٹے کو 7،7 حصے ملیں گے۔

صاحب سراجی فرماتے ہیں:

والثالث ان لاتکون بین سھامھم و رؤوسھم موافقة فیضرب کل عدد رؤوس من انکسرت علیھم السھام فی اصل المسئلة۔ واللہ اعلم

(اعانة الرجی فی شرح سراجی ص195)

کتبـــــہ

الفاظ قریشی نجمی کرناٹک الہند

۲۹ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ

دادا کے ترکہ میں پوتا محروم ہوتا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ زید کے دادا کا انتقال 2011 میں ہوا جبکہ دادی کا انتقال 2009 میں اور زید کے بڑے ابو کا انتقال 2008 میں ہوگیا تھا. زید کے دادا کے انتقال کے وقت تین لڑکوں میں سے دو لڑکے عبدالقدوس، ذوالفقار اور ایک لڑکی شہناز موجود تھے پھر 2012 میں عبدالقدوس کا انتقال ہوگیا پھر 2020 میں ذوالفقار کا بھی انتقال ہوگیا فی الوقت دادا کی اولاد میں سے بیٹی شہناز حیات ہے اور فوت شدہ تینوں لڑکوں کے بیوی اور بچے موجود ہیں۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ وراثت کی تقسیم کس طرح ہوگی کیا دادا اور دادی کی موجودگی میں عبد الرزاق کا انتقال ہوگیا تھا تو اس مرحوم کے بیوی اور بچے وراثت سے معدوم اور محروم ہو جائیں گے یا دادا دادی کے ترکہ میں سے انہیں بھی زندگی گزر بسر کرنے کے لئے کچھ ملے گا؟ اس ضمن میں شرعی

رہنمائی فرما کر شکریہ کا موقع فراہم فرمائیں کرم ہوگا۔ المستفتی محمد اکرم رضا شہر احمد نگر مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

صورت مستفسرہ میں برصدق مستفتی وانحصار ورثہ فی المذکورین زید کے دادا؛ کے انتقال کے وقت دولڑکے عبد القدوس؛ ذوالفقار؛ اور ایک لڑکی شہناز بقید حیات تھیں؛ تو میت کے مال متروکہ سے چارطرح کے حقوق متعلق ہیں تجہیز وتکفین میت کے قرض کی ادائیگی اگر وصیت ہے تو ثلث مال سے وصیت کی تکمیل پھر مابقیہ مال کی ورثہ میں تقسیم؛ کل مال متروکہ کو پانچ حصص میں تقسیم کرکے "للذکر حظ الانثیین" کے تحت دونوں لڑکوں کو دو دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ ملے گا؛ اور دادا کی موجودگی میں آپ کے والد عبد الرزاق کے انتقال کی وجہ سے وہ محروم رہیں گے اس لئے کہ دادا، دادی کی میراث سے پوتا کو کوئی حصہ نہیں ملے گا جس طرح باپ کی موجودگی میں دادا کو حصہ نہیں ملتا ہے اسی طرح بیٹا کی موجودگی میں پوتا کو حصہ نہیں ملے گا اگرچہ یتیم پوتوں کو مال کی زیادہ ضرورت ہے؛ کہ وراثت کا دارمدار قرابت پر ہے نہ کہ ضرورت پر جیسا کہ فتاویٰ عالم گیری جلد ششم مصری ص ۴۳۰ میں ہے:

الأقرب یحجب الابعد کالابن یحجب اولاد الابن

پھر عبد القدوس کا ترکہ ان کے انتقال پر بعد تقدیم ما تقدم علی الارث ان کے موجود ورثاء میں تقسیم ہوگا، چونکہ ان کے ورثاء کی تفصیل مندرج نہیں ہے اس لئے حتمی حکم بھی نہیں دیا جاسکتا یونہی ذوالفقار کا ترکہ ان کے انتقال پر بعد تقدیم ما تقدم علی الارث وانحصار الورثہ تقسیم ہوگا جن کی تفصیل بھی سوال میں نہیں ہے چونکہ دادی اور بڑے ابو کا انتقال دادا کے انتقال سے پہلے ہوگیا تھا اس لیے بڑے ابو کی اولاد محجوب ہوگی اور اسے کچھ نہ ملے گا۔

اگر دادا دادی اپنے یتیم پوتا پوتی کو کچھ دینا چاہتے تھے تو زندگی میں دیکر مالک بنا دینا چاہیے تھا یا وصیت کرنی چاہئے تھی مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا، تو اب جملہ وارثین بشرطِ بلوغ وعقل راضی برضا ہوکر کچھ دینا چاہتے ہیں تو انھیں اختیار ہے جیسا کہ محجوبین ومحرومین کے لئے وقتِ تقسیم ترکہ بطورِ حسنِ سلوک آیا ہے۔

وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ

ویسے بھی قرآن و احادیث میں یتیموں کی دلجوئی وکفالت کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ کما تدین تدان۔ واللہ اعلم

کتبـــــہ
محمد رضا امجدی
۴ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

بیوی، بیٹی اور بیٹا کے درمیان تقسیم ترکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ
کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کہ زید نے دو شادی کی پہلی بیوی ہندہ سے تین بچے (ایک لڑکا اور دو لڑکی) شوہر کے ہوتے ہوئے ہندہ کا انتقال ہو گیا کچھ ہی دنوں بعد ایک لڑکی کا بھی انتقال ہو گیا زید کی دوسری بیوی مریم اس سے بھی تین بچے ہیں ایک لڑکی اور دو لڑکا اور اب زید کا انتقال ہو یا تو اس طرح کل تین لڑکے اور دو لڑکی اور زید کی دوسری بیوی ہندہ سب باحیات ہیں۔ زمین کا کل رقبہ ۹ کھٹہ / ۱۱ دھور ہے شریعت کی روشنی میں مکمل تقسیم کر کے جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ المستفتی محمد غلام مرتضی رضوی مقام باتھ اصلی سیتامڑھی بہار۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــہ تعـــــــالی

میت کے چار طرح کے حقوق مرتب ہوتے ہیں تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض، اگر میت نے وصیت کی ہے تو ثلث مال سے وارثوں کے علاوہ میں وصیت کی تکمیل، اب مابقیہ مال میں وارثوں کے درمیان تقسیم شرعی برصدق مستفتی سوال میں جتنے وارثوں کا تذکرہ ہے اتنے ہی ہیں اور اگر زید کا مال متروکہ نو کھٹہ گیارہ دھور زمین ہے تو اس میں سے زید کی بیوی مریم کو کل مال متروکہ کا آٹھواں حصہ بر حکم قرآن مقدس:

فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم

ایک کھٹہ چار دھور سے تھوڑا کم ملے گا پھر مابقیہ مال کو آٹھ جگہوں میں تقسیم کر کے تینوں لڑکوں کو دو کھٹہ پونے دو دھور کر کے ہر ایک کو ملے گا اور دونوں لڑکی کو ایک کھٹہ ایک دھور سے تھوڑا کم ہر ایک کا حصہ ہوگا " لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ " کے تحت ، اور ہندہ شوہر کے حیات میں ہی انتقال کرنے کی وجہ سے محروم ہوگی اور ایک لڑکی بھی باپ کی موجودگی میں انتقال کی وجہ سے محروم ہوگی ان دونوں کو زید کے مال متروکہ سے کچھ نہیں ملے گا۔

کتبــــہ
محمد رضا امجدی سیتامڑھی بہار
۲۳ صفر المظفر ۱۴۴۳ھ بروز جمعہ

کیا باپ اپنی نافرمان اولاد کو اپنی وراثت سے محروم کرسکتا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ بیٹا اگر ماں باپ کو ستائے تو کیا باپ اپنے بیٹے کو اپنی زمین وجائیداد سے محروم کرسکتا ہے یا نہیں اگر باپ اپنی اولاد کو اپنی زمین وجائیداد سے بے دخل کر دے تو باپ گنہگار ہوگا یا نہیں مدلل ومفصل جواب دے کر مشکور وممنون فرمائیں۔سائل محمد سفیان قادری رضوی مرادآباد یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــــــه تعـــــــــــالی

والدین کو ستانا انہیں تکلیف پہنچانا ان کی عزت وحرمت کو پامال کرنا اشد حرام اور سخت محرومی کا باعث ہے حضرت سیدی مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ جس سے انہیں (والدین کو) ایذا ہو عقوق ہے اور عقوق حرام وکبیرہ ہے حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں:

الا انبئکم باکبر الکبائر

(تین بار) کیا میں تمہیں سب کبیروں سے بڑے کبیرہ کی خبر نہ دوں صحابہ کی عرض پر فرمایا:

الاشراك بالله وعقوق الوالدين الخ عقوق والدين

یعنی والدین کی نافرمانی جنت سے محرومی کا باعث ہے اور بالکل محرومی کا سبب ہوسکتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ حقوق والدین کی نحوست سے خوف کرنا چاہیئے کہ کلمہ اسلام پر خاتمہ نصیب نہ ہو یا معاذ اللہ ایمان ہی پرموت سے محروم رہے عقوق والدین لعنت کا سبب ہے۔

ثلثة لايدخلون الجنة العاق لوالديه والديوث ورجلة النسآء

یعنی تین شخص جنت میں نہ جائیں گے ماں باپ کو ستانے والا اور دیوث اور مردوں کی وضع بنانے والی عورت۔

(فتاویٰ مفتی اعظم جلد پنجم صفحہ 257 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

رہا یہ کہ باپ اپنی اولاد کو وراثت سے محروم کرسکتا ہے یا نہیں نیز محروم کرنے پر گناہ گار ہوگا یا نہیں تو اس بابت انوار الفتاوی میں ہے کہ ویسے تو احادیث میں مطلق وارد ہوا کہ کسی بھی وارث کو اس کے حصہ وراثت س محروم کرنا ممنوع ہے جیسا کہ مشکوٰۃ المصابیح کی اس حدیث سے ظاہر ہے:

من فر من ميراث وارثه قطع الله ميراثه من الجنة يوم القيامة

(مشکوٰۃ شریف صفحہ 266)

یعنی جس نے اپنے وارث کی میراث کو قطع کیا قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ جنت سے اس کا حصہ قطع فرمادے گا لیکن ہمارے علماء وفقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے کتب فقہ میں یہ صورت بھی بیان فرمائی ہے کہ اگر کسی شخص کی اولاد حد درجہ فاسق وفاجر اور نافرمان ہو اور والدین کو اپنے انتقال کے بعد اولاد کی سرکشی کا خطرہ ہو تو والدین نافرمان بیٹے یا بیٹی کو اپنے ترکہ سے محروم کرسکتے ہیں اور اس کی صورت یہ ہے کہ:

(1) اپنی زندگی میں اپنی نیک اور فرمانبردار اولاد کو اپنی جائیداد اور ملکیت کا مالک بنادیں اور نافرمان کو محروم کردیں۔

(2) اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کسی نیک کام میں صرف کردیں اور نافرمان محروم کردیں یہ دونوں صورتیں شرعاً جائز ودرست ہے۔

چنانچہ البحر الرائق فتاویٰ عالمگیری اور بہار شریعت میں ہے:

ولو كان ولده فاسقا فاراد ان يصرف ماله الى وجوه الخير ويحرمه عن

المیراث ھذا خیر من ترکہ لان فیہ اعانۃ علی المعصیۃ
(البحر الرائق ج 7 ص 288/فتاویٰ عالمگیری ج 4 ص 391/بہار شریعت حصہ 14 ص 56)

ترجمہ اولا (لڑکا یا لڑکی) اگر فاسق ہو (اور یہ گمان ہو کہ میرے انتقال کے بعد یہ مال کو بدکاری اور گناہ میں خرچ کر ڈالے گا) تو اس کے لئے مال چھوڑنے سے یہ بہتر ہے کہ نیک کاموں میں یہ اموال صرف کر ڈالے اس صورت میں اسے میراث سے محروم کرنے میں گناہ نہیں کہ یہ حقیقتاً میراث سے محروم کرنا نہیں ہے۔
بلکہ اپنے اموال اور اپنی کمائی کو حرام میں خرچ کرنے سے بچانا ہے اور اگر اس نافرمان اولاد کے لئے مال چھوڑا تو یہ معصیت اور گناہ کے کام پر تعاون کرنا کہلائے گا او پر جو حدیث ذکر کی گئی کہ جس نے اپنے وارث کی میراث کو قطع کیا قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ جنت سے اس کا حصہ قطع فرمادے گا اس کے بارے میں حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت میں ہے جب کوئی شخص بلا وجہ شرعی اپنے کسی وارث کو محروم کرے۔
(فتاویٰ امجدیہ جلد دوم صفحہ 267)
یعنی اگر کسی شرعی وجہ کی بناء پر وارث کو وراثت سے محروم کر دیا جائے تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ العزیز سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص اپنے نافرمان بیٹے کو وراثت سے محروم کرکے اپنی جائیداد بقیہ اولاد کو دینا چاہے تو آیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں تو آپ نے جواباً فرمایا کہ" اگر فی الواقع او فاسق وفاجر است پدر رامی رسد کہ اورا محروم دارد۔
(فتاویٰ رضویہ جلد 19 صفحہ 358)
یعنی اگر وہ واقعتاً فاسق وفاجر ہو تو باپ کو یہ حق حاصل ہے اس کو محروم رکھے۔
(انوار الفتاوی صفحہ 467/468)
صورت مسئولہ میں نافرمان اولاد کو باپ اپنی وراثت سے محروم کر سکتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا دلائل سے واضح ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ
ابو الاحسان محمد مشتاق احمد قادری مہاراشٹر
۲۹ صفر المظفر ۱۴۴۳ھ بروز جمعرات

متفرقات کا بیان

موبائل کی رنگ ٹون پر اذان سیٹ کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں اگر موبائل جیب میں اور حاجت کے لئے کوئی شخص واشروم گیا اسلامک ٹون یا ایپ سے اذان شروع ہو جائے تو اس کے بارے میں حکم کیا ہوگا۔المستفتی محمد شہباز پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــــالی

موبائل کی رنگ ٹون پر نعت وتقریر یا اذان رکھنا منع ہے کیونکہ کبھی بیت الخلاء میں سائلنٹ نہ ہونے کی صورت میں بجے گا اور کبھی ایسا بھی ہوگا کہ مکمل ٹون نہ بجے اور فون اٹھالیا جائے جس سے مفہوم کچھ کا کچھ ہو جائے گا مثلا: اذان میں " أشهد أن لا إله " (یعنی میں گواہی دیتا ہوں ہوں کہ کوئی معبود نہیں) کی آواز آئی اور آپ نے فون اٹھالیا تو مفہوم کتنا غلط ہوا کہ خدا کا انکار ہوا لہذا اس طرح ٹون رکھنے سے منع کیا جائے لیکن اگر کسی نے رکھا تھا اور بیت الخلاء میں بجنے لگا تو فورا بٹن دبا دے تاکہ سائلنٹ ہو جائے یا کٹ جائے پھر جلدی فارغ ہولے کہ دوبارہ فون نہ آئے اور فراغت کے بعد ٹون بدل دے۔

موبائل فون کے ضروری مسائل میں ہے کہ آدمی بیت الخلا یا استنجا خانہ میں ہوتا ہے اور موبائل کی گھنٹی بجنے لگتی ہے اگر موبائل کی گھنٹی میں حمد ونعت، اذان وسلام یا قرآنی آیات وغیرہ سیٹ ہوں تو ضرور ان مقدس کلمات کی بے ادبی اور یک گونہ توہین ہوگی۔اس لیے بہتر اور احتیاط اس میں ہے کہ موبائل میں عام قسم کی سادہ گھنٹی لگائیں اور حمد ونعت، قرآنی آیات یا اذان وسلام سیٹ نہ کریں۔واللہ اعلم۔(ص ۸۸)

کتبــــــہ

محمد ایوب خان یارعلوی بہرائچ شریف

۱۵ رجب المرجب ۱۴۴۳ھ بروز جمعرات

کثرت ہمبستری کے نقصانات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ عورت اگر روزانہ ہمبستری کرنے کو کہے تو کیا شوہر اس کی خواہش کو روزانہ پوری کرسکتا ہے؟ جبکہ روزانہ صحبت کرنے سے کافی نقصان ہوتا ہے پر بیوی بضد ہوجاتی ہے کہ مجھے روزانہ چاہیئے۔ المستفتی ریاض احمد گونڈی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

روزانہ ہمبستری کرنا جائز ہے جبکہ دیگر کوئی شرعی وجہ نہ ہو مثلا حیض ونفاس وغیرہ مگر مسلسل روزانہ ہمبستری کرنا گویا ہم آپکو مصائب آلام میں ڈالنا ہے کیوں کہ کثرت ہمبستری سے بہت سارے نقصانات و بیماریاں لاحق ہوتی ہیں! مثلا بدن میں حرارت کا کم ہوجانا، جسم کا دبلا ہوجانا، کاہلی وسستی کا چھاجانا، سماعت و بصارت میں کمی آجانا، دماغ میں کمزوری و اختلال کا آجانا پنڈلیوں میں درد، پیدا ہوجانا، دائمی قبض کی شکایت ہونا، ضعف معدہ، بدہضمی، گندہ دھنی کا پیدا ہوجانا، ضعف باہ، جریان، سرعت انزال، نامردی کی شکایت، رعشہ، مرگی، فالج کی بیماری کا لاحق ہونا، الغرض کثرت جماع سے اس قسم کے ہزارہا امراض پیدا ہوجاتے ہیں جو انسان کی زندگی کو اس قدر تلخ کردیتے ہیں کہ وہ زندگی پر موت کو ترجیح دینے لگتا ہے۔

کسی نے لقمان حکیم سے پوچھا کہ زندگی میں عورت کے پاس کتنی بار جانا چاہیے انہوں نے کہا ایک مرتبہ، نوجوان نے کہا کہ اتنا صبر مشکل ہے آپ نے جواب دیا پھر سال میں ایک بار پوچھنے والے نے کہا کہ یہ وقت بھی زیادہ ہے آپ نے فرمایا کہ پھر چھ ماہ میں ایک بار نوجوان نے جب اس کو بھی زیادہ بتایا تو لقمان حکیم نے نوجوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ یہ موت کا کنواں ہے جب چاہو چھلانگ لگالو! بقراط سے کسی نے پوچھا ہفتے میں کتنی مرتبہ مباشرت کرنی چاہیے اس نے جواب دیا صرف ایک مرتبہ پوچھنے والے نے پھر پوچھا ایک مرتبہ کیوں اس سے زیادہ کیوں نہیں بقراط نے جھنجھلا کر جواب دیا تمہاری زندگی ہے تم جانو مجھ سے کیا پوچھتے ہو! مطلب جو چاہو کروانجام خود دیکھو گے۔

(سلیقہ زندگی،ص ٤٦، مکتبہ نعیمیہ دھلی)

حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ الباری تحریر فرماتے ہیں مرد چار راتوں میں ایک بار عورت کے پاس جائے یعنی چار میں ایک بار ہمبستری کرے اس میں زیادہ عدل ہے کیوں بیویوں کی شرعی تعداد چار ہے تو اس حد تک تاخیر جائز ہے البتہ کمی زیادتی بھی ہو سکتی ہے یعنی جس قدر عورت کو پاک دامنی کے حصول کے لیے حاجت ہو کیونکہ اس کو پاک دامن رکھنا مرد پر واجب ہے اگر چہ یہ بات صحبت کے مطالبے سے ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس کا مطالبہ اور اسے پورا کرنا مشکل ہے۔

(احیاء العلوم، حصہ دوم، ص ۱۲۷، فاروقیہ بک ڈپو دھلی)

اسکے علاوہ کچھ حکماء و اطباء نے تحریر کیا کہ ہفتے میں ایک مرتبہ صحبت کرے! لہٰذا مرد کو چاہئے ایک ہفتہ میں دو بار صحبت کرے اب اگر بیوی بضد ہے تو اسکو مذکورہ فتوی پڑھکر سنائے و محبت سے سمجھائے مان جائے گی اور نہیں مانتی ہے تو سختی بھی کرسکتا ہے مگر روزانہ ہمبستری کے لئے آمادہ نہ ہو کیوں کہ صحت من جانب اللہ نعمت عظمٰی ہے اور اسی سے انسان کا وجود ہے اگر صحت نہیں تو کچھ نہیں۔

کتبــــــہ

عبید اللہ حنفی بریلوی

۸ رجب المرجب ۱۴۴۳ھ

کیا ایک دن سبق ناغہ ہونے سے چالیس دن کی برکت ختم ہو جاتی ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام و مفتیان شرع متین کی خدمت میں عرض ہے کہ کیا طالب علم ایک دن علم حاصل نہیں کرے گا تو چالیس دن کی برکت زائل ہو جاتی ہے کیا یہ درست ہے؟ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ سائل ارمان فیضی گوپالگنج

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــــالی

اگر کوئی طالب علم ایک دن سبق ناغہ کر دے تو چالیس دن کی برکت ختم ہو جاتی ہے اس طرح کی

بات حدیث وفقہ میں میری نگاہ سے نہیں گزری ہاں یہ بات ضرور ہے کہ جو کام پابندی اور تسلسل کے ساتھ کیا جاتا ہے اس میں آسانی اور برکت ہوتی ہے۔ اور اگر بلا عذر ناغہ کر دیا جائے تو برکت متاثر ہوتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ" اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" أحب الأعمال إلى الله أدومها وإن قل "

یعنی اللہ تعالی کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہے جو دوام و پابندی کے ساتھ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہو۔

(مشكوة المصابيح ص 110 : كتاب الصلاة، باب القصد فى العمل، الفصل الأول ، المكتبة الأشرفية ديوبند / صحيح مسلم ج 2 ص 377 : مطبوعه اتحاد ديوبند)

اور کتاب التربیۃ الاسلامیہ میں ہے کہ:

شعر : داوم على الدرس لا تفارقه فالعلم بالدرس قام وارتفعا

یعنی درس وتکرار پر مداومت اختیار کر کبھی اس میں ناغہ مت کرنا کہ علم کا پودا درس وتکرار ہی سے کھڑا رہتا ہے اور مزید پھلتا پھولتا رہتا ہے۔ (کتاب التربیۃ الاسلامیہ ص 222 / راہ علم ص 42)

اور چوں کہ مذکورہ حدیث میں مداومت والے عمل کو سب سے بہتر اور پسندیدہ عمل قرار دیا گیا ہے اور جا بجا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مداومت کی تاکید فرمائی ہے، اسی سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ درس میں تسلسل کے ٹوٹنے سے برکت جاتی رہتی ہے۔ واللہ اعلم

کتبـــــہ: کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

رمضان المبارک کی خبر سب سے پہلے کسی کو دینا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کیا یہ حدیث پاک صحیح ہے جو لوگوں میں مشہور ہیں کہ رمضان کی خبر جو سب سے پہلے دے گا وہ جہنم سے آزاد ہے مع حوالہ جواب

عنایت فرمائیں۔المستفتی محمد عامر رضا رضوی احمد آباد گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــــــہ تعــــــــــــــــالی

مذکورہ روایت من گھڑت بے اصل ووضع جہال ہے حقیقت سے اسکا دور دور تک کوئی رشتہ و تعلق نہیں اور اس طریقے کی روایات موضوعہ بیان کرنے والے سخت از سخت مجرم و مستحق عذاب نار ہیں حدیث شریف میں ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"من كذب متعمدا فليتبوّا مقعده من النار"

جس شخص نے جان بوجھ کر میرے طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے (الصحیح البخاری،المجلد الاول،کتاب العلم،ص ۲۱،مجلس برکات)

اور علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ موضوع روایات بیان کرنا حرام ہے۔ {فتاویٰ شارح بخاری}

ہاں اگر کوئی رمضان کا چاند دیکھے اور لوگوں کو بتائے کہ رمضان مہینہ آ گیا روزے و دیگر از کار جملیہ وصدقات وخیرات کا خوب خوب اہتمام کریں تو یہ کارِ احسن ہے اور یہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمدِ رمضان سے قبل اپنے صحابہ کو آمد رمضان کی خوشخبری سناتے۔

" عن أبي بريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يبشر أصحابهُ قد جاءكم شهر رمضان شهر مبارك افترض الله عليكم صيامه يفتح فيه أبواب الجنة ويغلق فيه أبواب الجحيم وتغل فيه الشياطين فيه ليلة خير من ألف شهر من حرم خيرها فقد حرم "

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو خوشخبری سناتے ہوئے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس ماہ رمضان کی آمد آمد ہے، یہ ایک برکت والا مہینہ ہے۔اللہ تعالی نے تم پر اس کے روزے فرض کیا ہے، اس میں جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کیا جاتا ہے،

اس مہینہ میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو شخص اس رات کی بھلائی سے محروم رہا تو حقیقت میں وہ محروم رہ گیا۔ واللہ ورسولہ اعلم {مسند امام احمد}

کتبـــــہ
عبید اللہ حنفی بریلوی
۲ رجب المرجب ۱۴۴۳ھ

وضو کے درمیان بات کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورَحمَۃُ اللہِ وبرکاتہ
علمائے اسلام ومفتیان کرام کی خدمت میں ایک مسلئہ عرض ہے کہ وضو میں بات کرنا کیسا؟
سائل سید محسن قاضی رفاقتی بھساول مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ
الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی
بلا ضرورت وضو کے درمیان دنیاوی کلام (بات چیت) کرنا مکروہ (تنزیہی) ہے۔نور الایضاح ونجاۃ الارواح میں ہے:

المکروہ وتکلم بکلام الناس"اھ
یعنی لوگوں کے کلام کی طرح بات چیت کرنا مکروہ ہے۔ (ص ۱۵۰ مطبع کنز العلم)

اور شامی میں آداب وضوء سے ہے:

وعدم التکلم بکلام الناس الالحاجۃ تفوتہ
(ج:۱/ص:۲۵۰/ کتاب الطھارۃ/دار عالم الکتب)

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ مکروہات وضو میں فرماتے ہیں بے ضرورت دنیا کی بات کرنا۔
(بہار شریعت حصہ دوم ص ۳۰۱ مطبع دعوت اسلامی)

لہٰذا مذکورہ بالا جزئیات سے واضح ہے کہ درمیان وضو بلا ضرورت کلام کرنا مکروہ (تنزیہی)

ہے کیونکہ اس سے بندہ کو دعاوغیرہ پڑھنے سے محروم رہنے کاامکان ہے لہٰذا درمیان وضوکوئی کلام نہ کرکے دعاؤں کو پڑھے۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمدایوب خان یارعلوی بہرائچ شریف

۲۸جمادی الآخر ۱۴۴۳ھ بروزسوموار

کسی انسان کوفرشتہ کی طرح کہنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی انسان کو فرشتہ نما کہنا کیسا ہے؟ سائل محمد شہباز پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونــــــــــہ تعـــــــالی

کسی انسان کی اوصاف طیبہ و طاہرہ کے بنا فرشتہ یا فرشتہ نما کہنا فرشتوں سے تشبیہ دینا جائز و درست ہے کیونکہ یہ ایک محاورہ ہے جس سے مقصود اس انسان کے نیک صفت ہونے کو بیان کرنا ہوتا ہے لہذا شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں بزرگان دین سے اس کا استعمال ثابت ہے جیساکہ مفسر شہیر، حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ امیر المومنین حضرت سیدنا مولائے کائنات، مشکل کشا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے زمانہ خلافت میں اپنی تلوار گروی رکھی اور فرمایا کہ اگر گھر میں ایک وقت کا بھی کھانا ہوتا تو میں تلوار کبھی گروی نہ رکھتا، یہ حضرات انسانی لباس میں فرشتے تھے۔

(مراۃ المناجیح ج 4 ص 364: ضیاء القرآن پبلی کیشنز مرکز الاولیاء لاہور)

البتہ کسی کی عادات قبیحہ پر یا کسی کی برائی یا بدی یا بیان کرتے ہوئے فرشتے سے تشبیہ دینا شرعاً قابل گرفت ہے کیونکہ ملائکہ اس سے پاک ہیں اور ان کی شان میں یا ان کی جانب کسی برے فعل کی

تشبیہ توہین ملائکہ پر مشتمل ہے جو کہ کفر ہے چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب فتاوی ہندیہ میں ہے کہ:

" إِذَا قَالَ لِغَيْرِهِ : رُؤْيَتِي إِيَّاكَ كَرُؤْيَةِ مَلَكِ الْمَوْتِ فَهَذَا خَطَأٌ عَظِيمٌ وَ هَلْ يَكْفُرُ هَذَا الْقَائِلُ فِيهِ اخْتِلَافُ الْمَشَايِخِ بَعْضُهُمْ قَالُوا : يَكْفُرُ وَ أَكْثَرُهُمْ عَلَى أَنَّهُ لَا يَكْفُرُ كَذَا فِي الْمُحِيطِ. وَ فِي الْخَانِيَّةِ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ : إِنْ قَالَ ذَلِكَ لِعَدَاوَةِ مَلَكَ الْمَوْتِ يَصِيرُ كَافِرًا ، وَ إِنْ قَالَ لِكَرَاهَةِ الْمَوْتِ لَا يَصِيرُ كَافِرًا وَ لَوْ قَالَ: روی فُلَان دشمن میدارم چون روی مَلِكُ الْمَوْت أَكْثَرُ الْمَشَايِخِ عَلَى أَنَّهُ يَكْفُرُ . وَ فِي التَّخْيِيرِ لَوْ قَالَ : لَا أَسْمَعُ شَهَادَةَ فُلَانٍ وَإِنْ كَانَ جِبْرَائِيلُ وَ مِيكَائِيلَ يَكْفُرُ "۔

یعنی دشمن ومبغوض کو دیکھ کر یہ کہنا کہ ملک الموت آگئے یا کہا: اسے ویسا ہی دشمن جانتا ہوں جیسا ملک الموت کو، اس میں اگر ملک الموت کو برا کہنا (مقصود) ہے تو کفر ہے اور موت ناپسندیدگی کی بنا پر ہے تو کفر نہیں ۔ یوں ہی جبرائیل یا میکائیل یا کسی فرشتے کو جو عیب لگائے یا توہین کرے کافر ہے ۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی ہندیہ ج2 ص266: کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، دار الفکر بیروت)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

یکم رجب المرجب ۱۴۴۳ھ بروز جمعرات

کس دسترخوان پر کھانا سنت ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کپڑے کے علاوہ کسی اور مثلاً کاغذ کے اخبار یا مومی کاغذ plastic پلاسٹک وغیرہ کے دسترخوان پر کھانا کھانے سے سنت ادا ہوگی یا صرف کپڑے کے دسترخوان پر کھانے سے سنت ادا ہوگی؟ المستفتی محمد کاشف جموں وکشمیر

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

دسترخوان کی سنت کے لئے لال کپڑے کا دسترخوان یا پھر دسترخوان کے لئے وضع کیا ہوا (بنایا) ہوا پلاسٹک کا دسترخوان یا کھجور کے پتوں کا دسترخوان افضل ہے لیکن اخباروں کا دسترخوان میں استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں۔

علامہ فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ:

اللّٰهُمَّ رَبَّنا أَنْزِلْ عَلَيْنا مائِدَةً مِنَ السَّماءِ تَكُونُ لَنا عِيداً لِأَوَّلِنا وَآخِرِنا وَآيَةً مِنْكَ " کے تحت فرماتے ھیں!" رُوِيَ أَنَّ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا أَرَادَ الدُّعَاءَ لَبِسَ صُوفًا، ثُمَّ قَالَ: اللهم أَنْزِلْ عَلَيْنَا فَنَزَلَتْ سُفْرَةٌ حَمْرَاءُ "

[تفسیر الرازی مفاتیح الغیب أو التفسیر الکبیر، ۱۲/۴۶۵]

مشکاۃ شریف کی حدیث شریف ہے:

وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ قَالَ: " الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبُّنَا » " (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

اسی کے تحت حضور حکیم الامت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہاں مائدہ سے مراد کپڑے کا دسترخوان ہے یا کھجور کے پتوں کا نہ کہ لکڑی کا خوان، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لکڑی کے خوان اور میز پر کھانا نہ کھاتے تھے۔ اور حمد یعنی ایسی حمد جو ریا وغیرہ سے پاک ہو، اخلاص سے شامل ہو یہ تینوں کلمے یعنی کثیر، طیب اور مبارک حمداً اکی صفات ہیں۔ واللہ تعالی اعلم (مراۃ المناجیح ج۶ صفحہ ۲۷)

کتبـــــــہ :

محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی غفرلہ القوی

کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے کلام کو سنتے ہیں یا فرشتے خبر دیتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے کہا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کلام کو بذات خود سنتے ہیں تو بکر نے کہا کہ نہیں حضور ہمارے کلام کو نہیں سنتے بلکہ فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتاتے ہیں تو ان دونوں میں سے کن کا عقیدہ صحیح ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد عامر رضا رضوی احمد آباد گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

صورت مسئولہ میں زید کا کہنا درست ہے اور بکر کا یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود سماعت نہیں فرماتے یہ غلط ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سارے عالم کی سماعت کی قوت دی گئی وہ اگر بات ہے کہ آداب میں دربارشاہی کے لئے ملائکہ مقرر ہے۔اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی قوتِ سماعت یعنی سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے کہ آپ ان آوازوں کو بھی سُن لیتے ہیں جنہیں کوئی اور نہیں سنتا۔حدیث شریف میں ہے:

"اِنِّی اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ."

یعنی میں ہر اس چیز کو دیکھتا ہوں جسے تم نہیں دیکھتے اور ہر اس آواز کو سنتا ہوں جسے تم نہیں سنتے۔ (ابن ماجہ،4/ 464،حدیث:4190)

شارحِ بخاری صدرُ العلماء حضرت علامہ مولانا سیّد غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے تحت فرماتے ہیں: ہر وہ آواز اس میں داخل ہے جس کو مُخاطَبین (یعنی جن سے خطاب فرمایا) نہیں سنتے خواہ وہ عالَم کے کسی گوشے سے اٹھے،کُرّہ زمین کی ہو یا کُرّہ آب کی،کُرّہ ہوائی ہو یا کُرّہ ناری کی،کُرّہ سماوات کی ہو یا عرش وکرسی کی،خواہ انسان کی آواز ہو یا حیوانات کی،نَباتات (پودوں وغیرہ) کی ہو یا جمادات (پتھر وغیرہ بے جان چیزوں) کی،جنّات کی ہو یا فرشتوں کی یا ایسی مخلوق کی آواز ہو جس کو ہم نہیں جانتے۔غرض کہ تمام عالَم کی جملہ آوازوں پر یہ کلمہ مشتمل ہے۔

دُور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

دوسری حدیث شریف میں ہے:

" اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَّلَ بِيْ مَلَكَيْنِ لَا اُذْكَرُ عِنْدَ عَبْدٍ مُسْلِمٍ فَيُصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا قَالَ ذَانَاكَ الْمَلَكَانِ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ "

یعنی بے شک اللہ پاک نے میرے ساتھ دو فرشتے مقرر فرمایا ہے۔ جب کسی مسلمان کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود بھیجے تو وہ فرشتے کہتے ہیں: اللہ تیری مغفرت فرمائے۔

(معجم کبیر، 3/89، حدیث: 2753)

تیسری حدیث شریف میں ہے:

لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا بَلَغَنِيْ صَوْتُهٗ حَيْثُ كَانَ۔

یعنی جو بھی شخص مجھ پر دُرود پڑھتا ہے تو اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے چاہے وہ کہیں بھی ہو۔

صدرُ العلماء لکھتے ہیں: بیشک سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، تاجدارِ انبیاء، محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ہر اُمتی کا درود وسلام بگوشِ خود (یعنی اپنے کانوں سے) سنتے ہیں خواہ وہ زمین کے کسی گوشے میں بسنے والا ہو یا فلک کے کسی حصے میں، خواہ خشکی اور دریا میں رہتا ہو یا زمین اور آسمان کی درمیانی فضا میں۔ غرض کہ عالَم کے کسی حصے میں بھی ہو، اس کا درود وسلام بگوشِ خود سنتے ہیں۔ پھر درود وسلام پر انحصار نہیں بلکہ ہر مخلوق کی ہر آواز سنتے ہیں اور ہر مخلوق کو بچشمِ خود (یعنی اپنی مبارک آنکھوں سے) دیکھتے ہیں۔ (بشیر القاری، ص 13)

اور اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا " اگر کوئی یا رسول للہ پکارے اور یہ اعتقاد رکھے کہ آپ بذاتِ خود سنتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ یہ اعتقاد کہتے ہیں کہ یہ اعتقاد ٹھیک نہیں۔ " تو آپ رحمۃ اللہ علیہ جواباً ارشاد فرماتے ہیں: " بذاتِ خود کے اگر یہ معنی کہ بے عطائے الٰہی خود اپنی ذاتی قدرت سے سُنتے ہیں تو یہ بے شک باطل بلکہ کفر ہے اور یہ ہرگز کسی مسلمان کا خیال بھی نہیں۔ اور اگر بذاتِ خود کے یہ معنی کہ بعطائے الٰہی حضور کی قوتِ سامعہ تمام شرق وغرب کو محیط ہے سب کی عرضیں آوازیں خود سنتے ہیں اگرچہ آداب دربارشاہی ہر ذرہ اُن کے پیشِ نظر ہے اور ارض وسما کی ہر آواز ان کے گوش مبارک میں ہے۔

شاہ ولی اللہ کی فیوض الحرمین میں ہے:

لا یشغله شأن عن شان
اس کی ایک حالت اس کو دوسری حالت سے غافل نہیں کرتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(فتاویٰ رضویہ شریف، ج29 ص546 رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کتبـــــــه
محمد اشفاق عطاری
21 نومبر 2021 عیسوی بروز اتوار

کالے جوتے و چپل پہننا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ کالے جوتے یا چپّل پہننا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل عبد الکریم مراد آبادی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــــالی

کالا جوتا یا چپل پہننا ناپسندیدہ ہے۔ جیسا کہ علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی قدس سرہ العزیز نظام شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ، سیاہ جوتا پہننا ناپسندیدہ ہے جلیل القدر صحابی عبد اللہ بن زبیر اور امام جلیل محمد بن کثیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سیاہ جوتا پہننے سے منع فرماتے تھے اس لئے کہ اس سے افکار پیدا ہوتے ہیں۔

(روح البیان، نظام شریعت صفحہ ۳۵ مکتبہ الجیلانی محلّہ کوٹ غربی سنبھل ضلع مراد آباد یوپی)

کتبـــــــه
محمد ارباز عالم نظامی
کشی نگر یوپی 22/ 11/ 2021

شوشل میڈیا پر غلط جواب دے کر رجوع نہ کرنے والے پر کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ شوسل میڈیا مثلاً واٹس ایپ وغیرہ پر کچھ لوگوں کا جواب غلط ہو جاتا اور صحیح مسئلہ بھی بتادیا جاتا پھر بھی وہ اپنے قول پر ڈٹے رہتے ہیں اور رجوع نہیں کرتے تو ایسے لوگوں پر کیا حکم لگے کیا مسائل غلط ہونے سے گروپ ایڈمین کو گروپ سے باہر کرنا ہوگا؟ حوالہ کے ساتھ جواب مرحمت فرمادیں جزاک اللہ۔سائل محمد عرفان رضا بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

اگر وہ شخص اہل فتوی نہیں تو اسے فتوی دینا اور حکم لگانا پہلے ہی سے حرام وکبیرہ تھا اس پر لازم ہے کہ فورا توبہ واستغفار کرے اور بے علم فتوی دینا بند کرے۔اور اگر اہل فتوی ہے تو اس کے لئے فتوی صادر کرنا جائز ہے مگر سہو ہونے کی صورت میں فرض ہے کہ مطلع ہوتے ہی فورا اپنی خطا ظاہر کرے اور اگر ایسا نہ کرے تو حرام اور اشد واعظم کبائر اللہ رب العزت پر افتراء ہے اسے توبہ وتجدید ایمان ونکاح کا حکم ہے اگر توبہ نہ کرے تو بائیکاٹ کیا جائے اور آئندہ اس سے طلب فتوی حرام۔

۲۔گروپ سے باہر کرنا لازم نہیں البتہ فتاوی صادر کرنے کی اجازت منسوخ کرنا لازم ہے اسلئے کہ جب ایسے شخص سے طلب فتوی حرام ہے تو اسے اس کی اجازت بھی حرام ہوگی اور اگر اجازت منسوخ کرنے پر بھی باز نہیں آتا اسے نکالنا لازم ہوگا تاکہ فتنہ نہ ہو۔فتاوی رضویہ میں ہے"جھوٹا مسئلہ بیان کرنا سخت شدیدہ کبیرہ ہے اگر قصداً ہے تو شریعت پر افتراء ہے اور شریعت پر افتراء اللہ عزوجل پر افتراء ہے،اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون۔وہ جو اللہ پر جھوٹ افتراء کرتے ہیں فلاح نہ پائیں گے۔ (القرآن الکریم ۱۰/ ۶۹)

اور اگر بے علمی سے ہے تو جاہل پر سخت حرام ہے کہ فتوی دے۔حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من افتی بغیر علم لعنتہ ملئکۃ السماء والارض

جو بغیر علم کے فتویٰ دے اس پر آسمان وزمین کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔
(کنز العمال حدیث نمبر ۲۹۰۱۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۹۳)
ہاں اگر عالم سے اتفاقاً سہو واقع ہوا اور اس نے اپنی طرف سے بے احتیاطی نہ کی اور غلط جواب صادر ہوا تو مواخذہ نہیں مگر فرض ہے کہ مطلع ہوتے ہی فوراً اپنی خطا ظاہر کرے، اس پر اصرار کرے تو پہلی شق یعنی افترا میں آجائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ صفحہ ۷۱۲ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کتبـــــہ
محمد معصوم رضا نوریؔ
۲۲ ربیع الاوّل ۱۴۴۳ھ ہجری

اپنے پیشانی پر تلک لگانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
سوال حضرت کوئی مسلمان شخص ہندو سے یا اپنے آپ سے اپنے ماتھے پر تلک لگانا اس کے لئے کیا حکم ہے حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد جنید رضا دنکا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالی

قشقہ لگانا شعار کفار سے ہے اگر کوئی شوق سے لگائے اور اس پر راضی رہے تو وہ کافر ومشرک ٹھہرایا جائے گا جیسا کہ امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: قشقہ کہ ماتھے پر لگایا جاتا ہے صرف شعار کفار نہیں بلکہ خاص شعار کفار بلکہ اس سے بھی اخبث خاص طریقہ عبادت مہادیو وغیرہ اصنام سے ہے اور اس کے لگانے پر راضی ہونا کفر پر رضا ہے اور اپنے لئے ثبوت کفر پر رضا بالاجماع کفر ہے۔ منح الروض لازہر میں ہے:

" من رضی بکفر نفسه فقد کفر أی إجماع و بکفر غیره اختلف المشائخ

جو اپنی ذات کے کفر پر خوش ہو اور وہ بالاتفاق کافر ہے اور جو کسی کے کفر پر خوش ہوا اس کے بارے میں مشائخ کا اختلاف ہے، اور کفر پر رضا جیسی سو برس کے لئے ویسے ہی ایک لمحہ کے لئے، پونچھ ڈالنے سے کفر جو واقع ہولیا مٹ نہ جائے گا جب تک از سر نو اسلام نہ لائے، جیسے جو مہادیو کے آگے دن بھر سجدہ میں پڑے رہے وہ بھی کافر اور جو سجدہ کرکے سر اٹھائے وہ بھی کافر۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید ج (۱۴) ص (۶۷۷) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبــــــہ

محمد راشد مکی

حضرت ایوب علیہ السلام کی جانب ایک منگھڑت واقعے کی توضیح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس امر کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ حضرتِ ایوب علیہ السلام کے صبر کا کیا کہنا کہ آپ کو ایسا مرض ہوا کہ آپ کے جسم میں کیڑے پیدا ہو گئے ایک کیڑا آپ کے جسم سے زمین پر گرا تو آپ نے فرمایا اے کیڑے میں تیرا رزق ہوں تو مجھے کھا 2 ایک واقعہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ آپ کے جسم سے بدبو آنے لگی تھی تو آپ کی قوم نے آپ کو شہر کے کوڑے خانہ پر ڈال دیا بکر کہتا اس طرح بیان مت کرو ورنہ عام لوگ کیا سمجھیں گے اس سے؟ زید نے کہا کہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ بیان مت کرو بکر جاموش رہا شرعاً یہ بیان کرنا کیسا ہے اور عام انسان اس سے کچھ غلط تصور کرے تو کیا ہوگا مثلاً نبی کو ایسا مرض لگ گیا کہ جسکی وجہ سے لوگ متنفر ہو رہے ہیں لہذا آپ حوالے کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں آپ کا شکر گزار ہوں گا سائل عبد الکلام رضوی۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

حضرات انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی شان میں ایسے جملے استعمال کرنا جو عوام میں باعث نفرت

وحقارت ہو اور منگھڑت واقعات جس کی کوئی حقیقت نہیں اور عوام کے درمیان بیان کرنا یقیناً وہ گنہگار و مستحق عذاب ہے حضرت ایوب علَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلاَم کی بیماری کے بارے میں علامہ عبدالمصطفٰی اعظمی رَحْمَۃُ اللہ تعَالٰی علَیہِ فرماتے ہیں ُعام طور پر لوگوں میں مشہور ہے کہ مَعاذَ اللہ آپ کو کوڑھ کی بیماری ہو گئی تھیچنانچہ بعض غیر معتبر کتابوں میں آپ کے کوڑھ کے بارے میں بہت سی غیر معتبر داستانیں بھی تحریر ہیں، مگر یاد رکھو کہ یہ سب باتیں سرتاپا بالکل غلط ہیں اور ہرگز ہرگز آپ یا کوئی نبی بھی کبھی کوڑھ اور جذام کی بیماری میں مبتلا نہیں ہوا، اس لئے کہ یہ مسئلہ مُتفَق علیہ ہے کہ اَنبیاء علَیہِمُ السَّلاَم کا تمام اُن بیماریوں سے محفوظ رہنا ضروری ہے جو عوام کے نزدیک باعث نِفرت وحقارت ہیں ۔ کیونکہ انبیاء علَیہِمُ السَّلاَم کا یہ فرضِ منصبی ہے کہ وہ تبلیغ و ہدایت کرتے رہیں تو ظاہر ہے کہ جب عوام ان کی بیماریوں سے نفرت کر کے ان سے دور بھاگیں گے تو بھلا تبلیغ کا فریضہ کیونکر ادا ہو سکے گا؟ الغرض حضرت ایوب علَیہِ السَّلاَم ہرگز کبھی کوڑھ اور جذام کی بیماری میں مبتلا نہیں ہوئے بلکہ آپ کے بدن پر کچھ آبلے اور پھوڑے پھنسیاں نکل آئی تھیں جن سے آپ برسوں تکلیف اور مشقت جھیلتے رہے اور برابر صابر و شاکر رہے ۔

(عجائب القرآن مع غرائب القرآن، حضرت ایوب علیہ السلام کا امتحان، ص ۱۸۱ - ۱۸۲)

یونہی بعض کتابوں میں جو یہ واقعہ مذکور ہے کہ بیماری کے دوران حضرت ایوب علَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلاَم کے جسم مبارک میں کیڑے پیدا ہو گئے تھے جو آپ کا جسم شریف کھاتے تھے، یہ بھی درست نہیں کیونکہ ظاہری جسم میں کیڑوں کا پیدا ہونا بھی عوام کے لئے نفرت وحقارت کا باعث ہے اور لوگ ایسی چیز سے گِھن کھاتے ہیں ۔لہٰذا خطباء اور واعظین کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت ایوب علَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلاَم کی طرف ایسی چیزوں کو منسوب نہ کریں جن سے لوگ نفرت کرتے ہوں اور وہ منصبِ نبوت کے تقاضوں کے خلاف ہو۔ (تفسیر صراط الجنان سورہ انبیا آیت ۸۳)

کتبــــــہ

محمد جابر القادری رضوی

۱۵ ستمبر ۲۰۱۹ عیسوی بروز اتوار

فاتحہ کی شیرنی وغیرہ غیر مسلم کو دینا کیسا

کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ فاتحہ کی ہوئی چیز کو کسی ہندو کو دینا کیسا ہے۔المستفتی حافظ توحید پٹنہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

فاتحہ خوانی کی شیرینی وغیرہ غیر مسلم کو دینا درست نہیں جیسا کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ” حربی کفار کو نہ فاتحہ کی شیرینی دینی درست نہ غیر فاتحہ کی۔ (فتاوی مصطفویہ ص453)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲۰ نومبر ۲۰۱۸ عیسوی بروز منگل

ڈاکٹر اقبال گستاخ وبے ادب نہیں تھے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ڈاکٹر اقبال سنی صحیح العقیدہ مسلمان تھے یا نہیں اعلی حضرت کا انکے بارے میں کیا فتوی ہے اس کا جواب عنایت فرمائیں؟ سائل محمد صلاح الدین موڑ السنو ضلع کھیری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال لاہوری ایک مشہور و معروف شاعر گزرے ہیں چونکہ ڈاکٹر صاحب موصوف عالم دین نہیں تھے کلام میں بعض جگہ ان سے خلاف شرع بھی شعر نکل گیا ہے تاہم وہ اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخ و بے ادب نہیں تھے حضرت مفتی بدرالدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال صاحب لاہوری کے چند اشعار کے بابت حضور سیدی سرکار مفتی اعظم ہند رحمت اللہ علیہ سے استفسار کیا گیا چونکہ وہ اشعار شرعاً قابل گرفت تھے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے فرمایا بے شک اقبال سے خلاف شرع امور کا صدور رہا ہے کفریات تک اس سے صادر ہوئے ہیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخ و بے ادب نہیں تھا بے شک اس سے اس کی جہالت کی بنا پر کفر تک پہونچانے والی غلطیاں ہوئی ہیں مگر آخر وقت میں مرنے سے پہلے اس کی توبہ بھی مشہور ہے اور حضرت نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخ نہیں ہوتا اس کو توبہ کی توفیق ملتی ہے اس کے بعد حضرت نے اقبال کا یہ شعر پڑھا

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر باؤ نہ رسیدی تمام بولہبی ست

یعنی اے مسلمانو! تو قدم مصطفیٰ سے چمٹ جا کہ ذات مصطفیٰ ہی سراپا دین ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اگر ذات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے وابستہ نہ ہوا تو تو مکمل ابولہب ہے۔

حاصل شعر کا ترجمہ حضرت یہ شعر پڑھ کر آبدیدہ ہو گئے اور فرمانے لگے کہ اس شعر سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اقبال کی سچی محبت ظاہر ہے اس کے بعد فرمایا اقبال کے بارے میں توقف چاہئے۔ (نورانی گلدستہ صفحہ نمبر 63/64)

سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال صاحب کے تعلق سے ہمیں توقف کرنا چاہیئے۔ واللہ اعلم

کتبـــــہ
محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

غیر اللہ سے مدد طلب کرنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
کسی نے المدد یا غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ لکھا تو کسی نالائق نے لکھا مدد صرف اللہ ہی سے جائز علماء کرام حوالہ عنایت فرمائیں۔سائل محمد غریب نواز عبیدی رشیدی بائسی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبر کاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اولیاء اللہ اور انبیاء کرام سے مدد مانگنا جائز ہے جبکہ اس کا عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی امداد تو رب تعالیٰ ہی کی ہے یہ حضرات اس کے مظہر ہیں اور مسلمان کا یہ ہی عقیدہ ہوتا ہے کوئی جاہل بھی کسی ولی کو خدا نہیں سمجھتا اس بحث میں دو باب ہیں۔

پہلا باب:۔

غیر اللہ سے مدد مانگنے کے ثبوت میں غیر اللہ سے مدد مانگنے کا ثبوت قرآنی آیات احادیث صحیحہ اور اقوال فقہاء و محدثین اور خود مخالفین کے اقوال سے ہے ہم ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں۔قرآن کریم فرماتا ہے۔

وادعوا شھداء کم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین

(پارہ 1 سورہ 2 آیت 23)

اور اللہ کے سوا اپنے سارے حمائتیوں کو بلا لو،اس میں کفار کو دعوت دی گئی ہے کہ قرآن کی مثل ایک سورہ بنا کر لے آؤ اور اپنی امداد کے لئے اپنے حمائیتوں کو بلا لو۔غیر اللہ سے مدد لینے کی اجازت دی گئی۔

قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ

(پارہ 3 سورہ 3 آیت 52)

کہا مسیح نے کون ہے جو مدد کرے میری طرف اللہ کی کہا حواریوں نے ہم مدد کریں گے اللہ کے دین کی اس میں فرمایا گیا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ

میرا مددگار کون ہے۔حضرت مسیح نے غیر اللہ سے مدد طلب کی۔

وتعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان
(پارہ6سورہ5آیت2)

مدد کرو ایک دوسرے کی اوپر نیک کاموں کے اور تقویٰ کے اور نہ مدد کرو ایک دوسرے کی اوپر گناہ اور زیادتی کے اس آیت میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم دیا گیا۔

ان تنصروا اللہ ینصرکم (پارہ26سورہ47آیت7)

اگر مدد کرو گے تم اللہ کے دین کی مدد کرے گا وہ تمہاری ،اس میں خود رب تعالیٰ نے جو کہ غنی ہے اپنے بندوں سے مدد طلب فرمائی رب تعالیٰ نے میثاق کے دن ارواح انبیاء سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں عہد لیا۔

لتؤمنن بہ ولتنصرنہ (پارہ3سورہ3آیت81)

کہ تم ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا۔" معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کی مدد میثاق کے دن سے حکم ہے۔

استعینوا بالصبر والصلوٰۃ (پارہ2سورہ2آیت153)

مدد طلب کرو ساتھ صبر اور نماز کے،اس میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ نماز اور صبر سے مدد حاصل کرو اور نماز وصبر بھی تو غیر اللہ ہیں۔

واعینونی بقوۃ

مدد کرو میری ساتھ قوت کے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ذوالقرنین نے دیوار آہنی بناتے وقت لوگوں سے مدد طلب فرمائی۔رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

ایدك بنصرہ وبالمؤمنین (پارہ10سورہ8آیت62)

اے نبی!رب نے آپ کو اپنی مدد اور مسلمانوں کے ذریعے قوت بخشی فرماتا ہے

فان اللہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح المؤمنین والملئکۃ بعد ذلك ظھیر
(پارہ28سورہ66آیت4)

یعنی رسول کے مددگار اللہ اور جبرئیل اور متقی مسلمان ہیں بعد میں فرشتے ان کے مددگار ہیں فرماتا ہے۔

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون (پارہ 6 سورہ 5 آیت 55)

یعنی اے مسلمانوں تمہارا مددگار اللہ اور رسول اور وہ مسلمان ہیں جو زکوٰۃ دیتے ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ فرماتا ہے:

والمؤمنون والمؤمنٰت بعضھم اولیآء بعض

دوسری جگہ فرماتا ہے:

نحن اولیاء کم فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ

معلوم ہوا کہ رب تعالٰی بھی مددگار ہے اور مسلمان بھی آپس میں ایک دوسرے کے مگر رب تعالٰی بالذات مددگار اور یہ بالعرض۔ موسٰی علیہ السلام کو جب تبلیغ کے لئے فرعون کے پاس جانے کا حکم ہوا تو عرض کیا۔

واجعل لی وزیرا من اھلی ھرون اخی اشدد بہ ازری

(پارہ 16 سورہ 20 آیت 3029)

خدایا میرے بھائی کو نبی بنا کر میرا وزیر کردے میری پشت کو ان کی مدد سے مضبوط کردے۔"

رب تعالٰی نے یہ نہ فرمایا کہ تم نے میرے سوا سہارا کیوں لیا میں کیا کافی نہیں ہوں بلکہ ان کی درخواست منظور فرمائی معلوم ہوا کہ بندوں کا سہارا لینا سنت انبیاء ہے۔ مشکوٰۃ باب السجود وفضلہ میں ابن کعب اسلمی سے بروایت مسلم ہے کہ حضور علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

سل فلقت اسئلك مرافقتك فی الجنة قال او غیر ذلك فقلت ھو ذالك قال فاعنی علی نفسك بكثرة السجود

کچھ مانگ لو میں نے کہا کہ میں آپ سے جنت میں آپ کی ہمراہی ہی مانگتا ہوں فرمایا کچھ اور مانگنا ہے میں نے کہا صرف یہ ہی فرمایا کہ اپنے نفس پر زیادہ نوافل سے میری مدد کرو۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ربیعہ نے حضور سے جنت مانگی تو یہ نہ فرمایا کہ تم نے خدا کے سوا مجھ سے جنت مانگی تم مشرک ہو گئے بلکہ فرمایا وہ تو منظور ہے کچھ اور بھی مانگو یہ غیر خدا سے مدد مانگنا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے ہیں اغنی اے ربیعہ تم بھی اس کام میں میری اتنی مدد کرو زیادہ نوافل پڑھا کرو یہ بھی غیر اللہ سے مدد طلب ہے۔

اسی حدیث پاک کے ماتحت اشعۃ اللمعات میں ہے:
واز طلاق سوال کہ فرمود سل وتخصیص نہ کرو بمطلوبہ بے خاص معلوم مے شود کارہمہ بدست ہمت و کرامت اوست ہرچہ خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔

فان من جودك الدنيا وضرتها
ومن علومك علم اللوح والقلم
اگر خیریت دنیاو عقبیٰ آرزو داری
بدرگاہش بیاو ہرچہ می خواہی تمنا کن

سوال کو مطلق فرمانے سے کہ فرمایا کچھ مانگ لو کسی خاص چیز سے مقید نہ فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ سارا معاملہ حضور ہی کے ہاتھ کریمانہ میں ہے جو چاہیں جس کو چاہیں اپنے رب کے حکم سے دیدیں کیونکہ دنیاو آخرت آپ ہی کی سخاوت سے ہے اور لوح وقلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے اگر دنیاو آخرت کی خیر چاہتے ہوتو ان کے آستانے پر آؤ اور جو چاہو مانگ لو۔

خانہ کعبہ میں 360 بت رہے اور تین سو سال تک رہے پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ کعبہ پاک ہوا رب تعالیٰ نے بتادیا کہ جب میرا گھر کعبہ میرے محبوب کے مداوا کے پاک نہیں ہو سکتا۔ تو تمہارا دل ان کی نظر کرم کے بغیر پاک نہیں ہوسکتا۔

نورالانوار کے خطبہ میں خلق کی بحث میں ہے:

هو الجود بالكونين والتوجه الى خالقها

یعنی دونوں جہان اوروں کو بخش دینا اور خود خالق کی طرف متوجہ ہوجانا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلق ہے اور ظاہر ہے کہ دونوں دوسروں کو وہ ہی بخشے گا جو خود ان کا مالک ہوگا ملکیت ثابت ہوئی شیخ عبدالحق کی ان عبارات نے فیصلہ کردیا کہ دنیاو آخرت کی تمام نعمتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگو، مال مانگو، جنت مانگو، جہنم سے پناہ مانگو، بلکہ اللہ کو مانگو ایک صوفی شاعر خوب فرماتے ہیں:

محمد از تو مے خواہم خدارا
خدایا از تو عشق مصطفیٰ را

یارسول اللہ میں آپ سے اللہ کو مانگتا ہوں اور اے اللہ میں تجھ سے رسول اللہ کو مانگتا ہوں۔ حضرت قبلہ عالم محدث علی پوری دام ظلہم نے فرمایا کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جآءوك فاستغفروالله واستغفر لھم الرسول لوجدوالله توابا رحیما

اس کا ترجمہ ہے کہ اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرکے آپ کی بارگاہ میں آجاتے پھر خدا سے اپنی مغفرت مانگتے اور یہ رسول بھی ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے تو یہ لوگ آپ کے پاس اللہ کو پا لیتے ۔ مگر کس شان میں تواباً رحیماً توبہ قبول فرمانے والا مہربان یعنی آپ کے پاس آنے سے ان کو خدا مل جاتا اللہ کو بھی پایا مولیٰ تیری گلی میں ۔

اشعتہ اللمعات کی طرح مرقاۃ شرح مشکوۃ میں اسی حدیث کے ماتحت فرمایا ہے:

فعطی لمن شآء ماشآء کہ حضور علیہ السلام جس کو چاہیں دے دیں ۔

تفسیر کبیر جلد سوم پارہ 7 سورہ انعام زیر آیت ولو اشرکوا لحبط عنھم ماکانوا یعملون ہے:

وثالثھا الانبیآء وھم الذین اعطاھم الله تعالیٰ من العلوم والمعارف مالا جله یقدرون علی التصرف فی بواطن الخلق وارواحھم وایضا اعطاھم من القدرۃ والمکنۃ مالا جله یقدرون علی التصرف فی ظواھر الخلق

تیسرے ان میں انبیاء ہیں یہ وہ حضرات ہیں جن کو رب نے علوم اور معارف اس قدر دئیے ہیں ۔ جن سے وہ مخلوق کی اندرونی حالت اور ان کی ارواح پر تصرف کر سکتے ہیں اور ان کو اس قدر قدرت وقوت دی ہے جس سے مخلوق کے ظاہر پر تصرف کر سکتے ہیں ۔

اسی تفسیر کبیر پارہ الم واذ قال ربك للملئکة اس کی تفسیر میں ہے کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی جنگل میں پھنس جائے تو کہے:

اعینونی عبدالله یرحمکم الله

اے اللہ کے بندو میری مدد کرو رب تم پر رحم فرمائے ۔

(تفسیر روح البیان سورہ مائدہ پارہ 6 زیر)

ویسعون فی الارض فسادا ہے کہ شیخ صلاح الدین فرماتے ہیں:

مجھ کو رب نے قدرت دی ہے کہ میں آسمان کو زمین پر گرادوں اگر میں چاہوں تو تمام دنیا والوں کو ہلاک کردوں اللہ کی قدرت سے لیکن ہم اصلاح کی دعاء کرتے ہیں ۔

مثنوی شریف میں ہے:

اولیاء راست قدرت از الہ تیر جستہ باز گرداند ز راہ

اولیاء کو اللہ سے یہ قدرت ملی ہے کہ چھوٹا ہوا تیر واپس کر لیں۔

اشعۃ اللمعات شروع باب زیارت القبور میں ہے:

امام غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ شود بوے در حیات استمداد کردہ مے شود بوے بعد از وفات یکے از مشائخ گفتہ دیدم چہار کس را از مشائخ کہ تصرف می کنند در قبور جو د مانند تسرفہا ایشاں در حیات خود یا بیشتر۔ قومے مے گویند کہ امداد جی قومی نز است و من مے گویم کہ امداد میت قوی را ولیاء را تصرف در اکون حاصل است و آں نیست مگر ارواح ایشاں را وارواح باقی است۔

امام غزالی نے فرمایا کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جاتی ہے اس سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد مانگی جاوے ایک بزرگ نے فرمایا کہ چار شخصوں کو ہم نے دیکھا کہ وہ قبروں میں بھی وہ ہی عمل درآمد کرتے ہیں جو زندگی میں کرتے تھے یا زیادہ ایک جماعت کہتی ہے کہ زندہ کی مدد زیادہ قوی ہے اور میں کہتا ہوں کہ مردہ کی امداد زیادہ قوی اولیاء کی حکومت جہانوں میں ہے اور یہ نہیں مگر انکی روحوں کو کیونکہ ارواح باقی ہیں۔

حاشیہ مشکوٰۃ باب زیارت القبور میں ہے:

واما الاستمداد باھل القبور فی غیر النبی علیہ السلام اوالانبیاء فقد انکرہ من الفقہاء واثبتہ المشائخ الصوفیہ وبعض الفقہاء قال الامام الشافعی قبر موسی الکاظم تریاق مجرب لاجابۃ الدعاء وقال الامام الغزالی من یستمد فی حیاتہ یستمد بعد وفاتہ

نبی علیہ السلام و دیگر انبیائے کرام کے علاوہ اور اہل قبور سے دعاء مانگنے کا بہت سے فقہائے نے انکار کیا اور مشائخ صوفیہ اور بعض فقہاء نے اس کو ثابت کیا ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ موسیٰ کاظم کی قبر قبولیت دعاء کیلئے آزمودہ تریاق ہے اور امام محمد غزالی نے فرمایا کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جا سکتی ہے اس سے بعد وفات بھی مدد مانگی جا سکتی ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یا دیگر انبیائے کرام سے مدد مانگنے میں تو کسی کا اختلاف نہیں۔ قبور اولیاء اللہ سے مدد مانگنے میں اختلاف ہے علمائے ظاہرین نے

انکار کیا صوفیاء کرام اور فقہاء اہل کشف نے جائز فرمایا۔

حصن حصین صفحہ 202 میں ہے:

وان ارادعونافلیقل یا عباداللہ اعینونی یا عباداللہ اعینونی یا عباداللہ اعینونی

جب مدد لینا چاہے تو کہہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

اس کی شرح الحرز الثمین میں ملا علی قاری اسی جگہ فرماتے ہیں:

اذا انفلتت دآبۃ احد کم بارض فلاۃ فلینادیاعباداللہ احبسوا

یعنی جب جنگل میں کسی کا جانور بھاگ جائے تو آواز دو کہ اے اللہ کے بندوا سے روک دو۔

عباد اللہ کے ماتحت فرماتے ہیں۔

المرادبھم الملئکۃ والمسلمون من الجن او رجال الغیب المسمون بابدال

یعنی بندوں سے یا تو فرشتے یا مسلمان یا جن یا رجال الغیب یعنی ابدال مراد ہیں پھر فرماتے ہیں:

ھذا حدیث حسن یحتاج الیہ المسافرون وانہ مجرب

یہ حدیث حسن ہے مسافروں کو اس حدیث کی سخت ضرورت ہے اور یہ عمل مجرب ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر فتح العزیز صفحہ 20 پر فرماتے ہیں:

باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد باشد اور اعوان الٰہی نداند حرام است واگر التفات محض بجانب حق است داور ایکے از مظاہر عون الٰہی دانستہ و بکارخانہ اسبابی وحکمت او تعالٰی درآں نمودہ بغیر استعانت ظاہر ہر نماید دور از عرفان نخواہد بود در شرح نیز جائز و رواست در انبیاء و اولیاء ایں نوع استعانت تعبیر کردہ اند در حقیقت این نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است لاغیر۔

سمجھنا چاہیے کہ کسی غیر سے مدد مانگنا بھروسہ کے طریقہ پر کہ اس کو مدد الٰہی نہ سمجھے حرام ہے اور اگر توبہ حق تعالٰی کی طرف ہے اس کو اللہ کی مدد کا ایک مظہر جان کو اور اللہ کی حکمت اور کارخانہ اسباب جان کر اس سے ظاہری مدد مانگی تو عرفان سے دور نہیں ہے اور شریعت میں جائز ہے اور اس کو انبیاء و اولیاء کی مدد کہتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ حق تعالٰی کے غیر سے مدد مانگنا نہیں ہے لیکن اس کی مدد سے ہے۔

تفسیر عزیزی سورہ بقرہ صفحہ 460 میں شاہ عبد العزیز فرماتے ہیں:

افعال عادی الٰہی را مثل بخشیدن فرزند توسیع رزق وشفاء مریض دامثال ذالک رامشرکان نسبت بہ ارواح خبیثہ اصنام نمایند کافر می شوید۔ از تاثیر الہیبیا خواص مخلوقات ادمی دانند از ادویہ ومغافیر یا دعائے صلحاء بندگان اوکہ ہمہ از جناب اور درخواستہ انجاج مطلب می کنانند می فہمند ودر ایماں ایشاں خلل نمی افتند۔

اللہ کے کام جیسے لڑکا دینا رزق بڑھانا بیمار کو اچھا کرنا اور اس کی مثل کو مشرکین خبیث روحوں اور بتوں کی طرف نسبت کرتے ہیں اور کافر ہو جاتے ہیں اور مسلمان ان امور کو حکم الٰہی یا اس کی مخلوق کی خاصیت سے جانتے ہیں جیسے کہ دوائیں یا مغافیر یا اس کے نیک بندوں کی دعائیں کہ وہ بندے رب کی بارگاہ سے مانگ کر لوگوں کی حاجت روائی کرتے ہیں اور ان مومنین کے ایمان میں اس سے خلل نہیں آتا۔

بستان المحدثین میں شاہ عبد العزیز صاحب شیخ ابو العباس احمد زردنی کے یہ اشعار نقل کرتے ہیں۔

انا لمریدی جامع لشتاته
اذا ماسطی جور الزمان بنکبته
وان کنت فی ضیق وکرب وحشته
فناد بیاز زوق ات بسرعته

میں اپنے مرید کی پراگندگیوں کو جمع کرنے والا ہوں جبکہ زمانہ کی مصیبتیں اس کو تکلیف دیں اگر تو تنگی یا مصیبت یا وحشت میں ہو تو پکار کہ اے زروق میں فوراً آؤں گا۔

تفسیر کبیر روح البیان و خازن میں سورہ یوسف زیر آیت فلبث فی السجن بضع سنین ہے:

الاستعانہ بالناس فی دفع الضرر والظلم جائزة۔

اور خازن زیر آیت فانساہ الشیطن ہے الاسعانتہ بالمخلوق فی دفع الضرر جائز مصیبت دور کرنے کیلئے مخلوق سے مدد لینا جائز ہے۔

درمختار جلد سوم باب اللقطہ کے آخر میں کمی ہوئی چیز تلاش کرنے کیلئے ایک عمل لکھا:

ان الانسان اذا ضاع له شیئی واردان یرده الله علیه فلبقف علی مکان عال مستقبل القبلة ویقرء الفاتحه ویهدی ثوابها للنبی علیه السلام ثم یهدی ثوابها لسیدی احمد ابن علوان یقولیا سیدییا احمد ابن علوان ان تم

یرد علی ضالتی والا نزعتك من دیوان الاولیاء فان اللہ یرد ضالته ببرکته

جس کسی کی کوئی چیز کوئی ہو جاوے اور وہ چاہے کہ خدا وہ چیز واپس ملا دے تو کسی اونچی جگہ پر قبلہ کو منہ کر کے کھڑا ہو اور سورہ فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب نبی علیہ السلام کو ہدیہ کرے پھر سیدی احمد ابن علوان کو پھر یہ دعاء پڑھے اے میرے آقا اے احمد ابن علوان اگر آپ نے میری چیز نہ دی تو میں آپ کو دفتر اولیاء سے نکال لونگا پس خدا تعالیٰ اس کی گم ہوئی چیز ان کی برکت سے ملا دے گا۔

اس دعاء میں سید احمد ابن علوان کو پکارا بھی ان سے مدد مانگی ان سے گمی ہوئی چیز بھی طلب کی اور یہ دعاء کس نے بتائی حنفیوں کے فقیہ اعظم صاحب درمختار نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں۔

یا اکرم الثقلین یا کنز الورٰی
بدلی بجودك وارضنی برضا
انا طامع بالجود منك لم یکن
لابی حنیفه فی الانام سواك

اے موجودات سے اکرم اور اور نعمت الٰہی کے خزانے جو اللہ نے آپ کو دیا ہے مجھے بھی دیجئے اور اللہ نے آپ کو راضی کیا ہے مجھے بھی راضی فرما دیجئے۔ میں آپ کی سخاوت کا امیدوار ہوں آپ کے سوا ابوحنیفہ کا خلقت میں کوئی نہیں۔ اس میں حضور علیہ السلام سے صریح مدد لی گئی ہے۔

قصیدہ بردہ میں ہے:

یا اکرم الخلق مالی من الوذبه
سواك عند حلول الحادث العمم

اے تمام مخلوق سے بہتر میرا آپکے سوا کوئی نہیں جس کی میں پناہ لوں مصیبت کے وقت۔

اگر ہم ان علماء فقہاء کا کلام جمع کریں جس میں انہوں نے حضور علیہ السلام سے مدد مانگی ہے تو اس کیلئے دفتر درکار ہیں صرف اتنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں نیز ہم سفر برائے زیارت قبور میں شامی کی عبارت نقل کریں گے جس میں امام شافعی فرماتے ہیں:

جب مجھے کوئی حاجت پیش ہوتی ہے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر آتا ہوں ان کی برکت سے کام ہو جاتا ہے۔

نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمہ سیدی الشریف عبد القادر ملا علی قاری صفحہ 61 میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل فرمایا۔

من استغاث بی فی کربۃ کشف عنہ ومن نادانی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ ومن توسل بی الی اللہ فی حاجۃ قضیت

یعنی جو کوئی رنج وغم میں مجھ سے مدد مانگے تو اس کا رنج وغم دور ہوگا اور جو سختی کے وقت میرا نام لیکر مجھے پکارے تو وہ شدت دفع ہوگی اور جو کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔

پھر اسی جگہ ہے کہ حضور غوث پاک نماز غوثیہ کی ترکیب بتاتے ہیں کہ دو رکعت نفل پڑھے ہر رکعت میں 11، 11 بار سورہ اخلاص پڑھے۔ سلام پھیر کر 11 بار صلوٰۃ وسلام پڑھے پھر بغداد کی طرف (جانب شمال) 11 قدم چلے ہر قدم پر میرا نام لیکر حاجت عرض کرے اور دو شعر پڑھے۔

ایدرکنی ضیم وانت ذخیرتی واظلم فی الدنیا وانت نصیری وعار علی حامی الحمی وھو منجدی اذا ضاع فی البیداء عقال بعیری

یہ کہہ کر ملا علی قاری فرماتے ہیں وقد جرب ذالک مرارا فصح یعنی بارہا اس نماز غوثیہ کا تجربہ کیا گیا۔ درست نکلا کہئیے کہ حضور غوث پاک مسلمانوں کو تعلیم دیتے ہیں کہ مصیبت کے وقت مجھ سے مدد مانگو اور حنفیوں کے بڑے معتبر عالم ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسے بغیر تردید نقل فرما کر فرماتے ہیں اس کا تجربہ کیا گیا بالکل صحیح ہے معلوم ہوا کہ بزرگوں سے بعد وفات مدد مانگنا جائز اور فائدہ مند ہے۔ واللہ اعلم

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

جنت میں جنتیوں کے سینے بغض و کینے سے پاک وصاف ہونگے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام کے عرضِ خدمت یہ کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد لوگوں کا بغض وحسد ختم ھوگا یا نہیں برائے کرم علمائے اہلِ سنت جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محسن حنفی پیلی بھیتی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

جنت میں بغض وحسد کینہ کپٹ عداوت وعناد وغیرہ مذموم خصلتوں سے سینے پاک وصاف ہوں گے۔

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید:

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ ۖ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ ۖ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۖ وَنُودُوا أَن تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ

(پارہ 8 سورہ الاعراف آیت نمبر 43)

ترجمہ:۔اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لئے ان کے نیچے نہریں بہیں گی اور کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ ہمیں راہ نہ دکھاتا بیشک ہمارے رب کے رسول حق لائے اور ندا ہوئی کہ یہ جنت تمھیں میراث ملی صلہ تمہارے اعمال کا۔

(کنزالایمان)

نعیم الدین مرادآبادی رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: جو دنیا میں ان کے درمیان تھے اور طبیعتیں صاف کر دی گئیں اور ان میں آپس میں نہ باقی رہی مگر محبت ومودت حضرت علی مرتضیٰ رضی آللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم اہل بدر کے حق میں نازل ہوا اور یہ بھی آپ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ میں اور عثمان اور طلحہ اور زبیر (رضی آللہ تعالیٰ عنہم) ان میں سے ہوں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ فرمایا حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اس ارشاد نے رفض کی بیخ وبنیاد کا قلع قمع کر دیا۔ (تفسیر خزائن العرفان صفحہ نمبر 280)

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

اُدْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ' وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ

(پارہ 14 سورۃ الحجر آیت نمبر 47/46)

ترجمہ:۔ان (جنت) میں داخل ہو سلامتی کے ساتھ امان میں اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لئے آپس میں بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے۔ (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:
دنیا میں اور ان کے نفوس حقد وحسد وعناد وعداوت وغیرہ مذموم خصلتوں سے پاک کر دیا وہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے والے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ میں اور عثمان اور طلحہ اور زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) انہیں میں سے ہیں ہمارے سینوں سے عناد وعداوت اور بغض وحسد نکال دیا گیا ہے ہم آپس میں خالص محبت رکھنے والے ہیں اس میں" روافض" کا رد ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان صفحہ نمبر 475)
لہٰذا معلوم ہوا کہ جنتی اہل جنت کے ساتھ جنت میل ملاپ محبت ومودت کے ساتھ رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ
محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

کیا جنت میں بیویاں شوہر کے ساتھ ہونگی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ کسی کی اگر چار بیویاں ہو تو جنت میں کون بیوی ملے گی چاروں یا صرف ایک اگر ایک تو کونسی؟ دلائل کے ساتھ واضح فرمائیں بہت کرم ہوگا۔ سائل شفیع احمد بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

دنیا میں جس مسلمان مرد کا جس مسلمان عورت کے ساتھ نکاح ہوا اور دونوں کا نکاح تا حیات باقی رہا اور ایمان ہی پر دنیا سے دونوں کا انتقال ہوا تو جنت میں دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ہوں گے۔
قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید:
وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحٰتِ أَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا

الْأَنْهٰرُ ۖ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِن ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوا هٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِن قَبْلُ ۖ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا ۖ وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۖ وَهُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ

(پارہ 1سورہ بقرہ آیت نمبر 25)

ترجمہ:۔اور خوشخبری دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں جب انھیں باغوں سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا صورت دیکھ کر کہیں گے یہ تو وہی رزق ہے جو ہمیں پہلے ملا تھا اور صورت میں ملتا جلتا انہیں دیا گیا اور ان کے لئے ان باغوں میں ستھری بیویاں ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے ۔

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

خیال رہے کہ جو عورت جس مسلمان کے نکاح میں مرے گی وہ جنت میں اسی کے ساتھ رہے گی ایک سطر کے بعد فرماتے ہیں کہ جس عورت کا شوہر کافر ہو کر مرا یا جو کہ کنواری ہی مرگئی ان کا نکاح ان جنتیوں میں سے کسی سے کر دیا جائے گا جو جنت کے بھرنے کے لئے پیدا کئے جائیں گے اور جس کی بیوی کافر ہو کر مری یا کنوارا ہی مرگیا اس کے نکاح میں صرف حوریں ہونگی اور جس کی بیوی بھی مسلمان مری وہ جنت میں اپنی بیوی کو بھی پائے گا اور حوروں کو بھی ۔ (تفسیر نعیمی جلد اول صفحہ نمبر 218)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کے نکاح میں چار بیویاں ہوں اور اسی کے نکاح میں بحالت ایمان مری ہوں اور ان کا شوہر بھی بحالت ایمان مرا ہو تو جنت میں ساتھ ہونگے ۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

غیر محرم ڈاکٹر کو ہاتھ دکھانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام غیر مرد منہار سے اپنی بیوی کا ہاتھ دے کر چوڑی پہنانے والا اعلی حضرت نے لکھا ہے دیوث ہے تو غیر محرم ڈاکٹر کو ہاتھ دکھانا کیسا؟ ہے جواب عنایت

فرمائیں۔سائل حاجی عاشق علی رامپوری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جی ہاں یہ بات صحیح ہے کہ نامحرم کو چوڑی پہنانا حرام ہے جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ جلد نہم نصف آخر صفحہ 208 / پر ارشاد فرماتے ہیں کہ:

حرام حرام حرام ہے ہاتھ دکھانا غیر مرد کو حرام ہے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا حرام ہے جو مرد اپنی عورتوں کے ساتھ اسے روا رکھتے ہیں دیوث ہیں۔ (ماخوذ از فتاوی فقیہ ملت ج:2 /ص:318)

اور ہاں یہ بات بھی صحیح ہے کہ بوقت حاجت وضرورت غیر محرم ڈاکٹر کو ہاتھ دکھانا صحیح ہے جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ 247 / پر ارشاد فرماتے ہیں:

طبیب کا نبض دیکھنا حاجت کے لئے ہے اور ایسی حاجت وضرورت کہ دیگر اعضاء کا مس بھی جائز ہے۔واللہ تعالی اعلم (ماخوذ از فتاوی فقیہ ملت ج:1 /ص:135)

کتبـــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اتراکھنڈ

بریسلٹ ہاتھ میں پہننا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ مرد یا عورت کو بریسلٹ (Bracelet) ہاتھ میں باندھنا اور پہننا کیسا ہے؟ اور باندھ کر یا پہن کر اگر کوئی نماز پڑھے تو کیا حکم ہوگا؟

نوٹ: بریسلٹ خواہ کسی دھات، پلاسٹک، ربڑ یا ریشم کے دھاگہ وغیرہ کا ہو برائے مہربانی مفصل ومدلل جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ المستفتی: زبیر چھپرہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

مردوں کو ساڑھے چار ماشہ سے کم چاندی کی ایک انگوٹھی کے علاوہ اور عورتوں کو سونے چاندی کے زیورات کے سوا رولڈ گولڈ، لوہا، تانبہ، پیتل، جستہ وغیرہ دوسری تمام دھاتوں کا پہننا حرام ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

ان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال الرجل علیہ خاتم من شبہ مالی اجد منکم ریح الاصنام فطرحہ ثم جاء علیہ خاتم من حدید فقال مالی اری علیك حلیۃ اھل النار فطرحۃ ثم جاء علیہ خاتم من حدید فقال مالی اری علیك حلیۃ اھل النار فطرحۃ فقال یا رسول اللہ من ای شیء اتخذہ قال من ورق ولا تتمع مثقالا

یعنی حضور نے ایک صحابی سے فرمایا جو پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے کیا بات ہے کہ تجھ سے بتوں کی بو آتی ہے انہوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے حضور نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں دیکھتا ہوں تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو اس شخص نے پھر عرض کیا یارسول اللہ کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں فرمایا چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال پورا نہ کرو یعنی وزن میں پورا ساڑھے چار ماشہ نہ ہو بلکہ کچھ کم ہی ہو۔ (مشکوۃ شریف۔ صفحہ نمبر ۳۷۸)

اور فقیہ اعظم ہند حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

انگوٹھی صرف چاندی ہی کی پہنی جا سکتی ہے دوسری دھات کی انگوٹھی پہننا حرام ہے مثلاً لوہا، پیتل، تانبا، جستہ وغیرہ ان دھاتوں کی انگوٹھیاں مرد وعورت کے لئے ناجائز ہیں۔

(بہار شریعت۔ ح۔ ۱۶۔ صفحہ نمبر ۶۲)

جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں تانبا، پیتل، کانسا، لوہا، عورت کو بھی پہننا ممنوع ہے اور اس سے نماز انکی بھی مکروہ ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد نہم۔ نصف آخر صفحہ ۲۷۹)

لہذا آج کل اجمیر شریف وغیرہ بزرگوں کے آستانوں پر رولڈ گولڈ اسٹیل، تانبہ، جستہ، گلٹ اور ان کے علاوہ دوسری دھاتوں کے بنے ہوئے جو کنگن انگوٹھی اور چھلے بیچے جاتے ھیں ان کا پہننا حرام ہے اور کسی پر آیت الکرسی یا کوئی دوسری آیت لکھی ہو تو اس کا پہننا بدرجہ اولی حرام سخت حرام ہے کہ لوگ اسے

بے وضو چھوتے اور پہن کر استنجاء خانہ و پاخانہ وغیرہ میں جاتے ہیں جس سے ان کی بے ادبی و بے حرمتی ہوتی ہے جبکہ قرآن یا اس کی ایک آیت کا بھی چھونا حرام ہے اور اسے پہن کر استنجاء خانہ وغیرہ میں جانا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی فقیہ ملت۔ جلد دوم، صفحہ نمبر ۳۵۱۔۳۵۲)

کتبـــــــہ
محمد الطاف حسین قادری لکھیم پور کھیری یوپی

درود رضویہ میں لفظ، اُمّی، کہنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ زید نے درود شریف پڑھا صلی اللہ علی النبی الامی والہ صلی اللہ علیہ وسلم تو عمر نے اعتراض کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے لفظ امی کا استعمال توہین آمیز ہے لہذا یہ درود شریف پڑھنے والے کو گستاخ رسول اکرم کہا جائے گا اور یہ درود شریف پڑھنا جائز نہیں علمائے کرام سے درخواست ہے کہ جواب عنایت فرما کر لوگوں کو گمراہی سے بچائیں اور شکریہ کا موقع فراہم کریں۔ سائل اسیر تاج الشریعہ فقیر عبد الوحید قادری کچھوچہ مقدسہ اکبر پور امبیڈکر نگر یوپی بھارت

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

لفظ امی کا معنی ومفہوم

(1) علامہ محمد یوسف بن اسمعیل نبھانی رحمت اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ خلاصہ مسالک الحنفاء سے القول البدیع میں فرمایا:

امی تشدید کے ساتھ منسوب ہے.

(الف) امی کا معنی یعنی نہ لکھے نہ لکھا ہوا پڑھے۔

(ب) امی کا ایک معنی بچہ ماں کے حال پر رہے کیونکہ عورتوں کی اکثر یہی حالت ہوتی ہے کہ نہ

لکھیں نہ پڑھیں۔

(ت) امی کا ایک یہ بھی معنی ہے کہ یہ لفظ ام القری کی طرف منسوب ہے یعنی مکہ کی طرف بمعنی مکی۔

(ث) امی کا ایک یہ معنی ہے یہ قوم عرب کی طرف منسوب ہے جس کی اکثریت نہ پڑھتی تھی نہ لکھتی تھی۔

(ح) یہ بھی کہا گیا کہ امی امت کی طرف منسوب ہے۔ کیونکہ آپ اپنی امت کا بہت خیال رکھتے تھے۔

(خ) یہ بھی کہا گیا ہے کہ ام الکتاب کی طرف منسوب ہے کیونکہ یہ آپ پر نازل ہوئی ہے یا اس لئے کہ آپ نے اس کی تصدیق فرمائی او د دوسرے کو تصدیق کی دعوت دی۔

(د) یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ام کی طرف منسوب ہے جس کا معنی قد وقامت ہے یعنی حسین قد و قامت والے۔

(ذ) یہ بھی کہا گیا ہیکہ ام الدماغ کی طرف منسوب ہے یعنی وہ جھلی جس میں مغز ہوتا ہے مراد یہ ہے کہ جس مسئلہ میں وحی نہ وارد ہوئی اسے دماغ سے سوچ کر حل فرمانے والے اور یہ بھی ہے کہ نہ لکھنا ہمارے نبی کا معجزہ تھا حالانکہ آپ کو تمام علوم عطا ہوا۔ (بحوالہ سعادت دارین پانچویں بحث)

(2) اور حضور مفسر اعظم ہند علامہ محمد ابراھیم رضا رحمت اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ کثرت حضور علم یا قربت حضور علم کے سبب سے پڑھنے کی چنداں ضرورت وحاجت ہی نہیں تھی کہ لوح وقلم کا علم جس کے دریا علم کا ایک قطرہ ہوا اسے علوم دنیاوی کے پڑھنے کی حاجت ہی کیا۔

امام بوصیری نے فرمایا:

وان من علومك علم اللوح والقلم

(3) امی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ام الکتاب یعنی قران مجید یا سورۂ فاتحہ آپ پر نازل ہوئی جس کے معلم اول اور کاشف اسرار آپ ہی کی ذات گرامی ہے لہذا آپ کو امی کہا جاتا ہے کسی عارف نے اس کی یوں عقدہ کشائی فرمائی ہے۔

فیض	ام	الکتاب	پرورش
لقب	امی	ازاں	خدا	گردش

لوح تعلیم نا گرفتہ بہ بر
ہمہ ز اسرار لوح دادہ خبر
ہر خط اوست انس و جاں را سر
کہ نہ خوابد ست خط ازاں چہ حذر

ترجمہ:۔ ام الکتاب یعنی قرآن مجید کے فیض میں آپ کی ایسی پرورش کی کہ خدائے پاک نے آپ کا لقب ہی امی رکھ دیا حصول علم کے لئے آپ نے کوئی تختی بغل میں نہیں دبائی لیکن لوح محفوظ کے تمام رازوں کی خبر دی آپ کے علم خط کے سامنے جن وانس نے سر جھکا دیئے پھر اگر ظاہری خط کو آپ نے نہیں پڑھا تو اس میں کیا حرج ہے۔

سوال :کیا قرآن پاک میں اللہ پاک نے آپ کا نام امی رکھا۔
ہاں قرآن شریف میں ہے

الذین یتبعون الرسول النبی الامی
یعنی وہ جو غلامی کریں گے اس رسول امی غیب کی خبر دینے والے۔

(پ9 الاعراف آیت 157)

دیکھو اس آیت مبارکہ میں امی مذکور ہے۔

سوال:۔ نبی کریم نے جو درود شریف صحابہ کرام کو پڑھنے کو فرمایا کیا اس میں امی کا ذکر ہے۔
الجواب:۔ بیشک حضور نے نبی الامی پر درود شریف پڑھنے کا حکم دیا مستدرک حاکم ج 1 حدیث 988 میں ہے کہ:

قال اذا انتم صلیتم علی اسفقولوا اللھم صل علی محمد النبی الامی و علی آل محمد الخ

یعنی نبی کریم نے فرمایا جب تم مجھ پر درود پڑھو تو کہو اللھم صل علی محمدٍ النبی الامی و علی آلِ محمدٍ اس درود شریف کو لکھ کر امام حاکم فرماتے ہیں کہ ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم
(۴) صحیح ابن خزیمہ ج 1 حدیث 711 باب 222 میں بھی ہے کہ:

اذا انتم صلیتم علی فقولوا اللھم صل علی محمد النبی الامی الخ

(۵) اور علامہ شمس الدین ابن قیم الجوزی نے بھی اپنی کتاب حلاِا الافھم ص 286 پر سنن دار

قطنی ج 1 ص 255 کے حوالہ سے ہے: اس درود پاک کو لکھا جس میں امی مذکور ہے۔

(۷) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ نے اپنی کتاب جذب القلوب میں ایک حدیث نقل فرمائی کہ جو شخص جمعہ کے دن حضور پر یہ درود اللھم صل علی محمد عبدک ورسولک النبی الامی وعلی آل واصحابہ وسلم پڑھے تو اس کے 80 سال کے گناہ معاف کئے جائیں گے۔

سوال:۔امی کا ایک معنی نہ پڑھا ہوا بھی ہے اس کا کیا جواب ہے۔

الجواب: اس کا جواب نقل ہو چکا ہے مزید لکھ رہا ہوں امی کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ جنہوں نے کسی انسان سے نہیں پڑھا لیکن نبی کریم کو اللہ پاک نے تمام علوم سکھا دیا قرآن مقدس میں ہے کہ:

وعلمك مالم تكن تعلم

یعنی اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ (پارہ ۵ سورہ نسإ آیت 301)

پھر فرمایا: الرحمن علم القرآن

یعنی رحمن نے اپنے حبیب کو قرآن سکھایا۔

اور قرآن کے بارے میں فرمایا: مافرطنا فی الکتاب من شیٔ

یعنی ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

قرآن شریف میں ہے: خلق الانسان علمه البیان

یعنی انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا ما کان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔

ان تمام آیات مبارکہ کی تفسیر میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے اپنے حبیب کو تمام کائنات کے علوم عطا فرمایا ہم اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہی ہے کہ اللہ تعالی نے اولین و آخرین کا علم ظاہر و باطن کا علم زمین و آسمان کا علم مخلوقات عالم کا علم لوح و قلم کا علم اپنے محبوب کو عطا فرمایا بلکہ ساری کائنات اور مخلوقات کا علم آپ کے علم کثیر کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسے سمندر کے مقابلہ میں قطرہ اور کیفیت کے اعتبار سے تو قطرہ کی نسبت بھی صحیح نہیں۔

امام المتکلمین حضرت علامہ نقی میاں رحمت اللہ اس نام مقدس امی کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ: لقب آپ کا امی ہے اور یہ لقب شریف دلیل ساطع اور برہان قاطع ہے آپ نے نہ کسی سے پڑھا نہ لکھا بلکہ سب لوح محفوظ سے حاصل کیا۔

یہ اسم مقدس قرآن میں مذکور ہے اور حصول شرف زیارت میں دخل تمام رکھتا ہے یہاں تک کہتے ہیں کہ جس عمل میں یہ اسم نہ ہو اسے خواب میں زیارت آپ کی حاصل نہیں ہوتی اللہ اکبر۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو عمل آپ کی زیارت کے لئے درود شریف پڑھا جائے اگر اس درود کے صیغہ میں لفظ امی نہ ہو تو آپ کی زیارت نہ ہوگی۔

الحاصل صورت مسئلہ میں درود جمعہ میں امی کا ذکر نہ عیب ہے اور نہ توہین ہے بلکہ کمال صفت ہے کیونکہ قرآن شریف میں اور احادیث شریف میں امی مذکور ہے اگر عیب یا توہین ہوتا تو یہاں ذکر نہ ہوتا۔ واللہ اعلم

(قرآن شریف، مستدرک، صحیح ابن خزیمہ، دارقطنی، حلاإ الفھام، سعادت دارین، جذب القلوب، نعمت اللہ، سرور القلوب صفحہ 246 مسائل قرآن کے حوالہ سے یہ مضمون لکھا گیا)

کتبـــــہ

محمد ثناء اللہ خاں ثناء القادری مرپا شریف

حفاظ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی تعداد کتنی؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرات علمائے کرام ذوی الاحترام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ کتنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حافظ قرآن پاک تھے جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل طیب علی اشرفی محمد علی روڈ ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں چار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پورا قرآن پاک حفظ کرلیا تھا حدیث پاک کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

وعن انس قال جمع القرآن علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم

اربعة ابی بن کعب و معاذ بن جبل وزید بن ثابت وابو زید قیل لانس من ابو زید قال احد عمومتی (متفق علیه)

ترجمہ:۔روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چار صاحبوں نے قرآن جمع کیا۔

(1) ابی بن کعب

(2) معاذ بن جبل

(3) زید ابن ثابت اور

(4) ابوزید (رضی اللہ عنہم اجمعین)

حضرت انس سے کہا گیا کہ ابوزید کون ہیں فرمایا میرے ایک چچا ہیں۔

(مسلم بخاری، مراۃ المناجیح جلد ہشتم صفحہ نمبر 419)

اس حدیث کی شرح میں حضور حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: یہاں جمع قرآن سے مراد حفظ قرآن ہے یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات شریف میں ان چار صاحبوں نے پوار قرآن مجید حفظ کرلیا تھا اور یہ حافظین قرآن تھے کیونکہ قرآن پاک کو کتاب شکل میں خلافت عثمانی میں جمع کیا گیا۔

خیال رہے کہ یہاں انصاری خزرجی حفاظ مراد ہیں یعنی اس قبیلہ کے چار صاحبوں نے قرآن مجید حفظ کیا ورنہ بہت مہاجرین نے بھی حفظ کیا تھا ایک سطر کے بعد فرماتے ہیں خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں ہی اتنے صحابہ نے قرآن مجید حفظ کرلیا تھا جس سے قرآن کا تواتر قائم رہے چنانچہ جنگ یمامہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے بہت ہی قریب ہوئی یعنی خلافت صدیقی میں اس میں ستر صحابہ حافظ شہید ہوئے جو حفاظ صحابہ زندہ رہے اور جو اس جنگ میں شریک ہی نہ ہوئے وہ ان کے علاوہ ہیں چنانچہ حضرات خلفائے راشدین حافظ تھے اور اگر اس زمانہ پاک میں زیادہ حافظ نہ بھی ہوں تب بھی تواتر قرآن میں فرق نہیں آتا کہ آیات قرآنیہ کے حفاظ سارے صحابہ ہی تھے۔ واللہ اعلم

(مراۃ المناجیح جلد ہشتم صفحہ نمبر 419/ 420)

کتبــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے پہلے حضرت امام مَہدی رضی اللہ عنہ دمشق کی جامع مسجد میں موجود ہو نگے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

سوال حضرت جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے تو کیا ان کے ساتھ حضرت امام مَہدی رضی اللہ تعالی عنہ بھی تشریف لائیں گے یا آپ پہلے سے موجود ہو نگے یا آپ کی پیدائش ہوگی علماء اہلسنّت رہنمائی فرمائیں کرم نوازش ہوگی۔سائل محمد عثمان رضا کراچی پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد میں حسنی سید ہوں گے قیامت کے قریب جب تمام دنیا میں کفر پھیل جائے گا تب ظاہر ہوں گے آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے پہلے دنیا میں موجود ہوں گے۔حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں:

عن ابی سعید ن الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المھدی منی اجلی الجبھۃ اقنی الانف یملا ء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا یملك سبع سنین (ابوداؤد،مشکوٰۃ)

ترجمہ:۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَہدی میری اولاد میں سے ہے روشن وکشادہ پیشانی بلند ناک وہ زمین کو اس طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح پہلے ظلم وستم سے بھری تھی اور وہ سات برس تک زمین کا مالک رہے گا۔

(انوارالحدیث صفحہ نمبر 135)

حضرت امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظاہر ہونے کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ رمضان شریف کا مہینہ ہوگا ابدال کعبہ کے طواف میں مصروف ہونگے اور حضرت امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں ہونگے اولیائے کرام انہیں پہچانیگے ان سے بیعت کی درخواست کریں گے وہ انکار فرمائیں تو غیب سے آواز آئے گی۔

هذا خليفة الله المهدى فاسمعوا له واطيعوه
یعنی یہ اللہ کا خلیفہ مَہدی ہے اس کی بات سنو اور اس کا حکم مانو سب لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے پھر وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ لے کر آپ ملک شام چلے جائیں گے۔
(بہار شریعت بحوالہ انوار الحدیث صفحہ نمبر 136)
حضرت عیسیٰ علیہ السلام جامع مسجد دمشق کے پوربی مینارہ پر آسمان سے اتریں گے فجر کی نماز کا وقت ہوگا حضرت امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں موجود ہونگے حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام انھیں امامت کا حکم دیں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ (حوالہ سابق)
لہٰذا معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے زمین پر تشریف لانے سے پہلے حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا میں موجود ہوں گے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول اور حضرت امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور اس وقت ہوگا جب قیامت آنے میں بہت کم عرصہ رہ جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ
محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

محرم الحرام کو حرام کہنے کی وجہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
محرم کو محرم الحرام کیوں کہتے ہیں۔ سائل عبد المجید گونڈا
وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته
الجواب بعونہ تعالیٰ
حرمت وعظمت کی وجہ سے اس ماہ مبارک کو محرم الحرام کہا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ عرب والے اس ماہ مبارک میں جنگ وجدال وقتال کو حرام سمجھتے تھے جیسا کہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:
يحرم فيها القتال ثم المحرم شهر الانبياء و راس السنة و واحد

الشهر الحرام
یعنی اس ماہ میں جدال وقتال حرام ہے پھر یہ انبیاء کا مہینہ ہے اور سال کا پہلا مہینہ ہے اور حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے۔
(روح البیان الجزء الثالث ص 420، ھکذا فی عجائب المخلوقات ص 44)

اللہ تعالی فرماتا ہے:

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَٰبِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَٰوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ

بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں، اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمانوں اور زمینوں کو بنایا ان سے چار حرمت والے ہیں۔ (پارہ 10 سورہ توبہ)

حکیم الامت علامہ احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

کفار عرب محترم مہینوں یعنی رجب، ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم کے بڑے معتقد تھے اور اس زمانہ میں جنگ حرام سمجھتے تھے لیکن اگر کبھی دوران جنگ یہ مہینے آجاتے تو انہیں ناگوار گزرتا اس لئے محرم کو صفر اور بجائے اس کے صفر کو محرم بنالیتے یا جب کبھی حرمت کو مٹانے کی ضرورت محسوس کرتے تو ایسے ہی مہینوں کا تبادلہ کرلیتے تھے اس طرح تحریم کے مہینے سال میں گردش کرتے رہتے تھے۔ واللہ اعلم
(تفسیر نور العرفان ص 307)

کتبہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

لوبان جلانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
علماء کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ لوبان جلانا کہا سے ثابت ہے اور کن کا طریقہ ہے؟ سائل معراج قادری اندور کھرانا ایم پی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اولا یہ عرض ہو کہ آج کل کچھ اجہل قسم کے لوگوں نے اس کا غلط فائدہ اٹھایا ہے وہ لوبان دانی لیکر گھر گھر بھیک مانگتے ہیں کہتے ہیں ہم خاندانی فقیر ہیں ایسوں کو (جنہوں نے بھیک مانگنا اپنا پیشہ بنالیا ہے) مانگنا اور انکو دینا دونوں حرام ہے رہی بات لوبان جلانے کی تو محفل ومجالس یا گھروں میں خوشبو وغیرہ کا اہتمام زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے اور یہ مستحب بھی ہے جیسے کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

اور اگر بغرض حاضرین وقت فاتحہ خوانی یا تلاوت قرآن مجید وذکر الٰہی سلگائیں تو بہتر ومستحسن ہے۔

وقد عهد تعظيم التلاوة والذكر وتطييب مجالس المسلمين به قديما وحديثا۔

اور تلاوت وذکر کی تعظیم اور اس سے مسلمانوں کی مجلسوں میں خوشبو پھیلانا زمانہ قدیم وجدید میں متعارف ہے۔ واللہ تعالی اعلم (فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد ۹ ص ۵۲۳ مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبــــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۱۶ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

مسلمان عورتوں کے مانگ میں صندل لگانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ شادی کے موقع سے بہار میں ایک رسم ہوتا ہے نکاح کے بعد شوہر لڑکی کے مانگ میں سندل ڈالتے ہیں کیا یہ جائز ہے۔ سائل افتخار عالم مظہری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

مسلمان عورتوں کے مانگ میں صندل لگانے کے متعلق جومشاہدے میں ہے وہ یہ ہیکہ بعض علاقوں میں مسلم خواتین صندل لگاتی ہیں رواج بھی ہے اوراس میں کسی بھی طرح کا نقص وعیب ومشابہ والی بات نہیں مانی جاتی لیکن بعض علاقوں میں صندل وسندور لگانے کو نقص وعیب وکفار کے مشابہ سمجھا جاتا ہے تو جس علاقوں میں مسلم خواتین کا صندل لگانے پر رواج ہے وہاں لگانے پر کوئی شرعی گرفت نہیں لیکن جہاں پر صندل لگانا کفار کا طریقہ ہے وہاں صندل لگانا۔

"من تشبہ بقوم فھو منھم "

کے تحت ناجائز ہے اور ایک مسئلے کی وضاحت ضروری ہیکہ مسلم خواتین کو سندور لگانا ہمارے فقہائے کرام نے مطلقا ناجائز وحرام لکھا ہے اور علت بھی بیان کی ہے جیساکہ صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سیندور لگانا مثلہ میں داخل اور حرام ہے, نیز اسکا جرم پانی بہنے سے مانع ہوگا جس سے غسل نہیں اترے گا۔واللہ تعالی اعلم (فتاوی امجدیہ جلد 4 صفحہ 60)

کتبـــــہ

پٹھان معین رضا

بدعت کی قسمیں اور انکی تعریف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال بدعت کسے کہتے ہیں اور اس کے قسموں کو تفصیل سے بیان کر دیں۔سائل محمد رحمت شاہدی کٹیہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

بدعت کے لغوی معنی ہیں نئی چیز۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

قُلْ مَا كُنتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ

فرمادو کہ! میں نیا رسول نہیں ہوں۔

نیز فرماتا ہے:

بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

آسمانوں اور زمین کا ایجاد کرنے والا (رب) ہے۔

نیز فرماتا ہے:

وَرَهْبَانِيَّةًن ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ

ان آیات میں بدعت لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی ایجاد کرنا نیا بنانا وغیرہ مرقاہ شرح مشکوٰۃ میں باب الاعتصام بالکتاب والسنتہ میں ہے:

قال النووی البدعة كل شئی عمل علی غیر مثال

یعنی بدعت وہ کام ہے جو بغیر گزری مثال کے کیا جائے۔

بدعت کے شرعی معنی ہیں:

وہ اعتقاد یا اعمال جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات ظاہری میں نہ ہوں بعد میں ایجاد ہوئے نتیجہ یہ نکلا کہ بدعت شرعی دوطرح کی ہوئی:

(۱) بدعت اعتقادی

(۲) بدعت عملی

بدعت اعتقادی ان برے عقائد کو کہتے ہیں جو کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد اسلام میں ایجاد ہوئے عیسائی یہودی مجوسی اور مشرکین کے عقائد بدعت اعتقادی نہیں کیونکہ یہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ پاک میں موجود تھے نیز ان عقائد کو عیسائی بھی اسلامی عقائد نہیں کہتے ہیں۔

اور جبریہ قدریہ مرجیہ چکڑالوی غیر مقلد دیوبندی عقائد بدعت اعتقادیہ ہیں کیونکہ یہ سب بعد کو بنے اور یہ لوگ ان کو اسلامی عقائد سمجھتے ہیں مثلاً دیوبندی کہتے ہیں کہ خدا جھوٹ پر قادر ہے حضور علیہ الصلاۃ والسلام غیب سے جاہل یا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا خیال نماز میں بیل گدھے کے خیال سے بدتر

ہے (معاذ اللہ) یہ ناپاک عقیدے بارھویں صدی کی پیداوار ہیں۔

بدعت عملی ہر وہ کام ہے جو کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ پاک کے بعد ایجاد ہوا خواہ دنیاوی ہو یا دینی خواہ صحابہ کرام کے زمانہ میں ہو یا اس کے بعد بھی مرقات باب الاعتصام میں ہے:

وفی الشرع احداث مالم یکن فی عهد رسول الله علیه السلام

بدعت شریعت میں اس کام کا ایجاد کرنا ہے جو کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ میں نہ ہو۔

(جاء الحق حصہ اول صفحہ نمبر 203/204/)

بدعت حسنہ بھی ہوتی ہے اور سئیہ بھی ہوتی ہے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آنچہ موافق اصول وقواعد سنت اوست وقیاس کردہ شد بر آں آں را بدعت حسنہ گویند وآنچہ مخالف آں باشد بدعت ضلالہ گویند۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ نمبر 135)

ترجمہ جو بدعت کہ حضور کی سنت کے اصول وقواعد کے مطابق ہے اور اس پر قیاس کی گئی ہے اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور جو بدعت کہ سنت کے مخالف ہو اسے بدعت گمراہی کہتے ہیں۔

اور سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من سن فی الاسلام سنة حسنه فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اجورهم شئی ومن سن فی الاسلام سنة سئیة کان علیه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اوزارهم شئی (رواه مسلم 'مشکوة صفحه نمبر 33)

ترجمہ:۔ جو شخص اسلام میں کسی اچھے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس کو اپنے رائج کرنے کا ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی اور جو اسلام میں کس برے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس شخص پر اس کے رائج کرنے کا بھی گناہ ہوگا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی گناہ ہوگا جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

اس حدیث شریف سے بھی معلوم ہوا کہ بدعت حسنہ بھی ہوتی ہے اور بدعت سئیہ بھی بدعت حسنہ کا انکار اس حدیث شریف کا انکار کرنا ہے۔

بدعت کی پانچ قسمیں :

بدعت واجبہ وہ نئی چیز جو شرعا منع نہ ہو اور اس کے چھوڑنے سے دین میں حرج واقع ہو جیسے قرآن وحدیث سمجھنے کے لئے علم نحو کا سیکھنا اور گمراہ فرقوں پر رد کے لئے دلائل قائم کرنا۔

بدعت مستحبہ وہ نئی چیز جو شریعت میں منع نہ ہو اور اس کو عام مسلمان کار ثواب جانتے ہوں اس کا کرنے والا ثواب پائے گا اور نہ کرنے والا گنہگار نہیں ہوگا جیسے مدرسوں کی تعمیر کرنا اور اذان کے بعد صلاۃ پکارنا۔ درمختار باب الاذان میں ہے:

التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنة سبع مائة واحدی وثمانین وهو بدعة حسنة ملحضا

ترجمہ:۔ اذان کے بعد الصلاۃ والسلام علیك یا رسول الله پڑھنا ماہ ربیع الاخر سن 781 ھجری میں جاری ہوا اور وہ بدعت حسنہ ہے۔

بدعت محرمہ وہ نئی چیز جس سے دین کو نقصان پہونچے جیسے اہل سنت وجماعت کے خلاف نئے عقیدہ والوں کے مذاہب۔

بدعت مکروہہ وہ نئی چیز جس سے کوئی سنت چھوٹ جائے جیسے جمعہ وعیدین کا خطبہ غیر عربی میں پڑھنا اور خطبہ کی اذان مسجد کے اندر دینا۔

بدعت مباحہ وہ نئی چیز جس کے کرنے نہ کرنے پر ثواب وعذاب نہ ہو جیسے کھانے میں کشادگی اختیار کرنا اور ریل گاڑی وغیرہ میں سفر کرنا۔ (محققانہ فیصلہ صفحہ نمبر 5/6/7/8)

اس تفصیل سے اچھی طرح واضح ہوگیا کہ ہر بدعت حرام نہیں ہوتی بلکہ بعض بدعتیں مستحب اور واجب ہوتی ہیں رہی یہ بات کہ حدیث شریف میں کل بدعة ضلالة آیا ہے یعنی ہر بدعت گمراھی ہے تو اس کے بارے میں حضرت ملا علی علیہ رحمتہ الباری تحریر فرماتے:

قوله کل بدعة ضلالة عام مخصوص

(مرقات جلد اول صفحہ نمبر 179)

یعنی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا قول کل بدعتہ ضلالتہ عام مخصوص ہے۔

(محققانہ فیصلہ نمبر 11/12)

ضروری نوٹ بعض دیوبندی للدین اور فی الدین کا فرق کرتے ہیں کہ دین کے لئے بدعت

جائز ہے مگر دین میں بدعت ایجاد کرنا جائز نہیں لیکن یہ ان کا کھلا ہوا فریب ہے مسلم شریف کی حدیث من سن فی الاسلام سنتہ حسنتہ جو پہلے مذکور ہوئی اس میں واضح طور پر حضور نے فرمایا کہ دین اسلام میں بدعت حسنہ ایجاد کرنے والا جب تک اس پر عمل ہوگا ثواب پاتا رہے گا۔ واللہ تعالی اعلم

(حوالہ سابق صفحہ نمبر 14)

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری مہاراشٹر

تابعین میں بلند و بالا مرتبہ کس کا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تابعین میں سب سے اعلی کون ہیں میرا مطلب یہ ہے کہ جس طرح نبیوں کے بادشاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور تابعین میں سب سے اعلی کون ہیں تفصیلی بحوالہ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی سائل محمد اقبال احمد رضوی پورنپور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

تابعین عظام رضی اللہُ تعالیٰ عنہم میں سب سے بڑا رتبہ حاصل کرنے والے سیدنا حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور یہ صحیح حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ با کمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

وھذا خیر التابعین بشھادۃ سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المرویۃ من طریق عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ. عند مسلم فی صحیحۃ ومن حدیث علی کرم اللہ وجھہ عند الحاکم بسند صحیح اعنی ولی اللہ سیدنا اویس القرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آئیے ایک ایسی شخصیت کا عمل پڑھتے ہیں جن کے بارے میں امام مسلم نے اپنی صحیح میں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حاکم نے حضرت علی کرم اللہ و جہہ الکریم سے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام تابعین میں افضل شخصیت ہے یعنی ولی اللہ حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۱۰) ص (۶۸۴) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۲۷ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

جو لوگ شادی میں ڈھول تاشے بجاتے ہیں ان کے لیے کیا حکم شرع ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام سے میرا سوال ہے کہ شادی میں جو ڈھول باجا بجاتے ہیں اس کے لئے کیا حکم ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں آپ حضرات کی بہت بڑی مہربانی ہوگی۔ سائل ادریس احمد رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

لوگ شادی بیاہ میں آتش بازی ڈھول تاشے تاہم و دیگر رسومات کرتے ہیں یہ سب ناجائز و حرام ہیں جیسا کہ اس کے متعلق سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ القوی فرماتے ہیں کہ:

آتش بازی جس طرح شادیوں اور شب برات میں رائج ہیں بے شک حرام اور پورا جرم ہے کہ اس میں تضیع مال ہے اسی طرح گانے بجانے کہ جو ان بلاد میں معمول و رائج ہے بلا شبہ

ممنوع و ناجائز ہیں جس شادی میں یہ سب حرکات قبیحہ ہوں مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس میں ہرگز شریک نہ ہوں ۔واللہ اعلم

(فتاوی رضویہ شریف جلد ۱۶ کتاب الحظر والا باحتہ ص ۸۹۸۸ ملتقطا ،ماخوذ از رد بدعات میں امام احمد رضا کا کردار ص ۲۲)

کتبـــــہ

محمد سلطان رضا شمسی بلہاوی دھنوشا نیپال

۱۳ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

فتنہ وفساد کے ڈر سے حق بات بیان نہ کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

اہل علم حضرات کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے حق بیان کرنے میں اگر فتنہ وفساد کا اندیشہ ہو تو ایسی جگہ حق بیان کرنا شریعت کی نظر میں کیسا ہے؟ براہ مہربانی بحوالہ جواب عنایت فرمائیں ۔سائل شاہد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جی ہاں جس جگہ حق بیان کرنے میں فتنہ وفساد کا اندیشہ ہو تو وہاں بیان نہ کرنا بہتر ہے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے:

والفتنۃ اکبر من القتل

یعنی فتنہ قتل سے بڑھکر ہے۔ (پ:2/آیت:217/سورۂ بقرہ)

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

والفتنۃ أشد من القتل

یعنی فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے۔ (پ:2/آیت 191/سورۂ بقرہ)

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ یا اسکی وجہ سے یعنی حق بیان کرنے سے فتنہ وفساد پیدا ہوگا آپس میں لڑائی ٹھن جائے گی جب بھی چھوڑنا افضل ہے۔ (ح:16/ص:615/امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے:

و كذالك لو علم يقع بينهم عداوة و يهيج منه القتال فتركه أفضل۔ والله اعلم

(ج:5/ص:353/الباب السابع عشر فی الغناء واللهو وسائر المعاصی والامر بالمعروف/بیروت)

کتبــــــہ

محمد اسرار احمد نوری نینی تال اترا کھنڈ

۲۶ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

کتا گھر میں داخل ہو جائے تو چالیس دن تک برکت نہیں ہوتی ایسی سوچ رکھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کتا کسی گھر میں داخل ہو جاے تو کیا اس گھر میں چالیس (۴۰) دن برکت نہیں ہوتی یا ایسا کچھ نہیں ہے اس مسئلہ کی وضاحت فرمادیں آپ کی عین نوازش ہوگی۔المستفتی محمد حیدر علی قادری ازہری بھنگا ضلع شراوستی یوپی الھند

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجواب بعونہ تعالی

لوگوں کا یہ خیال محض باطل و بے بنیاد ہے اسکی کوئی اصل نہیں کہ کتا گھر میں داخل ہو جائے تو

چالیس دن گھر میں برکت نہیں ہوتی غلط ہے ہاں اگر کسی نے شوقیہ کتا پال رکھا ہے تو اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

عن ابی طلحة قال النبی لاتدخل الملائکة بیتا فیه کلب ولا تصاویر

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور نے فرمایا جس گھر میں کتا ہو یا تصویریں ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (انوارالحدیث صفحہ ۳۰۴ بحوالہ بخاری ومسلم)

اور ایک مسئلے کی وضاحت ضروری ہے کہ اگر کتا گھر میں داخل ہو جائے اور اس کا بدن تر ہو، بھیگا ہوا ور داخل ہونے سے فرش گیلا ہو جائے یا قدم کے نشان آجائے تو جہاں جہاں فرش گیلا ہوا وہاں دھونا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد معصوم رضا نوری اتر ولہ یوپی

۱۶ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز منگل

ذات برادری کیسے بنی اور اس کے بانی کون ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گروپ کے جملہ علما وفضلاء ومفتیان کرام کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے کہ جس طرح سیدوں کی نسبت ہمارے حضور کے خاندان سے ہے اسی طرح شیخ، خان، بیگ، میر، انصاری و دیگر ذات اور خاندانوں کی نسبت کن کی طرف ہے اور ان کے بانی وسربراہ کون ہیں برائے کرم جواب سے ضرور نوازیں بہت بڑی مہربانی ہوگی۔ سائل محمد شاہد رضا قادری کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

بیشک سادات کرام کا نسبی تعلق حضور سرورکائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے رہا

دوسری ذات برادری والوں کا تعلق کن شخصیتوں اور کس سبب سے ہے تو اس سلسلے میں فتاویٰ مرکز تربیت افتاء میں ہے کہ:

عربوں میں طلوع آفتاب اسلام سے قبل پشتہا پشت سے نسب محفوظ رکھنے کا عام رواج تھا برخلاف عجمیوں کے کہ اس پر ان کی کوئی خاص توجہ نہیں تھی اسی لئے ان کا نسب نامہ محفوظ نہیں رہا لیکن ہندوستانی لوگ جب اسلام قبول کرتے گئے تو قوم مسلم میں انہیں اپنی شناخت و پہچان کی ضرورت پڑی اس طرح انہیں ہندوستانی مسلمانوں میں ذات برادری کا لحاظ ہونے لگا اور یہ دو امور سے ہوا۔ ایک نسب سے، دوسرا پیشہ سے ہندوستان میں نسب کے اعتبار سے چار قومیں مشہور ہیں:

(1) سید
(2) مغل
(3) خان
(4) شیخ

پھر شیخ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک قریشی جنہیں شیخ صدیقی شیخ فاروقی شیخ علوی شیخ جعفری کہتے ہیں، دوسرے غیر قریشی جو شیخ انصاری کہلاتے ہیں یہ اقوام اپنا اپنا نسب ثابت کرتی ہیں اور اپنے آپ کو ان کی نسل و اولاد میں سے کہتی ہیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

ہندوستان میں مسلمانوں نے تین قومیں خاص شریف قرار دیں اور انہیں سید یا میر اور خان بیگ کے خطاب دیئے کہ ان سب لفظوں کے معنی عربی و فارسی و ترکی زبان میں سردار ہیں باقی تمام شرفا مثل اولاد امجاد و خلفائے کرام و بنی عباس و انصار کو ایک عام لقب دیا شیخ کہ یہ بھی بمعنی بزرگ ہے۔
(فتاویٰ رضویہ قدیم جلد پنجم صفحہ 456)

نسبی اقوام کو اپنے سلسلہ نسب پر اعتماد کرنا ضروری ہے خواہ وہ اعتماد شجرہ نسب کی بنا پر ہو یا بطریق شہرت وتواتر کے ہو یا کسی مشہور خاندان سے صحیح اتصال ہو نیز یہ امر مسلم ہے کہ ہندوستان میں اکثر قوموں نے بزرگان دین کی تبلیغ سے اسلام قبول کیا ہے اور فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اسلم من اهل فارس فهو قريشي
یعنی جو اہل فارس سے اسلام قبول کرے وہ قریشی ہے۔

اس مذہب کی بنا پر جس کے ہاتھوں جو مسلمان ہوگا بطور رشتہ ولا اسی قوم میں گنے جانے کے قابل ہوگا تو خارج از امکان نہیں کہ یہاں کے آباء واجداد ان اللہ والوں کی اولاد کے ہاتھوں اسلام قبول کئے ہوں اور بطور رشتہ ولا ان کو صدیقی،عثمانی،انصاری اور منصوری کہا جانے لگا ہو اور بعید نہیں کہ ان میں سے کسی کا سلسلہ نسب ان اللہ والوں کی اولاد سے ملتا ہو۔

اگر چہ ان کا نسب نامہ محفوظ نہ رہ گیا ہو بہر حال وجہ کچھ بھی ہو جن کے آباء واجداد کا تعلق ان برادریوں سے ہے اور وہ ان میں لکھتے چلے آئے ہوں تو جب تک ان کا ان برادریوں سے نہ ہونا یقین سے معلوم نہ ہو جائے انہیں اپنے آپ کو ان برادریوں میں شمار کرنے سے منع نہیں کیا جا سکتا۔

فتاوی حدیثیہ میں ہے:

ان لم یثبت نسبہ شرعاً وادعاہ ولم یعلم کذبہ تعین التوقیف عن تکذیبہ اھ

دوسطر بعد ہے کہ عام طور پر رائج ذات برادری پیشہ سے بنی ہے اور پیشہ میں کفائت منصوص ہے اس وجہ سے اس کی پابندی کا حکم دیا جاتا ہے۔

(فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد اول صفحہ 637 / 638 باب النسب)

اس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ چونکہ اہل عرب پشتہا پشت سے اپنے نسب نامہ کو محفوظ کئے رہے اس لئے ان کا نسب نامہ محفوظ رہا اور اہل عجم کی اس طرف عدم توجہ کے باعث محفوظ نہ رہا اس لئے عام طور پر ہندوستان میں رائج برادریوں کا تعلق پیشہ سے ہے۔

لہذا جس کے آباء واجداد جس برادری سے مشہور ومتعارف ہیں اس کو ان ہی سے انتساب ضروری ہے ہاں اگر کھوج وکھنگال سے یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ فلاں برادری سے تعلق تھا عدم علم کے باعث دوسری برادری سے مشہور ہو گئے تو ایسی صورت میں اس سے انتساب ضروری ہوگا۔واللہ اعلم

کتبـــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر/ ۷ اربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

نبی نام رکھنا کیسا ہے؟؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کوئی شخص اپنے بچے نام صرف نبی رکھ سکتے ہیں یا نہیں جواب عنایت فرمائیں۔المستفتی محمد ریحان اشرفی ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ہر گز نہیں رکھ سکتا کیوں کہ غیر نبی کو نبی کہنا نا جائز وحرام ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں: محمد نبی احمد نبی محمد رسول احمد رسول نبی الزماں رکھنا نا جائز ہے بلکہ بعض کا نام نبی اللہ بھی سنا گیا ہے،غیر نبی کو نبی کہنا ہرگز ہرگز جائز نہیں ہوسکتا۔
(بہار شریعت حصہ ١٦ صفحہ ٦٠٥ ناشر مکتبۃ المدینہ دھلی)
نبی نام رکھنے میں اعتقاد نفس نبی کا نہ ہو ورنہ کفر ہے ہاں مسلمان سے معنیٰ اول ہی کی امید رکھی جائے جوکہ حرام ہے فقط۔ (ھکذا فی الفتاوی الرضویۃ)
البتہ غلام نبی عبد النبی غلام رسول اللہ نام رکھ سکتے ہیں۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
عبید اللہ رضوی بریلی شریف یوپی
٢٦ صفر المظفر ١٤٤٢ھ بروز جمعرات

برے ناموں کو تبدیل کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسلمانوں کو اپنے بچوں کا نام سورج، سندیپ،رمیش،پپو رکھنا کیسا ہے؟ سائل محمد تنویر احمد ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

کتب احادیث میں اچھے نام رکھنے کی تاکید آئی ہے کیونکہ اچھے نام کا اثر بھی اچھا ہوا کرتا ہے اگر لاعلمی و جہالت کے بنیاد پر بے معنی نام یا برے نام رکھ دیا ہو تو اسے بدل دینے کا بھی حکم ہے جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برے نام کو بدل دیا کرتے تھے ایک شخص کا نام اصرم تھا اس کو بدل کر زرعہ رکھا اور عاصیہ نام کو بدل کر جمیلہ رکھا۔

اسی طرح جس نام کے معنی اچھے نہیں ہوتے اس نام کو بھی رکھنے سے منع فرمایا صحیح مسلم کی روایت ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام؛ برہ؛ تھا حضور نے یہ نام بدل کر جویریہ رکھا اور یہ بات حضور کو ناپسند تھی کہ یوں کہا جائے کہ برہ کے پاس سے چلے گئے۔

(بحوالہ بہار شریعت ج ٣ / ح شانزدہم/ص ٢١١ / ٨)

اس لئے مسلمانوں کو اپنے بچوں کا نام سورج، سندیپ، رمیش، پپو وغیرہ رکھنا نہایت ہی غلط ہے اور برا بھی کہ عموما ایسے نام ہندوستان میں کافروں کے ہوتے ہیں اس لئے ایسا نام رکھنا منع ہے صحابۂ کرام یا کسی بزرگانِ دین کے نام پر اپنے بچوں کا نام رکھیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد رضا امجدی ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

١٦ جمادی الآخر ١٤٤٢ھ بروز سنیچر

اپنے بچوں اور بچیوں کے اچھے نام رکھو

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ عافیہ ناز نام رکھنا کیسا اور اس کے کیا معنی ہیں جواب عنایت فرمائیں۔ سائل. مرشد احمد بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

لڑکوں کا نام عبد اللہ وعبد الرحمٰن وغیرہ اور انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیاء وصلحاء و بزرگان دین کے نام پر نام رکھنا چاہیے اور لڑکیوں کا نام انبیائے کرام علیہم السلام کی بیویوں بیٹیوں اور صحابیات کے نام پر نام رکھے جائیں اس حوالے سے چند احادیث مبارکہ ملاحظہ کریں:

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تدعون یوم القیامۃ باسمائکم واسمآء آباء کم فاحسنوا اسماء کم۔ (احمد ابوداؤد)

ترجمہ:۔حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن تم کو تمھارے نام اور باپوں کے نام سے پکارا جائے گا لہذا اپنے نام اچھے رکھو۔

(انوارالحدیث صفحہ نمبر 367)

عن ابن عمر ان بنتا کانت لعمر یقال لہ عاصیتہ فسماھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمیلہ (مسلم)

ترجمہ:۔حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت فاروق اعظم کی ایک صاحبزادی تھیں جن کا نام عاصیہ تھا رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ان کا نام بدل کر جمیلہ رکھ دیا۔

(انوارالحدیث صفحہ نمبر 368)

پہلی مذکور حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نام اچھے رکھنا چاہیے چاہے لڑکا ہو یا لڑکی کیونکہ قیامت کے دن اسی نام سے پکارا جائے گا بزرگوں نے فرمایا ہے کہ نام کا اثر مسمّی پر پڑتا ہے، دوسری حدیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ نام اگر شرعاً درست نہ ہو تو اسے بدل دینا سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک تمہارے ناموں میں بہترین نام عبداللہ اور عبدالرحمن ہے۔

(مسلم)

صورت مسئولہ میں عافیہ نام رکھ سکتے ہیں اس کا معنیٰ عافیت دینے والی یعنی آرام دینے والی ناز کے معنیٰ نخرہ یہ درست نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

بیوی کو عرش کہہ کر پکارنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
علمائے کرام سے گزارش ہے کہ زید کی بیوی کا نام فرحین ہے اور فرحین کو زید کو گھر والے پیار سے عرشی کہہ کر پکارتے ہیں مگر زید پیار سے عرش کہہ کر پکارتا ہے سوال یہ ہے کہ کیا زید کا عرش کہہ کر پکارنا سہی ہے اور اگر یہ غلط ہے تو زید کیا کہہ کر پکارے ۔سائل محمد مجاہد صدیقی پونہ مہاراشٹرا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

زید کی بیوی کو عرش یا عرشی کہہ کر پکارنا جائز ہے مگر اصل نام سے پکارا جائے تو بہتر اور مناسب ہے کیوں کہ زید کے گھر والے عرشی کہتے ہیں کبھی غصے میں کرسی کہہ دیئے تو دل آزاری ہوگی اس لیے فرحین نام سے پکارنا زیادہ اولی ہے اور زید اگر پیار محبت سے اپنی بیوی کو عرش کہتا ہے تو اس میں حرج نہیں حضور نبی کریم رؤف الرحیم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا، کو پیار سے حمیراء کہا کرتے تھے ۔حدیث شریف میں ہے: حضور برے ناموں کو بدل دیا کرتے تھے۔ (مستفاد بہار شریعت حصہ 16 نام رکھنے کا بیان)
لہذا عرش یہ برے ناموں میں سے نہیں لے سکتے ہیں مگر اصل نام لے کر پکارنا زیادہ بہتر ہے ۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ
محمد معصوم رضا نوری
۲۴ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۵ اگست ۲۰۲۰ء بروز سنیچر

پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دئے بغیر بھی مرید ہو سکتا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دئے بغیر مرید ہو سکتے ہیں یا نہیں بحوالہ مدلل جواب سے نوازیں۔سائل جابر رضا رامپوری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جی ہاں ہاتھ میں ہاتھ دینا شرط بیعت نہیں اس لیے اگر کوئی شخص کسی دوری کے سبب یا کسی علت کے سبب ہاتھ میں ہاتھ نہ دے پائے تو بیعت ہونے پر کوئی فرق نہیں کیونکہ بیعت ایک توبہ ہے معاصی سے اور عہد و پیمان عزم مصمم ہے آئندہ گناہ نہ کرنے کا جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلی رحمۃ اللہ علیہ القول الجمیل میں فرماتے ہیں:

اعلم أن البيعة المتوارثة بين الصوفية على وجوه أحدها بيعة التوبة من المعاصي (القول الجميل: ص۲۸)

اور سرکار اعلی حضرت قدس سرہ القدسی فرماتے ہیں:

جب وفد ثقیف حاضر بارگاہ اقدس ہوئی اور دست انور پر بیعتیں کیں ان میں ایک صاحب کو (جذام کا) عارضہ تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرما بھیجا

ارجع فقد بايعناك

واپس جاؤ تمہاری بیعت ہوگئی یعنی زبانی کافی ہے مصافحہ نہ ہونا مانع بیعت نہیں۔

(العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ ج9 ص 241 رضا اکیڈمی ممبئی)

یہاں سے معلوم ہوا کہ ہاتھ میں ہاتھ دینا ضروری نہیں بغیر مصافحہ کے بھی مرید ہو جاتا ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبہ
محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور کیمری
۲۲ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

وہ صحابیہ کون ہیں جن کا دوپٹہ باریک ہونے کی وجہ سے حضرت عائشہ نے پھاڑ دیا؟

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ وہ کونسی صحابیہ تھیں جن کا دوپٹہ باریک ہونے کی وجہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے پھاڑ دیا تھا۔ المستفتی طلحہ مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

وہ صحابیہ حضرت حَفصہ رضی اللہ تعالی عنہا تھی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے حضرت علقمہ بن ابو علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان کی والدہ ماجدہ نے فرمایا:

دخلت حفصة بنت عبد الرحمن علی عائشة وعلیها خمار رقیق فشقته عائشة وکستها خمارا کثیفا

ترجمہ:۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی خدمت میں حضرت حفصہ بنت عبد الرحمن حاضر ہوئیں اس وقت ان پر باریک دوپٹہ تھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اسے پھاڑ کرانہیں موٹا دوپٹہ اوڑھا دیا۔ واللہ تعالی اعلم (موطا امام مالک، حصہ دوم، ص ۹۱۳)

کتبـــــہ

عبید اللہ رضوی بریلی شریف یوپی

۱۸ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

کیا جس کا جیسے اعمال ہونگے ویسی بیویاں ملیں گی؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام درج ذیل عبارت کے بارے میں" کہ جس کے جیسے اعمال ہوں گے اسے ویسی ہی بیوی ملے گی کیا یہ حدیث پاک کا مضمون ہے؟ رہنمائی فرمائیں۔المستفتی محمد عبد الحسیب اختری بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جی ہاں یہ حدیث پاک برحق ہے کہ جیسے اعمال ہوں گے ویسے ہی بیویاں ملیں گی حدیث شریف میں ہے:

" عن ابن عمر قال ﷺ ان ادنیٰ اهل الجنة منزلة لمن ینظر الیٰ جنانه وازواجه ونعیمه وخدمه وسرره مسیرة الف سنة واکرمهم علی الله من ینظر الیٰ وجهه غدوة وعشیة ثم قرأ وجوه یومئذ ناضرة الیٰ ربها ناظرة "

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ معنی کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرتبہ کے لحاظ سے ادنیٰ جنّتی وہ شخص ہوگا جو اپنے باغوں اپنی بیویوں اور اپنی نعمتوں خدمتگاروں اور اپنی آرام گاہوں کو ایک ہزار برس کی مسافت کے اندر پھیلا ہوا دیکھے گا اور خدائے تعالی کے نزدیک سب سے بڑے مرتبے کا جنتی وہ شخص ہوگا جو صبح شام دیدار الٰہی سے مشرف ہوگا اس کے بعد حضور ﷺ نے آیت کریمہ تلاوت فرمائی جو کہ حدیث بالا میں مذکور ہے یعنی اس روز بہت سے چہرے اپنے پروردگار کے دیدار سے تروتازہ اور خوش وخرم ہوں گے۔ (جامع الترمذی، المجلد الثانی، ابواب صفۃ الجنۃ، ص ۷۸ مجلس برکات مبارکپور)

مذکورہ حدیث سے یہ صاف ظاہر ہے ہیں کہ بندے کا جیسا عمل ہوگا ویسا ہی اس کو اجر یعنی بیویاں وحوریں وغیرہ ملیں گی۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

۲۱ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

عالم گناہ کرے تو ایک گناہ اور جاہل کرے تو کیا ڈبل لکھا جائے گا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام رہنمائی فرمائیں زید کا سوال ہے کہ بکر ایک عالم دین ہے عمرو اور دیگر عوام انپڑھ ہے زید کا کہنا ہے کہ بکر غلط کام کریگا تو اسے ڈبل گناہ ہوگا اس لیئے کہ زید عالم ہے اور عمرو اور دیگر عوام جو انپڑھ ہے غلط کام کرنے کی وجہ سے وہ ایک ہی گناہ کا مرتکب ہوگا۔اس کا جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی حوالہ کے ساتھ۔سائل محمد مشرف رضا رضوی پورنیہ بہار انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صورت مسئلہ میں زید کا قول غلط ہے حدیث شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عالم کا گناہ ایک گناہ اور جاھل کا گناہ دو گناہ (یعنی عالم گناہ کرتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں ایک گناہ لکھا جاتا ہے اور جاھل کرتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں دو گناہ لکھا جاتا ہے) کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس لئے فرمایا عالم پر وبال اسی گناہ کا ہے کہ گناہ کیوں کیا اور جاھل پر ایک وبال گناہ کرنے کا اور دوسرا وبال علم نہ سیکھنے کا۔واللہ تعالی اعلم

(بحوالہ فتاویٰ رضویہ ج۱ ص ۷۴ حوالہ برکات شریعت حصہ ۲ ص ۷۳۲ تا ۷۳۳)

کتبـــــــہ

عبیداللہ رضوی بریلی شریف یوپی

۲۷ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۷ اگست ۲۰۲۰ء بروز منگل

ختنہ کے بعد کھال بڑھ جائے تو کیا دوبارہ ختنہ کرنا پڑے گا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں ادب کے ساتھ ایک سوال عرض ہے کہ اگر کسی نے ختنہ کروایا اور چند دن کے بعد وہ کھال بڑھ کر پھر سے حشفہ کو اپنے اندر کرلے تو کیا اب دوبارہ ختنہ کرنا ضروری ہے علماء کرام رہنمائی فرمائیں۔سائل محمد عرفان بہرائچی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ختنہ سنت ہے اور یہ شعار اسلام میں ہے کہ مسلم وغیر مسلم میں اس سے امتیاز ہوتا ہے اسی لئے عرف عام میں اس کو مسلمانی بھی کہتے ہیں۔ (موطا امام مالک، حصہ دوم، ص ۹۱۳)

اسی کتاب کے دوسرے صفحہ پر ہے کہ ختنہ ہو چکی ہے مگر وہ کھال پھر بڑھ گئی اور حشفہ کو چھپا لیا تو دوبارہ ختنہ کی جائے اور اتنی زیادہ نہ بڑھی ہو تو نہیں۔ (حوالہ سابق ص 239 بحوالہ عالمگیری)

صورت مستفسرہ میں جب کھال بڑھ کر حشفہ کو اپنے اندر لیا ہے تو دوبارہ ختنہ کی جائے ورنہ نہیں۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۳۰ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۲ جولائی ۲۰۲۰ء بروز بدھ

شرابی اگر سچی توبہ کرلے تو کیا اس کو برادری میں لے سکتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام کہ زید نشہ کرتا ہے شراب گانجہ بھانگ چرس یہاں تک خنزیر کا گوشت بھی کھا چکا زید کی شرارتوں کے مدنظر پولیس نے زید کو جیل میں بند کر دیا ہے اب وہ

جیل سے نکلنے والا ہے اسکے گاوں گھر کے لوگ کہتے ہیں بہت گنہگار ہے ہم اپنے مسلم دھرم میں نہیں ملا سکتے اسکی بیوی بہت پریشان ہے زید کہتا ہے ہم توبہ کرلیں گے اب ایسی غلطی نہیں ہوگی اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے جواب عنایت فرمائیں عین کرم ونوازش ہوگی۔سائل عیسیٰ احمد پچپکری کھوبا کنوآں روپیڈیھا چکیا روڈ بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

شراب حرام قطعی ہے اور ہر نشہ آور مشروب حرام ہے اور خنزیر کا گوشت بھی حرام قطعی ہے اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ

(پارہ2سورہ بقرہ آیت173)

ترجمہ:۔اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مرداراور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیااور شراب کے تعلق سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

.یسئلونك عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر

(پارہ2سورہ بقرہ آیت219)

ترجمہ:۔تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے لہذا جو شخص ان افعال کا عادی ہے وہ سخت گنہگار اور ظالم جفا کار ہے مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان حرام افعال میں مبتلاء شخص کو دور رہنے پر مجبور کریں یہاں تک کہ وہ شخص گناہوں سے باز آجائے اور اگر وہ ان برائیوں سے باز نہ آئے تو اس کا بائیکاٹ کریں۔اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

واما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین

(پارہ7سورہ الانعام آیت68)

ترجمہ:۔اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

صورت مستفسرہ میں مذکورہ شخص جب کہ متذکرہ برائیوں سے تائب ہونے کا اقرار کررہا ہے تو اگر واقعی مذکورہ شخص سچے دل سے تائب ہو کر آئندہ ان برائیوں سے بچنے کا پکا عہد کرلیتا ہے تو رحمت خداوندی سے قوی امید ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے اسے معاف فرمادے گا۔اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

الامن تاب وآمن وعمل عملا صالحا فاولئك یبدل الله سیآتھم حسنٰت وکان الله غفورا رحیما (پارہ 19 سورہ فرقان آیت 70)

ترجمہ:۔مگر جوتوبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فتاویٰ فیض الرسول میں ہے کہ:

(شخص) مذکور کو مسلمانوں کے مجمع عام میں توبہ استغفار کرانے کے بعد برادری میں شامل کرلیا جائے میلاد شریف اور قرآن خوانی کرنے نیز فقراء مساکین کو کھانا کھلانے کی تلقین کی جائے۔

قال الله تعالیٰ: ومن تاب وعمل صالحا فانه یتوب الی الله متابا۔ والله اعلم

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

ماں کے حکم کی اطاعت نہ کرنے کا انجام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کہ بارے میں کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص جن کا نام شاید جریج تھا ان کے بارے میں فرمایا کہ وہ نماز میں تھے ان کی والدہ نے آواز لگائی تین بار آے نہیں ان کی والدہ نے بددعا دی کہ تیرے او پر زنا کی تہمت لگے پھر اس کے بعد ان پر تہمت بھی لگی کیا یہ کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عطا فرمائیں۔سائل محمّد سلمان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جی ہاں یہ واقعہ درست اور حدیث شریف سے ثابت ہے:

" عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ رَجُلٌ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ يُقَالُ لَهُ جُرَيْجٌ يُصَلِّي فَجَاءَتْهُ أُمُّهُ فَدَعَتْهُ فَأَبَى أَنْ يُجِيبَهَا فَقَالَ أُجِيبُهَا أَوْ أُصَلِّي ثُمَّ أَتَتْهُ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتَّى تُرِيَهُ وُجُوهَ الْمُومِسَاتِ وَكَانَ جُرَيْجٌ فِي صَوْمَعَتِهِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ لَأَفْتِنَنَّ جُرَيْجًا فَتَعَرَّضَتْ لَهُ فَكَلَّمَتْهُ فَأَبَى فَأَتَتْ رَاعِيًا فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ هُوَ مِنْ جُرَيْجٍ فَأَتَوْهُ وَكَسَرُوا صَوْمَعَتَهُ فَأَنْزَلُوهُ وَسَبُّوهُ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى ثُمَّ أَتَى الْغُلَامَ فَقَالَ مَنْ أَبُوكَ يَا غُلَامُ قَالَ الرَّاعِي قَالُوا نَبْنِي صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ طِينٍ "

ترجمہ ومفہوم: حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے اگلی امت کے مشہور ومعروف ولی حضرت جریج علیہ الرحمہ کا واقعہ بیان فرمایا کہ وہ عبادت گزار تھے اپنی عبادت خانے میں ہی اللہ کی تسبیح وتحمید اور اس کے ذکر میں مشغول رہتے تھے ایک دن جب وہ نماز میں مصروف تھے ان کی والدہ انہیں بلانے آئیں اور جریج کہکر آواز دیا یہ دل میں سوچنے لگے بارالہا: میری ماں ہے اور میری نماز میں کیا کروں؟ ماں کا کہنا مانو یا نماز پڑھو؟ کچھ دیر اسی کشمکش میں پریشان رہے آخر سوچ بچار کر کے فیصلہ کیا پھر نماز میں مشغول ہو گئے اور ماں انتظار کر کے چلی گئی وہ دوسرے روز پھر انہیں بلانے آئی اور آواز دیا اے جریج! مگر وہی کچھ سوچ کر نماز میں لگ گئے اور ماں کی بات نہ سنی بیٹے کے اس برتاؤ سے ماں کو رنج ہوا تو ماں نے خدا کی بارگاہ میں یہ بددعا کر دی:

اللھم لا تمتہ حتی ینظر الیٰ وجوہ المؤسمات

الہی! جریج جب تک کسی بدکار کا منہ دیکھ لے اسے وفات نہ دینا بنی اسرائیل میں جریج اور ان کی عبادت کا خوب چرچا ہو چلا تھا ایک فاحشہ عورت جو حسن وجمال میں یکتا ہونے کی وجہ سے) جس کے حسن کی کہاوت کہی جاتی تھی جریج کے سامنے اپنے ناپاک ارادے کے ساتھ آئی مگر جریج نے اس کی طرف توجہ نہ کی وہ ایک چرواہے کے پاس آئی اس بے حیا نے اسے اپنے اوپر قابو دیا یہ تو وہ اس کے ساتھ بدی میں ملوث ہوا جس سے وہ حاملہ ہوگئی جب بچہ پیدا ہوا تو اس نے کہا کہ یہ بچہ جریج کا ہے اتنا

سنتے ہی لوگ برہم ہو گئے اور آ کر جریج کا عبادت خانہ ڈھا دیا اور انہیں مارنے لگے جریج نے پوچھا تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو انہوں نے کہا تم زنا کار ہو فلاں فاحشہ کے شکم سے تیری بدکاری کے باعث بچہ پیدا ہوا ہے جریج نے پوچھا وہ بچہ کہاں ہے لوگ اسے لے کر آئے تو جریج نے ان سے مہلت لیکر نماز پڑھی پھر بچے کے پاس آئے

"فطعن فی بطنه وقال یاغلام من ابوك قال فلان الرّاعی"

(جریج) نے اس کے پیٹ میں انگلی ماری اور کہا اے بچے تم کس کے نطفے سے ہو؟ تو اس فاحشہ عورت کے پیٹ میں سے بچے کی آواز آئی فلاں چرواہے کا لوگ جریج کی کرامت و پاکدامنی دیکھ کر بے حد نادم اور شرمندہ ہوئے اور جریج کو بوسہ دینے اور ان کی بزرگی سے برکت حاصل کرنے لگے انہوں نے کہا ہم تمہارا عبادت خانہ سونے کا بنائیں گے جریج نے کہا نہیں اسے پہلے کی طرح مٹی کا بنا دو تو انہوں نے ویسا ہی بنا دیا۔

(صحیح البخاری، المجلد الثانی، ابواب المظالم والقصاص، ص ۳۳۷ مجلس برکات مبارکپور)

سبق: حضرت جریج نفل نماز پڑھ رہے تھے وہ نماز مختصر کر کے ماں کے حکم کی بجا آوری کے لئے حاضر ہو سکتے تھے مگر انہوں نے ایسا نہ کر کے ماں کو تکلیف پہنچائی ان کے نتیجے میں انہیں ایسا شرمناک حالات کا سامنا کرنا پڑا کہ ان جیسے تارک الدنیا کے لئے اس سے زیادہ شرمناک واقعہ نہیں ہو سکتا اور وہ بدنصیب لوگ جو ماں باپ کو ستاتے ہیں ہیں ان کو ٹھیس پہنچاتے ہیں ان کو مارتے ہیں ظلم و تشدد کے پہاڑ توڑتے ہیں ان کا کیا عالم ہو گا اللہ و رسول جانے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

۲۸ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۰ جولائی ۲۰۲۰ء بروز سوموار

سود خور کے گھر کھانا اور رشتہ کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ کوئی شخص سود بھی لیتا دیتا ہے اور مزدوری وغیرہ بھی کرتا ہے لہذا ایسے شخص کے یہاں کھانا جائز ہے یا نہیں اور بچوں کے رشتے وغیرہ کر سکتے ہیں یا نہیں مکمل وضاحت فرمائیں۔سائل محمد مشرف رضا رضوی پورنیہ بہار انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

سودی خوار کے گھر عوام کو کھانا جائز ہے، جب تک خاص اس شئی کی جو اسکے سامنے لائی گئی ہے حرام ہونا تحقیق نہ ہو۔

فی الھندیۃ عن الظھیرۃ عن الفقیہ ابی اللیث قال قال محمد (رحمتہ اللہ علیہ) وبہ نأخذ مالم نعرف شیأً حراماً بعینہ وھو قول ابی حنیفۃ واصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم

ہاں عالم مقتدیٰ کو بلا ضرورت مطلقاً احتراز چاہیے کہ اسکا گناہ عوام کی نظر میں ہلکا نہ ہو جائے۔

فی الھندیۃ عن الملتقط یکرہ للمشھور المقتدی الاختلاط الی رجل من اھل الباطل والشر الا بقدر الضرورۃ لانہ یعظم بینیدی الناس الخ

(ماخوذ فتاوی رضویہ شریف ج9 ص 190 رضا اکیڈمی ممبئی)

اسی طرح خواص حضرات کو رشتہ وغیرھا قائم کرنے سے احتراز چاہیے ورنہ لوگ سود لینے کو ہلکا سمجھنے لگے گے باقی عوام کے لیے بھی بچنا مناسب ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور کیمری
۱۵ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۶ا اگست ۲۰۲۰ء بروز جمعرات

سلام اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے ایک شعر کی و دلیل لمی ، وانی کی وضاحت

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
امید ہے کہ آپ سب بخیر ہونگے مفتیان کرام کی بارگاہ میں التماس کیا جاتا ہے کہ آپ حضرات اس مصرع کی وضاحت فرمائیں:

تم سے خدا کا ظہور اس سے تمہارا ظہور
لم ہے یہ وہ ان ہوا تم پہ کروڑوں درود

دلیل لمی اور دلیل انی کی وضاحت فرمائیں اور اس کے اندر جو شان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے اس پر کچھ روشنی ڈالیں عین نوازش ہوگی۔سائل محمد محبوب حسن احمد نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اعلی حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان اس شعر کے ذریعے یہ بیان فرما رہیں ہیں کہ اے میرے پیارے آقا آپ کی ذات مبارک وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف بھی آپ کے حوالے سے کرایا ہے۔

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق

اور آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس عالم ہستی میں ظاہر فرمایا ہے گویا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی برہان لمی ٹھہرے اور اللہ تعالیٰ آپ کی برہان انی ہے ،لم اور ان منطق کی اصطلاحات ہیں منطقیوں نے برہان کی دو قسمیں بیان بنائی ہے۔

(۱) برہان لمی

(۲) برہان انی

دلیل لمی :۔قیاس سے جو نتیجہ حاصل ہوتا ہے وہ حد اوسط کے ذریعے ہی معلوم ہوتا ہے پس وہ قیاس جس میں حد اوسط جس طرح نتیجہ جاننے کے لئے علت بن رہی ہے اسی طرح حقیقت میں بھی وہ حد اوسط نتیجہ کے لئے علت ہو تو اسکو دلیل لمی کہتے ہیں۔

جیسے زمین دھوپ والی ہے اور ہر دھوپ والی شئی روشن ہے پس زمین روشن ہے اس مثال

میں دھوپ (جو حد اوسط ہے) سے ہمیں زمین کے روشن ہونے کا علم ہوا اسی طرح حقیقت میں بھی دھوپ روشنی کے لئے علت ہے اسی قیاس کو دلیل لمی کہتے ہیں۔

دلیل انی:۔دلیل انی وہ قیاس ہے جس میں حد اوسط نتیجہ جاننے کے لئے تو علت بن رہی ہو لیکن حقیقت میں وہ حد اوسط نتیجہ کے لئے علت نہ ہو بلکہ معاملہ برعکس ہو تو اس کو دلیل انی کہتے ہیں جیسے زمین روشن ہے اور ہر روشن شئ دھوپ والی ہوتی ہے پس زمین دھوپ والی ہے۔

اس مثال میں زمین روشن ہونے سے زمین کا دھوپ والا ہونا ہمیں معلوم ہوا لیکن حقیقت میں روشنی دھوپ کی علت نہیں بلکہ معاملہ برعکس ہے کہ دھوپ روشنی کی علت ہے اس قیاس کو دلیل انی کہتے ہیں۔واللہ تعالی اعلم

(تسہیل المنطق،شرح حدائق بخشش صفحہ ۹۵۲/ ۵۳)

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

۲۳ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ

جنت میں جنتیوں کی عمریں کتنی ہوگی

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

سوال جنت میں جنتیوں کی عمر کتنی ہوگی؟ علمائے کرام سے عرض ہے کہ مع حوالہ جواب مرحمت فرمادیں۔سائل محمد عبد الحسیب اختری بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جنت میں جنتیوں کی عمریں تیس سال یا تینتیس کی ہوگی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:

عن معاذ بن جبل أن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یدخل أهل الجنة الجنة جردا مردا مکحلین ابناء ثلاثین أو ثلاث وثلاثین سنة

یعنی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنتی اس حالت میں جنت میں داخل ہوں گے کہ ان کے جسم اور چہرے پر بال نہیں ہوں گے، سرمہ لگا ہوا ہوگا، تیس یا تینتس سال کی عمر کے ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ترمذی شریف ج 4 ص 682 : رقم حدیث 2545 / مسند احمد بن حنبل ج 5 ص 243 رقم حدیث 22159 : مؤسسة قرطبة ، مصر / طبرانی ، المعجم الکبیر ج20 ص64 رقم حدیث118 : مکتبة الزهراء الموصل)

کتبــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۱۴ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۶ جولائی ۲۰۲۰ء بروز سوموار

دین اسلام کے بجائے مذہب اسلام کہنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ اسلام ایک دین ہے نا کہ مذہب اور اسلام کو مذھب اسلام نہیں بلکہ دین اسلام کہنا چاہیے۔ مزید وضاحت فرمادیں کہ دین اور مذھب میں کیا فرق ہے۔ سائل محمد عبد الحسیب اختری بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

دین اور مذہب کو عمومی طور سے ایک ہی خیال کیا جاتا ہے مگر اس میں بنیادی فرق ہے لہٰذا زید کا قول درست ہے کہ اسلام دین ہے مذہب نہیں کیوں کہ دین میں زیادہ وسعت اور جامعیت پائی جاتی ہے۔قرآن حکیم نے کسی بھی جگہ اسلام کو مذہب نہیں بلکہ ہمیشہ دین ہی قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا:

ان الدین عند اللہ الاسلام

بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ (سورہ آل عمران)

وہ نظام حیات جو کمال درجہ جامعیت کی شان کے ساتھ بیک وقت دنیا اور آخرت کو محیط نہ ہو اسے مذہب یا فلسفہ اور نظریہ تو قرار دیا جاسکتا ہے، دین نہیں کہا جاسکتا جبکہ دین اسلام کل ہے جس میں معیشت، معاشرت، سیاست سب شامل ہیں۔معروف معنوں میں مذہب بندے اور خدا کے اس تعلق کا نام ہے جسے انسان کے دنیوی معاملات سے کوئی سروکار نہیں، اسی لئے ارشاد فرمایا:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (سورہ مآئدہ)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو (بطورِ) دین (یعنی مکمل نظام حیات کی حیثیت سے) پسند کر لیا۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۱۹ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۱ جولائی ۲۰۲۰ء بروز سنیچر

موت کی آرزو کب کر سکتے ہیں؟ اور کب نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں سوال عرض ہے کہ اپنے لئے موت کی دعا کرنا کیسا؟ سائل محمد سلمان اویسی جون پور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

موت کی دعا وآرزو کرنا عندالشرع جائز نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ لایتمنیٰ احدکم الموت اما محسنا فلعلہ ان یّزداد خیرا واما مسیا فلعلہ یستعتب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کوئی موت کی آرزو وتمنا نہ کرے اس لئے کہ وہ یا تو نیکوکار ہوگا تو ممکن ہے اس کے نیک عمل میں زیادتی ہو جائے اور یا بدکار ہوگا تو ہوسکتا ہے کہ آئندہ توبہ کرکے خدائے تعالیٰ کی رضا حاصل کرلے۔ (بخاری شریف)

اس مبارک حدیث کی تشریح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے دو وجہ بیان کی ہیں یعنی موت کی آرزو کرنا منع ہے کہ ازروئے مرگ بجھت ضرر دنیا، مانند مرض یا فقر یا مانند آں مکرہ است زیرا کہ آں علامت بےصبری وبستوہ آمدن از تقدیر الھی وناراض بودن از آن ست۔

یعنی دنیاوی نقصان جیسے بیمار یا غریبی وغیرہ کی وجہ سے موت کی تمنا کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ بےصبری اور تقدیر الٰہی سے ملال وناراضگی کی نشانی ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج۱ صفحہ ۶۵۳)

لیکن ایک صورت ہے جسے فقہائے کرام نے موت کی آرزو تمنا کرنے کو جائز قرار دیا ہے اما از جھت محبت وشوق بلقاء الھی تعالیٰ وخلاص از تنگی ایں سرائے ومحنت آں ووصول بملك آخرت ونعیم آن نشان ایمان وکمال اوست وھمچنیں مکروہ نیست از جھت خوف ضرر دینی۔ (ایضا)

خدائے تعالیٰ کی محبت اور اس کی ملاقات کے شوق میں موت کی تمنا کرنا نیز اس دنیا کی تنگی اور پریشانی سے چھٹکارا حاصل کرنے اور ملک کے آخرت اور جنت میں پہنچنے کے لیے موت کی آرزو کرنا ایمان اور اس کے کمال کی نشانی ہے اسی طرح دینی ضرر (نقصان) سے کی تمنا کرنا مکروہ نہیں ہے۔

یعنی اس طریقے سے دعا کرنا کہ یا اللہ ہم تیرے ذکر سے نماز وروزہ زکوۃ وغیرہ سے غافل ہوں اس سے پہلے موت عطا فرما اور ایک ضروری بات کی وضاحت ضروری ہے کہ موت کی تمنا نہ کرو لیکن موت کو ضرور یاد رکھو کہ حدیث شریف میں ہے:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ اکثروا ذکر ھاذم اللذات الموت
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لذت کو ختم کرنے دینے والی چیز (موت) کو اکثر و بیشتر یاد کرو۔ (ترمزی و نسائی)

موت کی تمنا اس کا ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دل میں خدا تعالیٰ کا خوف وخشیت ہو اور اسی کے حکم کے مطابق عمل ہو نیز توبہ واستغفار کرے اور آخرت کے نفع کو دنیا کے نفع پر مقدم رکھے اور ترجیح دے ورنہ بغیر عمل کے صرف موت کا چرچا کرنا اور اس کو یاد رکھنا کوئی شک نہیں ہے بلکہ ایسا کرنا دل کی شقاوت اور سختی کا سبب ہوسکتا ہے جیسا کہ غفلت اور بے عمل کے ساتھ خدا تعالی کو صرف زبانی طور پر یاد کرنا سخاوت قلبی کا سبب ہے۔ (انوار الحدیث صفحہ ۱۸۹ تا ۱۹۰ شبیر برادرز اردو بازار لاھور)

سیدی اعلی حضرت فرماتے ہیں اندھیرا گھر اکیلی جان دم گھٹتا دل اُکتا تا خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے۔ (حدائق بخشش) واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
عبید اللہ رضوی بریلی شریف یوپی
۱۸ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۰ جولائی ۲۰۲۰ء بروز جمعہ

سر منڈوانا کس کی سنت ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
حضرت سر منڈانا کیسا ہے کیا یہ سنت رسول اللہ ہے یا سنت صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم۔سائل عبد الرحیم یاول

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت عالیہ اپنے پورے سر مبارک پر بال رکھنے کی تھی اور یہ کیفیت کان سے کندھوں تک ہوتی لہذا بغیر حج کبھی سر منڈوانا ثابت نہیں البتہ مومنوں کے امیر حضرت مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہمیشہ بال منڈواتے اس وجہ سے کہ ہر بال کے نیچے جنابت ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہاں تک پانی نہ پہنچے، اور فرمایا کرتے یہی وجہ ہے کہ میں اپنے سر کے بالوں کا دشمن ہوں، اسی وجہ میں اپنے سر کے بالوں کا دشمن ہوں اسی وجہ سے میں اپنے سر کے بال رکھنے کا مخالف ہوں، اور خلفائے راشدین کی سنت بھی درجہ سنت رکھتی ہے لہذا جو بھی اپنے حال کے مناسب سمجھے وہی روش اختیار کرے، بہر حال بالوں کا احترام کرنا چاہئے، چنانچہ حدیث پاک میں مذکور ہے جس آدمی کے بال ہوں اسے ان کا احترام واکرام کرنا چاہئے۔

لہذا اگر عزت وتوقیر کرسکے اور اسے اسراف کی حد تک نہ پہنچائے تو پھر بال رکھنے بہتر ہیں ورنہ منڈوا کر فارغ البال ہو جائے لہذا ان میں سے جو طریقہ اپنائے (اور اس پر عمل کرے) تو ملامت اور عتاب کا سزاوار نہ ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۲۲) ص (٦۹۴) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ

محمد راشد مکی گلیہار بہار

۲۳ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق ۱٦ جون ۲۰۲۰ء بروز منگل

کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو خدا کے حکم سے جنگل میں چھوڑا تھا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اور سیدہ ہاجرہ کو اذن الہی کی وجہ سے سنسان جنگل میں چھوڑا تھا؟ حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل نظیر احمد جموں

وکشمیر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جی ہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بحکم رب العلمین بیابان جنگل میں چھوڑا جیسا کہ قرآن میں رب قدیر ارشاد فرماتا ہے:

رَّبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ

ترجمہ:۔اے ہمارے رب میں نے اپنی کچھ اولاد کو تیرے عزت والے گھر کے پاس ایسی وادی میں ٹھہرایا ہے جس میں کھیتیاں نہیں ہوتی ہے اے ہمارے رب تا کہ وہ نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں پھلوں سے رزق عطا فرما تا کہ وہ شکر گزار ہو جائیں۔

(پارہ ۱۳ سورہ ابرھیم)

مذکورہ آیات مبارکہ کی تفسیر میں علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے میرے رب میں اپنی اولاد کو اس وادی میں جہاں اب مکہ مکرمہ ہے اور ذریت سے مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں آپ (ابراھیم) سرزمین شام میں حضرت ہاجرہ کے بطن سے پیدا ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پہلی بیوی حضرت سارہ سے اس وقت تو کوئی اولاد نہ تھی اس وجہ سے انہیں رشک پیدا ہوا اور انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ آپ ہاجرہ اور ان کے بیٹے ابراہیم کو میرے پاس سے جدا کر دیجئے حکمت الہی نے یہ ایک سبب پیدا کیا تھا چنانچہ وحی الہی کے آپ حضرت ہاجرہ اور اسماعیل کو اس سرزمین پر لے جائیں جہاں اب خانہ کعبہ ہے آپ ان دونوں کو اپنے ساتھ براق پر سوار کر کے شام سے سرزمین حرم میں لائیں اور کعبہ مقدسہ کے نزدیک اتارا یہاں اس وقت نہ کوئی آبادی تھی نہ کوئی چشمہ نہ پانی ایک توشہ دان میں کھجوریں اور ایک برتن پانی دیکر آپ واپس ہوئے اور مڑ کر ان کی طرف نہ دیکھا حضرت ہاجرہ والدہ اسماعیل نے عرض کیا کہ آپ کہاں جاتے ہیں اور ہمیں اس وادی میں بے انیس و رفیق چھوڑ جاتے ہیں لیکن آپ

نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور ان کی طرف التفات نہ فرمایا حضرت ہاجرہ نے چند مرتبہ یہی عرض کیا اور جواب نہ پایا تب حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اور اپنے بیٹے اسماعیل کو یہیں چھوڑ کر چلا جاؤں جب حضرت ہاجرہ نے جیسے ہی اللہ کا حکم سنا تب آپ کو اطمینان ہوا پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام چلے گئے اور انہوں نے بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی جو آیت میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (کنزالایمان پارہ ۱۳ صفحہ ۳۷۶)

کتبـــــہ

عبیداللہ رضوی بریلی شریف یوپی

کیا سچے دل سے توبہ کرنے سے گناہ مٹ جاتے ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ زید سے (معاذ اللہ) زنا ہوا ہے اب وہ اپنے کئے ہوئے پر شرمندہ ہے تو اب اس کو کیا کرنا چاہئے علمائے کرام رہنمائی ضرور فرمائیں۔ سائل عبداللہ سیتاپور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

زید کا زنا کرنا سخت ناجائز وحرام ہے اور مستحق عذاب ونار ہے اگر زید وہ بے حیائی کام سے شرمندہ ہے تو زید اللہ تبارک وتعالیٰ سے صدق دل سے توبہ واستغفار کرے اور آئندہ اس کام سے دور رہے اور جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

یاأیھا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا (سورہ تحریم آیت 8)

دوسری جگہ ہے:

الم یعلموا أن اللہ ھو یقبل التوبۃ عن عبادہ و یأخذ الصدقٰت وان اللہ ھو التواب الرحیم (سورہ توبہ آیت 104)

تیسری جگہ ہے:

فإنہ کان للاوابین غفورا (سورہ بنی اسرائیل آیت 25)

سنن ابن ماجہ میں ہے:

عن ابی عبیدۃ بن عبد اللہ عن ابیہ، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص جیسا ہے جس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔ واللہ تعالی اعلم

(باب ذکر التوبۃ صفحہ 842)

کتبہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی اتر دیناجپور بنگال

۱۴ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ

سید سالار مسعود غازی کے نام پر نشان یعنی لہبر کھڑا کرنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

علمائے کرام رہنمائی فرمائیں جو کہ سید سالار مسعود غازی کے نام پر بانس کا لہبر کھڑا کرتے ہیں اور اسی کے سامنے فاتحہ بھی دلاتے ہیں اس کی کیا حقیقت ہے۔ علمائے کرام جواب عنایت فرمائیں

جزاک اللہ خیرا۔ سائل احمد علی سعودی عرب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

لکڑی میں کپڑا باندھ کر اس کے اوپر کسی چیز کا بال لٹکا لینا اور اسے غازی کا نشان کہنا اس پر اناج پھینکنا سب خرافات اور جاہلانہ رسم ہیں شرع میں اس کی کچھ اصل نہیں بلکہ یہ ساری خرافات شرعا ناجائز وگناہ ہیں ایسا ہی فتاوی رضویہ ج9 ص189: نصف اول پر ہے۔

(بحوالہ فتاوی مرکز تربیت افتاء ج2 ص393)

لہذا مذکورہ باتوں سے ثابت ہے کہ سید سالار مسعود غازی کے نام پر نشان یعنی لہبرڑ کھڑا کرنا اور اس کے سامنے نیاز فاتحہ دلانا یہ سب جاہلانہ رسم ہیں شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۸ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

زبان میں لکنت ہو تو اس کے لئے کونسی دعاء پڑھی جائے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء حضرات سے گزارش ہے کہ اگر کسی کی زبان میں لکنت ہو اور بولنے میں صاف صاف بات نہ نکلے تو اسکے لئے کوئی دعاء یا قرآنی آیات جس سے شفاء پائے تو ضرور مہربانی کر کے بتادیں جس سے انسان کامیاب ہو جائے فقط سلام۔

سائل علاؤ الدین رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جسکی زبان میں لکنت ہو اسے چاہیے کہ فجر کی نماز پڑھ کر ایک پاک کنکری منہ میں رکھ کر یہ آیت اکیس 21 / مرتبہ پڑھے آیت ہے کہ:

رب اشرح لی صدری و یسر لی امری و احلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی

یعنی اے میرے رب میرے لئے میرا سینہ کھول دے اور میرے لئے میرا کام آسان کر اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ میری بات سمجھیں۔

(بحوالہ جنتی زیور ص:606 /مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری نینی تال اترا کھنڈ

۱۳ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

تاڑی پینا کیسا؟؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس کے بارے میں کہ تاڑی پینا کیسا ہے برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد عامر حسین

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

تاڑی فی نفسہ ایک درخت کا عرق ہے جب تک اس میں جوش وسکر نہ آوے طیب وحلال ہے جیسے شیرہ انگور لوگوں کا بیان ہے کہ اگر کورا گھڑا وقت مغرب باندھیں اور وقت طلوع اتار کر اسی وقت استعمال کریں تو اس میں جوش نہیں آتا اگر یہ امر ثابت ہو تو اس وقت تک وہ حلال وطاہر ہوتی ہے جب جوش لا ناپاک وحرام ہو۔

مگر اس میں تنقیح طلب یہ امر ہے کہ آیا حرارت ہوا بھی چند گھنٹے یا چند پہر ٹھرنے کے بعد اس

عرق میں جوش وتغیر لاتی ہے یا نہیں؟

اگر ثابت ہو تو شام کے وقت تاڑی چند پیڑوں سے بقدر معتد بہ نکال کر کسی ظرف میں بند کر کے صبح تک رکھ چھوڑیں تو ہر گز متغیر نہ ہوگی جب تک آفتاب نکل کر دیر تک دھوپ سے اس میں فعل نہ کرے جوش نہیں لاتی تو اس صورت میں وہ بیان مذکور ضرور پایۂ ثبوت کو پہنچے گا، ورنہ صراحۃ معلوم ہے کہ شام کو جو گھڑا لگایا جائے تاڑی اس میں صبح تک بتدریج آیا کرے گی تو وہ اجزا کہ اول شام سے آئی تھے طول مدت کے سبب حرارت ہوا سے ان کا تغیر مظنون ہے۔

اور جوش وتغیر محسوس نہ ہونا اس وجہ سے ہے کہ وہ اجزا جنہیں مدت اس قدر نہ گزرے کہ ہنوز تغیر کی حد تک نہ پہنچے کثیر وغالب ہیں اس تقدیر پر اس سے احتراز میں سلامتی ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ قدیم ج ۹ ص ۲۲۶، بحوالہ فرمودات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۵۲ مطبع ایڈوانس پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ دہلی)

کتبـــــــہ

محمد مشرف اعظم/ ۱۳ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

جنم دن منانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال مسلمانوں میں جنم دن منانا کیسا ہے اگر جائز ہے تو مسلمان کیوں نہیں مناتے اگر ناجائز ہے تو پھر مسلمان ربیع الاول کیوں مناتے ہیں مع حوالہ جواب دیں۔ سائل محمد عرفان رضا کانپور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اسلامی اقدار وروایات مباحات ومستحبات کو مدنظر رکھتے ہوئے یوم پیدائش/ جنم دن منانا، مثلا: دعوت طعام کا اہتمام، مٹھائی یا کیک پر فاتحہ پڑھ کر یا بلا فاتحہ ایسے ہی تقسیم کرنا، متعلقین کا تحائف دینا اور ان تحائف کو قبول کرنا، رشتہ دار واحباب کا بچے کی فلاح وبہبودی کے لیے دعا کرنا اور مبارک بادی پیش کرنا وغیرہ وغیرہ جائز ہیں ان کے کرنے میں کوئی قباحت نہیں جو انہیں ناجائز بتائے اس

پرلازم ہے کہ دلائل شرعیہ سے ناجائز ثابت کرے۔

اورمذکورہ بالانیک اعمال کسی بزرگ (جووصال کرچکے ہوں) کے یوم پیدائش پر جائز ہیں سوائے ان افعال کے جوزندوں سے متعلق ہیں۔

مگرانہیں شرعی حدود میں رہ کرمنایا جائے نہ کہ مروجہ برتھ ڈے جوعموماجزئی طورکئی خرافات پرمشتمل ہوتے ہیں، جومحض ایک رسم ہیں،اہل سنت کاان سے کوئی تعلق نہیں،مثلا:کیک کاٹنا،موم بتی جلاکربجھانا،ہیپی برتھ ڈے گانا،تالی بجانا،مردوعورت کا اختلاط اوربعض جگہوں پررقص وسروروغیرشرعی وغیرہ وغیرہ افعال قبیحہ شنیعہ ورذیلہ ہیں۔لہذاسال گرہ کا پروگرام اگرایسے افعال پرمشتمل ہوتواس کے ناجائزوقبیح ہونے میں کوئی کلام نہیں۔

نیزمنجملہ بالاقبیح چیزوں سے بھرپوربرتھ ڈے کاجشن کلی طورپرمغربی تہذیب بدکی دین ہے،توان سے تشابہ صاف ظاہرہے۔اورحدیث پاک میں فرمایا:

"من تشبه بقوم فهو منهم"

لہذااس طورپربھی برتھ ڈے منانے سے احترازلازم وضروری ہے ہاں یہ کوئی فرض نہیں اس لیے جواپنا جنم دن نہیں مناتے ان پرملامت نہیں اورحضوراکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی آمدکادن عام لوگوں کے جنم دن سے مختلف ہے کیوں کہ حضورکی ذات ہمارے لیے نعمت کبری ہےاوراس کاچرچاکرنے کوکہا گیاہے۔

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

اس لیے سب سے پہلے حضورکی آمدکاچرچاکیاجائے گا۔

ایام اللہ کے ذکرکاحکم ہے،قرآن پاک میں ہے:

وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ

اورظاہرہے جس دن حضوراکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تشریف لائے وہ یوم اللہ ہےتواس دن ذکر اورچرچاہوگا۔فضل ورحمت پرخوشی کاحکم ہے کمافی القرآن:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا

اورظاہر ہے حضور فضل ورحمت ہیں۔ کما فیہ ایضا
وَمَا أَرۡسَلۡنَاكَ إِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعَالَمِينَ
اس لیے ہم سنی خوشی مناتے ہیں اور منانا چاہیے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
محمد عدیل احمد قادری رضوی مبارک پور

زانی کے گھر کھانے پینے کا حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ زید ایک ایسی عورت کو اپنے ساتھ رکھا ہے جو غیر شادی شدہ ہے اور زید کی پہلی والی بیوی بھی موجود ہے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے اور امام صاحب کو اس کے گھر کھانا کیسا ہے اور جو امام صاحب اس کے گھر کھاتے ہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ المستفتی محمد نور حسن۔ مقام بشنپور صاحب گنج ضلع مظفر پور بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

زنا ایک فعل قبیح وسنگین جرم وگناہ کبیرہ اور حرام ہے زانی وزانیہ کو سنگسار اور غیر شادی شدہ ہو تو سوسو کوڑے لگانے کا حکم فرمایا ہے۔

مرقات جلد چہارم ص ۶۳ میں فرماتے ہیں کہ:

مگر قرآن وحدیث کا یہ حکم بادشاہ اسلام کے ساتھ خاص ہے اگر بادشاہ اسلام نہ ہوں تو دوسرے افراد کو شرعی حد قائم کرنے کا اختیار نہیں امام فخر الدین رازی نے نیک وصالح آدمی کیلئے شرعی حد کا اختیار مانا ہے مگر یہاں وہ بھی مفقود تو کم از کم زانی وزانیہ اور ان کے حمایتی کا بائکاٹ کیا جائے اور اس وقت

تک جب تک اعلانیہ دونوں توبہ نہیں کرلیں اس وقت تک ان کے ساتھ کسی قسم کا معاملہ نہ کریں کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا خوشی غمی ہر مواقع پر اس سے دور رہیں تاکہ دوسروں کو عبرت ونصحت حاصل ہو اور پھر کوئی دوسرا اس جرم میں مبتلا نہ ہو۔ (فتاوی فیض الرسول جلد اول ص ۶۲۲ / ۶۲۳)

اب اگر آبادی کے لوگ احتراز نہیں کررہےہیں اور اس کے اس حرام فعل سے راضی ہیں تو وہ بھی گنہگار مگر عالم ومقتداء کو بےضرورت اس سے احتراز موکدتر۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد نہم قدیم ص ۱۹۱)

لیکن اگر اس کے گھر جا کر کھانا تناول کرلیا تو اس امام کی اقتداء میں کوئی حرج نہیں لہذا امام صاحب زانی کے گھر کھانا کھانے سے احتراز کریں۔ واللہ اعلم

کتبـــــــہ

محمد رضا امجدی ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

زلزلہ آنے کا کیا سبب ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں سوال ہے کہ زلزلہ جو آتا ہے وہ کس وجہ سے آتا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں سمجھائیں۔بہت بڑی مہربانی ہوگی۔

سائل محمد افتخار عالم قنوج یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

مجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

اصلی باعث آدمیوں کے گناہ ہیں اور پیدا یوں ہوتا ہے کہ ایک پہاڑ تمام زمین کو محیط ہے اور اسکے ریشے زمین کے اندر اندر سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں جیسے بڑے درخت کی جڑیں دور تک اندر اندر پھیلتی ہیں جس زمین پر معاذ اللہ زلزلہ کا حکم ہوتا ہے وہ پہاڑ اپنے اس جگہ کے ریشے کو جنبش دیتا ہے زمین ہلنے لگتی ہے۔ (ج:27/ص"93/ دعوت اسلامی)

میں نے مختصر طور لکھ دیا ہے جن صاحب کو مزید تحقیق و تفصیل کی ضرورت ہو تو وہ فتاوی رضویہ ج:27/ ازص:94/ تاص:100/ کا مطالعہ فرمائیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

۱۹ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز منگل

جنت میں صحبت کیلئے حوریں ملیں گی یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جنت میں صحبت کرنے کے لیے حوریں ملیں گی کیا۔ سائل محمد عامر حسین یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جنت میں مؤمنین کو حوریں ملیں گی جن سے وہ شب باشی کریں گے۔

عن زیاد بن ارقم قال جاء رجل من اهل الكتاب الی رسول الله صلی الله

علیہ والہ وسلم قال یااباالقاسم تزعم اھل الجنہ یاکلون ویشربون فقال والذی نفسی بیدہ ان الرجل منھم لیؤتی قوت مئۃ رجل فی الاکل والشرب والجماع والشھوہ الخ (درمنثور جلداول ص ۲۱۷)

ایک اہل کتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے ابن قاسم جنتی کے کھانے پینے کے بارے میں خیال ہے؟ آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جنتی کو کھانے پینے جماع اور شہوت کے معاملے میں سو مردوں کی طاقت دی جائیگی وہ جنت میں کھائیں پیئیں گے جب انہیں حاجت ہوگی تو جنت چونکہ گندگی اور تکلیف دہ چیزوں سے پاک ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرماتے ہیں ان کے بدن سے پسینہ نکلے گا جو خوشبودار ہوگا اس کے نکلنے سے اس کی حاجت پوری ہوجائیگی جنت میں حوریں کتنی ملیں گی اس تعلق سے روایات مختلف ہیں وہ یہ کہ ہر جنتی کو کم ازکم دو دو حوریں ملیں گی۔سیدنا ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم نے جنتیوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

لکل واحد منھم زوجتان یری مخ سوقھما من وراء اللحم،من الحسن
(بخاری شریف حدیث نمبر ۳۲۴۵)

ان جنتیوں میں سے ہر ایک کے لئے دو دو بیویاں ہوں گی،وہ حسن کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں کی مخ گوشت میں سے دیکھ رہے ہوں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یزوج العبد فی الجنۃ سبعین زوجۃ فقیل یارسول اللہ أیطیقھا؟ قال یعطی قوۃ مائۃ (کتاب الضعفاء للعقیلی:۳/۱۶۶)

جنت میں انسان کی ستر بیویوں سے شادی کی جائیگی؛ عرض کیا گیا یارسول اللہ! کیا مرد ان سب کی طاقت رکھے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: مرد کو سو آدمیوں کی طاقت عطا کی جائے گی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

یتزوج المؤمن فی الجنۃ اثنتین وسبعین زوجۃ سبعین من نساء الجنۃ، واثنتین من نساء الدنیا (البدور السافرہ:۲۰۳۲، ابن عساکر، ابن السکن)

جنت میں مؤمن کی بہتر بیویوں سے شادی کی جائیگی، ستر جنت کی عورتیں ہوں گی اور دو دنیا کی عورتیں ہوں گی حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان الرجل من اهل الجنه ليزوج خمسمائة حوراء واربعة آلاف بكر الخ

(البعث والمنشور ۴۱۴)

جنتی مرد کی پانچ سو حوروں اور چار ہزار کنواریوں اور آٹھ ہزار شادی شدہ عورتوں سے شادی کی جائے گی، جنتی ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اپنی دنیاوی زندگی کی مقدار کے برابر معانقہ کریگا۔

يزوج كل رجل من اهل الجنه بأربعة آلاف بكر وثمانية آلاف أئم ومائة حوارا

(صفة الجنة ابو نعيم ج۲/ص۲۷۹)

جنتیوں میں سے ہر مرد کی چار ہزار باکرہ، آٹھ ہزار بانجھ اور سو حوروں سے شادی کی جائیگی، یہ سب ہر ساتویں دن میں جمع ہوا کریں گی اور حسین آواز میں ترانہ کہیں گی اتنا حسین کہ مخلوقات میں سے کسی نے نہ سنا ہوگا وہ کہیں گی۔

نحن الخالدات فلا نبيد ونحن الناعمات فلا نبأس ونحن الراضيات فلا نسخط ونحن المقيمات فلا نظعن طوبىٰ لمن كان لنا وكنا له

ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں کبھی نہیں مریں گی، ہم نعمتوں میں پلنے والی ہیں کبھی خستہ حال نہ ہوں گی، ہم راضی رہنے والی ہیں، کبھی ناراض نہ ہوں گی، ہم جنت میں ہمیشہ رہیں گی کبھی نکالی نہ جائیں گی، خوشخبری ہو اس کے لیے جو ہمارے لیے ہے اور ہم اس کے لیے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان ادنى اهل الجنه منزلة ان له لسبع درجات وهو على السادسه وفوقه السابعه وان له لثلاث مئة خادم الخ

(مسند احمد بن حنبل الجزء السادس عشر ص ۵۴۳ حدیث نمبر ۱۰۹۳۲)

مؤسسة الرسالہ بیروت)

ادنی درجہ کے جنتی کے جنت کے سات درجات ہوں گے یہ چھٹے پر رہتا ہوگا اس کے اوپر ساتواں درجہ ہوگا،اس کے تین سو خادم ہوں گے،اس کے سامنے روزانہ صبح وشام سونے چاندی کے تین سو پیالے کھانے کے پیش کئے جائیں گے ہر ایک پیالہ میں ایسے قسم کا کھانا ہوگا جو دوسرے میں نہیں ہوگا اور جنتی اس کے شروع میں ایسے ہی لذت پائے گا جیسے کہ اس کے آخر سے اور وہ یہ کہتا ہوگا یارب! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں تمام جنت والوں کو کھلاؤں اور پلاؤں جو کچھ میرے پاس ہے (اس میں کمی نہ ہوگی)اس کی حورعین میں سے بہتر بیویاں ہوں گی ۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۱۷شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

جس عورت کا نکاح دنیا میں چند شوہر سے ہوا وہ جنت میں کس کے ساتھ رہیگی؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرا سوال ہے کہ ایک عورت ہے اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا پھر اس عورت نے دوسری شادی کرلی عدت گزارنے کے بعد پھر اس شوہر کا انتقال بھی ہوگیا تو یہ عورت جنت میں پہلے شوہر کے ساتھ ہوگی یا دوسرے شوہر کے ساتھ جواب دلیل کے ساتھ عنایت فرمائیں ۔سائل محمد شوکت رضا رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جس عورت نے دنیا میں کئ مردوں کے ساتھ یکے بعد دیگرے نکاح کئے ہوں وہ جنت میں کن کے ساتھ رہیں گی تو اس تعلق سے شرح الروض کے خصائص میں ہے کہ ایسی عورت اپنے آخری شوہر کیساتھ جنت میں رہیں گی جیسا کہ ابن القشیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے۔

محمد بن الحسن العلاء کی کتاب مجموع الاحباب اور ابوالفرج رحمت اللہ علیہ کی کتاب تذکرہ اولی الآلباب میں ہے کہ حضرت ابو درداء اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ عورت جنت میں اپنے ان خاوند کے ساتھ رہیں گی جس کے ساتھ دنیا میں ان کا سب سے آخر میں نکاح ہوا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ عورت ان میں سے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہوگا اس کے ساتھ ہوگی ابو بکر ابن النجار رحمت اللہ علیہ نے کہا کہ ہمیں بیان کیا ہے جعفر بن محمد رحمت اللہ علیہ نے اور انہوں نے کہا کہ ہمیں بیان کیا ہے سفیان بن ہارون نے حمید ابن انس سے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ:

یارسول اللہ المرأۃ یکون لھا الزوجان فی الدنیا فلایھما تکون قال لاحسنھا خلقا کان معھا فی الدنیا ثم قال یاام حبیبہ ذھب حسن الخلق فی الدنیا والآخرہ

(النھایہ فی الفتن والملاحم کتاب صفت اھل الجنہ باب فی المرأۃ تزوج الخ جلد۲ ص۴۱۳ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

سید معین الدین صفوی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر جامع البیان میں دوسری حدیث پر اقتصار کرتے ہوئے فرمایا کہ جس خاتون کے کئ خاوند ہیں اسے اختیار دیا جائیگا تو وہ ان مین سب سے اچھے اخلاق والے کو ترجیح دے گی معلوم نہ ہوسکا یہ ان کا کلام ہے یا سابقہ حدیث کا بقیہ حصہ ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

المرأت لزوجھا الآخر

یعنی عورت اپنے آخری خاوند کو ملے گی۔ (حوالہ سابق)

عبد بن حمید سمویہ طبرانی نے اور الخرائطی علیہم الرحمہ نے مکارم الاخلاق میں اور ابن لال رحمت اللہ علیہ

نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ جس عورت کے دنیا میں دو خاوند ہوں تو وہ جنت میں کس کو ملے گی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تخیر فتختار احسنہم خلقه کان معھا فی الدنیا فیکون زوجھا یا ام حبیبه ذھب حسن الخلق بخیر الدنیا والآخرہ

اس عورت کو اختیار دیا جائیگا پس وہ ان میں سے دنیا میں جو اس سے اچھے اخلاق سے پیش آیا ہے اسے اختیار کرے گی پس جنت میں بھی وہ اس کا خاوند ہوگا اے ام حبیبہ (رضی اللہ عنہ) اچھا اخلاق دنیا وآخرت کی بھلائی لے گیا۔ واللہ تعالی اعلم

(المعجم الکبیر جلد ۲۳ ص ٣٦٧ حدیث نمبر ۸۷۰، فتاوی حدیثیہ ص ۱۷٤/ ۱۷۵/ ۱۷٦ مکتبہ اعلی حضرت داتا دربار نارکیٹ لاہور)

کتبـــــہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۴ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

جو عورتیں قبل نکاح فوت ہو جائیں اور وہ جنتی ہوں تو جنت میں کس کے ساتھ رہے گی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام رہنمائی فرمائیں جنتی کو جنت میں حور ملینگی اور جو کنواری عورت مری ہیں انکو کیا ملے گا جواب عنایت فرمادیں جزاک اللہ خیر۔ سائل: برکت علی سعودی عرب

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جوعورت کنواری مرگئی یعنی قبل نکاح ہی وفات پا گئی یا اس نے نکاح ہی نہ کیا ہو یا صرف عورت ہی جنتی ہو تو اسے اختیار دیا جائے گا کہ وہ جنتی مردوں میں جسے پسند کریگی اس سے اسکا نکاح کردیا جائے گا اور اگر وہ جنتیوں میں سے کسی کو پسند نہیں کریگی تو اللہ رب العزت حورعین میں سے اسکے لئے ایک مرد پیدا فرما کر اسکا نکاح کردیگا۔

غرائب میں ہے کہ: ولو ماتت قبل ان تزوج تخير ايضا ان رضيت بآدمی منه وان لم ترض فالله يخلق ذكرا من الحور العين فيزوجها منه ۔ والله اعلم

(ماخوذ از فتاوی بریلی ص:218 / اعلی حضرت نیٹورک)

کتبـــــہ

محمد اسرار احمد نوری نینی تال اتراکھنڈ

۲۵ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

شب براءت کی حقیقت کیا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سب سے پہلے گروپ ھذا کے جملہ مفتیان عظام دام ظلہ علینا کو تہ دل سے شب برأت مبارک ہو سوال کیا فرماتے ہیں علمائے ذوالاحترام درج ذیل میں کہ شب برأت کی حقیقت کیا ہے؟ مدلل ومفصل جواب ارقام فرما کر شکرگزار فرمائیں ۔سائل آپ کا خادم فقیر تسنیم رضوی مقام کولکاتا بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

شب برأت ان خاص ایام کے قبیل سے تعلق رکھنے والی ایک اہم رات ہے، جسکے متعلق اللہ رب

العزت نے ارشاد فرمایا:

حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ :

حم (حقیقی معنیٰ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں) اس روشن کتاب کی قسم بے شک ہم نے اسے ایک بابرکت رات میں اتارا ہے۔ بے شک ہم ڈرسنانے والے ہیں اس (رات) میں ہر حکمت والے کام کا (جدا جدا) فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ (پارہ ۲۵ سورۃ الدخان)

علماء فرماتے ہیں کہ نصف شعبان کی رات کے چار نام ہیں:

ليلة المباركه

ليلة البراة

ليلة الصك

ليلة الرحمة

اور کہا گیا ہے کہ اس کو شب برأت اور شب صک اس لئے کہتے ہیں کہ بُندار یعنی وہ شخص کہ جس کے ہاتھ میں وہ پیمانہ ہو کہ جس سے ذمیوں سے پورا اخراج لے کر ان کے لئے برأت لکھ دیتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اس رات کو اپنے بندوں کے لئے بخشش کا پروانہ لکھ دیتا ہے۔ اس کے اور لیلۃ القدر کے درمیان چالیس راتوں کا فاصلہ ہوتا ہے۔

یہ بھی ایک قول ہے کہ یہ رات پانچ خصوصیتوں کی حامل ہوتی ہے اس میں ہر کام کا فیصلہ ہوتا ہے، اس میں عبادت کرنے کی فضیلت ہے، اس میں رحمت کا نزول ہوتا ہے، اس میں شفاعت کا اتمام ہوتا ہے اور پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس رات میں یہ آیت کریمہ ہے کہ اس میں آب زمزم میں ظاہراً زیادتی فرماتا ہے۔

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تیرہ شعبان کی رات کو اپنی امت کی بخشش کے بارے میں سوال کیا تو آپ کو تیسرا حصہ عطا فرمایا گیا۔ پھر چودھویں رات کو دعا مانگی تو آپ کو دوتہائی امت عطا فرمائی گئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پندرھویں شعبان کی رات کو دعا مانگی تو آپ کی تمام امت سوائے چند نافرمان اشخاص کے آپ کے سپرد کر دی گئی۔

(تفسير الكشاف 4:269، تفسير سورة الدخان)

امام بغوی نے نبی اکرم (صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ آپ (صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

شعبان سے شعبان تک اموات لکھی جاتی ہیں یہاں تک کہ آدمی نکاح کرتا ہے اور اس کے گھر اولاد پیدا ہوتی ہے حالانکہ اس کا نام مُردوں میں لکھا جاچکا ہوتا ہے۔

(تفسیر ابن ابی حاتم،3287:10،رقم:18531)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے اللہ تعالیٰ کے اس قول مبارکہ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ کے تحت روایت کی ہے۔آپ نے فرمایا:

ایک سال سے دوسرے سال تک کے امور (شقاوت وسعادت) یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس کتاب میں تحریر ہے اس میں کوئی تغیر وتبدل نہیں ہوتا۔

(تفسیر ابن ابی حاتم،3287:10،رقم:18531)

امام جلال الدین سیوطی ''تفسیر درمنثور'' میں لکھتے ہیں کہ خطیب بغدادی اور ابن نجار نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کی ہے کہ:

رسول اللہ (صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمام شعبان کے روزے رکھ کر اس کو رمضان کے ساتھ ملا دیتے تھے اور آپ کسی بھی ماہ کے تمام دنوں کے روزے نہ رکھتے تھے سوائے شعبان کے۔میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم) شعبان کا مہینہ آپ کو بڑا پسند ہے کہ آپ اس کے روزے رکھتے ہیں؟ آپ (صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

ہاں اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! کوئی نفس بھی پورے سال میں فوت نہیں ہوتا مگر اس کی اجل شعبان میں لکھ دی جاتی ہے۔تو میں پسند کرتا ہوں کہ جب میری اجل لکھی جائے تو میں اللہ کی عبادت اور عمل صالح میں مصروف ہوں۔ (تفسیر درالمنثور،26:6)

امام ابن ماجہ اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب نصف شعبان کی رات آئے تو رات کو قیام کرو اور اس کی صبح کا روزہ رکھو کیونکہ اس رات کو اللہ تعالیٰ کی رحمت غروب آفتاب سے لے کر آسمان دنیا پر آ کر پکارتی ہے: ہے کوئی بخشش مانگنے والا میں اس کو بخش دوں، ہے کوئی رزق کا طالب میں اس کو رزق دوں، ہے کوئی بیمار جو شفا طلب کرے، میں اس کو شفا دوں، یہاں تک کہ فجر طلوع ہوجاتی ہے۔

(سنن ابن ماجه، کتاب ماجآء فی شهر رمضان، باب ماجآء فی لیلة النصف من شعبان)

ابن ابی شیبہ ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کی آپ فرماتی ہیں کہ:

میں نے نبی اکرم (صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایک رات بستر استراحت پر نہ پایا تو میں آپ کی جستجو میں نکلی آپ کو بقیع میں اس طرح پایا کہ آپ کا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے عائشہ! کیا تمہیں اس کا خوف ہوا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کرے گا۔ عرض کیا: مجھے یہ خوف نہیں ہے مگر میں نے یہ گمان کیا کہ شاید آپ کسی اور زوجہ کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ تب آپ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ (عزوجل) آسمان دنیا کی طرف پندرھویں شعبان کی شب کو (اپنی شان کے مطابق) نزول فرماتا ہے۔ پس قبیلہ ''بنی کلب'' کی بکریوں کے بالوں کی گنتی سے زیادہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو بخش دیتا ہے۔

(جامع ترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی لیلة النصف من شعبان)

حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: نصف شعبان کی رات رحمتِ خداوندی آسمان دنیا پر نازل ہوتی ہے۔ پس ہر شخص کو بخش دیا جاتا ہے سوائے مشرک شخص کے یا جس کے دل میں کینہ ہو۔

(شعب الایمان، رقم: 3827/26)

خلاصہ کلام یہ کہ شب برات دنیا و آخرت کے سنوارنے کے لئے ایک فکر کا نام ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوری کو ختم کر کے قربت کی طرف ایک الارم ہے۔ حب الٰہی اور محبت رسول صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ایک دعوت ہے۔ جس پر عمل پیرا ہو کر انسان دنیا اور آخرت سنوار سکتا ہے۔ شب براءت ہمارے لئے ایک الٹی میٹم ہے کہ اس رات اللہ کی یاد میں اشکبار ہوں۔ یہ رات اللہ کے فیوضات کا بحرِ بیکراں ہے جس میں غوطہ زن ہو کر اپنے من کو سیراب کیا جاسکے۔ لیکن آج کے دور میں ہم اس کے برعکس اس رات کو پٹاخوں اور آتش بازی جیسے کاموں کی نذر کر دیتے ہیں۔

شب برات اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اسلام کے اصولوں سے عاری لوگوں کے خلاف ایک نقارہ ہے جس میں باور کروایا جارہا ہے کہ زندگی میں مایوسی اور ناامیدی تمہارے کئے ہوئے اعمال کی بناء پر ہے۔اس رات اپنے اعمال کی اصلاح کی طرف ترغیب دی جارہی ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

کیا حضور علیہ السلام شب براءت منائے ہیں ؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل میں کہ:

(۱) سرکار نے کتنی دفعہ شب براءت منایا تھا؟

(۲) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسلاف صالحین نے کتنی دفعہ منایا تھا؟

بحوالہ معتبر کتب سے حوالہ تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں کیونکہ ابھی یہ سوال وہابی غیر مقلدین کافی اچھال رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ کبھی بھی نہیں منایا۔المستفتی محمد اکرم نواز کولکاتا بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

حسن بن علی الخلال عبد الرزاق ،ابن ابی سبرہ ،ابراہیم بن محمد مغویہ بن عبد اللہ بن جعفر عبد اللہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو رات کو قیام کرو دن میں روزہ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات میں سورج غروب ہوتے ہی آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور فرماتا ہے کہ کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اس کی مغفرت کردوں کون مجھ سے رزق طلب کرتا ہے کہ میں اسے رزق دوں،کون مبتلائے مصیبت ہے کہ میں اسے عافیت دوں اسی طرح صبح تک ارشاد ہوتا رہتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ جلد اول باب مآجاء فی لیلۃ النصف من شعبان رقم

الحدیث 1446 صفحہ 398 مطبوعہ فرید بک ڈپو لاھور ,بحوالہ صراط الابرار صفحہ نمبر 128)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس نہ پایا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلی میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں تشریف فرما ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں یہ خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ساتھ زیادتی کریں گے میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی دوسری اہلیہ کے پاس تشریف لے گئے ہیں سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب" آسمان دنیا پر (اپنی شان کے مطابق) جلوہ گر ہوتا ہے اور قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔

(بحوالہ ترمذی شریف جلد اول صفحہ 156 'ابن ماجہ شریف صفحہ 100، مسند احمد شریف جلد ششم صفحہ 238، مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ 277، مصنف ابن ابی شیبہ جلد اول صفحہ 237، شعب الایمان للبیہقی جلد سوم صفحہ 379 'بحوالہ صراط الابرار صفحہ 129)

تیرہویں صدی کے مجدد شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: تابعین میں سے جلیل القدر حضرات مثلاً حضرت خالد بن معدان حضرت مکحول حضرت لقمان بن عامر اور حضرت اسحاق بن راھویہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مسجد میں جمع ہو کر شعبان کی پندرہویں رات میں شب بیداری کرتے تھے اور رات بھر مسجد میں عبادات میں مصروف رہتے تھے۔

(ما ثبت من السنۃ صفحہ نمبر 202 لطائف المعارف صفحہ 144)

مسجد میں جمع ہو کر عبادت میں مشغول رہنا اور اس رات شب بیداری کا اہتمام کرنا تابعین کرام کا طریقہ رہا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اب جو شخص شعبان کی پندرہویں رات میں شب بیداری کرے تو یہ فعل احادیث کی مطابقت میں بالکل مستحب ہے سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل بھی احادیث سے ثابت ہے کہ شب براءت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی دعائے مغفرت کے لئے قبرستان تشریف لے گئے تھے۔

(ماثبت من السنہ صفحہ 205)

اس تفصیل سے بخوبی واضح ہوگیا کہ شعبان المعظم کی پندرہویں رات میں شب بیداری کرنا ذکر واذکار تسبیح وتہلیل کرنا تلاوت قرآن مجید کرنا درود خوانی وکثرت نوافل کا اہتمام کرنا اور قبرستان جا کر مسلمان مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کرنا بلاشبہ جائز ودرست ہے اور اسی کو شب براءت منانا کہتے ہیں معترض پر لازم ہے کہ شب برات کے جو معمول اہل سنت کے یہاں رائج ومروج ہیں اس کی ممانعت پر شرعی دلیل پیش کرے اور یہ طے ہے کہ ممانعت پر دلیل نہیں پیش کرسکتے اس لئے اپنی لاعلمی اور بے بضاعتی کی بنیاد پر لوگوں کو گمراہ کرنے کا دھندہ چھوڑ دے۔

کرتے رہے تلاوت عبادت تمام رات
خود مصطفےٰ نے ایسے منائی شب براءت

(صلی اللہ علیہ وسلم) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبــــــہ
محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر
۱۶ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

کافروں کے یہاں ٹینٹ کا سامان کرائے پر دینا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید ٹینٹ کا کام کرتا ہے اس کا سامان ہندو مسلم سبھی اپنے دینی دنیاوی کاموں میں کرایہ پر استعمال کرتے ہیں بعض دفعہ غیر مسلم لوگ اپنے ہولی دشہرہ اور دیگر مذہبی کاموں کے لیے لے جاتے ہیں جس میں مورتی پوجا وغیرہ کرتے ہیں تو زید کا ان لوگوں کو سامان دینا اور ان سے آمدنی حاصل کرنا کیسا ہے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے ٹینٹ لگانے کے لیے خود بھی جانا پڑتا ہے اس صورت میں زید کا یہ عمل کیسا ہے اور کیا حکم ہے ٹینٹ کی آمدنی اس کے لیے درست ہے یا نہیں زید مورتی پنڈال بنانا پھر لوگوں کا اس میں کرنا اس سے زید مجرم ہوگا کہ نہیں تمام معاملات کو واضح فرمائیں شرع شریف کی روشنی میں۔سائل پیر محمد قادری مادھوگڑھ ستنا ایم پی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

زید کا کافروں کو ٹینٹ کا سامان کرایہ پر دینا جائز ہے اور زید کا ٹینٹ لگانا بھی جائز ہے اس لئے کہ کفار کا کرسی پر بیٹھنا اور ٹینٹ کے اندر بیٹھنا۔ نامشروع نہیں ہے اور جو اس میں کفار بکیں گے کرسی وہ ٹینٹ پر موقوف نہیں ایسا ہی فتاویٰ رضویہ میں مجدد اعظم حضور اعلی حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان اسی طرح کے ایک مسئلے کا جواب تحریر فرماتے ہیں:

آپ اپنے کرائے سے غرض رکھیں کرسی پر بیٹھنا حرام نہیں ہے اس کا کرایہ حرام نہیں اقوال نامشروع جو بیٹھنے والے کفار بکیں گے کرسی پر موقوف نہیں ہیں ان میں معین ومؤید نہیں کوئی وجہ حرج نہیں۔ واللہ تعالی اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد نہم نصف اول صفحہ ۱۶۹ رضا اکیڈمی ممبئی)

کتبـــــہ

محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی

۱۵ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ

مغرب کے بعد سونا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ زید کا کہنا ہے کہ ہمارے نزدیک یا ہمارے لیے مغرب کے بعد سونا ناجائز وحرام ہے۔ تو مغرب کے بعد سونے کی حقیقت شریعت مطہرہ کی روشنی میں ارشاد فرمادیں. اور زید کے بارے میں کیا حکم ہے کیا اس پر توبہ لازم ہے یا نہیں؟ سائل: محمد آزاد حسین نوری فرید پور بریلی شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

مغرب کے بعد سونا حرام وناجائز نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

ویکرہ النوم فی النھار وفیما بین المغرب والعشاء اھ

(فتاوی عالمگیری ج5ص 376 : کتاب الکراھیۃ ،الباب الثلاثون

فی المتفرقات)

اور بہار شریعت میں ہے کہ:

دن کے ابتدائی حصہ میں سونا یا مغرب وعشاء کے درمیان سونا مکروہ ہے سونے میں مستحب یہ ہے کہ باطہارت سوئے اور کچھ دیر داہنی کروٹ پر داہنے ہاتھ کو رخسار کے نیچے رکھ کر قبلہ رو سوئے پھر اس کے بعد بائیں کروٹ پر اور سوتے وقت قبر میں سونے کو یاد کرے کہ وہاں تنہا سونا ہوگا سوا اپنے اعمال کے کوئی ساتھ نہ ہوگا سوتے وقت یاد خدا میں مشغول ہو تہلیل وتسبیح وتحمید پڑھے یہاں تک کہ سو جائے کہ جس حالت پر انسان سوتا ہے اسی پر اٹھتا ہے اور جس حالت پر مرتا ہے قیامت دن اسی پر اٹھے گا سو کر صبح سے پہلے ہی اٹھ جائے اور اٹھتے ہی یاد خدا کرے یہ پڑھے۔

الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا و الیہ النشور

اسی وقت کا ارادہ کریں کے پرہیزگاری وتقوی کرے گا کسی کو ستائے گا نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

الملفوظ شریف کی ایک عبارت کے اعتراض کا جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ سیدی اعلی حضرت نے الملفوظ حصہ سوم ص ۳۱۱ پر یہ ارشاد فرمایا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دربار میں ایک عورت اپنی لڑکی کو لائیں عرض کی صبح شام یہ مصروعہ ہو جاتی ہے حضور نے اس کو قریب کیا اور سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا ہے کہ اخرج عدو اللہ وانا رسول اللہ نکل اے خدا کے دشمن میں اللہ کا رسول ہوں اسی وقت اسے قئے آئی ایک سیاہ چیز جو چلتی تھی اس کے پیٹ سے نکلی اور غائب ہوگئی اور وہ عورت ہوش میں آ گئی یہ حدیث شریف کہاں ہے مکمل جواب دیں کرم ہوگا اسلئے کہ بدعقیدے اس لعن وطعن کرتے ہیں تھوڑا جلد جواب دیں۔ سائل محمد منور عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

یہ بات بالکل واضح ہے کہ مخالفین نے جذبہ عداوت میں اعتراض کرنے میں بڑی عجلت سے کام ہے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی کسی عبارت کے خلاف کہیں کوئی عبارت کسی طرح کی ملی اس کے سہارے فورا اعتراض کرنے لگتے ہیں اور یہ غور بھی نہیں کرتے کہ اور دوسرا ماخذ تلاش کریں کہیں دوسری جگہ مل جائے الملفوظ یہ سیدی اعلیٰ حضرت کی مستقل تصنیف نہیں ہے جیسا کہ اس کے نام سے ہی ظاہر ہے اس سلسلے میں استاذنا المکرم حضرت علامہ فیضان المصطفےٰ قادری امجدی صاحب قبلہ مدظلہ العالی الملفوظ کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں:

حضور مفتئ اعظم قدس سرہ کی مرتب الملفوظ میں شک کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ یہ اعتماد و استناد کے بلند درجہ پر فائز ہے لیکن بعد میں حضور مفتئ اعظم قدس سرہ کی مرتب الملفوظ کی جن لوگوں نے نقلیں کیں اور پھر ان نقلوں سے بعد والوں نے کتابت کروائی اس میں کتابت کی چند غلطیاں در آئیں جن میں یا تو احتیاط سے کام نہیں لیا گیا یا غلطیوں کی اصلاح پر توجہ نہ ہوئی۔

(الملفوظ ص ۱۰ مکتبہ قادری کتاب گھر بریلی شریف)

اب اس روشنی میں الملفوظ کی اس عبارت کو دیکھیں جس میں فرمایا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں ایک عورت اپنی لڑکی کو لائیں عرض کی صبح شام یہ مصروعہ ہو جاتی ہے حضور نے اس کو قریب کیا اور اس کے سینہ پر ہاتھ مار کر فرمایا اخرج عدو اللہ وانا رسول اللہ نکل اے خدا کے دشمن میں اللہ کا رسول ہوں اسی وقت اسے قئے آئی ایک سیاہ چیز جو چلتی تھی اس کے پیٹ سے نکلی اور غائب ہوگئی اور وہ عورت ہوش میں آ گئی۔

مخالفین نے اس عبارت کو پڑھا اور شور مچانا شروع کر دیا کہ یہ حدیث میں کہیں نہیں ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے یہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہے حوالہ کے طور پر پوری عربی عبارت نقل کر رہا ہوں آپ خود فیصلہ کریں کہ حقیقت کیا ہے۔

اخرج احمد والدارمی والطبرانی والبیہقی وابو نعیم عن ابن عباس ان امرأۃ جاءت بابن لھا فقالت یا رسول اللہ ان بابنی ھذا جنونا وانہ یاخذہ عند غداءنا وعشاءنا فیفسد علینا فمسح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدرہ لہ فثع ثعۃ فخرج من جوفہ مثل الجرو الاسود فشفی

(الخصائص الکبری الجلد الثانی ص ۲۹۰ مکتبۃ البیروت)

الملفوظ میں سیدی اعلی حضرت نے جو روایت نقل فرمائی ہے وہ بالکل صحیح ہے ہاں روایت میں لڑکا ہے لیکن الملفوظ میں لڑکی کا تذکرہ ہے تو یہ کتابت کی غلطی ہے کتابت کی بد احتیاطی کا ذکر مقدمہ میں استاذ گرامی کر چکے ہیں اس لئے جو لوگ اعتراض کر رہے ہیں وہ اپنے گریبان میں جھانکیں۔

اس طرح کی روایتوں کا ایک سلسلہ ہے جن کو سامنے رکھ کر ملفوظ شریف کے اس بیان کو بہتر سمجھا جا سکتا ہے لہٰذا اعلی حضرت قدس سرہ کے اس ارشاد کو بے اصل اور افترا قرار دینا خود بدترین افترا اور ایک حدیث صحیح وثابت کا انکار ہے۔ اگر ضرورت پڑی تو ان تمام روایات کو پیش کر دیا جائے گا۔ واللہ اعلم

کتبـــــــہ

محمد رضا امجدی بر پورواباچپٹی سیتامڑھی بہار

آب زمزم کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے تین سانسوں میں کھڑے ہو کر پینا چاہئے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے کہ آب زمزم کو کھڑے ہو کر کیوں پیتے ہیں؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی: محمد اشفاق راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

آب زمزم کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے تین سانسوں میں کھڑے ہو کر پینا چاہئے اور اگر وافر مقدار میں ہو تو پیٹ بھر کر پیا جائے اور ہر بار بسم اللہ سے شروع اور الحمد للہ پر ختم کرے اور پیتے وقت دعا کرے کہ اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زمزم کھڑے ہو کر پینا ثابت ہے۔

عن الشعبی رحمه الله علیه قال ابن عباس حدثه قال سقیت رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم من زمزم فشرب وهو قائم

یعنی حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے زمزم کا پانی لا کر دیا تو حضور نے کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔ (فتح المنعم شرح صحیح المسلم ج8ص 201)

اور تین سانس میں پینا چاہیے۔

أن النبی صلی الله علیه وسلم كان یتنفس فی الإناء ثلاثا إلخ اه

(صحیح مسلم رقم2028)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

ماء زمزم لما شرب له اه

یعنی زمزم جس مراد سے پیا جائے اسی کے لئے ہے۔

(سنن ابن ماجه ج 3 ص 490 رقم 3062: كتاب الناسك. باب الشرب من زمزم)

اور بہتر ہے کہ یہ کرے۔

اللهم انی اسألك علما نافعا و رزقا واسعا و عملا متقبلا و شفاء من كل داء

اور بہار شریعت میں ہے کہ:

لوگ مطلقا کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ بتاتے ہیں حالانکہ وضو کے پانی کا یہ حکم نہیں بلکہ اس کو کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے اسی طرح آب زمزم کو بھی کھڑے ہو کر پینا سنت ہے یہ دونوں پانی اس حکم سے مستثنی ہیں اور اس میں حکمت یہ ہے کہ کھڑے ہو کر جب پانی پیا جاتا ہے وہ فورا تمام اعضاء کی طرف سرایت کر جاتا ہے اور یہ مضر ہے مگر یہ دونوں پانی برکت والے ہیں اور ان سے مقصود تبرک ہے لہذا

ان کا تمام اعضاء میں پہنچ جانا فائدہ مند ہے۔ (بہار شریعت ج 3 ص 384: پانی پینے کا بیان)
لہذا مذکورہ باتوں سے واضح ہوا کہ جب آب زمزم نوش کیا جائے قبلہ رخ بسم اللہ پڑھ کر تین سانس میں پیا جائے اور ننگے سر کی روایت بہت ہی تتبع وتلاش کے باوجود میری نظر سے نہیں گزری ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے محمد بن عبد اللہ بن ابو بکر سے زمزم پینے کے آداب نقل کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ زمزم قبلہ رخ ہو کر، بسم اللہ پڑھ کر تین سانس میں پینا مستحب ہے۔ واللہ تعالی اعلم
(ابن ماجہ ج2 ص189 / طحطاوی ص43)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

بیشک اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو تمام مخلوقات سے زیادہ حسین بنایا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
عرض یہ ہے کہ یہ واقعہ کس بزرگ کے زمانے کا ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بولا کہ اگر تو چاند سے خوبصورت نہیں ہوئ تو تمہیں تین طلاق تو تمام مفتیان کرام نے تین طلاق کا حکم سنا دیا بعد میں ایک بزرگ نے قرآن سے حوالہ دیا تھا مع حوالہ جواب تھوڑا جلد عنایت فرمادیں مہربانی ہوگی۔ محمد نوشاد القادری شیوہر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الجواب بعونہ تعالی

تم چاند سے زیادہ خوب صورت ہو بغداد کے رہنے والے ایک شخص موسیٰ بن عیسیٰ نے فرط محبت میں اپنی بیوی کو کہہ دیا کہ اگر تم چاند سے زیادہ خوبصورت نہیں ہو تو تمہیں تین طلاق بیوی سن کر پریشان ہوگئی اور سمجھا کہ طلاق ہوگئی ہے اور خاوند کے سامنے آنا چھوڑ دیا۔
خاوند بھی بہت پریشان ہوا کہ جذبات میں غلط بات کہہ دی اس شخص نے خلیفہ منصور کے پاس جا کر سارا ماجرا بیان کیا خلیفہ نے بغداد کے بڑے بڑے علماء اور فقہا کو بلایا اور ان سے یہ مسئلہ پوچھا تو

انہوں نے بھی کہا کہ طلاق ہوگئی وہ آدمی اور زیادہ پریشان ہوگیا کسی نے جا کر ایک اور عالم سے یہ مسئلہ بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ جاؤ اس آدمی سے کہہ دو پریشان نہ ہو طلاق نہیں ہوئی۔

خلیفہ منصور تک بھی یہ بات پہنچی تو وہ بہت حیران ہوا کہ سب فقہاء نے تو کہا ہے طلاق ہوگئی جبکہ یہ کہہ رہے ہیں کہ طلاق نہیں ہوئی انہوں نے ان سے پوچھا کہ آپ کس طرح ایسے کہہ رہے ہیں انہوں نے فرمایا کہ اس کی دلیل قران سے ہے جیسا کہ قران کریم میں ہے:

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ

بے شک ہم نے انسان کو اچھی صورت پر بنایا۔ (پارہ ۳۰ سورۃ التین)

اس لیے انسان سب سے خوبصورت ہے خلیفہ انکے جواب سے بہت خوش ہوا اور موسیٰ کو کہہ دیا کہ طلاق نہیں ہوئی یہ عالم اپنے وقت کے مشہور محدث امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ تھے جو امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ واللہ تعالی اعلم (حیات الحیوان جلد اول ص 138)

کتبــــــہ
ابصار رضا مرکزی کٹیہار بہار

کسی مسلمان کو غیر مسلم نے خنزیر کا گوشت کھلا دیا تو مسلمان پر کیا حکم ہوگا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرا ایک سوال ہے کہ اگر ایک ہندو مسلمان کو خنزیر کا گوشت کھلا دے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ سائل محمد احمد بن فیاض القادری پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

کفار کے گھر میں یا انکا پکایا ہوا گوشت اگر چہ ذبح شرعی کیا ہوا حلال جانور کا گوشت ہو اگر لانے سے لیکر پکانے اور کھانے تک مسلمان کے نظر سے ایک لمحہ بھی غائب رہا تو کھانا جائز نہیں بلکہ حرام ہے لیکن اگر کسی نے کھالیا یہ جان کر کہ حلال جانور کا گوشت ہے بعد میں کھلانے والا کہتا ہے کہ سور کا گوشت تھا تو

اگر چہ خنزیر کا گوشت ہو توبہ کرے اور آئندہ ہر حال میں کفار کے یہاں کھانے سے بچے مسلمان کا بچہ بچہ اسے حرام ہی جانتا ہے اگر معلوم ہوتا تو یقیناً نہ کھاتا۔ ہاں اگر بھوک سے مر رہا ہو اور اس کے علاوہ کوئی چیز نہ ہو تو اتنی مقدار میں کھانے کی اجازت ہے جتنے میں جان بچ جائے فقہ کا قاعدہ ہے:

(الضرورات تبیح المحظورات)

ضرورت ممنوعات کو مباح یعنی کہ جائز کر دیتی ہیں۔ (اصول الشاشی)

اور (ما ابیح للضرورۃ یقدر بقدرھا) جو چیز ضرورت کے تحت جائز ہو وہ بقدر ضرورت ہی جائز ہوتی ہے۔ (اصول الشاشی)

قال اللہ تعالی فی القرآن المجید:

انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم

اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لیکر ذبح کیا گیا تو جو ناچار ہو نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تفسیرات احمدیہ میں حضرت ملا احمد جیون قدس سرہ فرماتے ہیں:

ثم ھذاہ المحرمات انما حرم اکلھا اذ کان فی حالۃ الا ختیار واما فی حالۃ الضطرار فحکمھا الرخصۃ علی ماصرح بہ فی قولہ تعالی فمن اضطر الایۃ یعنی فمن اضطر من جوع اوشرب بحیث یخاف تلف النفس

یعنی حالت اختیار میں ان حرام کی گئیں چیزوں کا کھانا حرام ہے لیکن اگر حالت اضطرار میں ہو تو ان کا حکم رخصت ہے جیسا کہ اللہ رب العزت کے ارشاد فمن اضطر الآیۃ میں اس کی تشریح فرمائی گئی یعنی بھوک پیاس کی وجہ سے مضطر ہو جائے اس طور پر کہ جان جانے کا اندیشہ ہو تو جان بچانے کے لئے بقدر ضرورت؛ سدرمق حیات؛ سور یا مردار وغیرہ کھانے کی اجازت ہے صحیح مسلم شریف میں ہے۔

من ابتلی ببلیتین فلیختر اھونھما

یعنی جو شخص دو بلاؤں میں مبتلا ہو جائے تو ان میں سے آسان کو اختیار کرے۔

بہار شریعت میں درمختار و عالمگیری کے حوالے سے ہے:

معاذ اللہ شراب پینے یا خون پینے یا مردار کا گوشت کھانے یا سور کا گوشت کھانے پر اکراہ کیا گیا اگر وہ اکراہ غیر ملجی ہے یعنی حبس وضرب (یعنی لالچ ومار پیٹ مثلا رقم دینے کی یا دس پانچ جوتے مارنے کی) دھمکی ہے تو ان چیزوں کا کھانا پینا جائز نہیں ۔

البتہ شراب پینے میں اس صورت میں حد نہیں ماری جائے گی کہ شبہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے اور اگر وہ اکراہ ملجی ہے یعنی قتل یا قطع عضو کی دھمکی ہے تو ان کاموں کا کرنا جائز بلکہ فرض ہے اور اگر صبر کیا ان کاموں کو نہیں کیا اور مار ڈالا گیا تو گنہگار ہوا کہ شرع نے ان صورتوں میں اس کے لئے یہ چیزیں جائز کی تھیں جس طرح بھوک کی شدت اور اضطرار کی حالت میں یہ چیزیں مباح ہیں ہاں اگر اس کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ اس حالت میں ان چیزوں کا استعمال شرعا جائز ہے اور ناواقفی کی وجہ سے استعمال نہ کیا اور قتل کر دیا گیا تو گناہ نہیں یو ہیں اگر استعمال نہ کرنے سے کفار کو غیظ وغضب میں ڈالنا مقصود ہو تو گناہ نہیں ۔

(بہار شریعت جلد چہارم حصہ پانزدہم صفحہ 6)

لہذا اگر کسی نے کسی کو دھمکی دی کہ سور کا گوشت اگر نہیں کھاؤ گے تو تمہیں قتل کر دونگا یا ہاتھ پیر کاٹ دونگا تو جس کو دھمکی دی ہے اگر اس کا غالب گمان ہے کہ اگر نہ کھایا تو یہ جو کہہ رہا ہے اسے کر گزرے گا تو بے رضامندی سے سور کا گوشت کھا کر جان یا عضو وغیرہ کو منقطع ہونے سے بچانے کی اجازت ہے اس صورت میں کفر تو بڑی بات ہے گنہ گار بھی نہ ہو گا جیسا کہ قرآن وحدیث وکتب فقہ کی عبارات سے واضح ہے ۔

ہاں اگر کوئی شخص بلا عذر شرعی حلال جان کر یعنی کہ اپنی نظر میں خدا کے اس فرمان کو کچھ نہ سمجھا ہلکا جانا اور کھالیا، تو ضرور کفر ہو گا اور اس پر تجدید ایمان وتجدید نکاح (اگر شادی شدہ ہے) وغیرہ واجب ہے ۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــــہ

محمد اختر رضا قادری رضوی سرکھیت نیپال

سلام رضا کے ایک شعر کثرت بعد قلت پہ اکثر درود عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام” مطلب کیا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام عرض یہ ہے کہ:

کثرت بعد قلت پہ اکثر درود

عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام

اس شعر کا مفہوم کیا ہے؟ اس شعر پر کسی نے اعتراض کیا ہے اسکے بارے میں رہنمائی فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل عبدالحکیم رضوی اتر دیناج پور بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

سلام رضا کے اس شعر کثرت بعد قلت پہ اکثر درود عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام کا مفہوم و مطلب یہ ہے کہ یہ آپ کے ابتدائی دور کی طرف اشارہ ہے کہ جب آپ نے اللہ کے دین کے غلبے کے لئے کام شروع کیا تو بے سروسامانی کا عالم تھا چند افراد کے علاوہ تمام اہل مکہ مخالف ہو گئے حتی کہ آپ اور آپ کے ساتھیوں کو وطن رہائش اور جائیداد چھوڑ کر ہجرت کرنا پڑی۔

مدینہ منورہ میں بھی استقامت کے ساتھ جدو جہد جاری رکھی اہل کفر نے صاحب اسلام اور اسلام کو مٹانے کے لئے کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا غزوۂ بدر واحد، حنین وخندق کی تفصیلات اوراق میں محفوظ ہیں (غزوۂ بدر اور مسلمانوں کی تعداد) مسلمانوں کی قلت کا یہ عالم تھا کہ غزوۂ بدر کے موقع تک بھی سینکڑوں کی ہی تعداد میں تھے جو افراد اس میں شریک ہوئے انکی تعداد 313 / ہے اللہ ربّ العزت نے اپنے فضل وکرم سے ہر مقام پر کامیابی عطا فرمائی بدر کے بارے میں فرمایا:

ولقد نصر کم اللہ ببدر و انتم اذلۃ فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون

یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی حالانکہ تم تھوڑے تھے پس اللہ کا تقوی اختیار کرو تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔ (سورۂ آل عمران)

(مسلمانوں کی کثرت اور غلبۂ اسلام) جب صاحب اسلام اور آپکے غلاموں نے اسلام کی خاطر اپنی ہر شئ قربان کردی اور آزمائش وامتحان میں کامیاب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کرتے ہوئے فرمایا:

انا فتحنا لک فتحا مبینا

یعنی ہم نے آپکو فتح مبین عطاء فرمائی۔

یہ اسی شہر کی فتح کی خوشخبری تھی جہاں سے مسلمانوں کو ہجرت کرنا پڑی تھی اس خوشخبری کے کچھ عرصہ بعد مکہ فتح کرلیا اور خطۂ عرب کے گوشے گوشے میں اسلام کے جھنڈے لہرانے لگے کچھ بڑی بڑی جنگوں میں مارے گئے اور کچھ فتح مکہ کے وقت آپکی خدمت میں پیش کردیئے گئے مگر رحمۃ للعالمین نے تمام کو معاف کردیا جب اسلام کے راستے کی تمام رکاوٹیں دور ہوگئیں تو لوگ جوق در جوق دائرۂ اسلام میں داخل ہونے لگے سورۂ نصر میں فرمایا:

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا

یعنی جب اللہ کی طرف سے مدد اور فتح آچکی تو آپ نے دیکھا لوگوں کو دین میں فوج درفوج داخل ہوتے ہوئے یعنی پہلے قلت اور بے سروسامانی تھی مگر اب کثرت وعزت اور غلبہ کا دور دورہ ہوگیا (طلعت بعد ظلمت) سلام رضا کے بعض نسخوں کثرت بعد قلت کی جگہ طلعت بعد ظلمت کے الفاظ ہیں اب معنی یہ ہوگا کہ آپکی تشریف آوری سے پہلے ہر طرف کفروشرک کی تاریکی تھی آپکی آمد سے ہر طرف توحید کی روشنی پھیل گئی دوسرے مقام پر اسے یوں بیان کیا:

ناریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا
تجھ کو دیکھا ہوگیا ٹھنڈا کلیجہ نور کا

(ماخوذ از شرح سلام رضا ص:200/201/202/کاروان اسلام پبلیکیشنز)

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد اسرار احمد نوری نینی تال اترا کھنڈ

۱۴ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز منگل

موئے زیرناف ہیئر ٹریمر وغیرہ سے صاف کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت مفتی صاحب قبلہ ایک مسئلہ عرض ہیئر ٹریمر کے ذریعہ زیر ناف کے بال صاف کر سکتے ہیں کہ نہیں ہیئر ٹریمر سے بال جڑ سے صاف نہیں ہوتے ہیں (باریک) چھوٹے ہو جاتے ہیں۔سائل محمد عارف خان سورت گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

موئے زیر ناف دور کرنا سنت ہے اور چالیس دن سے زائد بازی رکھنا مکروہ وممنوع لہذا ہیئر ٹریمر کے ذریعہ زیر ناف کے بال جڑ سے دور نہیں ہوتے ہیں بلکہ کچھ باقی رہتے ہیں تو اسے استعمال کرنے سے سنت ادا نہیں ہوگی،ہاں اسے استعمال کرنے کے بعد کوئی ایسی چیز کا استعمال کرے جس سے مکمل صفائی ہو جائے تو درست ہے۔

بہارِ شریعت میں ہے موئے زیر ناف دور کرنا سنت ہے،موئے زیر ناف کو مونڈا جائے یا ہرتال،چونا،صابن،نورہ وغیرہ لگا کر صاف کیا جائے سب صورتیں جائز ہیں۔مقصود اس جگہ کی نظافت ہے۔(بہار شریعت حصہ ۱۶)

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خمس من الفطرۃ والی حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

الافضل فیہ الحلق و یجوز بالقص والنتف والنورۃ

(شرح مسلم ج:1/ص:128/باب خصال الفطرۃ،ماخوذ از حاشیہ فتاویٰ امجدیہ ج:4/ص:25)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ:

الافضل ان یقلم اظفارہ و یحلق عانتہ

پھر اسی میں دو سطر کے بعد ہے

ولو عالج بالنورۃ فی العانۃ یجوز کذا فی الغرائب۔ واللہ تعالی اعلم

(ج5/ص:357/358/ کتاب الکراھیۃ/الباب التاسع عشر فی الختان والخصاء و قلم الاظفار و قص الشارب و حلق الرأس و حلق المرأۃ شعرھا و وصلھا شعر غیرھا/بیروت)

کتبـــــــہ
محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ
۲۱ جمادی الآخر ۱۴۴۴ھ بروز اتوار

بسم اللہ خوانی کا مطلب کیا ہوتا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
بسم اللہ خوانی کا مطلب کیا ہوتا ہے علماء کرام رہنمائی فرمائیں ابھی ابھی اشد ضرورت ہے گجرات والے حضرات خاص دھیان دیں۔ سائل شاہین قمر بلاری باز کا بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

بسم اللہ خوانی کا مطلب یہ ہے کہ جب بچہ یا بچی چار سال چار مہینے چار دن کے ہو جائے تو اس کو کسی اچھے عالم دین یا حافظ قرآن کے پاس لے جا کر یا گھر میں بلا کر سب سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم شروع کروائے اسی کا نام ہے بسم اللہ خوانی ہے۔

جیسا کہ ملفوظات اعلی حضرت میں ہے کہ حضرت خواجہ قطب الحق والدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالی عنہ کی عمر جس دن چار برس چار ماہ چار دن ہوئی تقریب بسم اللہ مقرر ہوئی لوگ بلائے گئے حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ بھی تشریف فرما ہوئے بسم اللہ پڑھانا چاہی مگر الہام ہوا کہ ٹھہر و حمید الدین ناگوری (رحمۃ اللہ علیہ) آتا ہے وہ پڑھا دے گا ادھر ناگور میں قاضی حمید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو الہام ہوا کہ جلد جا میرے ایک بندے کو بسم اللہ پڑھا قاضی صاحب فوراً تشریف لائے اور آپ سے فرمایا صاحب زادے پڑھئے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم
آپ نے پڑھا:
اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور شروع سے لے کر پندرہ پارے حفظ سنا دیئے حضرت قاضی صاحب اور خواجہ صاحب نے فرمایا صاحب زادے آگے پڑھئے فرمایا میں نے اپنی ماں کی شکم (پیٹ میں) اتنے ہی سنے تھے اور اسی قدر ان کو یاد تھے وہ مجھے بھی یاد ہو گئے۔ (حصہ چہارم صفحہ 481 مکتبۃ المدینہ)

حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ حضور تقریب بسم اللہ کی کوئی عمر شرعاً مقرر ہے آپ نے ارشاد فرمایا شرعاً کچھ مقرر نہیں ہاں مشائخ کرام کے یہاں چار برس چار ماہ چار دن مقرر ہیں۔ واللہ اعلم (ایضاً صفحہ 481)

کتبـــــــہ

محمد معصوم رضا نوری

۲۴ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کتنی احادیث زبانی یاد تھیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کتنی حدیث یاد تھی جواب عنایت فرمائیں تفصیل کے ساتھ۔ سائل نیاز خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

مجدد اعظم سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ربہ القوی ارشاد فرماتے ہیں کہ

"امام احمد بن حنبل کو دس لاکھ (حدیثیں) محفوظ تھیں مسند میں فقط تیس ہزار ہیں" اھ

فتاویٰ رضویہ شریف ج:22/ص:264/ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان)

اور ابو زرعہ رازی نے کہا ہے کہ "امام صاحب (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو ایک

لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں“اھ

(طبقا الشافعیۃ الکبری ج:2/ص:27/بحوالہ سیرت ائمہ اربعہ ص:591/مؤلفہ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی/اکبر بک سیلرز لاہور)

کتبــــــہ
محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ
۲۷ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

صحیح بخاری کا نام صحیح بخاری سے پہلے کیا تھا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری کا نام صحیح بخاری رکھنے سے پہلے کونسا نام رکھا تھا۔ سائل عبد اللہ مصطفائی فیضی کچھ گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

امام بخاری رحمۃ اللہ الباری نے اپنی کتاب صحیح بخاری کا نام صحیح بخاری رکھنے سے پہلے الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سننہ و ایامہ رکھا تھا جیسا کہ حضور مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ:

امام بخاری کی یہ کتاب اگرچہ بخاری نام سے مشہور ہے مگر امام بخاری نے اسکا نام یہ رکھا تھا الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من سننہ و ایامہ

(نزھۃ القاری شرح صحیح البخاری ج:1/ص:128/مقدمہ/فرید بک سٹال اردو بازار لاہور)

اور بخاری شریف کے مقدمہ میں ہے:

اما اسمہ فسماہ مؤلفہ رحمہ اللہ تعالیٰ الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سننہ و ایامہ

(ج:1/ص:4/مقدمة الصحيح البخاری/الفصل الثانی فی احوال الجامع الصحيح)
اورنعمة الباری شرح صحیح البخاری میں اس طرح مرقوم ہے کہ الجامع الصحيح المسند المختصر من امور رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و سننه و ايامه۔
والله اعلم
(ج: 1/ص: 87/ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور،اور اسی طرح (جامع الاحادیث ج: 1/ص: 324/ حالات محدّثین وفقہاء/ اعلی حضرت نیٹورک)

کتبــــــہ
محمد اسرار احمد نوری نینی تال اترا کھنڈ
۲۰ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

غیر عالم کو عالم کہلوانا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ملت مندرجہ مسئلہ ذیل کے بارے میں ایک شخص حافظ قرآن ہے اور وہ دنیا کی شہرت کے لیے اپنے آپ کو علامہ ومولانا خود لکھتا بھی ہے اور دوسروں سے لکھواتا بھی ہے اور جو دوسرے ان کو علامہ ومولانا لکھتے ھیں یہ ان کو روکتا بھی نہیں ہے اب آیا کہ صورت مذکور میں جو حافظ قرآن اپنے آپ کو علامہ ومولانا لکھتا ہے اور دوسروں سے لکھواتا ہے اب اس پر شرعاً کیا حکم عائد ونافذ ہوگا برائے کرم تسلی وتشفی جواب دیکر شکریہ کا موقع فراہم کردیں آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ عزوجل اس کا بہتر اجر عظیم عطاء فرمائے۔سائل محمد شمیم اختر رضوی اتر دیناچپور بنگال انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

و یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنہم بمفازۃ من العذاب ولھم عذاب الیم (سورۃ آل عمران آیت ۱۸۸)

ترجمہ:۔ اور چاہتے ہیں کہ بے کئے انکی تعریف ہو ایسوں کو ہر گز عذاب سے دور نہ جاننا انکے لیے دردناک عذاب ہے الخ۔ (کنز الایمان مع تفسیر خزائن العرفان)

اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی نعیم الدین مرادابادی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ:

یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو لوگوں کو دھوکا دینے اور گمراہ کرنے پر خوش ہوتے اور باوجود ناداں ہونے کے یہ پسند کرتے کہ انہیں عالم کہا جائے۔

مسئلہ اس آیت میں وعید ہے خود پسندی کرنے والوں کے لیے اور اسکے لیے جو جھوٹی تعریف چاہے، جو لوگ بغیر علم اپنے آپ کو عالم کہلواتے ہیں یا اسی طرح غلط وصف اپنے لیے پسند کرتے ہیں انھیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے الخ۔

(ھکذا قال امام احمد رضا قدس سرہ القدسی فی فتاواہ)

مذکورہ آیت اور تفسیر سے معلوم ہوا کہ بغیر علم کافی کے اپنے آپ کو عالم کہلوانا ناجائز و گناہ ہے مستحق وعید ہے اس لیے برصدق مستفتی شخص مذکور کو اپنے اس فعل قبیحہ وشنیعہ سے باز آنا چاہیے اور صدق دل سے بارگاہ ایزدی میں توبہ کرنا چاہیے، باقی جو لوگ اسکے معارِ علم کو باخوبی جانتے ہیں کہ وہ عالم نہیں ہے تو بعدِ علم انکو بھی نہ چاہیے کہ اسکو عالم کہ کر پکاریں یا لکھیں کہ یہ جھوٹی تعریف ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور کیمری

۳ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

ملک ہندوستان دارالاسلام یا دارالحرب ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیافرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ ملک ھند دارالحرب ہے یا دارالاسلام مدلل و مفصل جواب لکھیں۔سائل محمد شاہ رخ رضا ایم پی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ہندوستان دارالاسلام ہے اتنی بات ہر خاص و عام کو معلوم ہے کہ غدر سے پہلے ہندوستان میں اسلامی حکومت تھی اس کے بعد انگریزوں کا تسلط ہوا مگر ان خبثاء نے شعائر اسلامی مثل جمعہ و جماعت واذان واقامت وغیرہ کو یکسر نہ اٹھایا بلکہ شعائر اسلام برابر جاری رہے اور اب بھی جاری ہیں تو یہ دارالاسلام ہے۔

شرح نقایہ میں کافی سے ہے:

دارالاسلام مایجری فیہ حکم امام المسلمین

یعنی دارالاسلام وہ ہے جس میں امام المسلمین کا حکم جاری ہے۔

فصول عمادی میں ہے:

ان دارالاسلام لاتصیر دارالحرب اذا بقی شئی من احکام الاسلام وان زال غلبۃ اھل الاسلام

یعنی بیشک دارالاسلام دارالحرب اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک شعائر اسلام کے احکام یکسر اٹھا نہ دیئے جائیں اگرچہ اہل اسلام کا غلبہ زائل ہو جائے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ دارالحرب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ کفار نے غلبہ کر کے شعائر کفر جاری کر کے تمام شعائر اسلام کو یکسر اٹھا دیا ہو پھر جب تک وہاں از سر نو سلطنت اسلامی نہ ہو وہ دارالاسلام نہ ہوگا اور یہ بات ہندوستان پر صادق نہیں آتی اس لئے یہ دارلاسلام ہے۔ (دعوت شریعت صفحہ 39)

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ: دارالاسلام اس وقت

دارالحرب ہوگا جبکہ یہ تین باتیں پائی جائیں:

(1) کفر کے احکام جاری ہو جائیں اور اسلامی احکام بالکل روک دیئے جائیں اور اگر اسلام کے بھی احکام جاری ہیں اور کفر کے بھی تو دارالحرب نہ ہوا۔

(2) دارالحرب سے متصل ہو کہ اس کے اور دارالحرب کے درمیان میں کوئی شہر نہ ہو۔

(3) اس میں کوئی مسلمان یا ذمی امان اول پر باقی نہ ہو۔ (درمختار ردالمحتار)

اس سے معلوم ہوا کہ ہندوستان بحمد اللہ تعالیٰ اب تک دارالاسلام ہے بعضوں نے خواہ مخواہ اسے دارالحرب خیال کر رکھا ہے۔

(بہار شریعت حصہ نہم صفحہ نمبر 132 مطبوعہ رضوی کتب خانہ بازار صندل خاں بریلی شریف)

فتاویٰ رضویہ جلد ششم صفحہ ۳۶۶ / میں تو یہاں تک ہے کہ دارالاسلام اس وقت تک دارالاسلام ہی رہے گا جب تک کہ اس میں کوئی ایک حکمِ اسلامی موجود ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری مہاراشٹر/ ۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

حدیث شریف کا موضوع اور غایت کیا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام سے گزارش ہے کہ حدیث پاک کا موضوع اور غرض و غایت بتائیں مہربانی ہوگی۔ سائل محمد افتخار عالم

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

حدیث کا موضوع حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے اقوال وافعال وتقریرات کے اعتبار سے غایت نیک بختی حاصل کرنا ہے دنیا وآخرت میں۔

ھکذا قال فی تقدیم مشکوٰۃ المصابیح و موضوعه : ذات رسول الله صلی الله علیه وسلم من حیث الاقوال و الافعال و التقریرات قال العلامه شمس الدین محمد بن یوسف رحمۃ الله علیه موضوعه ھو ذات رسول الله صلی

اللہ علیہ وسلم من حیث انہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ ۔ واللہ تعالی اعلم
(وغایتہ: الفوز بسعادۃ الدارین، مشکوۃ المصابیح ص ۰ مجلس برکات)

کتبـــــہ
محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور یکیمری
۱۱ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

مکروہ تحریمی وتنزیہی کسے کہتے ہیں اور انکا حکم کیا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام کہ مکروہ تحریمی اور تنزیہی کیا کیا ہیں اور اسکا کیا حکم ہے ۔ سائل محمد شریف رضا ضلع بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

مکروہ تحریمی اسے کہتے ہیں جسکا کرنے والا گنھگار ہوتا ہے اگرچہ اسکا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار کرنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوگا مکروہ تحریمی کا حکم جس عبادت میں پایا جاتا ہے وہ عبادت ناقص ہوجاتی ہے جسکا اعادہ واجب ہوتا ہے ۔
مکروہ تنزیہی اسے کہتے ہیں جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں مگر اسکا کرنے والا مستحق وعید نہیں ہوتا ۔ مکروہ تنزیہی کا حکم یہ ہے کہ جس عبادت میں یہ پایا جاتا ہے وہ عبادت تو مکمل ہوجاتی ہے مگر خلاف سنت جسکا اعادہ مستحب ہوتا ہے ۔ واللہ تعالی اعلم
(ھکذا فی بہار الشریعۃ ج اول حصہ دوم ص ۰ قادری بکڈپو)
محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور یکیمری
۲۸ جمادی الاولی ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

کیا ایک عالمہ کو مع الشرائط مردوں کو مسائل بتانا جائز ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام ایک خاتون جو کہ عالمہ ہیں بہت سے لوگ اپنی ضرورت کے اعتبار سے مسائل پوچھنے جاتے ہیں وہ عالمہ خاتون پردے کے اندر سے سائلین کا جواب دیتی ہیں کیا یہ درست ہے جواب عطا فرمائیں کرم ونوازی ہوگی۔سائل محمد رجب علی فیضی اترولوی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اصل بات عورت کی آواز ہے جسکے متعلق فقہاء کرام فرماتے ہیں:

نغمۃ العورۃ عورۃ

یعنی عورت کی آواز بھی عورت ہے یعنی عورت پر لازم ہے کہ اپنی آواز کا بھی پردہ کرے کسی اجنبی شخص کی سماعت تک نہ جانے دے ورنہ گنہگار ہوگی لیکن وہی شریعت کا دوسرا قاعدہ کلیہ بھی موجود ہے:

الضرورات تبیح المحظورات (الاشباہ والنظائر)

یعنی بہت سے ناجائز امور وقتِ ضرورت جائز ہو جاتے ہیں اور دینی مسائل کا جاننا زندگی کی ایک اہم ضرورت اس لیے اگر وہ عالمہ صاحبہ لوگوں کو مسائل پردے کی آڑ سے بتاتی ہیں جبکہ کوئی اور فتنہ کا موجب بھی نہیں ہے تو ایسی صورت میں بلکل جائز ومشروع ہے کوئی حرج وقباحت نہیں۔

امام اہلسنت قدس سرہ القدسی ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

وقت ضرورت بعض نامحرم سے بھی بات کرنا جائز ہے جبکہ خلوت نہ ہو اندیشہ فتنہ نہ ہو اور پردے کے اندر سے ہو۔

(العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ ج۱۰ قسط اول ص۱۶۱ مکتبہ ایوان رضا)

نیز مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمتہ تحریر فرماتے ہیں کہ بیشک عورت کی آواز عورت ہے مگر

ضرورۃ اجنبی مرد کی آواز سن بھی سکتی ہے اور اسکو اپنی آواز سنا بھی سکتی ہے۔ واللہ تعالی اعلم
(فتاوی بحر العلوم ج اول ۳۸۶)

کتبــــــہ
محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور یکیمری
۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

کیا کسی کافر کا پیسہ کوئی مسلمان جبراً لے سکتا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
حضرت اگر قرضہ کسی کافر کا کسی مسلمان پر رہ گیا ہو اور وہ اسے نہ دیتا ہو تو کیا قیامت کے روز اس کی پکڑ ہوگی؟ جواب عنایت فرمائیں بہت مہربانی ہوگی۔ سائل گلفام رضا قادری لکھنؤ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جبراً کسی کا مال لینا یا لیکر نہ دینا عند الشرع جائز نہیں چاہے کافر ہی کیوں نا ہو بلکہ ایسا پیسہ حرام حرام حرام بد انجام ہے کافر کا وہی پیسہ لے سکتے ہیں جو وہ اپنی رضا سے دے ورنہ جبراً لیکر بیٹھ جانا ناجائز اس لیے اس مسلمان کو چاہیے کہ فوراً اسکا قرضہ ادا کرے اور ایسی حرکت قبیحہ وشنیعہ سے باز آئے، اور اپنے رب کریم کی بارگاہ میں صدق دل سے توبہ کرے۔ واللہ تعالی اعلم
(فتاوی رضویہ ج ۹ قسط آخر ص ۲۹۳ رضا اکیڈمی ممبئی)

کتبــــــہ
محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور یکیمری
۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

اگر مرنے والا اپنی تصویر چھوڑ جائے تو کیا حکم ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
میرا سوال ہے کہ، بہت سے لوگ یہ بولتے پائے جاتے ہیں کہ جو انسان اس دنیائے فانی سے کوچ کر گیا ہے اسکی فوٹو یا ویڈیو اگر ہم اپنے پاس رکھتے ہیں تو میت کو تکلیف ہوگی؟ یہ شریعت میں کہا تک صحیح ہے؟ سائل محمد سلمان ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صورت مسئلہ میں اگر وہ تصاویر وہ ویڈیو جو لوگوں کے پاس موجود ہیں اگر وہ خود اسکی رضا سے کھینچی گئی ہیں اور اسکے ختم کرنے پر کوئی وصیت بھی نہیں ہے تو یقینا وہ گنہگار ہے کیونکہ یہ بات عند اہل السنت والجماعت مسلم ہے کہ بلا ضرورت شرعیہ تصویر کشی ناجائز وحرام ہے یعنی اسکا مرتکب گنھگار مستحق عذابِ نار وغضبِ جبار ہے تو اگر بغیر توبہ واستغفار گیا تو ضرور مبتلا عذاب ہوگا بر بناء ثبوتِ حدیث اب آیا وہ تصاویر کہ جن کو چھوڑ کر وہ گیا ہے انکے دیکھنے کی صورت میں وہ گنہگار ہوگا یا نہیں۔
الجواب تو یقیناً وہ گنہگار ہوگا علت یہاں آلۂ گناہ کو چھوڑ کر جانا ہے جس سے گناہ پر مدد ہو رہی ہے اور گناہ پر مدد از خود گناہ ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان
یعنی تم کسی کی گناہ وسرکشی پر مدد نہ کرو۔ (سورۃ المآئدہ پارہ۶ آیت۲)

نیز جو لوگ ان تصاویر کو دیکھ رہے ہیں وہ بھی گنہگار ہیں انکو چاہیے کہ فوراً ان تصاویر میں آگ لگائے تا کہ سبب گناہ کا خاتمہ ہو ورنہ حدیث کی روشنی میں یوم حساب سخت عذاب میں گرفتار ہونگے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی حدیث ہے:

ان اشد الناس عذابا یوم القیامۃ المصورون
یعنی قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب مُصَوِّر پر ہوگا۔ {مسلم شریف}

سیدی مرشدی وفقیہ الملت و الدین محمد اختر رضا خان القادری الازہری (نور اللہ مرقدہ)

فرماتے ہیں کہ تصویر کشی کرنے والا خود بھی فاسق اور دوسرے کے فسق کا سبب ہے یعنی دوسرے کو بھی فاسق بنانے والا ہے اللہ اکبر۔ (رسالہ تاج الشریعہ تصویر کا شرعی حکم)

ہاں اگر وہ تصاویر یا ویڈیو اسکی خوشی سے عمل میں نہیں آئیں بلکہ اسکی غیر اطلاع میں کھینچی گئی ہیں تو اس صورت میں میت پر کوئی مواخذہ نہیں نیز فی الوقت تصویر کے جواز وعدم جواز میں اختلاف ہے تو جن کے نزدیک جائز ہے ان پر کوئی عتاب نہیں اور جنکے نزدیک حرام ہے وہ ارتکاب کی صورت میں ضرور گنہگار ہونگے۔

البتہ موبائل سے لی گئی تصویر میں دور حاضر کے علماء کا اختلاف ہے مگر دستی تصویر پر امت کا اجماع ہے کہ یہ حرام ہے فلہٰذا میت کی تصویر کو نہ رکھنے میں ہی عافیت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد مشاہد رضا حشمتی رام پوریکمری

۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ بروز منگل

کتے کا جفتی کرتے وقت اس کا ذکر کیوں پھنس جاتا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے میں کہ کتا جب کتیا سے جفتی کرتا ہے تو اس کا ذکر کیوں پھنس جاتا ہے دیر تک کسی نے کہا کہ کسی بزرگ کی بددعا لگی ہے۔ سائل کرم حسین ترکلوا بہرائچ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

حضرت امام عبد الرحمان بن عبد السلام صفوری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں سوار ہر جنس نر مادہ کو حکم فرمایا کوئی ایک دوسرے کے پاس نہ جائے کتے نے مخالفت کی بلی نے اس کی حرکت سے حضرت نوح علیہ السلام کو آگاہ کر دیا کتے کو بلایا گیا تو اس نے قسم کھالی اور پھر اسی فعل کا مرتکب ہوا بلی نے دعا مانگی کہ کتا اسی حالت میں پھنسا رہے یہاں

تک کہ حضرت نوح علیہ السلام یہ دیکھ لیں چنانچہ اس کی جھوٹی قسم کی سزا یہ ہے کتا جب جفتی کرتا ہے تو خاصی دیر تک وہ برسر عام پھنسا رہتا ہے اور یہ سزا قیامت تک جاری رہی گی۔

(نزہتہ المجالس جلد دوم صفحہ نمبر 199 / 200)

سائل کو تاکید کی جاتی ہے کہ آئندہ اس قسم کے سوال سے پرہیز کرے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی

۲۹ ربیع الاولیٰ ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

حب الوطن من الایمان یہ حدیث ہے یا نہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا کوئی ایسی حدیث ہے جو میرے آقا فرمائے ہوں کہ۔ وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔ سائل توصیف

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

محدّثین اس حدیث کو بے اصل قرار دیتے ہیں جیسا کہ:

کتاب الْمَصْنُوع فِي معرفة الحَدِيث الْمَوْضُوع للْإِمَام الْعَلامَة الْفَقِيه الْمُحدث عَلىّ الْقَارِي الْهَرَوِيّ الحنفي الْمَكّيّ توفّي بِمَكَّة المكرمة سنة ١٠١٤ھ رَحمَه الله تَعَالَى علیہ لکھتے ہیں:

حَدِيث حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الإِيمَانِ لَا أَصْلَ لَهُ عِنْدَ الْحُفَّاظِ

(الجزاء اول الصفحه 91 حديث ١٠٦)

اور شرح مشکوۃ المصابیح میں تحریر فرماتے ہیں:

وَأَمَّا حَدِيثُ حُبِّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيمَانِ فَمَوْضُوعٌ

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ج3 ص1158)

مجدد اعظم اعلحضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ:

حب الوطن من الایمان (وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔) نہ حدیث سے ثابت نہ ہرگز اس کے یہ معنی۔

(الدار المنتشرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ حرف الحاء حدیث۱۸۹ المکتب الاسلامی بیروت ص۱۰۰)

اور امام بدرالدین زرکشی نے اپنے جزاور امام شمس الدین سخاوی نے مقاصد حسنہ میں:

حب الوطن من الإيمان قال الصغاني : موضوع . وقال السخاوی فی المقاصد: لم أقف عليه

اور امام خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی نے الدر المنتشرہ میں بالاتفاق اس روایت کو فرمایا: لم اقف علیہ (میں اس سے آگاہ نہیں ہوسکا۔ واللہ تعالی اعلم

(المقاصد الحسنہ للسخاوی حدیث۳۸۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ص۱۰۹)، (الدرر المنتشرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ حروف الحاء حدیث۱۸۹ المکتب الاسلامی بیروت ص۱۰۰)

(اور فتاوی رضویہ جلد 15 صفحہ 295 رضا فاونڈیشن لاہور)

کتبہ

محمد منظر رضا نوری چھپرہ سارن بہار

قیامت کے دن امت محمدیہ کہاں ہوگی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ قیامت کے دن زمین وآسمان سب فنا ہو جائیں گے اس وقت حضور اقدس کی امت کہاں کھڑی ہوگی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں عندالناس مشکور رہوں ۔ المستفتی ۔ملک محمد غفران نظامی علی گڑھ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

قیامت کے دن جب زمین وآسمان سب فنا ہو جائیں گے تو حضور اقدس کی امت پل صراط پر کھڑی ہوگی جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی نے ارشاد فرمایا کہ ارشاد باری تعالی ھے:

۔یَومَ تُبَدَّلُ الارضُ غَیرَ الارضِ والسّمٰوٰتُ

یعنی جس دن زمین غیر زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان غیر آسمان سے بدل دیے جائیں گے۔
حضور امام المفسرین قاضی ناصر الدین ابوسعید عبداللہ بن عمر بیضاوی رضی اللہ تعالی عنہ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ:
تبدیل کبھی ذات میں ہوتی ہے کبھی صفات میں ہوتی ہے اور آیت کریمہ میں دونوں احتمال ہیں اس کے بعد فرماتے ہیں:

وعن علی رضی اللہ تعالی عنہ تبدیل ارضا من فضۃ و سموات من ذھب وعن ابن مسعود وانس یحشر الناس علی ارض بیضاء لم یخطا علیھا احد خطیئۃ ۔وعن ابن عباس ھی تلك الارض وانما تغیر صفاتھا ویدل علیہ ۔ ماروی ابوھریرۃ انہ علیہ السلام قال تبدیل الارض غیر الارض فتبسط و تمد مد الادیم العکاظی لاتری فیھا عوجا ولا امتا ،،

الحاصل بالجملہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم نے تبدیل ذات کا قول کیا ہے ۔اور بعض نے تبدیل صفات کا۔

صحیح مسلم شریف میں ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے:

قالت سئلت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن قولہ یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات فاینیکون الناس یومئذ قال علی الصراط۔

یعنی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنھا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ جس دن زمین وآسمان بدل دیئے جائیں گے آدمی کہاں ہونگے تو آپ نے فرمایا صراط پر۔ واللہ تعالی اعلم (فتاوی امجدیہ جلد چہارم کتاب الشتی صفحہ ۳۸۳)

کتبـــــہ
محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی سدھارتھ نگر یوپی
۱۰ جمادی الالی ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

کوے کھانا ناجائز وحرام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ کوّے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ سائل: محمد حسین

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

معروف کوا خبیث اس کا کھانا ناجائز وحرام ہے ہاں دیوبندی مذہب میں اس خبیث کا کھانا جائز ہی نہیں بلکہ اس کا کھانا ثواب ہے۔

(حوالہ کے لئے دیکھئے: فتاوی رشیدیہ ص598: دارالاشاعت کراچی)

گنگوہی صاحب کا یہ فتوی قرآن کریم، حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقوال صحابہ کرام اور

فقہائے کرام کی تحقیقات کے بالکل خلاف ہے اس فتوی پر عمل کرنا قطعا جائز نہیں دلائل کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں قرآن وحدیث سے عام کوّے کے حرام ہونے کا ثبوت اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں نبی کریم کا منصب بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ویحرم علیھم الخبائث

یعنی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں پر خبیث چیزوں کو حرام فرمائیں گے

(الاعراف:157)

کوّا بھی خبائث میں شامل ہے یعنی ایک خبیث جانور ہے لہذا آیت مبارکہ کی رو سے وہ حرام ٹھہرا ۔کوّے کے خبیث ہونے کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح بخاری ومسلم کی حدیث میں اسے" فاسق" قرار دیا ہے ارشاد فرمایا کہ پانچ جانور فاسق ہیں انہیں حرم بھی میں قتل کر دیا جائے: بچھو، چوہا ،چیل،کوّا اور کاٹنے والا کتا۔ (صحیح بخاری 1829/ صحیح مسلم:1158)

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ جانوروں کے متعلق فاسق کا لفظ استعمال فرمایا اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ یہ جانور خبیث اور موذی ہیں چنانچہ لغت حدیث کی معروف کتاب نہایہ۔ (ج 3 ص 226،مجمع بحار الانوار: ج 3 ص 78،فقہ حنفی کی معروف کتاب البحر الرائق: ج 3 ص 33 عنایہ: ج 3 ص 3)

اور مشکوۃ شریف کی معروف شرح ، مرقات ج 5 ص 788 میں لکھا ہوا ہے: کہ مذکورہ جانوروں کے فاسق ہونے سے مراد یہ ہے کہ یہ سب جانور خبیث اور موذی ہیں لہذا کوّا بھی خبیث اور موذی جانور ہے اور قرآن مجید میں خبیث چیزوں کا حرام ہونا بیان کر دیا گیا۔ یوں قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ کوا کھانا جائز نہیں ہے۔

کوّا کھانے کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا فرمان:

حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ:

انی لاعجب ممن یأکل الغراب قد اذن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی قتلہ للمحرم وسماہ فاسقا واللہ ماھو من الطیبات

یعنی جو شخص کوّا کھائے اس پر مجھے حیرت اور تعجب ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں بھی اسے مار ڈالنے کی اجازت دی ہوئی ہے اور آپ نے اسے فاسق قرار دیا ہے اللہ کی

قسم کوا حلال اور پاکیزہ چیزوں میں سے نہیں ہے ۔ (بیہقی ج9ص 317)

حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا تو قسم اٹھا کر فرما رہی ہیں کہ کوا حلال اور پاکیزہ نہیں ہے جب کہ فتاوی رشیدیہ میں اس کے کھانے کو ثواب قرار دیا جا رہا ہے کوا کھانے کے متعلق حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا فرمان جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بھی یہی فرماتے ہیں کہ:

من يأكل الغراب قد سماه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فاسقا والله ماهو من الطيبات

یعنی کوے کو کون کھا سکتا ہے؟ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فاسق قرار دیا ہے اللہ عزوجل کی قسم کوا حلال اور پاکیزہ نہیں ہے۔ (سنن ابن ماجہ ص234)

قرآن وحدیث، اقوال صحابہ اور ائمہ دین کے حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ معروف کوا ایک خبیث جانور ہے اور اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

مزید تحقیق وتفصیل کے لئے شرح مسلم ج3 ص 351 تا357 / فتاوی نوریہ ج3 ص 424 تا435 کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

چند اشعار کا ترجمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل اشعار میں کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تبارک وتعالی کے اشعار:

واحسن منك لم ترقط عيني'

واجمل منك لم تلد النساء

خلقت مبرءا من کل عیب
کانك قد خلقت کما تشا

برائے کرم ان اشعار کا ترجمہ مع سند ارسال فرمادیں۔سائل فقیر تسنیم رضوی مقام کولکاتا بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

واحسن منك لم ترقط عینی
واجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبرءاً من کل عیب
کأنك قد خلقت کما تشاء

ترجمہ: سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین میری آنکھ نے ہرگز نہیں دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ جمیل کسی عورت نے جنا ہی نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر عیب سے پاک وصاف پیدا کئے گئے گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح پیدا کئے گئے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا۔واللہ تعالی اعلم (دیوان حسان ص10)

کتبـــــہ
الفاظ قریشی نجمی کرناٹک الہند

زنا سے کیسے بچا جائے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی بارگاہ میں گزارش ہے آپ زنا سے بچنے کا وظیفہ ارسال فرمائیں آپ کی مہربانی ہوگی۔سائل یوسف رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

زنا ہی کیا بلکہ ہر امور وفعل قبیح سے رکنے کا طریقہ وسلیقہ ہمیں مذہب اسلام دیتا ہے قرآن مجید و فرقان حمید میں مطلقا ارشاد باری تعالی ہوتا ہے:

ان الصلاۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر (قرآن مجید سورہ عنکبوت آیت نمبر ۴۵)

ترجمہ:۔ بیشک نماز تمام بے حیائی اور برائی سے روک دیتی ہے اور مخصوص زنا سے رکنے کا عمل روزہ ہے جیسا کہ مفہوم حدیث مبارکہ ہے روزہ رکھو کیوں کہ روزہ شہوت کو کم کرتا ہے توڑ دیتا ہے نمازوں کی پابندی کریں کوشش کریں کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں اور خوف خدا دل میں رکھیں اور موت کو اور قبر کی تاریکیوں کو یاد کریں۔

اور علماء اہلسنت کے ایسے بیانات سنیں جس میں. زنا کی نحوستوں اور زنا کرنے پر کتنا عذاب ہوگا یہ سب بیانات شامل ہوں ان شاء اللہ زنا سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
محمد معصوم رضا نوری

اولیاء اللہ سے مدد مانگنا کیسا نیز مزارات اولیاء پر جانے اور فاتحہ پڑھنے کا طریقہ کیا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی اور سے مانگنا کیسا ہے اور اولیاء کرام کے مزار پر جانے کا طریقہ اور فاتحہ پڑھنے کا طریقہ کیا ہے

پوری وضاحت کے ساتھ بیان فرمائیں تمام مفتیان کرام توجہ فرمائیں اور باحوالہ جواب عنایت فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے گا۔سائل: نظام اختری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

قرآن وسنت کی تصریحات کے مطابق انبیاء کرام اور اولیاء عظام سے مصیبت کے وقت مدد مانگنا جائز ہے، جبکہ عقیدہ یہ ہوکہ حقیقی اور ذاتی امداد تو صرف اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے،اور یہ نفوس قدسیہ اللہ تعالیٰ کی عطاء سے ہی مدد کرتی ہیں ۔اور زندہ ہونے اور دنیا سے چلے جانے میں کوئی فرق نہیں یعنی انبیاء عظام و اولیاء کرام ظاہری حیات میں موجود ہوں یا بظاہر دنیا میں تشریف فرما نہ ہوں دونوں صورتوں میں ان سے مدد طلب کرنا جائز ہے چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ:

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُه وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ

یعنی تمہارے دوست (مددگار) نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں ۔

(سورۃ المائدہ آیت 55 ترجمہ کنز الایمان)

طوالت کے پیش نظر ایک ہی آیت پیش کر رہا ہوں تفصیل درکار ہوتو جاء الحق کا مطالعہ کریں

اولیائے کرام کے مزار پر جانے کا طریقہ یہ ہے کہ قدموں کی طرف سے جا کر میت کے منہ کے سامنے کم ازکم چار قدم دور بادب ہاتھ باندھ کرکھڑا ہوسرہانے سے نہ آئے کہ میت کے لئے باعث تکلیف ہے یعنی میت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑے گا کہ کون آتا ہے اور یہ کہے:

السلام علیکم یا اھل دار قوم مؤمنین یغفر اللہ لنا ولکم انتم لنا سلف و نحن بالاثر

جیسا کہ امام اہل سنت سیدی اعلیحضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ اس طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ” اس (قبر) کے پائینتی کی طرف سے جائے کہ اس کی نگاہ کے سامنے ہو سرہانے سے نہ آئے کہ اسے سر اٹھا کر دیکھنا پڑے سلام و ایصال ثواب کے لئے اگر دیر کرنا چاہتا ہے روبقبر (قبر کے سامنے) بیٹھ جائے اور پڑھتا رہے یا ولی کا مزار ہے تو اس سے فیض لے ۔

(فتاوی رضویہ ج9 ص532: رضا فاونڈیشن لاھور)

بعدہ فاتحہ پڑھنے کا مختصر اور آسان طریقہ یہ ہے کہ پہلے تین، پانچ یا سات بار درود شریف پڑھے پھر چاروں قل یعنی " قل یآیھا الکافرون، قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس پڑھے پھر سورہ فاتحہ یعنی الحمدللہ شریف پڑھے اور ممکن ہو تو الم سے مفلحون تک بھی پڑھ لے آخر میں تین، پانچ یا سات بار درود شریف پڑھے اور بارگاہ الہی میں ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کرے یا اللہ! ہم نے جو کچھ درود شریف پڑھا اور قرآن مجید کی آیتیں تلاوت کی ان کا ثواب (اگر کھانا یا شرینی ہو تو اتنا اور کہے کہ اس کھانا یا شرینی کا ثواب) میری جانب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نذر پہونچا دے پھر ان کے وسیلے سے تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اور صحابہ وتمام اولیاء وعلماء کو عطا فرما (پھر خصوصیت کے ساتھ صاحب قبر کا نام لے) مثلا یوں کہیں خصوصا فلاں بزرگ یا ہمارے والدہ، والد ہی دادا، دادی یا نانا، نانی کی روح کو ثواب پہنچا دے اور پھر جملہ مومنین ومومنات کی روحوں کو ثواب عطا فرما۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ واللہ تعالی اعلم

(ایسا ہی فتاوی عالمگیری ج5 ص350: باب زیارۃ القبور میں ہے، فتاوی فقیہ ملت ج1 ص294)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئ

جلسوں میں شاعروں پر پیسہ لُٹانا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء ومفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو آج کل نعت خوانوں پر جلسوں یعنی محافل میں پیسے نوٹوں کی صورت نچھاور کئیے جاتے ہیں کیا یہ عمل درست ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب معتبر کی روشنی میں مدلل ومفصّل جواب ارسال فرمائیں۔ سائل محمد ایوب رضا قادری کولکاتہ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جلسوں وغیرہ میں نعت خوانوں اور شاعروں پر پیسہ یا نوٹوں کو لٹانا یا پھینکنا جائز نہیں بلکہ ان کے ہاتھ یا گود میں رکھ دیں جیسا کہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ: پیسے پھینکنا یا ہوا میں اڑانا منع ہے کیونکہ پیسہ رزق ہے اور رزق کی بے حرمتی جائز نہیں ہے۔ (فتاوی رضویہ ج 24 ص 520: رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اس سے ثابت ہوا کہ نعت خواں یا عالم دین کے گود میں پیسے ڈالنا کہ جس میں بے ادبی کا پہلو نہ ہو تو جائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئ

حرام اشیا سے علاج کرانا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام کی خدمت میں ایک سوال عرض ہے کہ کیا زخم وغیرہ پر ایسی دوائی لگانا جس میں حلال جانور مثلاً گائے وغیرہ کا پیشاب ملا ہو جائز ہے جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ سائل سید ربانی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

گائے حلال جانور ہے لیکن اس کا پیشاب نجس ہے اور ہر نجس اشیا سے علاج ممنوع ہے بلکہ حرام ہے جیسا کہ حدیث پاک میں مذکور ہے کہ:

نھی رسول اللہ عن دواء الخبیث

یعنی رسول اللہ نے نجس وحرام چیزوں سے علاج کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اور ایک مفہوم حدیث مصطفی ہے: حرام چیزوں میں اللہ نے شفا نہیں رکھی۔

اور صدر الشریعہ علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ حرام اور نجس چیز کو دوا کے طور پر بھی استعمال کرنا جائز نہیں اور فقہ کی معتبر کتاب درمختار مع شامی میں ہے کہ؛

کل تداوٍ ولا یجوز الا بطاھر

یعنی صرف پاک چیزوں ہی سے ہی علاج جائز ہے۔

حاصل کلام یہ کہ گائے کا گوبر اس کا پیشاب اور آدمی کا پیشاب سب نجس ہیں اس سے علاج کرانا حرام ہے صورت مسئولہ میں اگر یقین کامل ہے کہ دوا میں گائے کا پیشاب یا دیگر حرام اشیا کی امیزش ہے تو اس سے علاج جائز نہیں۔ واللہ تعالی اعلم (فتاوی فقیہ ملت جلد دوم ص ۳۳۰)

کتبـــــہ

محمد جابر القادری رضوی

والدہ داڑھی رکھنے سے منع کرے تو کیا حکم ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ زید داڑھی رکھنا چاہتا ہے لیکن زید کی ماں منع کرتی ہے اور اسی بات پر اڑگئی ہے اس حال میں زید کیا کرے براہ کرم جلد جواب عطا فرمائیں۔ المستفتی: معراج احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

داڑھی رکھنا سنت رسول ہے اور اس کا کٹوانا سنت کے خلاف اور شریعت کی نافرمانی کرنی ہے اور شریعت کی نافرمانی کرنے میں والدین یا کسی کی اطاعت جائز نہیں جیسا کہ فتاوی امجدیہ میں ہے کہ: کسی کی اطاعت میں احکام شرع کی نافرمانی نہیں کی جاسکتی کہ معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں ہے حدیث میں ہے کہ:

لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق (فتاوی امجدیہ ج4 ص198)

اور اسی میں ہے کہ:

جو حکم شرعاً ناجائز ہے اس میں کسی کی پیروی جائز نہیں حکم شرع کو سب پر مقدم رکھنا ضروری ہے (فتاوی امجدیہ ج4 ص222)

اور فتاوی رضویہ میں ہے کہ:

خدا کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔ (فتاوی رضویہ ج22 ص654)

لہذا مذکورہ باتوں سے واضح ہوا کہ زید پر ایسی صورت میں والدین کی اطاعت واجب نہیں اور زید کی والدہ داڑھی رکھنے سے روکنے کی وجہ گناہ گار ہوگی اس پر لازم ہے کہ وہ توبہ و استغفار کرے اور آئندہ ایسی بات سے منع نہ کرنے کا عہد کرے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲۲ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ

موبائل میں آیا ہوا بیلنس کا کیا حکم ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ھیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں اگر موبائل میں بیلنس آجائے جس کے بارے میں معلوم نہ ھو کہ کسی کا غلطی سے آیا ھے یا کسی جاننے والے نے نیکی کرتے ھوئے لوڈ کروایا ھے اسے استعمال کرنا کیسا ھے؟؟ سائل فقیر قادری رضوی سید محمود ناصر غفرلہ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اگر آپ کے موبائل میں غلطی سے بیلنس آ گیا، اور دکان دار یا گراہک آپ کے موبائل پر کال کرے کہ بھائی صاحب غلطی سے آپ کے موبائل میں ہمارا بیلنس چلا گیا ہے تو آپ جلد از جلد غلطی سے آئے ہوئے حق دار کو لوٹا دیں کہ یہی شریعت اسلامی کا حکم ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ:

تؤدوا الامٰنٰتِ الی اھلھا (پارہ۵، سورہ نساء، آیت۵۷)

امانتیں جن کی ہیں، انھیں سپرد کرو۔ (ترجمہ کنز الایمان شریف)

اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ یہ بیلنس کہاں سے آیا ہے، تو کچھ دن تک حق دار کا پتہ لگائیں اگر بیلنس کا

مالک اور حق دار کا پتہ نہ چل سکے، تو بیلنس کی قیمت غریبوں میں صدقہ کر دیں کہ اس بیلنس کی حیثیت لقطہ کی ہے اور لقطہ کا یہی حکم ہے کہ مالک کا پتہ نہ چلنے کی صورت میں اسے غریبوں میں بانٹ دیا جائے اور اگر جس کے پاس بیلنس آیا وہ خود غریب اور صدقہ وخیرات کا مستحق ہے، تو اس بیلنس کو اپنے پاس رکھ لے اس کی قیمت صدقہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(موبائل فون کے ضروری مسائل صفحہ ۱۴۵-۱۴۶)

کتبـــــہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی سانگلی مہاراشٹر

مرتد کی اولاد ولد الزنا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ دیوبندی کی اولاد ولد الزنا ہے یا نہیں جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا مع حوالہ۔ سائل قمر رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جوعورت واقعتاً دیوبندیوں کے عقائد کفریہ پر مطلع ہے اور اس عقائد کو صحیح سمجھ رہی ہے اس کے متعلق فتاوی رضویہ میں ہے:

جوعورت ایسے عقیدہ کی ہو مرتدہ ہے کہ نکاح نہ کسی مسلم سے ہوسکتا ہے نہ کافر سے نہ مرتد سے نہ اس کے ہم مذہب سے جس سے نکاح ہوگا زنائے محض ہوگا اور اولاد ولد الزنا۔ (۱۱ جلد ۴۷)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

مرتد ومرتدہ کا حکم شرعی یہی ہے کہ ان کا نکاح نہ کسی مسلم ومسلمہ سے ہوسکتا ہے نہ کافر وکافرہ سے، نہ مرتد ومرتدہ سے ان کے ہم مذہب خواہ مخالف مذہب سے، غرض تمام جہاں میں کہیں نہیں ہوسکتا۔

مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی پھر فتاوی ہندیہ میں ہے:

لایجوز للمرتدان یتزوج مرتدہ ولامسلمۃ لاکافرۃ اصلیۃ و کذلك لایجوز نکاح المرتدۃ مع احد (۱۱ جلد ۴۸)
لہٰذا واضح ہوگیا کہ جب مرتد کا نکاح کسی سے نہیں ہوتا تو بعدہ جو بچہ ہوگا وہ ولد الزنا ہوگا۔ واللہ اعلم

کتبـــــہ
محمد عدیل احمد قادری رضوی مبارک پور

جاندار چیزوں کو جلا کر مارنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حدیث شریف میں مروی ہے کہ زہریلے کیڑوں کو جلا کر نہ مارا کرے تو کیا مچھر بیاٹ کے ذریعہ مچھروں کو مارنا کیسا ہے کیوں کہ اس میں بھی ایک قسم کا کرنٹ ہوا کرتا ہے جس سے مچھر جلجایا کرتے ہیں تو کیا اس مچھر بیاٹ کے ذریعہ سے مچھروں کو مارنا کیسا ہے اسکا جواب مدلل اور تفصیلی عنایت فرمائیں۔ المستفتی: شیخ رضوان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

بیاٹ ایک قسم کا آلہ ہے جس میں کرنٹ ہوتا ہے اس آلہ کا کام ہے مچھروں کو جلا دینا ہے اور کسی بھی جاندار کو جلانے سے شریعت نے ممانعت فرمائی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:
عن عبد الرحمن بن عبد اللہ عن ابیہ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی سفر فانطلق لحاجتہ فرأینا حمرۃ معھا فرخان فاخذنا فرخیھا فجاءت الحمرۃ فجعلت تعرش فجاء النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فقال من فجع ھذہ بولدھا ردوا ولدھا الیھا ورأی قریۃ نمل قد حرقناھا فقال من حرق ھذہ؟ قلنا نحن قال انہ لا ینبغی ان یعذب بالنار الا رب النار اھ
یعنی حضرت عبد الرحمن بن عبد اللہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ ہم سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ قضائے حاجت کو تشریف لے گئے ہم نے ایک چڑیا

دیکھی جس کے ساتھ دو بچے تھے ہم نے اس کے دونوں بچے پکڑ لئے تو چڑیا پر بچھانے لگی اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے آپ نے فرمایا اسے اس کے بچوں کی وجہ سے کس نے تڑپایا ہے اس کے بچے واپس کردو پھر آپ نے ایک چیونٹیوں کا بل دیکھا جسے ہم نے جلا دیا تھا فرمایا کہ اسے کس نے جلایا؟ ہم نے کہا کہ ہم نے جلایا ہے فرمایا کہ آگ کے ساتھ عذاب دینا آگ پیدا کرنے والے کے سوا کسی کے لئے مناسب نہیں ہے۔ (سنن ابوداود شریف، کتاب الادب، باب فی قتل الذرج2ص714)

اس حدیث مبارک سے صاف ثابت ہے کہ جاندار کو جلانے کا اختیار صرف اللہ کو ہے بندے کو اس کی اجازت نہیں اور علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ:

واما فی شرعنا فلا یجوز احراق الحیوان بالنار الا فی القصاص بشرطه

یعنی ہماری شریعت میں جاندار کو جلانا جائز نہیں ہے البتہ قصاص میں اس شرط کے ساتھ اجازت ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری ج6ص258)

اور درمختار میں ہے کہ:

فی المبتغی یکرہ احراق جراد و قمل و عقرب ولا بأس باحراق الحطب فیما نمل

یعنی مبتغی میں ہے کہ ٹڈی، گھن، اور بچھو کو جلانا مکروہ ہے اور اگر لکڑی میں ہو تو اس لکڑی کو جلانے میں کوئی حرج نہیں اھ اور علامہ شامی نے اس کراہت کو کراہت تحریمی قرار دیا ہے:

یکرہ احراق جراد کے تحت فرماتے ہیں کہ "ای تحریما

(الدر المختار مع ردالمحتار، کتاب الخنثی ج10ص482)

اور محیط برہانی میں ہے کہ:

و فی فتاوی اھل سمرقند إحراق القمل و العقرب بالنار مکروہ جاء فی الحدیث لا یعذب بالنار الا ربھا

یعنی فتاوی اہل سمرقند میں ہے کہ ٹڈی اور بچھو کو جلانا مکروہ ہے حدیث شریف میں آیا ہے آگ سے عذاب نہیں دے گا مگر آگ کا پیدا کرنے والا۔

(ج5ص254، الفصل الثالث و العشرون)

مذکورہ بالا حدیث مبارک اور عبارت فقہی سے صاف ظاہر ہے کسی جاندار کو جلانا جائز نہیں ہے

کیونکہ جلا کر عذاب دینا صرف اللہ کے لئے ہے۔
یہ حقیقت ہے کہ مچھر مہلک جانور ہے اس کے کاٹنے سے انسان کے جسم میں ڈینگو بخار، ملیریا اور ٹائی فائڈ جیسی بہت ساری بیماریاں پیدا ہو سکتی ہیں اور ان بیماریوں کے سبب انسان کا بچنا مشکل ہو جاتا ہے لیکن مچھروں کو بھاگنے اور مارنے کے اور بہت سارے طریقے موجود ہیں ان کے ہوتے ہوئے اس طریقہ کار کو اپنانا کسی بھی لحاظ سے درست نہیں ہونا چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

کیا استاذ شاگرد کو سزا دے سکتا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا استاذ سید شاگرد کی غلطی پر سزا دے سکتا ہے یا نہیں مع حوالہ جواب عنایت کریں۔ سائل شہنشاہ رضا مصطفائی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الجواب بعونہ تعالی

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے:
وأمر اهلك بالصلوٰة واصطبر عليها (پ۱۶ سورہ طٰہ)
اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر قائم رہ۔ (کنزالایمان)
حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ:
اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ گھر میں رہنے والے تمام لوگ انسان کے اہل کہلاتے ہیں بیویاں، اولاد، بھائی برادر وغیرہ۔ دوسرے یہ کہ کامل نمازی وہ ہے جو خود بھی نمازی ہو، اپنے گھر والوں کو بھی نمازی بنادے، تیسرے یہ کہ حکم کی نوعیتیں جدا گانہ ہیں، چھوٹے بچوں اور بیوی کو مار کر نماز پڑھائے، بھائی برادر کو زبانی حکم دے۔ (نورالعرفان صفحہ ۳۸۶)
بہرحال شریعت اسلامیہ نے دو قسم کی سزاؤں کا بیان فرمایا ہے:
(۱) حدود (۲) تعزیرات

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ:

حدود جمع ہے حد کی لغوی معنی حد یا آڑ ہے اور اصطلاح شرع میں شریعت کی مقرر کردہ سزا کو حد کہتے ہیں۔ (ملخصاً مراۃ المناجیح جلد ۵، ص ۳۸۶)

نیز فرماتے ہیں:

تعزیر بنا ہے ع،ز،ر سے عزر کے معنی عظمت، حقارت منع اور روک کے ہیں اور اصطلاح شرح میں غیر مقرر سزا کو تعزیر کہتے ہیں جو حاکم اپنی رائے سے قائم کرے خاوند کا اپنی بیوی کو، باپ کا بچوں کو اور استاذ کا شاگردوں کو سزا دینا تعزیر کہلاتا ہے، نیز نبی کریم نے فرمایا اپنے بچوں سے ڈنڈا نہ ہٹاؤ۔ (ایضاً ص ۳۲۵)

نتیجہ یہ نکلا کہ استاذ کا اپنے شاگردوں کو سزا دینا بطور تعزیر ہے، نہ کہ بطور حد تو اب آیا تعزیر واجب ہے کہ نہیں تو حق یہ ہے کہ جن جرموں میں تعزیر کا حکم ہے۔ وہاں تعزیر دی جائے اور جن جرموں میں اس کا حکم نہیں وہاں واجب نہیں اور تعزیر مجرم کے لحاظ سے دی جائے، مجرم سرکش کو تعزیر بھی سخت دی جائے۔ شریف آدمی اتفاقاً گناہ کر بیٹھے تو تعزیر معمولی کافی ہے۔ (ایضاص ۳۲۵)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ مولوی خلیل احمد پشاوری کے استفسار کے جواب میں رقم طراز ہیں: زدن معلم کودکاں را وقت حاجت بقدر حاجت محض بغرض تنبیہ واصلاح ونصیحت بے تفرقہ اجرت وعدم اجرت رواست امابایدکہ بدست زنند نہ بچوب ودر کرتے برسہ بار نیفزائند۔

(فتاویٰ رضویہ جدیدہ جلد ۲۳ صفحہ ۶۵۳/۶۵۴)

نیز خاتم الفقہاء علامہ امین الدین ابن عابدین المعروف شامی قدس سرہ السامی اس سلسلہ میں رقم طراز ہیں:

لایجوز ضرب ولد الحر بامرابیه اما المعلمه فله، ضربه لمصلحة التعليم وقيده الطرلوسی بان يكون بغير اٰلة جارحة وبان لا يزيد علیٰ ثلاث ضربات، ورده الناظم بانه لاوجه له، ويحتاج الی نقل واقرة الشارح قال الشربنلالی والنقل فی كتاب الصلوٰة يضرب الصغير باليد لا بالخشبة ولا يزيد علی ثلث ضربات انتهٰی (ردالمحتار جلد ۵ صفحہ ۲۷۶)

مراۃ المناجیح میں ہے کہ استاذ مارے جبکہ بعد میں ظاہر ہو کہ بچے کا قصور نہ تھا جو استاذ پر قصاص نہیں لیکن اگر معاذ اللہ بچہ مر گیا تو دیت لازم ہے۔ (مراۃ المناجیح ج 5، ص 216-320)

مذکور شامی کی عبارت سے بھی یہ ظاہر کہ ڈنڈے سے سخت مار نہ مارے بلکہ فقط ہاتھ استعمال کرے اور تین سے زائد ضربیں نہ لگائے۔ (شامی جلد خامس ص س ۳۷۶)

الحاصل استاذ اپنے شاگرد کو ادب سکھانے کے لئے نیت صالح کے ساتھ سزا تو دے سکتا ہے لیکن چھڑی استعمال نہ کرے بلکہ ہاتھ سے زیادہ سے زیادہ تین ضربیں لگائیں اور وہ بھی منہ پر نہ مارے کہ اس کی حدیث میں ممانعت آئی ہے چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

اذا ضرب احدکم فلیتق الوجه

(مشکوٰۃ المصابیح باب التعزیر ص ۳۱۶)

جب تم میں سے کوئی مارے تو چہرے سے بچے۔

اس فرمان عالی میں ہزارہا حکمتیں ہیں ہم نے بعض متقی استاذوں کو دیکھا کہ وہ شاگرد کی پیٹھ پر چپت مارتے ہیں، منہ پر تھپڑ نہیں مارتے۔ (مراۃ المناجیح جلد ۵ ص ۳۲۶)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں:

استاذ سید زادے کو مطلق سزا نہیں دے سکتا، قاضی جو حدود شرعیہ کے نفاذ کا پابند ہے، اگر وہ بھی سید پر حد جاری کرے تو نیت یہ کرے کہ شہزادے کے پاؤں میں کیچڑ لگ گئی ہے، وہ صاف کر رہا ہوں۔

(فتاویٰ رضویہ جدیدہ ص 568، ج 22، ملفوظات شریفہ حصہ سوم ص ۳۰۵ مطبوعہ لاہور)

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

کنڈوم استعمال کرنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گروپ کے علمائے کرام سے معذرت کے ساتھ سوال عرض ہے کہ (condom) کنڈوم استعمال کرنا کیسا مکمل وضاحت فرمادیں کرم ہوگا۔ سائل:- محمد توفیق رضا خان قادری جلگاوں مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اگرنرودھ کے استعمال کی حاجت ہومثلاً عورت کی صحت وغیرہ کا لحاظ مقصود ہو تو کنڈم، نرودھ کا استعمال جائز ہے کیونکہ اس سے صرف منی کو عورت کے رحم جانے سے روکنا مقصود ہوتا ہے اس میں نہ تو اللہ تعالی کی پیدا کی ہوئی چیز کو بگاڑنا ہے نہ کسی دوسرے محظور شرعی کا ارتکاب ہے اور نہ اس سے عورت کی صحت پر ہی کوئی مضر اثر پڑتا ہے لہذا اس کا استعمال جائز ہے۔

ردالمحتار کتاب النکاح مطلب فی حکم اسقاط الحمل میں ہے کہ:

یجوز لھا سد فم رحمھا کما تفعلہ النساء۔ واللہ تعالی اعلم

(ردالمحتارج 3 ص 176 بحوالہ فتاوی مرکز تربیت افتاءج 2 ص 406)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

کیا بلوغت کے بعد کسی سے ختنہ کروانا جائز ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک بالغ لڑکا ہے اور اُسکا ختنہ نہیں ہوا ہے کیونکہ اسکے والدین کا کہنا ہے کہ بچپن میں وہ ختنہ کے لائق نہیں تھا یعنی کہ جو چمڑا اُتارا جاتا ہے وہ بہت کم تھا۔ مگر اب زید کہتا ہے ہے کہ چمڑا بڑا ہوگیا ہے تو اب زید کے لئے حکم شرع کیا ہوگا ساتھ ہی ختنہ کی شرعی حیثیت بھی بیان فرمادیں جزاک اللہ خیراً کثیرا۔ سائل محمد آفتاب عالم رضوی کلیرا رول بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

بالغ ہونے کے بعد ڈاکٹر یا نائی سے ختنہ کروانا جائز نہیں اس لیے کہ ختنہ کرنا سنت ہے اور بالغ

آدمی کو ڈاکٹر یا نائی کے سامنے شرمگاہ کو کھولنا حرام ہے اور سنت کے لیے حرام کا ارتکاب جائز نہیں ہاں اپنا ختنہ خود کرسکتا ہے تو کرلے یا ایسی عورت سے نکاح کرے جو خود ختنہ کرسکے ورنہ ایسے شخص کے لیے ختنہ معاف ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فتاوی افریقہ میں تحریر فرماتے ہیں:

جوان اپنا ختنہ کرسکے تو کرلے ورنہ ممکن ہو تو ایسی عورت سے نکاح کرے یا ایسی کنیز شرعی خریدے جو خود ختنہ کرسکے یہ بھی نہ ہوسکے تو اسے معاف ہے۔

(فتاوی فیض الرسول ج2 صفحہ 576، بہار شریعت ج16 صفحہ 590)

ختنہ کی شرعی حیثیت صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ السلام نے اپنا ختنہ کیا اس وقت ان کی عمر شریف اسّی ۸۰ برس کی تھی۔

مسئلہ ختنہ کی مدت سات سال سے بارہ سال کی عمر تک ہے اور بعض علماء نے یہ فرمایا کہ ولادت سے ساتویں دن کے بعد ختنہ کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم (بہار شریعت ج16 صفحہ 89)

کتبـــــہ

محمد صادق عالم رضوی گلبرگہ شریف کرناٹک

عورت ناقص العقل کیوں ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں یا نہیں اگر ہوتی ہیں تو کس بنیاد پر کہا گیا ہے ان کو ناقص العقل قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد اشرف خان لکھنئو

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

یہ بات صحیح ہے کہ عورت ناقص العقل ہے جیسا کہ ایک حدیث حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مارایت من ناقصات عقل

یعنی کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ عورت ناقص العقل ہے۔

تو صحابہ کرام نے پوچھا کہ وہ ناقص العقل کیوں ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

الیس شھادۃ المراۃ مثل نصف شھادۃ الرجل

یعنی جب صحابہ کرام نے سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا یہ نہیں ہے کہ عورت کی گواہی مرد کی گواہی سے آدھی ہے۔ (بخاری ومسلم)

اس حدیث کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ:

یعنی عام حالات میں یا دو مرد گواہ ہوتے ہیں یا ایک مرد دو عورتیں اور بعض صورتوں میں عورت کی گواہی مطلقاً نہیں مانی جاتی جیسے حدود،، قصاص۔ واللہ تعالیٰ اعلم (مراۃ المناجیح جلد اول صفحہ ۵۶)

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

ہمزاد کی حقیقت کیا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال ہمزاد کیا ہوتا ہے آدمی کے مرجانے کے بعد اس کے ہمزاد کا کیا ہوتا ہے اور جو خودکشی کرتے ہیں کیا آسیب اسے ہی کہتے ہیں اور سب سے اہم سوال بڑے ہی ادب کے ساتھ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمزاد سے متعلق کچھ وضاحت فرمادیں کرم ہوگا۔ سائل آصف رضا اشرفی جامع مسجد

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ہمزاد کے تعلق سے مشکواۃ المصابیح شریف ص ۱۸ میں مسلم شریف کے حوالہ سے آئی حدیث شریف نقل ہے:

ما منکم من أحد الا وقدوا کل به قرینه من الجن وقرینه من الملائکة

اس کی شرح مرقات میں ہے:

فقرینه من الملا ئکة بأمره بالخیر واسمه الملهم وقرینه من الشیطان یامره بالشر اسمه وسواس

یعنی ہر آدمی کے دو ساتھی بنائے گئے ہیں ایک جن سے ایک فرشتہ سے فرشتہ اچھی باتوں کا حکم دیتا ہے اور اس کا نام ملھم ہے اور شیطان بری باتوں کا حکم دیتا ہے اس کا نام وسواس۔

اشعۃ اللمعات میں اسی حدیث کی تفسیر میں ذکر ہے کہ:

در بعض روایت آمدہ آست کہ زائدہ نہ می شود آدمی را فرزندے مگر آں کہ زائید ہمیشو داز جن مانند آں وو ے را ہمزادی گویند۔ (جلد اول ص ۸۷)

آدمی کے بچہ پیدا ہوتے ہی اسی طرح ایک جن پیدا ہوتا ہے جس کو اس آدمی کا ہمزاد کہا جاتا ہے۔ مرقات شرح مشکواۃ شریف میں ہے:

اسمه الوسواس وهو ولد یولد لا بلیس حین یولد بنی آدم

(جلد اول ص ۱۱۶)

اس کو وسواس کہتے ہیں اور وہ ابلیس سے اس وقت پیدا ہوتا ہے جب آدمی کی پیدائش ہوتی ہے۔

ان تشریحات سے یہ امر واضح طور سے اجاگر ہوگیا کہ ہمزاد کی حقیقت ہے اور وہ شیطان کی نسل سے ہے جب آدمی پیدا ہوتا ہے تو شیطان کے یہاں اس کا ہمزاد پیدا ہوتا ہے اور یہ بات مسلم و کافر سب کے ساتھ ہے۔

باقی رہا آدمی کے مرنے کے بعد اس کے ہمزاد کا کیا ہوتا ہے قید ہوتا ہے یا آزاد رہتا ہے یا مر جاتا ہے اس کی تفصیل کسی معتبر کتاب میں نظر سے نہیں گزری ہے اور یہ بات قیاس سے بتانے کی نہیں ہے اس لئے جتنا ہمیں علم ہے اس پر اعتماد و یقین رکھیں۔ (ماخوذ فتاوی بحر العلوم جلد پنجم ص ۲۵۶)

رہا یہ سوال کہ حضور علیہ السلام کے پاس بھی ہمزاد تھا تو خود مشکواۃ شریف کی حدیث شریف میں ہے کہ رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں میرا ہمزاد مسلمان ہوگیا ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

محمد رضا امجدی ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

قطب ستارے کی طرف پیر کر کے سونا عندالشرع کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

شمال کے جانب پیر کر کے لیٹنا کیوں منع ہے۔سائل محمد شاہنواز پورنیا بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

یہ مسئلہ عوام میں کافی مشہور ہوگیا ہے اور ہندوستان میں کافی لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اتر کی سمت پیر پھیلانا منع ہے کیونکہ ادھر قطب ہے یہاں تک کہ اگر کوئی شمال یعنی اتر کی جانب پاؤں کر کے لیٹے یا سوئے تو اس کو نہایت برا اور مذموم جانتے ہیں اور مکانوں میں چار پائیاں ڈالنے میں اس بات کا خاص خیال رکھتے ہیں کہ سرہانا یا تو پچھم کی طرف ہو یا پھر اتر کی جانب شرعا قبلہ کی جانب پاؤں پھیلانا تو یقیناً بے ادبی و محرومی ہے اس کے علاوہ باقی سمتیں اسلام میں برابر ہیں کسی کو کسی پر کوئی برتری و فضیلت نہیں۔

اعلی حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

یہ مسئلہ جہلاء میں بہت مشہور ہے کہ قطب عوام میں ایک ستارے کا نام ہے تو تارے تو چاروں طرف ہیں کسی طرف پیر نہ کرے۔

(فتاوی رضویہ ج:10 /قسط:2 /مطبوعہ بیسلپورص:158 الملفوظ ج:2 /ص:57)

یعنی اگر قطب ستارے کی وجہ سے اتر کی طرف پیر کر کے سونا منع ہوجائے تو ستارے تو چاروں طرف ہیں کسی جانب پیر پھیلانا جائز نہیں ہوگا آج کل اگر لوگ اس رواج کو مٹانے اور غلط فہمی کو دور کرنے

کیلئے چار پائیوں کی پائنتی جانب اتر رکھیں تو وہ اجر کے مستحق ہونگے اور انہیں ایک غلط رواج کو مٹانے کا ثواب ملیگا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ میت کو قبر میں لٹاتے وقت اسکا سر قطب یعنی اتر کی جانب کیوں کیا جاتا ہے تو بات یہ ہے کہ میت کا سر اتر کی طرف کرنے یا قبر میں اسے داہنی کروٹ لٹانے کا معمول اس لئے ہے کہ تا کہ اس کا چہرہ قبلہ کی طرف ہو جائے اور سونے یا لیٹنے میں قبلہ کی طرف منھ رکھنے کا کوئی حکم نہیں سونے اور لیٹنے والا ایک کروٹ رہ بھی نہیں سکتا۔

لہٰذا اسکا چہرہ قبلہ کی طرف نہیں رہ پاتا وہ کروٹیں بدلتا ہے مردے میں یہ سب نہیں اور سوتے وقت بھی اگر کوئی قبلہ کی طرف چہرہ کرے تو اچھی نیت کی وجہ سے یہ عمل بھی اچھا ہے لیکن شرعا ضروری نہیں اور جو لوگ اتر کی طرف پیر کرکے سونے کو منع کرتے ہیں انکا مقصد تو قطب کی تعظیم کرنا ہوتا ہے نہ کہ چہرے کو قبلہ کی طرف کرنا اور قطب ستارے کی تعظیم کا حکم اگر اسلام مذہب میں کہیں آیا ہو تو ہمیں بھی کوئی صاحب بتائیں یا لکھکر بھیجیں۔ واللہ تعالی اعلم (عوامی غلط فہمیاں اور انکی اصلاح ص:85/ 86/ 87)

کتبــــــہ
محمد اسرار احمد نوری نینی تال اترا کھنڈ

حافظ کو تقریر کرنے کی کب اجازت ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال جو عالم نہ ہو صرف حافظ ہو وہ تقریر کرسکتا ہے یا نہیں؟ جواب عنایت کریں؟ سائل حافظ شاہنواز پرنیہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز سے اسی طرح کا ایک سوال کیا گیا کہ کیا واعظ کا عالم ہونا ضروری ہے آپ نے فرمایا غیر عالم کو وعظ کہنا حرام ہے پھر سوال کیا گیا عالم کی کیا تعریف ہے آپ نے فرمایا عالم کی تعریف یہ ہے کہ عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مستقل

ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے بغیر کسی کی مدد کے۔

پھر سوال ہوا کتب بینی ہی سے علم حاصل ہوتا ہے؟ فرمایا اعلیٰ حضرت نے یہی نہیں بلکہ علم افواہ رجال سے بھی حاصل ہوتا ہے۔ (احکام شریعت حصہ دوم صفحہ نمبر 251 / 252 مطبوعہ مکتبہ جام نور دہلی)

اسی طرح کا ایک سوال فقیہہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ سے ہوا چنانچہ حضور فقیہہ ملت فرماتے ہیں کہ: اگر مستند (سند یافتہ) عالم نہ ہو مگر دینی معلومات اور احکام شرعیہ سے واقفیت رکھتا ہو تو اس کو تقریر کرنا جائز ہے اور اگر نام کا مستند عالم ہو مگر دینی معلومات اور احکام شرعیہ سے واقفیت نہ رکھتا ہو اسے تقریر کرنا جائز نہیں۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ نمبر 533)

تقریر و بیان کے لئے حافظ ہونا مانع تقریر و بیان نہیں اتنا ضرور ہے کہ احکام شرعیہ اور دینی معلومات اور زبان وادب سے اچھی طرح واقفیت رکھتا ہو تاکہ اس کی تقریر شرعاً قابل گرفت نہ ہو کہ جس کے باعث دنیا و آخرت میں رسوائی ہو اور عوام و خواص کے درمیان تمسخر و تضحیک کا سبب بنے۔

لہٰذا جو حافظ تقریر و بیان کے ذریعہ تبلیغ کرنا چاہتا ہے اور بہترین خطیب بننے کی آرزو رکھتا ہے اسے چاہئے کہ پہلے زبان وادب سے واقفیت حاصل کرے اور دینی کتب کا اوقات فرصت میں دلجمعی سے بھرپور مطالعہ کرے اور یکسوئی کے ساتھ مطالعہ شدہ مضامین کو تنہائی میں زبانی طور پر بیان کرے جب خود اعتمادی پیدا ہو جائے تو پہلے کم لوگوں کی محفل میں بیان کرنا شروع کرے اور بتدریج سلسلہ بیان جاری رکھے اور علماء و مشائخ سے بطیب خاطر اصلاح لیتا رہے یہ طریقہ بہت کارآمد ہے مقرر بننے کے لئے تبلیغ کا مقصد اعلائے کلمۃ الحق ہونا چاہئے کہ جس سے رب قدیر و کریم عزوجل اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی حاصل ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

بیعت کا ثبوت حدیث شریف سے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے اکرام اس مسئلہ میں کہ مرید ہونا کہاں سے ثابت ہے جواب ارشاد فرمائیں اور شکریہ کا موقع دیں۔سائل محمد شعبان رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

پیری، مریدی، بیعت، ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر عہد باندھنے کا نام ہے جیسا کہ پیران طریقت نے اپنے ہاتھ سچے مریدوں کے ہاتھوں پر رکھے اور رکھتے ہیں اور کلمہ استغفار اور توبہ کی تلقین کی اور کرتے ہیں اور مریدوں سے عہد لیتے ہیں۔

ما آتٰکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہوا

اس بیعت کی اصل یہ ہے کہ صحابہ کرام نے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درخت کے نیچے بیعت کی تو اللہ تعالی ان سے راضی ہوا چنانچہ ارشاد فرمایا:

لَّقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

(پارہ ۲۶ سورہ الفتح)

بیشک اللہ تعالی راضی ہوا مسلمانوں سے جب اے رسول وہ تمہارے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کرتے ہیں نیز خدائے قدوس نے ارشاد فرمایا کہ اے رسول تمہارے صحابہ جو بیعت تم سے کی ہے اور وہ تمہارا پیارہ ہاتھ جو اصحاب کے ہاتھوں پر تھا وہ میرا دست قدرت تھا چنانچہ فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ

روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیعت کے وقت موجود نہ تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ایک مبارک ہاتھ جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کے قائم مقام کیا اور دوسرے مبارک ہاتھ کو دست قدرت کا نائب بنایا اور فرمایا یہ اللہ کا دست قدرت ہے اور یہ عثمان کا ہاتھ ہے تو آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھا اور بیعت کی۔ (سبع سنابل شریف دوسرا سنبلہ ص ۱۰۵)

الحاصل یہی حدیث پاک بیعت کی اصل ہے نبی دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عدم موجودگی میں بیعت فرمایا اس سے ثابت ہوگیا کہ صادق طالب اگر حاضر نہ ہو تو اسکی غیر

حاضری میں اسے بیعت کرنا جائز ہے۔

سبع سنابل شریف کے ص ١٠٦ پر فرماتے ہیں: لیکن پیری مریدی کا انکار کسی زمانہ میں نہ پایا گیا اور نہ بیعت کے قبول میں کسی مجتہد نے کوئی بات نکالی تو اپنی انتہائی بیوقوفی سے بیعت کے انکار میں کیوں زبان چلاتا ہے بیت زیں قصہ ہفت گنبد افلاک پر صداست کوتاہ نظر ببیں کہ سخن مختصر گرفت۔

حضرت داؤد طائی قدس اللہ روحہ جو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے جب آپ نے حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تو امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی خاص کمائی میں سے کچھ حصہ انہیں نذر فرمایا۔ واللہ تعالی اعلم (سبع سنابل شریف)

کتبـــــہ

محمد رضا امجدی ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

حدیث القاتل والمقتول کلاھما فی النار کی تشریح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے میں کہ القاتل والمقتول کلاھما فی النار آخر قاتل کے ساتھ مقتول کے بارے میں کیوں جہنم کا حکم دیا گیا؟ اس حدیث پاک سے کون سا مقتول مراد ہے؟ رہنمائی فرمائیں۔ سائل محمد عالم جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

حضور حکیم الامت مُفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ:

جب دو مسلمان آپس میں ایک دوسرے کو ناحق قتل کرنے کے ارادے سے کسی بھی ہتھیار مثلاً تلوار، خنجر بندوق وغیرہ سے حملہ آور ہوں اور ان میں سے کوئی ایک دوسرے کو قتل کر دے تو قاتل و مقتول دونوں کی سزا جہنم ہے، قاتل تو ناحق قتل کرنے کی وجہ سے اور مقتول قتل کے پختہ ارادے کی وجہ سے کیونکہ اگر پہلے اس کا وار چل جاتا تو یہ اسے قتل کر دیتا۔

لہٰذا اسے بھی قتل ہی کا گناہ ملے گا لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب دونوں باطل پر ہوں اگر کوئی ایک حق پر ہو تو صرف باطل والا ہی گناہ گار ہوگا، جیسے کوئی مسلمان اپنا مال، عزت یا جان بچانے کے لئے کسی چور، ڈاکو سے مزاحمت ومقابلہ کرتے ہوئے قتل ہو جائے تو چور، ڈاکو ہی جہنمی ہونگے جبکہ یہ قتل ہونے والا شہید کا مرتبہ پائے گا۔ واللہ تعالی اعلم (ملخص از مرأۃ المناجیح، جلد ۵ صفحہ ۵۶۵)

کتبـــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

اعلیٰ حضرت امام عشق ومحبت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پانچ سوالات کے جوابات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
بعد سلام کے علماء کرام کی بارگاہ میں یہ عرض ہے کہ:

(1) امام عشق ومحبت اعلی حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت کس دن اور کس تاریخ اور کس سن اور کتنے ٹائم پر ہوئی تھی؟

(2) اور اعلی حضرت کے پیر ومرشد کا اسم گرامی کیا ہے نیز اعلی حضرت کس سن، اور تاریخ میں مرید ہوے تھے؟

(3) اور اعلی حضرت کے والد ماجد، اور والدہ ماجدہ، دادا، پردادا کا نام کیا ہے؟

(4) اور اعلی حضرت کا وصال کس سن، اور کس دن، اور کس تاریخ کو ہوا تھا نیز آپ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی تھی؟

(5) اور اعلی حضرت کے آباء اجداد کہاں کے رہنے والے تھے اور بریلی شریف کیسے آنا ہوا تھا؟

اپیل: علماء کرام سے گزارش ہے کہ مذکورہ والا سوالات کے جوابات جلد سے جلد عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

سائل احمد رضا نوری مدھوبنی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

(۱) اعلیٰ حضرت کی ولادت باسعادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ موافق ۱۱ جیٹھ ۱۹۱۳ بروز ہفتہ بوقت ظہر ہندوستان کے مشہور شہر بریلی یوپی کے محلہ جسولی میں پیدا ہوئے۔

(2) اعلیٰ حضرت اپنے والد ماجد کے ہمراہ جمادی الاولی ۱۲۹۴ یا ۱۲۹۵ھ ۱۸۷۷ مارہرہ شریف جاکر سید شاہ آل رسول مارہروی کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت ہوئے۔

(3) اعلی حضرت کے والد گرامی کا نام مولانا نقی علی خان، اور والدہ ماجدہ کا نام حسینی خانم، اور دادا کا نام مولانا رضا علی خاں، اور پردادا کا نام حافظ کاظم علی خاں ہے۔

(4) اعلیحضرت کا وصال ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ بروز جمعہ بوقت ۲/بجکر ۳۸ منٹ پر ہوا ان کی نماز جنازہ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمہ نے پڑھائی۔

(5) اعلیٰ حضرت کے آباؤ اجداد قندھار کے موقر قبیلہ بڑہیچ کے پٹھان تھے شاہان مغلیہ کے عہد میں وہ لاہور آئے اور معزز عہدوں پر فائز ہوئے لاہور کا شیش محل انہیں کی جاگیر تھا پھر وہاں سے دہلی آئے اور معزز عہدوں پر فائز ہوئے چنانچہ حضرت محمد سعید خان شش ہزاری عہدہ پر فائز تھے اور شجاعت جنگ انہیں خطاب عطا ہوا تھا۔

انکے صاحبزادے سعادت یار خان صاحب منجانب سلطنت ایک مہم سر کرنے کے لیے بریلی روہیل کھنڈ بھیجے گئے فتحیابی پر انہیں بریلی کا صوبہ دار بنانے کے لئے فرمان شاہی آیا لیکن وہ ایسے وقت آیا کہ وہ بستر مرگ پر تھے بریلی شریف آنے کا مختصر حال بیان کر دیا گیا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۳۶، اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت صفحہ ۳۰ ۳۲ ۶۸ ۱۶۰، مصدقات تاج الشریعہ ۵۰۴۹)

کتبـــــہ

محمد مشرف اعظم اعظم گریڈیہ

تعزیہ بنانا اور اسکا دیکھنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
علماء کرام کی بارگاہ میں یہ مسئلہ پیش خدمت ہے کہ تعزیہ بنانا اور دیکھنا کیسا ہے؟ براہ کرم حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل عبد اللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

مروجہ تعزیہ داری ناجائز وحرام ہے کہ اس میں بہت باتیں ایسی ہیں جن کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں مثلاً تعزیہ کا جلوس آگے پیچھے ڈھول تاشے باجے فلمی گیت عورتوں کا ہجوم اور اسی طرح کے اور خرافات جو آجکل کے تعزیہ داری میں کیئے جاتے ہیں یہ ناجائز وحرام ہے لوگ ان بیہودہ باتوں کا اہتمام کرتے ہیں اور جو لوگ اسکی تائید کرتے ہیں سب گنہگار ہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ:

تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضہ امام حسین کی صحیح نقل بنا کر بنیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں کوئی خرابی نہ تھی جہاں بے خرد نے اس اصل جائز کو نیست و نابود کر کے صدہا خرافات تراشیں کے شریعت مطہرہ سے الاماں الاماں کی صدائیں آنے لگی۔

اول تو نفس تعزیہ میں روضہ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی ہر جگہ نئی تراش کہیں علاقانہ نسبت وغیرہ پھر کوچہ بکوچہ گلی گلی اشاعت غم کے لئے پھرانا ان کے گرد ماتم زنی کرنا اس سے منتیں مانگنا اس پر کوئی چیز چڑھانا اور راتوں میں ڈھول باجے کے ساتھ طرح طرح کے کھیل کرنا وغیرہ وغیرہ اب جبکہ تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے جو قطعاً بدعت ناجائز وحرام ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ ۵۱۳)

ایسے ہی لہو ولعب کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وذر الذین اتخذوا دینہم لعبا ولھوا وغرتہم الحیوۃ الدنیا پارہ،

اور ان لوگوں سے دور رہو جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا لیا اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکہ دے دیا ہے اور ایک جگہ ہے۔

الذین اتخذوا دینھم لھوا ولعبا وغرتھم الحیوۃ الدنیا الخ

جن لوگوں نے دین کو کھیل تماشا بنالیا اور دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکہ میں ڈال دیا آج انہیں ہم چھوڑ دینگے جیسا کہ انہوں نے اس دین ملنے کا خیال چھوڑ رکھا تھا اور جیسا وہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے۔

ان آیات کو دھیان میں رکھ کر دیکھیں کہ کیسے آج تعزیہ داری اور قوالی وغیرہ کے نام پر دین کو تماشا بنادیا گیا ہے اور حدیث پاک میں ہے:

امرنی ربی عزوجل بمحق المعازف والمزامیر

(مشکوۃ المصابیح کتاب الامارہ فصل ثالث صفحہ ۳۱۸)

اس کے علاوہ ایک اور حدیث میں ہے حضور فرماتے ہیں کہ میری امت میں ایسے لوگ ہونگے جو ڈھول باجے کو حلال کرلینگے۔ (بخاری شریف جلد دوم کتاب الاشربہ صفحہ ۸۳۷)

اس حدیث سے بھی عبرت حاصل کرسکتے ہیں کہ آج ہم کیا کررہے ہیں علماء اہلسنت کے اقوال سے بھی ظاہر ہے کہ مروجہ تعزیہ داری ناجائز وحرام ہے چنانچہ حضرت محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تعزیہ داری درعشرہ محرم وساختن ضرائح وصورت درست نیست۔

یعنی عشرہ محرم میں جو تعزیہ داری ہوتی ہے وہ حرام ہے۔ (فتاویٰ عزیزیہ جلد اول صفحہ ۷۵)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ اب جبکہ تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے جو قطعاً بدعت وناجائز وحرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۱۳ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کچھ لوگ کہتے ہیں بنانا جائز ہے گھمانا ناجائز اعلیٰ حضرت نے اسکا بھی رد فرمایا اور لکھتے ہیں مگر اس نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد واہل اعتقاد کے لئے ابتلاء بدعت کا اندیشہ ہے لہذا روضہ سید الشہداء کی ایسی تصویر بھی نہ بنائی جائے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۱۳)

حضور مفتی اعظم ہند فرماتے ہیں کہ مروجہ تعزیہ داری شرعاً ناجائز وحرام ہے۔

(فتاویٰ مصطفویہ صفحہ ۵۳۴ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

اور جتنے علمائے کرام ہیں تمام کے نزدیک یہ ناجائز وحرام ہے مثلاً حضور صدر الشریعہ مولانا حشمت علی خان علیہ الرحمۃ والرضوان وغیرہ لہذا مسلمانوں کو اس سب سے پرہیز کرنا لازم وضروری ہے اور ایک

بات کچھ نام نہاد مولوی پہلے بھی تھے اور آج بھی کچھ خانقاہیں اور مولوی موجود ہیں جو اپنا نام چمکانے کے لئے اور پیٹ بھرنے کے لئے اسے جائز کہ رہے ہیں مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے بھی پرہیز کرنا چاہئے۔

کتبـــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

حدیث سید شباب اھل الجنۃ کا مطلب کیا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین سیدا شاب اھل الجنہ) علی ھذا الحدیث یقول شارح البخاری حضرت العلام المفتی محمد شریف الحق علیہ الرحمہ)

جس وقت سرکار علیہ السلام نے یہ فرمایا تھا اسوقت حاضرین بارگار رسول میں جتنے نوجوان موجود تھے صرف انھیں کیلئے خاص تھا تو اب فقیر کا کہنا ہیکہ مابعد عہد رسالت کے نوجوانوں کا جنت میں سردار کون ہوگا؟ سائل محمد عمر رضوی نیپال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

حدیث شریف میں ہے:

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین سید شباب اھل الجنۃ

رواہ الترمذی یعنی حضرات حسنین کریمین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

اس کی ایک تشریح فتاویٰ شارح بخاری نے کی جو کہ سوال میں مذکور ہے اور دوسری تشریح حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی نے کی ہے یعنی جو لوگ جوانی میں وفات پائے اور وہ جنتی ہے تو انکے سردار

حسنین کریمین ہیں ورنہ جنت میں تو سب جوان ہونگے اور اس سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ یہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کرام کے بھی سردار ہیں کیونکہ کوئی بھی غیر نبی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہونچ سکتا ہے یہاں شباب جمع ہیں شاب کی اور اسکا اطلاق یعنی جوانی کی عمر اٹھارہ سے تیس سال تک ہے۔
(مراۃ المناجیح جلد ہشتم صفحہ ۳۹۲)

اب سوال ہوگا کہ انکے علاوہ یعنی جوان کے علاوہ ادھیڑ یا ضعیفی میں جو انتقال کرے انکے سردار کون ہیں تو اس متعلق ایک حدیث پاک ہے:

وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر وعمر سید اکھول اھل الجنۃ من الاولین و الآخرین الا النبیین والمرسلین رواہ الترمذی ورواہ ابن ماجہ عن علی

مفہوم حدیث یہ ہے کہ حضرت ابو بکر وعمر جنتی ادھیڑوں کے اگلے پچھلے کو سردار ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے یعنی جوانی اور بڑھاپے کے درمیانی زمانے کو کہلت کہتے ہیں یعنی تیس سال کے بعد سے یعنی دنیا میں جو اس عمر میں فوت ہوئے اور وہ جنتی تھے ان کے سردار ہیں ورنہ جنت میں سارے جنتی جوان ہونگے اور ایک بات نبیوں کے بعد یہ حضرات سب سے افضل ہیں لہذا سب کے سردار ہیں سوائے انبیاء کرام کے اور دوسری بات یہ ہے کہ ان حضرات کی سرداری حضرات حسنین کریمین کے خلاف نہیں کیونکہ دونوں سرداروں کی نوعیت مختلف ہے ضلع کا افسر ڈپٹی کمشنر بھی ہوتا ہے اور ایس پی بھی مگر الگ الگ نوعیتوں سے۔ واللہ تعالی اعلم (مراۃ المناجیح جلد ہشتم صفحہ ۳۲۳)

کتبـــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

جسم پر ٹیٹو بنوانا جائز نہیں نیز عورت ایک کان میں کتنے چھید کر سکتی ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ٹیٹو ابنانا کیسا ہے نیز یہ بتائیں کہ عورت ایک کان میں چند چھید کر سکتی ہیں یا نہیں برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد اشرف الحق اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

بازو پر نام لکھوانا یا ہاتھ کی پشت یا جسم کے کسی بھی حصہ پر ڈیزائن (ٹیٹوا) بنوانا اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنا ہے جوکہ ناجائز اور شیطانی کام ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

ولاٰمرنھم فلیغیرن خلق اللہ

یعنی (شیطان بولا) میں ضرور انہیں کہوں گا کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے۔

(سورۃالنساء،آیت119)

اس آیت کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ:

جسم کو گود کر سرمہ یا سیندور وغیرہ جلد میں پیوست کر کے نقش ونگار بنانا،بالوں میں بال جوڑ کر بڑی بڑی جٹیں بنانا بھی اس میں داخل ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان،ص175،مطبوعہ ضیاء القرآن)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ:

لعن اللہ الواشمات والمستوشمات المغیرات خلق اللہ اھ

اللہ کی لعنت ہے گودنے والیوں اور گدوانے والیوں پر اور اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والیوں پر۔ (صحیح مسلم ج 2 ص205،مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

اس حدیث میں لفظ واشمات آیا ہے اس کی شرح بیان کرتے ہوئے مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ" واشمہ وہ عورت جو سوئی وغیرہ کے ذریعہ اپنے اعضاء میں سرمہ یا نیل گودوالے جیسا کہ ہندو عورتیں اور بعض ہندو مرد کرتے ہیں۔ (مرآۃ المناجیح ج6 ص153،مطبوعہ نعیمی کتب خانہ)

اس طرح بازو وغیرہ پر نام لکھوانا اپنے آپ کو تکلیف پہنچانا ہے اور بلا وجہ شرعی اپنے آپ کو تکلیف پہنچانا گناہ ہے چنانچہ ارشاد الساری میں ہے کہ:

أن جناية الإنسان على نفسه كجنايته على غيره في الإثم .لأن نفسه ليست ملكًا له مطلقًا بل هي لله.فلا ينصرف فيها إلا بما أذن له فيه

یعنی بے شک انسان کی اپنے نفس پر زیادتی گناہ ہے جیسا کہ دوسرے پر زیادتی گناہ ہے کیونکہ انسان اپنے نفس کا مطلقاً مالک نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے پس اس میں وہی تصرف جائز ہے جس کی اجازت دی گئی ہے۔

(ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری ج 14 ص 72، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اگر کسی شخص نے اپنے بازو پر اس طرح نام لکھوایا ہے تو اس پر توبہ لازم ہے اور اگر بغیر تغییر کے اس نام کو ختم کرنا ممکن ہو تو اس کو ختم کردے اور اگر بغیر تغییر کے ختم کروانا ممکن نہ ہو تو اس کو اسی حال میں رہنے دے اور توبہ و استغفار کرتا رہے چنانچہ امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن اس طرح کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ غالباً خون نکال کر اسے روک کر کیا جاتا ہے جیسے نیل گدوانا۔ اگر یہی صورت ہو تو اس کے ناجائز ہونے میں کلام نہیں اور جبکہ اس کا ازالہ ناممکن ہے تو سوا توبہ و استغفار کے کیا علاج ہے، مولیٰ تعالیٰ عزوجل توبہ قبول فرماتا ہے۔

(فتاوی رضویہ ج 23 ص 387، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

عورت بطور زینت کان اور ناک میں زیور پہنے کے لئے کئی سوراخ کرواسکتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں حدیث شریف میں ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع نہیں فرمایا، ظاہر ہے کہ بالیوں کے لئے کان چھیدنا' ناگزیر ہے۔

(صحیح بخاری شریف، ج 2، کتاب اللباس، باب القرط للنساء، ص 874، حدیث نمبر 5433)

لہٰذا شریعت مطہرہ میں بطور استحسان بالیاں وغیرہ استعمال کرنے کی غرض سے کان چھیدنا، جائز قرار دیا ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ناک چھیدنے کے مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر عورتیں بطور زینت ناک چھدواتی ہوں جیسا کہ بعض ممالک میں رواج ہے تو یہ جائز و درست ہے چنانچہ کان چھدوانا جائز و درست ہے۔

درمختار ج 5 ص 298 میں علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ فرماتے ہے کہ:

لاباس بثقب اذن البنت والطفل استحسانا ملتقط قلت وهل يجوز الخزام فی الانف لم أره۔

ردالمحتار ج 5 ص 298 میں ہے کہ:

(قوله لم أره) قلت ان كان مما يتزين النساء به كما هو فی بعض البلاد

فھو فیھا کثقب القرط ۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

غیر مسلم کو تعویذ دینا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
قرآن کی آیت تعویذ میں لکھ کر غیر مسلم کو دے سکتے ہیں جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی ۔ سائل مہتاب عالم بہرائچ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

غیر مسلم کو آیات قرآنیہ واسمائے الہیہ وکلمات طیبہ لکھ کر بطور تعویذ دینا جائز نہیں کہ وہ اس کا ادب ملحوظ نہ رکھیں گے ہاں اگر اسکے اعداد لکھکر دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ۔

اعلی حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں : غیر مسلم کو آیات قرآنی لکھ کر ہرگز نہ دی جائیں کہ اساءت ادب کا مظنہ ہے بلکہ مطلقا اسمائے الہیہ ونقوش مطہرہ نہ دیں کہ ان کی بھی تعظیم واجب ہے بلکہ دیں تو ان کے اعداد لکھ دیں ۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ شریف، جلد ۹، صفحہ ۲۰۹ نصف آخر، فتاوی مرکز تربیت افتاء، جلد ۲، باب الاکل والشرب، صفحہ ۴۳۹)

کتبہ
محمد فداء المصطفی رضوی صمدی انفاسی پٹنہ سیٹی، بہار

دل میں آنے والے خیالات کس طرح ہوتے ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
دل میں آنے والے خیالات کس طرح کے ہوتے ہیں اور کتنی قسم کے ہوتے ہیں؟ سائل مزمل رضا گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

قلبی خیالات کی چار اقسام ہیں:
پہلی قسم: وہ خیال جو ابتِداءً اللہ عَزَّ وجل کی جانب سے بندے کے دل میں پیدا ہو اسے صرف خیال کہتے ہیں۔
دوسری قسم: وہ خیال جو انسانی طبیعت کے موافق دل میں پیدا ہواُسے خواہش نفس کہا جاتا ہے۔
تیسری قسم: وہ خیال جو مُلْہِم (فرشتے) کی دعوت کے بعد دل میں پیدا ہواُسے الہام کہتے ہیں۔
چوتھی قسم: وہ خیال جو شیطان کی دعوت کے بعد دل میں پیدا ہواُسے وسوسہ کہا جاتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم (مختصر منہاج العابدین ص50،49)

کتبـــــــہ
الفاظ قریشی نجمی کرناٹک الہند

امام حسین کو مظلوم کہنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
سوال امام حسین رضی اللہ عنہ کو مظلوم کہنا کیسا؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

امام عالی مقام امام حسین علی جدہ وعلیہ السلام کو مظلوم نہیں بلکہ امام مظلوم بھی کہنا جائز ہے کیونکہ کون مظلوم ایسا ہے جس کے نانا جان کے نام لیوا نے پورے خاندان کو ظلم وتشدد کا نشانہ ان کی نگاہ کے سامنے بنایا ہو، اسی لیے تو خود ہمارے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا: یزید پلید کی طرف تو یہ نسبت ناجائز وحرام ہو کہ اس نے امام مظلوم سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرایا (جیسا کہ فرقہ باطلہ کا کہنا ہے) حالانکہ تواتر چھوڑ کر اصلاً کوئی ٹوٹی پھوٹی سند بھی نہیں بلکہ اصح قول یہی ہے کہ یزید پلید کی رضا اور اسی کے حکم سے شہدا کربلا کو شہادت کا جام پلایا گیا۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ، کتاب الزکوۃ، جلد ۱۰، صفحہ نمبر ۱۹۰)

کتبـــــہ
محمد امتیاز حسین قادری لکھنوی یو پی
۱۵ جمادی الاول ۱۴۳۸ھ

فاسق معلن کو خلافت دینا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال زید ایک متقی و پرہیزگار عالم اور پیر ہے اس کا بیٹا عمر نا تو نماز کا پابند ہے اور نہ داڑھی ہے اگر زید اپنے بیٹے کو مرتے وقت خلافت دے تو کیا عمر کو خلافت دینا درست ہوگی اور اس کا مرید ہونا کیسا ہے حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں خلافت کے بعد میں عمر نماز کا بھی پابند ہے اور داڑھی بھی رکھ لی حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل توحید عالم اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صورت مسؤلہ میں زید کا اپنے بیٹے کو خلافت دینا درست نہیں ہے کیونکہ نماز چھوڑنے کی وجہ سے فاسق معلن ہوا اور داڑھی مسلک احناف میں ایک مشت واجب ہے نہ رکھنے والا فاسق اور فاسق کو خلافت دینا جائز نہیں اور اسے مرید کرنا اور اس سے مرید ہونا جائز نہیں ہے اور اب اگر توبہ صادقہ کرلیا

ہے اور واقعی توبہ پر قائم ہے اور شریعت مطہرہ کا پابند ہے تو اس کے لئے یعنی پیر کے چار شرائط ہیں:

(۱) سنی صحیح العقیدہ

(۲) شریعت کا پابند ہونا

(۳) عالم ہونا

(۴) سلسلہ کا متصل ہونا جب تک عمران چیزوں کا حامل نہ ہو تب تک جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کو مرید کرے۔

اگر زید نے اپنے بیٹے کو توبۃ النصوح کرا کے خلافت دیا اور اب اگر عمر توبہ پر قائم ہے اور شریعت کا پابند بھی تو خلافت دینا بھی درست ہے اور شرائط پیری کے ساتھ اس کا مرید کرنا بھی صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ
محمد منظر رضا نوری اکرمی و نعیمی

رات میں ناخن کاٹنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مسئلے ذیل میں کہ رات کو ناخن کاٹنا چاہیے یا نہیں؟

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ناخن ہر وقت کاٹنا جائز ہے رات میں بھی ناخن کاٹ سکتے ہیں فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

حکی أن هارون الرشید سأل أبا یوسف رحمه الله تعالی عن قص الأظافیر فی اللیل فقال: ینبغی فقال ما الدلیل علی ذلك فقال: قوله علیه السلام " الخیر لا یوءخر کذا فی الغرائب اهیعنی

حکایت ہے کہ ہارون رشید خلیفہ وقت نے امام ابو یوسف سے دریافت کیا کہ رات میں ناخن کاٹنا

کیسا ہے فرمایا کہ ہاں روا ہے تو ہارون رشید نے پوچھا کہ اس کی دلیل کیا ہے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ" الخیرلا یوخر یعنی بھلے کام میں دیر نہ کرنی چاہئے ۔

(فتاوی عالمگیری : الباب التاسع عشر فی الختان و الخصاء و قلم الاظفار الخ ج5ص358)

اور تفہیم المسائل میں ہے کہ رات کے وقت ناخن کاٹنے کی شرعا کوئی ممانعت نہیں ہے ۔ واللہ تعالی اعلم (تفہیم المسائل ج1ص403)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

رجال الغیب سے مراد کون لوگ ہیں اور رجال الغیب کسے کہتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
سوال رجال الغیب سے مراد اولیاء کرام ہیں یا فرشتے یا اجنہ؟ رہنمائی فرمائیں یا سیدی ۔ سائل محمد علیم قادری سرا جنگر

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

رجال الغیب ملائکہ میں سے نہیں ہوتے ہیں بلکہ رجال الغیب جنوں یا انسانوں میں سے ہوتے ہیں کیا آپ نے رجال الغیب پر غور نہیں کیا؟ ملائکہ رجال ونساء ہونے سے پاک ہیں (یعنی مرد وعورت) ہونے سے اور رجال الغیب اس لئے کہلاتے ہیں کہ غائب رہتے ہیں (اس وجہ سے رجال الغیب کہے جاتے ہیں) ۔ واللہ تعالی اعلم

(سوانح اعلیٰ حضرت صفحہ ۳۳۹ / بحوالہ الملفوظ حصہ چہارم صفحہ ۱۲ / ۱۳ /)

کتبـــــہ
محمد شریف الحق رضوی کٹیہار، بہار، انڈیا

کیا کسی وقت میں جھاڑو لگانا منع ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ درپیش ہے کہ شام کے وقت گھر میں جھاڑو لگانا کیسا ہے مدلل جواب عنایت فرمائیں ۔سائل محفوظ عالم بستوی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صفائی کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے، یہ سب جہالت پر مبنی باتیں ہیں کہ شام کے وقت جھاڑو لگانا ٹھیک نہیں ہے۔ قرآن و حدیث میں صفائی کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں ہے، جب بھی صفائی کی ضرورت ہو اسے کرنا چاہیے۔ بالفرض شام کے وقت آپ کے گھر میں گندگی پھیل جائے اور پورے گھر میں اس گندگی سے بدبو پھیل جائے تو کیا آپ صبح تک انتظار کریں گے؟ اس لیے صفائی کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ جب بھی اس کی ضرورت ہو اسی وقت اسے کرنا چاہیے تو یہ زیادہ مستحسن ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ

بیشک اللہ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے اور خوب پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔ (پارہ ۲ سورۃ الْبَقَرَة آیت ۲۲۲)

اسی طرح حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا صفائی نصف ایمان ہے۔ لہذا صبح ہو یا شام، رات ہو یا دن، ہر وقت جب صفائی کی ضرورت پڑے تو اسے کرنا چاہیے۔ یہی اسلام کی منشا ہے۔ واللہ اعلم

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

دین کے رہنما کی قدم بوسی جائز ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال کوئی سنی مسلمان کسی، پیر، عالم، امام، کا پیر سجدہ کی شکل اختیار کر کے۔یعنی جس طریقے سے اللہ پاک کو سجدہ کرتے ہیں۔اسی طرح، پیر، عالم، کے پیر کو چومنا درست ہے کہ نہیں اور اگر درست ہے تو کیا یہ طریقہ درست ہے جواب دے کر کرم فرمائیں۔سائل محمد عارف رضا کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

بزرگوں کے پاؤں چومنے میں کوئی حرج نہیں۔

انما الاعمال بالنیات

کوئی شخص کسی بزرگ کے پابوسی کرتا ہے تو اس کی نیت سجدے کی ہر گز نہیں ہے قدم بوسی کو سجدہ سے کیا تعلق، قدم بوسی سر بر پا نہادن (پاؤں سر پر رکھنا ہے اور سجدہ پیشانی برزمین نہادن (پیشانی زمین پر رکھنا ہے) لہذا جائز و درست ہے۔

ہاں اگر کوئی سجدہ کرے تو اسے منع کرنا فرض ہے یہ دوسری بات ہے قدم بوسی کو سجدہ سمجھ کر منع کرنا وہی گمان خبیث ہے اور اگر براہ تواضع دست بوسی کو بھی منع کرے تو وہ اس سے منع نہیں بلکہ اپنے آپ کو اس قابل نہ سمجھنا ہے۔

مزید تفصیل فتاوی رضویہ جلد ۲۲ ص ۵۶۵ سے ملاحظہ فرمائیں۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

بعد غروب آفتاب دروازہ بند کرنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا بعد غروب آفتاب دروازہ کے بند کرنے اور بچوں کے نکلنے کی شریعت میں ممانعت آئی ہے۔سائل شاہد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جی بالکل یہ بات درست ہے کہ بعد غروب آفتاب دروازے کو بند کر دیں اور بچوں کو گھروں کے اندر رکھیں جیسا کہ اس کے متعلق ایک طویل حدیث بخاری ومسلم میں موجود ہے۔

جسکا خلاصہ یہ ہے کہ یہ بات صحیح ہے جب شام ہو جائے یا اندھیرا چھا جائے اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ جب سورج ڈوب جائے تو شیاطین چھوڑ دیئے جاتے ہیں حتی کہ سیاہی آجائے تو حضور نے فرمایا کہ تم برتن ڈھک دو اور مشکیزہ باندھ دو۔

اور حضرت جابر سے ایک روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ جب شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو روک لو کیونکہ اس وقت شیطان پھیلتے ہیں اور دروازے بند کرلو اور اللہ کا نام لو کہ شیطان بند دروازہ نہیں کھولتا ہے اپنے برتن ڈھک دو اور چراغ بجھا دو۔

جیسا کہ حدیث پاک ہے حضور نے ارشاد فرمایا:

اذا کان جنح اللیل او امسیتم فکفوا صبیانکم فان الشیطان ینتشر حینئذ فاذا ذھب ساعۃ من اللیل فخلوھم واغلقوا الابواب واذکروا اسم اللہ فان الشیطان لا یفتح بابا مغلقا الی آخر الحدیث متفق علیه

خلاصہ یہ ہے کہ جب شام ہو جائے تو بچے کو روک لے دروازے بند کر دے چراغ بجھا دو مزید تفصیل کے لئے مراۃ المناجیح جلد ۶ صفحہ ۷۹ مطالعہ کریں۔

کتبــــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

کیا کسی پر لعنت کر سکتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کسی پر لعنت بھیجنا کیسا کیا کسی مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی پر لعنت بھیجنا درست ہے؟ اور کیا کافر پر لعنت بھیجنا درست ہے۔ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد افتخار عالم قنوج

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

بلا وجہ کسی کو بھی لعنت وملامت کرنا جائز نہیں چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر ہاں جس کی موت قرآن و حدیث کی روشنی میں کفر پر ہوئی ہے اس کے لیے لعنت کر سکتے ہیں جیسا کہ اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا حنفی قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

لعنت بہت سخت چیز ہے ہر مسلمان کو اس سے بچایا جائے بلکہ لعین کافر پر بھی لعنت جائز نہیں جب تک اس کا کفر پر مرنا قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۱، صفحہ ۲۲۸، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

لیس المؤمن بطعان وبلعان ولا بالفاحش ولا بالبذی

(مسند امام احمد بن حنبل جلد اول صفحہ 405)

ترجمہ مؤمن طعن کرنے لعنت بھیجنے والا اور فحش گو نہیں ہوتا۔

اور ایک مقام پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

بیشک بندہ جب کسی پر لعنت بھیجتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف جاتی ہے پس آسمان کے دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں پھر وہ زمین کی طرف آتی ہے تو اس پر اس کے دروازے بھی بند ہو جاتے ہیں پھر دائیں بائیں راستے ڈھونڈتی ہے اور جب کہیں گنجائش نہیں پاتی تو جس پر لعنت بھیجی گئی اس کی طرف جاتی ہے اگر وہ اس کا مستحق ہو ورنہ کہنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔

(الترغیب والترہیب جلد سوم صفحہ 472 بحوالہ کتاب الکبائر مترجم صفحہ 275/276 علامہ امام ذہبی)

ہاں کچھ مخصوص لوگ ہیں جن پر لعنت رب قدیر نے قرآن مجید و فرقان حمید میں صراحتا فرمایا کما قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید والفرقان الحمید:

الا لعنة اللہ علی الظلمین (سورہ ھود آیت 18)

ترجمہ: سنو ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے

او کما قال

ثم نبتھل فنجعل لعنة اللہ علی الکذبین (سورہ آل عمران آیت 61)

ترجمہ پھر ہم مباہلہ کریں پس جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔

اور کتب احادیث میں ہمارے آقا حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متعدد مقامات پر حدود شرع کو توڑنے والوں اور والیوں پر لعنت فرمائی ہیں۔

لعن اللہ اکل الربا و موکلہ وشاھدہ وکاتبہ (مجمع الزوائد ج4 ص118)

یعنی اللہ تعالیٰ سود کھانے والے کھلانے والے اس کے گواہ اور اس کے لکھنے والے پر لعنت فرمائے نیز فرماتے ہیں:

لعن اللہ الواصلة والمتوصلة والواشمة والمتوشمة والناصمة والمتنصمة

(صحیح مسلم ج2 ص204)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت بھیجے اس عورت پر جو بال ملاتی ہے اور جس کے بال ملائے جاتے ہیں جو جسم کو گودتی ہے اور جو گدواتی ہے نیز ابروؤں کے بال اکھاڑتی ہے اور جو اکھڑواتی ہے۔

سنن میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ اس پر لعنت بھیجے جو کسی نابینا شخص کو (سیدھے) راستے سے بھٹکادے جو شخص جانور سے بدفعلی کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے جو شخص قوم لوط والا عمل کرتا ہے (لواطت کرتا ہے) اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ (المعجم الکبیر ج11 ص218)

خلاصۂ کلام جن کی لعنت پر آیات قرآنی واحادیث مبارکہ دال ہے اس پر لعنت کر سکتے ہیں لیکن

اس کی بھی عادت بنالینا درست نہیں اور بلاوجہ لعنت کرنا جائز نہیں ہاں جن لوگوں کے بارے میں علم ہوکہ وہ کفر پرمرا ہے (تو ان کا نام زد کر کے لعنت کرنا جائز ہے) جیسے ابولہب ابوجہل فرعون ہامان اور ان جیسے دوسرے لوگ۔ (المرجع السابق صفحہ 281)

مزید تفصیلات کے لئے حضرت امام ذہبی کی کتاب کتاب الکبائر کا مطالعہ کریں۔واللہ اعلم

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۷ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

نابالغ پرحدود قائم نہیں ہوتے ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں میرا ایک سوال ہے کہ اگر کوئی بچہ نابالغی میں کوئی گناہ کرتا ہے مثلاً زنا کرتا ہے یا شراب پیتا ہے تو کیا اس کا گناہ اس کو ملے گا یا نہیں شریعت کا قانون اس پر لاگو ہوگا یا نہیں جواب عنایت فرمائیں بہت ہی جلد آپ کی عین نوازش ہوگی۔سائل محمد نیاز احمد نعمانی دمکا جھارکھنڈ انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

نابالغ پر حدود نہیں قائم کیئے جائیں گے وہ مرفوع القلم ہوتے ہیں احکام شرع کے مکلف نہیں ہوتے۔

ھدایہ میں ہے:

واذا زنی الصبی او المجنون بامرۃ طاوعتہ فلا حد علیہ ولا علیہا

(ھدایہ کتاب الحدود ص ۵۱۸)

نابالغ سے اگر عورت نے زنا کروایا تو اس عورت پر بھی حد قائم نہیں کیا جائیگا۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد شرف الدین رضوی ہوڑہ بنگال

غیر مسلم کو قرآن شریف کی آیت پانی وغیرہ پر پڑھکر دینا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
علمائے دین ومفتیان شرع متین کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ غیر مسلم کو قرآن مجید کی آیات پڑھ کر دم کرنا یا تیل پانی پر قرآن مجید کی آیتیں دم کرکے دینا کیسا ہے بحوالہ جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ سائل: محمد ساجد رضا رضوی مدھوبنی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

غیر مسلم کو آیات قرآنیہ پڑھکر دم کرنا یا تیل پانی پڑھکر دینا جائز ہے مگر آیات قرآنیہ واسماء الٰہیہ اور کلمات طیبہ لکھ کر بطور تعویذ دینا ناجائز ہے جیسا کہ فتاویٰ فقیہ ملت جلد دوم ص 439 میں بحوالہ فتاویٰ رضویہ شریف جلد نہم ص 209 نصف آخر میں ارشاد فرماتے ہیں؛
غیر مسلم کو آیات قرآنی لکھ کر ہرگز نہ دی جائیں کہ اساءت ادب کا مظنہ ہے بلکہ مطلقا اسمائے الٰہیہ ونقوش مطہرہ نہ دیں کہ ان کی تعظیم واجب ہے بلکہ دیں تو ان کے اعداد لکھ دیں اور غیر مسلم ہی نہیں بہت ایسے افراد ہیں جنکو تعویذ دینا ممنوع ہے اس کی پوری تفصیل فتاویٰ رضویہ شریف میں موجود ہے۔ حضور اعلی حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے بارہ اقسام ایسے لوگوں کی ذکر کی ہیں جنھیں تعویذات دینے سے منع کیا ہے تفصیلات جلد دوازدہم ص 209 / 210 میں دیکھیں۔
الحاصل کافرین کو تیل پانی پڑھکر دینا جائز ہے اور اس سے اس کی اجرت لینا بھی درست ہے جیسا کہ اعلی حضرت فرماتے ہیں:
کفار کو اگر نقوش دیے جائیں تو مضر انہیں مظہر کی اجازت نہیں اور وہ بھی اس امر میں ہو جس سے کسی مسلمان کا نقصان نہ ہو اور ان سے معاوضہ لینے میں مضائقہ نہیں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
محمد رضا امجدی مقام ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار
۳ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

دسترخوان کس رنگ کا ہونا چاہئے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ دسترخوان کس رنگ کا ہونا چاہیے اور کون سا رنگ کا ہونا بہتر ہے مکمل طور پر حوالہ کے ساتھ جواب سے نوازیں۔ سائلہ نسیمہ خاتون خلیل آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

سرخ دسترخوان بہتر وعمدہ وباعث برکت ہے جیسا کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ سرخ دسترخوان کی فضائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو سرخ دسترخوان پر روٹی کھائے اسے بہشت میں ایک دعوت خانہ دیا جائے گا اور وہ جب کھانا کھا کر فارغ ہوتا ہے تو اللہ تعالی اس کے تمام صغیرہ گناہ معاف فرما دیتا ہے پھر فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ مودود چشتی علیہ الرحمہ سے سنا ہے کہ جو شخص سرخ دسترخوان پر کھانا کھائے اللہ تعالی اس پر نظر رحمت فرماتا ہے۔
(انیس الارواح ملفوظات خواجہ عثمان ہارونی، مرتب خواجہ معین الدین اجمیری اردو ترجمہ ص ۲۱)
مزید یہ کہ سرخ دسترخوان حضرت عیسی علیہ السلام کے لیے بھی آسمان سے نازل ہوا جیسا کہ امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن حسین امام رازی ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء پ ۷ سورۃ المائدہ کے تحت لکھتے ہیں:

روی ان عیسیٰ علیہ السلام لما اراد الدعاء لبس صوفا، ثم قال (ربنا انزل علینا) فنزلت سفرۃ حمراء۔ الخ

(تفسیر مفاتیح الغیب (المشهور تفسیر کبیر ص ۴۱۱ جلد ۱۲)
یعنی روایت ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کا ارادہ کیا تو ٹاٹ کا لباس پہنا اور پھر یوں فرمایا: اے پروردگار ان پر دسترخوان نازل فرما۔ الخ چنانچہ سرخ رنگ کا دسترخوان نازل ہوا۔ واللہ تعالی اعلم

(هکذا فی فتاوی فیض الرسول ج:2/ص:551/ کتاب الحظر والاباحۃ/شبیر برادرز اردو بازار لاهور)

کتبـــــہ
محمد مظہر علی رضوی در بھنگہ بہار
۲۱ جماد الثانی ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

عیادت کرنے کی فضیلت حدیث شریف کی روشنی میں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
علماء کرام کی بارگاہ میں عرض گزار ہوں کہ قرآنِ پاک میں عیادت کے سلسلہ میں کوئی آیت ہو تو رہنمائی فرمائیں عین نوازش ہوگی یا عربی متن کے ساتھ حدیث پر رہنمائی فرمائیں۔
وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ
الجواب بعونہ تعالی
عیادت سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور مسلمان بھائی کے حقوق کا ایک حصہ ہے اس کے متعلق اگرچہ قرآن مجید وفرقان حمید میں کوئی آیت نگاہوں سے نہ گزری لیکن کتب احادیث میں عیادت کے فضائل وثواب پر احادیث نبویہ وارد ہیں:
عن علی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من مسلم یعود غدوۃ الا صلی علیہ سبعون الف ملك حتی یمسی و ان عادہ عشیۃ الا صلی علیہ سبعون الف ملك حتی یصبح و کان لہ خریف فی الجنۃ
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور جو شام کو کے وقت عیادت کرتا ہے اس کے لیے ستر ہزار فرشتے صبح تک دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہوگا۔

(جامع ترمزی جلد دوم صفحہ ۳۹۳ حدیث ۸۹۱)

اور میرے امام اہلسنت فقیہ با کمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں رسول للہ صلی للہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

حق المسلم علی المسلم خمس ردّالسلام و عیادۃ المریض واتباع الجنازۃ و اجابۃ الدعوۃ وتشمیت العاطس۔رواہ الشیخان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ۔

مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں (۱) سلام کا جواب دینا (۲) بیماری میں عیادت کرنا (۳) جنازہ کے پیچھے ہونا (٤) دعوت قبول کرنا (٥) چھینک پر تحمید کا جواب دینا، اسے بخاری ومسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی للہ تعالی عنہ سے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۹) ص (۳۰۰) مکتبہ دعوت اسلامی)

وایضا لما دخل صلی اللہ تعالی علیہ وسلم علی سعد بن ابی وقاص یعودہ

جب نبی کریم صلی للہ تعالی علیہ وسلم حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ کی عیادت کرنے تشریف لائے۔واللہ تعالی اعلم (فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۲۰) ص (٦۰۸) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ

محمد راشد مکی گلیہار بہار ہند

۲۲ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ

کیا کسی بزرگ نے اپنے مرید کو چشتی رسول اللہ اور شبلی رسول اللہ پڑھنے کو کہا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء اہلسنت کہ ہمارے بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم کی کتب میں لاالہ الا اللہ چشتی رسول اللہ اور شبلی رسول اللہ کلمہ پڑھانے جیسے جو واقعات درج ہیں ان کا کیا مطلب ہے؟ بندہ ناچیز ایسی روایات اب تک پانچ کتب میں پڑھ چکا ہے:

1-جوامع الکلم: ملفوظات حضرت خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ صفحہ 1112-فوائد السالکین: ملفوظات حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ 193-سبع سنابل، سنبلہ چہارم، صفحہ 2784-فوائد الفواد ملفوظات حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ صفحہ 1685-مفتاح العاشقین: ملفوظات خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ 6۔

وہابیہ کا اعتراض یہ ہے کہ ان واقعات میں کہیں بھی حالت سکر یا جذب کا ذکر نہیں (صرف سبع سنابل میں حالت جذب کا ذکر ہے اور وہاں بھی از روایت فوائد السالکین نقل فرمایا ہے جبکہ فوائد السالکین میں واقعہ بھی کسی اور طرز پر بیان کیا گیا ہے اور وہاں سکر کا بھی ذکر نہیں) وہابیوں کے بقول اگر حالت سکر کا اثبات مان بھی لیا جائے تو بھی صرف یہ جملہ پڑھانے والے بزرگوں سے اعتراض رفع ہوسکتا ہے لیکن جو مرید ہوش وحواس میں اس کلمے کو پڑھتا رہا وہ تو کافر ہوگیا؟

نیز اگر یہ الحاق ہے تو ایک دو کتاب میں ہوتا لیکن اتنی ساری مستند کتب میں کیسے درج ہے؟ اگر یہ الحاق ہے تو کچھ سنی علماء اس کی تاویل کی کوشش کیوں کرتے ہیں؟ اور فی زمانہ اگر کوئی کسی بزرگ کا مرید ہونے جائے اور وہ بزرگ حالت سکر میں اس کو اپنے نام کا کلمہ پڑھنے کا حکم دیں تو اس مرید کو اپنا صدق اعتقاد ثابت کرنے کو ایسا کلمہ پڑھنے کی اجازت ہوگی یا نہیں؟

ان تمام سوالات واعتراضات کے جامع مانع مفصل جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد عثمان ازگوجرانوالہ پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

کتب مذکورہ جو متذکرہ بزرگوں کی طرف منسوب ہے اس کی بابت اور پیش آمدہ واقعہ کی نوعیت کے متعلق حضرت شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی صاحب علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ کسی کتاب کا کسی بزرگ کے نام سے چھپ جانا اس کی دلیل نہیں ہے کہ یہ فلاں کی کتاب ہے کتاب وہی معتبر ہے جو کسی مستند مصنف نے تصنیف کی ہو اور وہ تصنیف کے وقت سے لے کر چھپنے کے وقت تک متدین مستند معتمد افراد کے ذریعہ سے ہم تک پہنچی ہو اس دیوبندی نے جو لکھا ہے اس قسم کا ایک واقعہ سبع سنابل میں فوائد السالکین ہی کے حوالے سے مذکور ہے لکھتے ہیں:

درفوائد السالکین آوردہ است کہ خواجہ معین الدین چشتی فرمود قدس سرہ کہ من بہ خدمت شیخ یوسف

چشتی قدس سرہ حاضر بودم کہ مرد بہ نیت بیعت در آمد سر در قدم خواجہ نہاد وگفت بہ بیعت آمدم کہ خواجہ درحالت بود گفت اگر گوئی لاالہ الااللہ چشتی رسول اللہ ترا مرید بگیرم۔

آخر میں ہے: گفت بشنو من کنم و چہ کس باشم یک از کمینہ بندگان درگاہ رسولؐ ہستم وکلمہ ہماں است۔

ترجمہ فوائد السالکین میں نقل کیا ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ نے فرمایا کہ میں حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک مرد بیعت کی نیت سے آیا سر خواجہ کے قدم میں رکھا اور کہا بیعت کے لئے آیا ہوں خواجہ ایک حالت میں تھے فرمایا اگر تو لاالہ الااللہ چشتی رسول اللہ کہے تو تجھ کو مرید کروں گا آخر میں فرمایا سن میں کون ہوں اور کیا ہوں رسول کی بارگاہ میں کمینہ غلاموں میں سے ایک ہوں کلمہ وہی محمد رسول اللہ ہے۔

(فتاویٰ شارح بخاری جلد دوم باب عقائد متعلقہ اولیائے کرام صفحہ 155)

فتاویٰ مذکور کے دوسرے صفحہ پر حضرت شارح بخاری تحریر فرماتے ہیں کہ فوائد السالکین میں صاف مذکور ہے کہ "خواجہ درحالتے بود" اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس وقت شیخ یوسف سلیم چشتی کسی اور عالم میں تھے جسے صوفیاء سکر کہتے ہیں اس وقت جذب کی کیفیت ہوتی ہے اس وقت کے افعال واقوال میں وہ معذور ہوتے ہیں اسے دلیل بنانا درست نہیں ہوتا اس پر واضح قرینہ یہ ہے کہ جب یہ حالت فرو ہوگئی تو فرمایا میں رسول کی بارگاہ کے غلاموں میں سے ایک کمینہ غلام ہوں کلمہ وہی محمد رسول اللہ ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) (المرجع السابق صفحہ 156)

نیز اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں حضرت مفتی ذوالفقار احمد خان لکرالوی صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

علمائے اہل سنت کے نزدیک اس کلمہ کا انتساب حضرت خواجہ صاحب کی طرف جہلاء کا الحاق ہے کتب تصوف میں بہت سے واقعات جاہلوں نے الحاق کر دیئے ہیں دیوبندی پیشوا مولوی رشید گنگوہی کو بھی اس بات کا اعتراف ہے وہ لکھتے ہیں بزرگوں کی حکایات اکثر جہلاء نے غلط بنادی ہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 107)

یہ واقعہ بھی اسی قبیل سے ہے اور اس کی نسبت خواجہ صاحب کی طرف باطل وبے بنیاد ہے مگر برسبیل تنزل تسلیم بھی کرلیں کہ خواجہ غریب نواز نے یہ جملہ استعمال کیا ہے مفتی صاحب موصوف ڈیڑھ سطر

بعد لکھتے ہیں کہ خواجہ صاحب کے واقعہ کے شروع میں لکھا ہے" خواجہ در حالتے بود" یعنی اس وقت خواجہ صاحب خاص حالت میں تھے اور اس پر علماء واولیاء کا اتفاق ہے کہ حالت خاص میں ولی مکلف نہیں ہوتا ہے اور اس پر شریعت مواخذہ نہیں فرماتی ہے چھ سطر بعد تحریر فرماتے ہیں کہ ولی کا خاص حالت میں ہونا یعنی ہوش وحواس میں نہ ہونا ان کو معذور بنا دیتا ہے جس پر شرعاً کوئی مواخذہ نہیں ہوتا۔

(فتاویٰ اترا کھنڈ جلد اوّل صفحہ 53/54)

اس تفصیل سے بخوبی واضح ہوگیا کہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یا حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و دیگر مشائخ چشت رحمہم اللہ کی طرف اس قسم کے جو واقعات منسوب کر دیئے گئے ہیں وہ الحاقی ہیں اور یہ بھی یقینی اور حتمی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ جو کتابیں ان بزرگوں کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں وہ ساری کی ساری عبارتیں انہیں بزرگوں کی ہیں دوسری بات حالت سکر میں کسی بزرگ کی زبان سے نکلے ہوئے جملوں پر کوئی شرعی مواخذہ نہیں ہوتا ہے کیونکہ حالت سکر میں وہ معذور ہوتے ہیں جیسا کہ متذکرہ بالا حوالہ جات سے عیاں ہے۔ واللہ اعلم

کتبـــــہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی

کیا علماء کی بارگاہ میں بیٹھنا نبی کی مجلس میں بیٹھنے جیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے درمیان تقریر بعنوان علماء کی فضیلت اس طرح بول کہ اے مسلمانوں علماء کے ساتھ تمہارے جو بھی معاملات ہوتے ہیں تو وہ ایسا ہے گویا کہ وہ معاملات نبی کے ساتھ ہیں، مثلاً علماء کی زیارت گویا نبی کی زیارت، علماء سے مصافحہ گویا نبی سے مصافحہ، علماء کی مجلس گویا نبی کی مجلس کسی عالم کی اہانت وگستاخی نبی کی اہانت وگستاخی، کسی عالم کی غیبت گویا کہ نبی کی غیبت ہے اسی طرح آج کل جو تم سب علماء کی تنخواہیں مقرر کئے ہو گویا کہ وہ نبی کی تنخواہیں مقرر کئے ہو تو کیا تمہارا ایمان اتنا کمزور ہے کہ تم عالم کی گویا کہ نبی کی تنخواہ اتنا کم سے کم تر کیسا ہے تمہارا ایمان و علی ہذا القیاس۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کی تقریر میں کوئی شرعی گرفت ہے یا نہیں؟ جواب سے نوازیں عنایت ہوگی، کرم ہوگا۔ سائل عمر فاروق کشی نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونــــــــــہ تعـــــــالی

بیشک باعمل علمائے کرام عظیم رتبے والے ہیں کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے وارث ہیں باعمل علمائے کرام کی زیارت گویا نبی کی زیارت ان سے مصافحہ کرنا گویا کہ نبی سے مصافحہ کرنا ان کی مجلس میں بیٹھنا گویا نبی کی مجلس میں بیٹھنا ہے حضور سرور کائنات فخر موجودات سرکار رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

" اکرموا العلماء فانھم ورثۃ الانبیاء فمن اکرمھم فقد اکرم اللہ ورسولہ " (خطیب عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنز العمال جلد 10 صفحہ 85)

ترجمہ یعنی عالموں کی عزت کرو اس لئے کہ وہ انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ تو جس نے عالموں کی عزت کی تحقیق کی اس نے اللہ جل شانہ ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت کی۔

سرکار اقدس حضور شافع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

" من استقبل العلماء فقد استقبلنی ومن زار العلماء فقد زارنی ومن جالس العلماء فقد جالسنی ومن جالسنی فکانما جالس ربی "
(الرافعی عن بھز بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنز العمال جلد 10 صفحہ 97)

ترجمہ: یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے عالموں کا استعمال کیا تحقیق اس نے میرا استقبال کیا اور جس نے عالموں زیارت کی تحقیق اس نے میری زیارت کی اور جو عالموں کے پاس بیٹھا تحقیق وہ میری مجلس میں بیٹھا اور جو میری مجلس میں وہ گویا میرے رب کی مجلس میں بیٹھا۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ 665)

یاد رہے کہ حدیث پاک میں علمائے کرام کے جو فضائل بیان ہوئے ہیں اس سے مراد باعمل علماء ہیں۔

فتاویٰ مرکز تربیت افتاء میں ہے کہ:

عالم دین وہ ہے جو دین کے عقائد اور اعمال سے آگاہ ہو اور اپنی ضرورت کے مسائل خود

کتابوں سے نکال سکے اب اس کے ساتھ ساتھ اگر وہ اپنے علم پر عامل بھی ہو تو وارث نبی ہے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اس حدیث کی شرح میں جس کا ایک جز "ان العلماء ورثۃ الانبیاء" ہے تحریر فرماتے ہیں کہ عالم دین سے وہ شخص مراد ہے جو علم حاصل کرنے کے بعد فرائض وسنن مؤکدہ کو بجالانے ضروری عبادتیں کرے یعنی بے عمل نہ ہو۔

(اشعۃ اللمعات فارسی ج اول صفحہ 109)(فتاویٰ مرکز تربیت افتاء باب العلم والتعلیم صفحہ 513)

حضرت شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی صاحب علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ علمائے ربانیین جو حقیقی معنی میں نائب رسول ہیں۔ (فتاویٰ شارح بخاری جلد دوم صفحہ 216)

اب رہا لوگوں سے زید کا یہ کہنا کہ علماء سے تمہارے معاملات بالکل ایسے ہیں جیسے کہ امتی کے معاملات نبی سے ہوتے ہیں تو یہ قول درست نہیں ہے حضرت عمدۃ المحققین علامہ مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی اشرفی صاحب علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

حضور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر فعل ہر کام جیسے چلنا پھرنا چڑھنا اترنا گفتگو فرمانا کھانا پینا نماز روزہ وضو وطہارت وغیرہ بہت بلند و بالا ارفع و اعلیٰ ہے ان کے کسی فعل کو ہمارے افعال سے کوئی نسبت ہی نہیں چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک۔

حضرت ملک العلماء بحر العلوم مولانا محمد عبد العلی صاحب علیہ الرحمہ اپنی کتاب رسائل ارکان کے صفحہ 117 میں حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل فرماتے ہیں:

قال داؤد طائی ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبلغا ومرجعا لخلق اللہ ولم یکن غافلا عن اللہ تعالیٰ طرفۃ عین وکان قولہ وفعلہ اداء واجب علیہ فلا یقاس

ترجمہ: حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبلغ اور مخلوق خدا کے مرجع وماوی تھے ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں تھے ان کا قول وفعل ان کے فرائض کی ادائیگی تھا۔

لہٰذا ان پر غیر کو قیاس نہ کیا جائے اسی کے صفحہ 133 میں ہے:

"فلا یقاس تکلمنا فی اغراضنا علی تکلمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واین ھذا من ذالك"

ترجمہ: اغراض پر مبنی ہماری باتوں کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی باتوں پر قیاس نہ کیا جائے کہاں ہم کہاں وہ۔

امام محی الدین نووی علیہ الرحمہ شرح مسلم شریف جلد اوّل صفحہ 120 میں فرماتے ہیں:

" انما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نحو وضونی ولم یقل مثل لان حقیقۃ مماثلۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یقدر علیہا غیرہ"

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "نحو وضونی" کہا یعنی میرے وضو کی نقل مثل نہیں کہا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مماثلت کی حقیقت پر کوئی قادر ہو ہی نہیں سکتا۔

(حبیب الفتاوی جلد اوّل کتاب العقائد صفحہ 50 ناشر شبیر برادرز لاہور)

اس سے بخوبی واضح ہو گیا کہ باعمل علمائے کرام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے وارث ہیں ان کی عزت کرنا گویا نبی کی عزت کرنا ہے ان کی مجلس میں بیٹھنا گویا نبی کی مجلس میں بیٹھنا ہے ان سے مصافحہ کرنا گویا نبی سے مصافحہ کرنا ہے تاہم لوگوں سے زید کا یہ کہنا کہ علماء سے تمہارے معاملات بالکل ایسے ہیں جیسے کہ امتی کے معاملات نبی سے ہوتے ہیں تو یہ درست نہیں ہے اور علماء کے ھدیہ (یعنی تنخواہ) کے تعلق سے کہنا کہ گویا تم اپنے نبی کو تنخواہ دے رہے ہو تو زید کا یہ جملہ بھی شان نبوت کے خلاف ہے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام نے تبلیغ اسلام کے عوض میں قوم سے کوئی اجرت (تنخواہ) نہیں لی اللہ پاک قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

" قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْعٰلَمِیْنَ "

(سورہ انعام آیت 90)

ترجمہ: تم فرماؤ میں قرآن کریم پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کو (کنزالایمان) صورت مسئولہ میں زید اپنے اس قول یعنی اے لوگوں علماء سے تمہارے معاملات بالکل ایسے ہیں جیسے کہ امتی کے معاملات نبی سے ہوتے ہیں اور علماء کو اجرت (یعنی تنخواہ) دینا ایسا ہے جیسا کہ نبی کو دینا تو زید اپنے ان دونوں قول سے رجوع کرے اور آئندہ اس قسم کی باتیں بیان کرنے سے پرہیز کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی

مرحوم کے لئے لفظ" جناب" استعمال کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

سوال مرحوم شخص کے لئے جناب کا لفظ استعمال کرنا کیسا؟ المستفتی عبداللہ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــواب بعونـــــــه تعـــــالی

مرحوم شخص کے لئے جناب کا لفظ استعمال کرنا جائز و درست ہے کیونکہ کلمہ" جناب" تعظیم وتکریم کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جسکے معنیٰ ہیں حضرت، حضور، قبلہ، صاحب وغیرہ اور مرحوم کے لئے تعظیم وتکریم کے کلمات استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں:

" عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذکروا محاسن موتاکم و کفوا عن مساویهم - رواه ابو داؤد والترمذی "

یعنی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ اپنے مردوں کی خوبیاں بیان کرو اور انکی برائیاں بیان نہ کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(مشکوۃ شریف ج:1 /ص:148 /کتاب الجنائز/مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

کتبـــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

ایک مہینے کے حمل کو شوہر گرانے کو کہے تو کیا حکم؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ہندہ ایک مہینے حمل سے ہے اسکا شوہر حمل گرانے کے لئے کہہ رہا ہے اگر حمل نہ گرائے تو اسکا شوہر اسے طلاق دینے کی دھمکی دے رہا ہے ہندہ اپنی شادی کو بچانے کے لئے بچہ گرا دیتی ہے حضرت سے عرض ہیکہ کیا ہندہ بچہ گرانے کے وجہ گنہگار ٹھہریگی؟ سائل محمد رحمت شاہدی کٹیہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

جان پڑ جانے کے بعد حمل ساقط کرانا جائز نہیں ہاں اگر جان نہ پڑا ہو تو کسی ضرورت کے تحت ساقط کرا سکتی ہے۔ بدون عذر شرعی زوجین کی رضامندی سے بھی اسقاط حمل ناجائز ہے۔ اور جان پڑنے کی مدت ایک سو بیس دن میں ہے۔ تو ہندہ اگر اپنے شوہر کے کہنے پر بلا ضرورت اپنے حمل کو ساقط کی ہے تو گنہگار ہوگی۔ اگر ضرورت ہو تو ساقط کرا سکتی ہے اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:- جان پڑ جانے کے بعد اسقاط حمل حرام ہے، اور ایسا کرنے والا گویا قاتل ہے، اور جان پڑنے سے پہلے اگر کوئی ضرورت ہے تو حرج نہیں۔ (فتاوی رضویہ شریف ج ۲۴ ص ۲۰۷ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

بہار شریعت ج سوم حصہ ۱۶ ص ۵۰۷ مطبوعہ مکتبہ المدینہ کراچی پر ہے اسقاط حمل کے لیے دوا استعمال کرنا یا دائی سے حمل ساقط کرانا منع ہے۔ بچہ کی صورت بنی ہو یا نہ بنی ہو دونوں کا ایک حکم ہے، ہاں اگر عذر ہو مثلاً عورت کے شیر خوار بچہ ہے اور باپ کے پاس اتنا مال نہیں کہ دایہ مقرر کرے یا دایہ دستیاب نہیں ہوتی اور حمل سے دودھ خشک ہو جائے گا اور بچہ کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے تو اس مجبوری سے حمل ساقط کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ اس کے اعضا نہ بنے ہوں اور اس کی مدت ایک سو بیس دن ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
محمد اشفاق عطاری
۲۱ صفر المظفر ۱۴۴۳ ہجری

عصریات پڑھانے والے فاسق کی تعظیم کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیانِ عظام مسئلہ ذیل میں کہ دینی مدارس میں عصریات پڑھانے والے داڑھی منڈے (فاسق معلن) استاذ کی تعظیم کرنا اور اُن کی آمد پر تعظیماً کھڑے ہونا عندالشرع کیسا ہے؟ سائل محمد عبداللہ (ممبئی)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

عصریات پڑھائے یا دینیات اگر وہ فاسق معلن ہے۔ تو اس کی تعظیم جائز نہیں ہے۔ کیونکہ جب کسی فاسق کی تعظیم کی جاتی ہے تو عرش الٰہی ہلنے لگتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

" اذا مُدح الفاسق غضب الرب واهتزلذلك العرش رواه الامام ابوبكر ابی الدنیا فی ذم الغیبة عن انس خادم رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وابن عدی فی الكامل عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنهما "

جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب تبارک وتعالیٰ غضب فرماتا ہے اور اس کے سبب عرشِ الٰہی ہل جاتا ہے۔ اسے امام ابوبکر بن ابی الدنیا نے کتاب ذم الغیبت میں حضرت انس خادم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اور ابن عدی نے الکامل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(حوالہ فتاوی رضویہ جلد ۶ ص ۱۷۶ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

خلاصہ یہ کہ ایسے فاسق کو بالکل استاذ نہ بنایا جائے۔ بلکہ اس کی جگہ کسی باشرع کو عصریات پڑھانے کے لئے رکھیں اور اسی سے پڑھائیں۔ اور اگر کوئی بھی باشرع ٹیچر نہ ہے جو عصریات پڑھا سکے تو بحالت مجبوری اس کی تعظیم کی جائے گی۔ البتہ دل میں تعظیم کی نیت نہ کرے بلکہ صرف دیکھاویں کی نیت سے کھڑے ہو جائے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد اشفاق عطاری

۰۲ صفر المظفر ۱۴۴۳ ہجری بروز جمعہ

فاسق سے منبر رسول پر نعت شریف پڑھوانا وسننا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص داڑھی شریف کو منڈ واتا ہو یا کٹواتا ہو یا فاسق ہو اس کو اسٹیج پر چڑھا سکتے ہیں یا اس کی پڑھی ہوئی حمد یا نعت شریف سن سکتے ہیں؟ سائل محمد شہباز پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــــه تعــــــــــــالی

داڑھی منڈانے والا شخص فاسق معلن ہے اسے منبر رسول پر جگہ دینا چاہیے خوش آوازی خواہ کسی علت نفسانی کے باعث اسے منبر ومسند پر کہ حقیقۃً مسند حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہے تعظیماً بٹھانا اس سے مجلس مبارک پڑھوانا حرام ہے۔

تبیین الحقائق وفتح المعین وطحطاوی علی مراقی الفلاح وغیرہا میں ہے:

"فِي تَقْدِيمِ الفَاسِقِ تَعْظِيمَهُ وَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِمْ إِهَانَتُهُ شَرْعًا"

فاسق کو آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ بوجہ فسق لوگوں پر شرعاً اس کی توہین کرنا واجب اور ضروری ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد نہم قدیم صفحہ ۲۱۸ رضا اکیڈمی)

لہذا ایسے لوگوں کی حمد ونعت سننے سے احتراز کریں کیونکہ منبر رسول کی تعظیم اور تعظیم ذکر میں ذاکر کی بھی تعظیم ہوگی (جو فاسق معلن کی تعظیم ناجائز وگناہ ہے)۔

غنیہ میں ہے:

"لو قدموا فاسقا یاثمون،

ایسا ہی فتاویٰ مصطفویہ میں ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــه

محمد منظر رضا نوری اکرمی ممبئی

باتھ روم مسجد سے کتنی دور ہونا چاہئے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ باتھ روم مسجد سے کتنی دور ہونا چاہیے؟ وضاحت فرمائیں بہت مہربانی ہوگی۔ سائل ادریس احمد رضوی جموں کشمیر

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

باتھ روم وغیرہ مسجد سے اتنے دور ہونا چاہیے کہ ان کی بو مسجد میں نہ آئے اور مسجد کا ماحول صاف ستھرا رہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی مسجدوں کو بچوں، دیوانوں (پاگلوں) خرید وفروخت کرنے والوں اور اپنے جھگڑوں (اختلافی مسائل)، زور زور سے بولنے، حدود قائم کرنے اور تلواریں کھینچنے سے محفوظ رکھو مزید فرمایا:

"وَ اتَّخِذُوا عَلَى أَبْوَابِهَا الْمَطَاهِرَ ،وَ جَمِّرُوهَا فِي الْجُمَعِ "

یعنی اور مساجد کے دروازوں پر طہارت خانے بناؤ اور جمعہ کے روز مسجدوں میں خوشبو چھڑکا کرو۔

(سنن ابن ماجہ ج 1 ص 247 رقم حدیث 750 : کتاب المساجد والجماعات، باب ما یکرہ فی المساجد، دار الفکر بیروت)

اور بارگاہِ رضویت میں سوال ہوا کہ نمازیوں کیلئے اِستنجا خانے مسجد سے کتنی دُور بنانے چاہئیں؟ اِس پر امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے جواباً ارشاد فرمایا: مسجد کو بو سے بچانا واجب ہے وَلہٰذا مسجد میں مٹی کا تیل جلانا حرام، مسجد میں دِیا سلائی (یعنی بدبودار باُرود والی ماچس کی تیلی) سلگانا حرام، حتّٰی کہ حدیث میں ارشاد ہوا کہ:

"و ان یمر فیہ بلحم نیئ"

یعنی مسجد میں کچا گوشت لے جانا جائز نہیں۔ (ابن ماجہ ج1 ص413 رقم حدیث 748)
حالانکہ کچے گوشت کی بو بہت خفیف (یعنی ہلکی) ہے۔تو جہاں سے مسجد میں بو پہنچے وہاں تک (استنجا خانے بنانے کی) ممانعت کی جائے گی۔واللہ تعالی اعلم
(فتاوی رضویہ ج16 ص232: رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۸ ربیع الاول ۱۴۴۳ھ بروز جمعہ

ایسی بیماری جس سے غسل کرنا منع ہو تو غسل کا کیا حکم؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل میں کہ اگر کوئی ایسے بیماری میں مبتلا ہو جس میں نہانا منع ہو۔اور اس حالت میں غسل واجب ہو جائے تو کیا حکم ہے سائل فرحت حُسین چشتی پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــه تعـــــــــالی

ایسی بیماری ہے جس کی وجہ سے غسل کرنا ممنوع ہو۔یعنی اگر غسل کرتا ہے تو بیماری بڑھ جائے گی تو ایسی صورت میں تیمم کرے اور اسی تیمم سے نماز، تلاوت، وغیرہ کرے۔اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

ان ضرہ غسل راسه لاغیرمسحه وغسل سائرجسدہ وان ضرہ الاغتسال بماء بارداغتسل بحاراوفاتران قدروالا تیمم اومسح رأسه وغسل بدنه حسبما یقتضیه حاله وان ضرہ الاغتسال فی الوقت البارد تیمم فیه اومسح وغسل کمامر واغتسل فی غیر ذلك الوقت وبالجملة یتبع

الضرر ولا یجاوزہ فحیث لا یجد سبیلا الی الغسل یتیمم الی ان یجد سبیلا ۔

اگر اسے صرف سر دھونا مضر ہو تو سر کا مسح کرے اور باقی بدن دھوئے اور اگر ٹھنڈے پانی سے نہانا نقصان کرتا ہو تو گرم یا گنگنے پانی سے نہائے اگر مل سکے، ورنہ تیمم کرے یا سر پر مسح کرے اور بدن دھولے جیسا اس کے حال مرض کا تقاضا ہو اور اگر ٹھنڈے وقت نہانا نقصان دیتا ہے تو اس وقت تیمم یا بدستور سر کا مسح اور باقی بدن کا غسل کرلے پھر جب گرم وقت آئے نہالے غرض جہاں تک ضرر ہو اُسی کا اتباع کرے اُس سے آگے نہ بڑھے جب کسی طرح نہ نہا سکے تو جب تک یہ حالت رہے تیمم کرے ۔

(فتاوی رضویہ شریف ج اول ص ۶۱۷ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اور بہار شریعت جِ اول ح دوم صفحہ ۳۴۶ پر ہے: جس کا وُضو نہ ہو یا نہانے کی ضرورت ہو اور پانی پر قدرت نہ ہو تو وُضو وغسل کی جگہ تیمم کرے ۔ پانی پر قدرت نہ ہونے کی چند صورتیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایسی بیماری ہو کہ وُضو یا غسل سے اس کے زِیادہ ہونے یا دیر میں اچھا ہونے کا صحیح اندیشہ ہو خواہ یوں کہ اس نے خود آزمایا ہو کہ جب وُضو یا غسل کرتا ہے تو بیماری بڑھتی ہے یا یوں کہ کسی مسلمان اچھے لائق حکیم نے جو ظاہراً فاسق نہ ہو کہہ دیا ہو کہ پانی نقصان کریگا۔ محض خیال ہی خیال بیماری بڑھنے کا ہو تو تیمم جائز نہیں ۔ یوں ہی کافر یا فاسق یا معمولی طبیب کے کہنے کا اعتبار نہیں ۔

فتاوی رضویہ شریف ج اول حصہ دوم میں ص ۶۲۱ رضا فاؤنڈیشن لاہور پر ہے:

" فی الدر المختار و ردالمحتار :تیمم لمرض یشتد اویمتد بغلبة ظن(عن امارة او تجربة شرح منیة) اوقول (طبیب)حاذق مسلم (غیر ظاهر الفسق) ۔

جب ایسی بیماری ہو کہ (علامت یا تجربہ سے شرح منیہ) یا ایسے مسلمان ماہر طبیب کے بتانے سے جس کا فسق ظاہر نہ ہو غلبہ ظن ہو کہ پانی استعمال کرنے سے وہ بیماری اور سخت ہوجائے گی یا لمبی مدت لے لے گی تو تیمم کرے ۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد اشفاق عطاری

۱۰ صفر المظفر ۱۴۴۳ ہجری بروز ہفتہ

چوری کی لائٹ سے بھرے ہوئے پانی کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے متعلق کہ زید گھر میں بجلی کا میٹر لگا ہوا ہے اور زید الگ سے بجلی چوری کرتا ہے اس چوری کردہ بجلی کو اپنے استعمال میں لا کر سارے کام کرتا ہے۔ پانی وغیرہ کے بجلی چوری کے بھرے گئے پانی سے کھانا بھی بنتا ہے اس پانی سے جو غسل کیا گیا وضو کیا گیا نماز ادا کی دعا کی گئی۔ تو وہ نماز اور دعا قبول ہوگی یا نہیں شریعت میں زید کے لئے کیا حکم ہے۔ رہنمائی فرمائیں۔ المستفتی مختار احمد حسینی پیلی بھیت یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــــالی

چوری سے لائٹ جلانا قطعا جائز نہیں کیوں کہ پکڑے جانے پر ذلت ورسوائی کا سخت سامنا کرنا پڑے گا اور اسلام کسی بھی مومن کی ذلت نہیں چاہتا دوسری بات اپنا یا غیر کسی کو بھی دھوکہ دینا جائز نہیں اور بھی کئی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے یہ فعل ناجائز ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

عن حذیفة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا ینبغي للمؤمن أن یذل نفسه

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مومن کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل وخوار کرے یا کروائے۔

(جامع الترمذي المجلد الثاني ابواب الفتن ص ۵۰ /مجلس برکات مبارکپور)

رہا مسئلہ وضو نماز کا تو اس پانی سے وضو ہو جائے گا اور نماز بھی ہو جائے گی اور قبول ہونا یہ نا ہونا یہ اللہ کے دست قدرت میں ہے مگر ایسے پانی کا استعمال کرنے والا گنہگار ضرور ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــه
عبید اللہ حنفی بریلوی
۱۴ صفر المظفر ۱۴۴۳ھ

سرکار مسعود غازی علیہ الرحمہ کے آستانہ پر حضرت خضر علیہ السلام کی ہر تیس منٹ پر حاضری ہوتی ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ اگر سرکار غازی کے روضۂ مبارک پر ۴۰ منٹ تک روک کر جو دعا کر دی جائے تو وہ ان شاء اللہ قبول ہو کر ہی رہے گی کیونکہ ہر ۴۰ منٹ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لاتے ہیں جو شخص حضرت خضر کے حاضری کے وقت دعا کرے گا اور وہ آمین کہہ دیئے تو قبول ہو جائے گی اس کی کیا حقیقت ہے بحوالہ مدلل جواب عنایت فرمائیں سائل محمد عرفان رضا بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

چالیس منٹ نہیں بلکہ ۳۰ منٹ پر حاضری ہوتی ہے حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا ہے کہ جو لوگ حضرت سلطان الشہداء فی الہند سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمۃ والرضوان کے آستانہ مبارکہ پر حاضری دیں تو کم از کم تیس منٹ یعنی آدھا گھنٹہ حاضر رہے کیونکہ ہر تیس منٹ پر حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کی حاضری ہوتی ہے چنانچہ سوانح مسعود غازی میں ہے کہ تارک السلطنت حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ لطائف اشرفی میں تحریر فرماتے ہیں کہ جو لوگ حضرت غازی میاں کی قبر مبارک پر حاضری دیں وہ کم از کم 30 منٹ یعنی آدھا گھنٹہ ضرور حاضر رہیں چونکہ ہر تیس منٹ میں ان کی قبر پر حضرت خضر علیہ السلام کی حاضری ہوتی ہے اگر نہیں بھی پہچانوگے تو کم از کم ان کے چہرے پر نظر پڑ جائے گی نہیں پہچانوگے مگر ان کے دامن کرم کی ہوا تو لگ جائے گی اور اللہ تعالیٰ حضرت خضر کی تشریف آوری کی برکت سے زائرین کی دعائیں بھی قبول فرمالے گا۔

(سوانح مسعود غازی صفحہ نمبر 100 ناشر و مصنف مولانا ثابت علی برہانی مقام کری خلیل آباد یو پی)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سلطان الشہداء فی الہند سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمۃ والرضوان کے روضہ مبارکہ پر حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کی حاضری میں کی گئی ہر جائز دعا کی قبولیت کا یقین کامل ہے اسی لئے زائرین کم از کم تیس منٹ حضرت کے آستانہ مبارکہ پر حاضر رہ کر دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اپنی مرادیں پاتے ہیں۔

کتبــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۴ صفر المظفر ۱۴۴۳ھ بروز بدھ

وضع حمل کی مدت کتنی ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں وضع حمل کی مدت شریعت میں کتنے مہینہ ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔سائل عمر احمد ضلع شراوستی یو پی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

وضع حمل کی مدت شریعت میں کم سے کم چھ ماہ اور زیادہ سے زیادہ دو سال ہے یعنی چھ ماہ سے لیکر دو سال کے اندر بچہ پیدا ہوا تو اسی شخص کا ہوگا جس کے نکاح میں وہ عورت ہے یعنی ثابت النسب ہوگا جیسا کہ درمختار مع شامی میں ہے کہ:

اکثر مدۃ الحمل سنتان و اقلھا (مدۃ الحمل) ستۃ اشھر اجماعا فیثبت النسب (درمختار مع شامی ج2 ص676)

اور فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

اکثر مدۃ الحمل سنتان و أقل مدۃ الحمل ستۃ أشھر کذا فی الکافی
(فتاوی عالمگیری ج1 ص482)

اور شرح وقایہ میں ہے کہ:

"اکثر مدۃ الحمل سنتان و أقلھا مدۃ الحمل ستۃ اشھر"
یعنی حمل کی مدت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے اور کم سے کم چھ ماہ ہے۔
(شرح وقایہ ج2 ص145)

اور فتاوی رضویہ میں ہے کہ حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے اور زیادہ سے زیادہ دو برس کامل بے کم وبیش۔ (فتاوی رضویہ ج5 ص874)

اور بہار شریعت میں ہے کہ حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہے اور زیادہ سے زیادہ دو سال۔
واللہ تعالی اعلم (بہار شریعت ج2 ص248: ثبوت نسب کا بیان)

کتبــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۱۹ صفر المظفر ۱۴۴۳ھ

قبر میں مسلک کے بارے میں سوال ہوگا یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کیا قبر میں مسلک پوچھا جائے گا اور جو قبر میں مسلک کے پوچھے جانے کا انکار کرے اس کے لئے کیا حکم ہے بحوالہ جواب عنایت فرمائیں سائل محمد سید اظہر ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــواب بعونــــــــہ تعــــــالی

قبر میں تین سوالات ہونگے جن میں سے ایک دین کے متعلق ہے اور دین ومسلک دونوں ہم

معنی ہے جیسا کہ فیروز اللغات میں دین کا معنی ہے مذہب، مسلک، دھرم، ایمان۔

(فیروز اللغات اردو)

تو سائل کا سوال مسلک بول کر اگر دین مراد لے رہا ہے تو بیشک مسلک کے بارے میں سوال ہوگا اور جو سوالات قبر تین ہیں وہ یہ ہے :مَنۡ رَّبُّكَ؟ تیرا رب کون ہے؟ مُردہ (اگر مسلمان ہے تو) جواب دے گا:رَبِّیَ اللّٰه میرا رب اللہ ہے۔ پھر فرشتے سوال کریں گے:مَا دِیۡنُكَ؟ تیرا دین کیا ہے؟ مُردہ جواب دے گا:دِیۡنِیَ الۡاِسۡلَامُ میرا دین اسلام ہے۔پھر فرشتے سوال کریں گے "مَا کُنۡتَ تَقُوۡلُ فِیۡ هٰذَا الرَّجُلِ؟ مردہ جواب دے گا "هُوَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صلّی اللّٰه تعالیٰ علیہ وَسلَّم " بعض کتب میں تیسرا سوال یوں منقول ہے "مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیۡ بُعِثَ فِیۡكُم؟

(شرح الصاوی علی جوہرۃ التوحید،ص369، 370)

اور اگر مسلک سے مراد فقہی مسلک ہے تو بیشک قبر میں فقہی مسلک کے بارے میں سوال تو نہیں ہوگا مگر اس طرح بولنا شر پسندوں کی علامت ہے جس سے اجتناب لازم ہے یہی بول کر فرقہائے باطلہ کے لوگ لوگوں کو بدظن اور دین سے دور کرتے ہیں یاد رہے مسلک حقہ ہی کے فرد فرید سوالات قبر کے جوابات دے پائیں گے جس کی صحیح ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت ہے حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں مسلک اعلیٰ حضرت پہ قائم رہو، زندگی دی گئی ہے اسی کے لئے۔

کتبـــــہ

محمد اشفاق عطاری

۱۷ صفر المظفر ۱۴۴۳ھ بروز سنیچر

غیر مسلم جو شولر دے اسے مدرسہ و مسجد میں استعمال کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ ایک غیر مسلم ہے اور وہ مدرسہ میں شولر دے رہا ہے اور مدرسہ مسجد دونوں ایک جگہ ہے تو کیا اس شولر سے مسجد کا پنکھا اور بلب جلے گا تو کیا یہ جائز ہے

برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں اور شکریہ کا موقع دیں۔ المستفتی محمد افتخار عالم قنوج یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالٰی

غیر مسلم کی چیزیں مسجد میں نہیں لگائی جاسکتی ہے۔ البتہ اگر وہ کسی مسلمان کو ہبہ کردیں اور مسلمان اسے اپنے قبضے میں لیکر پھر لگائے تو یہ جائز ہے۔ یہاں بھی خیال رہے کہ جب ہبہ کیا ہے تو جس وقت دے رہا ہے اس وقت نیت مدرسہ، مسجد دونوں میں استعمال کی نیت کرے۔ اگر دونوں میں سے صرف ایک کی نیت کرے گا تو دوسرے میں استعمال نہیں کرسکتے ہیں کیونکہ واقف جس غرض کے لئے چندہ دیتے ہیں اسی میں استعمال کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کا خیال کر کے دینا چاہئے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: چندہ کا روپیہ چندہ دینے والوں کا مِلک رہتا ہے جس کام کے لئے وہ دیں جب اُس میں صَرف نہ ہو تو فرض ہے کہ انہیں کو واپس دیا جائے یا کسی دوسرے کام کے لئے وہ اجازت دیں اُن میں جو نہ رہا ہو ان کے وارثوں کو دیا جائے یا ان کے عاقل بالغ جس کام میں اجازت دیں، ہاں جو اُن میں نہ رہا اور اُن کے وارث بھی نہ رہے یا پتا نہیں چلتا یا معلوم نہیں ہوسکتا کہ کس کس سے لیا تھا، کیا کیا تھا، وہ مثل مالِ لقطہ ہے، مصارفِ خیر مثل مسجد اور مدرسہ اہل سنت و مطبع اہل سنت وغیرہ میں صَرف ہوسکتا ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف ج ۲۳ ص ۵۶۶ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کتبہ

محمد اشفاق عطاری

۱۱ صفر المظفر ۱۴۴۳ ہجری، بروز سوموار

غوث صمدانی کہنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں سوال ہے کہ ہماری مسجد کے امام صاحب اکثر سرکار غوث اعظم رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کے ساتھ یوں کہا کرتے ہیں کہ! غوثِ صمدانی تو لفظ صمدانی کے کیا معنی ہے اور غوث صمدانی کہنا کیسا ہے جبکہ شارح بخاری علامہ شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے فتاوی شارح بخاری جلد دوم صفحہ 189 پر صمد کو اللہ ﷻ کی صفت خاصہ کہا ہے لہذا مدلل جواب عطا فرمائیں۔سائل محمد خالد رضا نوری شاہجہاں پور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــالی

غوث صمدانی کہنا بلاشبہ جائز و درست ہے صمدانی یہ (صمد) سے آیا ہے جس کا معنی ہے بے نیاز، جوکسی کا محتاج نہ ہو اور سب اس کے محتاج ہوں مگر یاد رہے یہ اسم صفات خدا میں سے ہے اور صمدانی اس کا معنی ہے ابدی، ازلی، غیر فانی، ربانی، ملکوتی، مقدس۔

(فیروز اللغات ص (۹۱۶) مطبوعہ فیروزسنن لاہور کراچی)

لغوی اعتبار سے غوث صمدانی کا معنی معلوم ہونے کے بعد اب بھی دیکھیں کہ کیا کسی بزرگ سے بھی سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے غوث صمدانی کہنا ثابت ہے اس سلسلے میں ہم سنیوں کی جان مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صحیح ترجمان اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۷) ص (۶۳۲) مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور میں اپنے مرشد اعظم کے القاب کو لکھتے ہوئے فقیر راشد مکی نے کچھ اس طرح پایا، حضور غوث صمدانی قطب ربانی واہب الامال و معطی الامانی حضور پرنور غوث اعظم قطب عالم محی الدین ابو محمد عبد القادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز آپ نے دوسرے مقام پر بھی الگ انداز میں یاد فرمایا ہے: حضرت سیدنا محبوب سبحانی غوث صمدانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی محی الدین۔

(فتاویٰ رضویہ (۳۰) ص (۲۱) مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

لہذا معلوم ہوا کہ سرکار غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کو غوث صمدانی کہنا جائز و درست ہے۔

کتبـــــــه

محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۱۳ صفر المظفر ۱۴۴۳ھ بروز منگل

مقتدیوں کو امام صاحب کی تعظیم کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ مقتدیوں پر امام کی تعظیم لازم ہے یا نہیں؟ مع دلائل جواب چاہیے؟ سائل طاہر حسین آف پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونــــــــــہ تعـــــــالی

امام کا ادب واحترام اور ان کی تعظیم کرنا ہمارا اخلاقی اور دینی فریضہ ہے امام ہمارا مذہبی لیڈر ہوتا ہے تو جس طرح ہم دنیاوی لیڈروں کا ادب واحترام کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ ہم کو اپنے مذہبی لیڈر اور امام کا ادب واحترام کرنا لازم وضروری ہے کیونکہ امام کی عزت وعظمت ایک مسلمان کا وطیرہ ہونا چاہیے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

اکرموا حملة القرآن فمن اکرمھم فقد اکرمنی
یعنی حاملین قرآن (حفاظ وعلمائے کرام) کی تعظیم کرو، جس نے ان کی تعظیم کی، اس نے میری تعظیم کی۔ (الجامع الصغیر لسیوطی ج1 ص145)

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

حامل القرآن رایة الاسلام فمن اکرمه فقد اکرم الله و من اهانه فعلیه لعنة الله

یعنی حاملین قرآن اسلام کا جھنڈا اٹھانے والے ہیں، جس نے ان کی تعظیم کی، اس نے اللہ کی

تعظیم کی اور جس نے ان کی تذلیل کی، اس پر اللہ تعالی کی لعنت ہے۔
(کنزالعمال ج3 ص139: موسسۃ الرسال، بیروت)
ان دونوں حدیثوں سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ مقتدیوں پر امام کی تعظیم وتوقیر لازم وضروری ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ آج ائمہ کرام اور علماء کرام کی ناقدری ایک عام وبائی شکل اختیار کرتی جا رہی ہے، ایک شخص کو امام بھی بنایا جارہا ہے اور اس کی ناقدری بھی ہورہی، امام کی عزت وعظمت ایک مسلمان کا وطیرہ ہونا چاہیے جیسا کہ حدیث شریف سے معلوم ہوا۔

کتبــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۸ صفر المظفر ۱۴۴۳ھ بروز جمعرات

دیوبندی اور وہابی میں فرق کیا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ دیوبندی اور وہابی میں فرق کیا ہے؟ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں سائل محمد افتخار عالم قنوج یوپی
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الجــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــــــالی
وہابی دیوبندی عقائد ونظریات کے حوالے سے ایک ہی جماعت کے دو سکے ہیں نام الگ الگ کام اور انجام دونوں کا ایک ہی ہے مسلمانوں کو پھانسنے کے لئے یہ لوگ اپنی جماعت کا نام بدل لیا کرتے ہیں حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں اسماعیل (دہلوی) کے معتقدین دو گروہ بنے ایک تو وہ جنہوں نے اماموں کی تقلید کا انکار کیا جو غیر مقلد وہابی کہلاتے ہیں دوسرے وہ جنہوں نے دیکھا کہ اس طرح اپنے کو ظاہر کرنے پر مسلمان ہم سے نفرت کرتے ہیں انہوں نے اپنے کو حنفی ظاہر کیا نماز روزے میں ہماری طرح ہمارے سامنے آئے ان کو کہتے ہیں گلابی

وہابی یا دیوبندی ۔ (جاء الحق دیباچہ حصہ اول صفحہ 10 مطبوعہ اسلامک پبلیشر سروطے والی گلی مٹیا محل دہلی)

واضح رہے کہ وہابیوں دیوبندیوں وغیرھم کی بابت علمائے حرمین طیبین نے یہاں تک کہ فرمایا ہے:

"من شك فی كفره وعذابه فقد كفر" (بحوالہ حسام الحرمین وغیرہ)

کتبـــــہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۸ صفر المظفر ۱۴۴۳ھ بروز جمعرات

کیا اللہ تعالیٰ کی صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ صفات باری تعالی کے قدیم وحادث سے متعلق مذاہب دلائل کے ساتھ کسی کے پاس کتابی شکل میں یا فتویٰ کی شکل میں ہو تو ارسال کردیں بڑی کرم نوازی ہوگی۔ سائل محمد سردار ولی اننت پور ضلع کنتگل کرنا ٹک

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونــــــــــــــــه تعـــــــــــالی

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کی ذاتِ قدیم ازلی ابدی ہے صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں ذات وصفات الٰہی کے سوا سب چیزیں حادث ہیں حضرت صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رضوی صاحب علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ" جس طرح اس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں اس کی صفات نہ مخلوق ہیں نہ زیر قدرت داخل ذات وصفات کے سوا سب حادث ہیں یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں صفات الٰہی کو جو مخلوق کہے یا حادث بتائے گمراہ بد دین ہے ۔

(بہار شریعت جلد اوّل حصہ اول صفحہ 3 / 4 عقائد متعلقہ ذات وصفات الٰہی جل جلالہ)

حضرت شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی صاحب علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی تمام صفات واجب قطعی غیر مخلوق بر بنائے تحقیق عین ذات الٰہی ہیں اور مخلوقات سب کے سب ممکن حادث مخلوق فانی اللہ عزوجل کے سوا الگ موجودات ہیں مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کی صفات کہنا صریح

کفر وشرک ہے بلکہ صفات باری تعالیٰ کو غیر ذات کہنا گمراہی ہے عامۂ متکلمین نے فرمایا کہ صفات باری تعالیٰ نہ عین ذات ہے نہ غیر ذات مگر محققین نے فرمایا کہ عین ذات ہیں المعتقد المنتقد میں ہے:

لما کان الصفة لیست بعین الذات بمعنی ان مفهومها غیر مفهومها ولا غیرها منفصلا عنها لقیامها بها وعدم انفکاکها

دوسری جگہ ہے صفات اللہ تعالیٰ فی الازل غیر محدثة ولا مخلوقه فمن قال انها مخلوقة او محدثة کافر باللہ

(فتاویٰ شارح بخاری جلد اوّل صفحہ نمبر 236 / 237 ناشر دائرۃ البرکات گھوسی مئو یوپی)

اس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے اسی طرح اس کی صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں جو شخص صفات باری تعالیٰ کو مخلوق کہے وہ کافر ہے اور جو حادث کہے وہ گمراہ بددین ہے۔

کتبـــــہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۴ صفر المظفر ۱۴۴۳ھ بروز اتوار

دونوں ہاتھ سے روٹی توڑ کر کھانا دفع تکبر کے لیے ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کھانا کھاتے وقت ایک ہاتھ سے روٹی توڑ کر کھاتا ہے دوسرا شخص دیکھا تو کہا کہ یہ اہل اسلام کا طریقہ نہیں ہے۔ دونوں ہاتھ سے روٹی توڑ کر کھانا چاہیے تو اس نے جواب دیا یہ میری اسٹائل ہے۔ تو کیا ایسا کرنا درست ہے اور دونوں میں سے کس نے غلط کہا؟ سائل محمد تنویر احمد قادری اسمٰعیلی بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونـــــــــــــــــہ تعـــــــــالی

صورت مستفسرہ میں جس شخص نے یہ کہا کہ ایک ہاتھ سے روٹی توڑ کر اہل اسلام کا طریقہ نہیں دونوں ہاتھوں سے توڑ کر کھانا چاہیے اس نے صحیح کہا کیونکہ صرف ایک ہاتھ سے روٹی توڑ کر نہیں کھانا چاہیے" کھانے کا بہتر اور اسلامی طریقہ یہ ہے کہ روٹی الٹے ہاتھ میں پکڑ کر سیدھے ہاتھ سے توڑ کر کھائے اس طرح کھانا دفع تکبر کے لیے ہے جیسا کہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بائیں (یعنی الٹے) ہاتھ میں روٹی لے کر دَہنے (یعنی سیدھے) ہاتھ سے نوالہ توڑنا دَفعِ تکبُّر کے لئے ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱ صفحہ ٦٦٩ مطبع رضا فاونڈیشن لاہور)

کتبـــــہ
محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ
۲ صفر المظفر ۱۴۴۲ ہجری بروز جمعہ مبارکہ

قربانی کے جانور کی اوجھڑی غیر مسلم کو دینا کیسا ہے؟

السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
قربانی کے جانور کی اوجھڑی غیر مسلم کو دینا کیسا ہے۔سائل محمد ارشاد قادری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونـــــــــــــــــہ تعـــــــــالی

آنت اوجھڑی کھانے کی چیز نہیں پھینک دینے کی چیز ہے وہ اگر کافر لے جائے یا کافر کو دی جائے تو حرج نہیں۔

الخبیثٰت للخبیثین والخبیثون للخبیثٰت
یعنی خبیث چیزیں خبیث لوگوں کے لئے اور خبیث لوگ خبیث چیزوں کے لئے۔
یہاں کے کافروں کو گوشت دینا جائز نہیں وہ خاص مسلمانوں کا حق ہے۔

والطیبٰت للطیبین والطیبون للطیبٰت

یعنی طیب چیزیں طیب لوگوں کے لئے اور طیب لوگ طیب چیزوں کے لئے، پھر بھی اگر کوئی اپنی جہالت سے دیگا قربانی میں کوئی حرج نہ کریگا۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ شریف ج:20/ص:457/کتاب الأضحیۃ/مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ

اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اتراکھنڈ

اتوار وغیرہ ایام تعطیلات کی تنخواہ لینا کیسا ہے

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ زید جس کمپنی میں کام کرتا ہے وہاں پورے ماہ میں ہر اتوار کو چھٹی ہوتی ہے، لیکن اس کے علاوہ کمپنی تین چھٹی اور دیتی ہے جس کا استعمال لوگ گھر کے ضروری کاموں میں لیتے ہیں پر تنخواہ پورے ماہ کا آتا ہے، تو کیا پورے ماہ کا تنخواہ لینا جائز ہے؟ سائل محمد شمس الحسن آسنسول

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

مدرسین وملازمین کی جو تعطیلات معمول ومعہود ہیں مثلاً جمعہ وعیدین ورمضان مبارک یا ہفتہ وار وغیرہ تو مدرسین وملازمین ان ایام کی تنخواہ کے مستحق ہیں:

"فان المعهود عرفا كالمشروط مطلقا"

الاشباہ والنظائر لابن نجیم مصری میں ہے:

البطالة فی المدارس کایام الاعیاد ویوم عاشورة و شهر رمضان فی درس الفقه علی وجهین ان مشروطة لم یسقط من العلم شیئ والافینبغی ان یلحق ببطالة القاضی ففی المحیط انه یأخذ فی یوم البطالة و قیل لا،وفی المنیة یستحق فی الاصح،واختاره فی منظومة ابن وهبان،وقال انه الاظهر ۔

ملخصا

یعنی عید کے دنوں،عاشورہ اور ماہ رمضان جیسی مدارس میں فقہی تعلیم کی تعطیلات دوطرح سے ہے اگر معاہدہ میں مشروط ہیں تو مشاہرہ بالکل ساقط نہ ہوگا ورنہ قاضی کی تعطیلات کے موافق ہونا مناسب ہے،تو محیط میں ہے کہ مدرس ایام تعطیلات کا مشاہرہ حاصل کرے گا اور بعض نے کہا حاصل نہ کرے گا،اور منیہ میں ہے اصح یہ ہے کہ وہ مستحق ہوگا اور ابن وہبان کے منظوم میں اسی کو مختار فرمایا،اور انہوں نے فرمایا یہی اظہر ہے۔ملخصا

(الاشباہ والنظائر،الفن الاول،القاعدۃ السادسۃ،ص ۱۸۱،المکتبۃ العصریۃ بیروت)

فتاوی رضویہ شریف میں ہے:معمولی تعطیل مثلا جمعہ وعیدین ورمضان مبارک کی یا جہاں مدارس میں سہ شنبہ کی چھٹی بھی معمول ہے ان ایام میں بے تسلیم نفس بھی (مدرس) مستحق تنخواہ ہے۔واللہ تعالی اعلم (فتاوی رضویہ ج ۸ ص ۱۷۰ رضا اکیڈمی ممبئی)

کتبہ
مشاہد رضا حشمتی رام پور کمیری
۵ ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

ایک طرف سے شرط لگانا جائز اور دونوں طرف سے حرام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں کہ زید اور بکر ایک مسئلہ میں بحث کر رہے تھے آخر میں یہ ہوا کہ چلو استاد کے پاس اگر تمہاری بات صحیح ہوئی تو میں تمہیں اتنے روپیہ دوں گا،اور میری بات سچ ہوئی تو میں تم سے کچھ نہیں لوں گا۔تو اس طرح شرط لگانا کیسا ہے جواب عنایت فرمائیں۔سائل عمر فاروق کشی نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

شرط لگانے کی جوصورت سوال میں مذکور ہے وہ درست ہے اور جو مال اس سے حاصل ہوا اسکا استعمال بھی جائز و درست ہے ہاں اگر شرط دونوں طرف سے ہو تو یہ حرام ہے اور اسکے ذریعہ حاصل ہونے والے مال کا استعمال ناجائز وحرام ہے جیسا کہ مجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

طرفین سے شرط بدنا حرام ہے، تنویر الابصار میں ہے کہ:

حل الجعل ان شرط المال من جانب واحد و حرم لو شرط من الجانبين"

یعنی انعام یافتہ مال حلال ہے اگر شرط ایک طرف سے ہو اور حرام ہے اگر شرط دونوں طرف سے ہو۔ واللہ تعالی اعلم (فتاوی رضویہ شریف ج:23/ص:581/مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبــــــہ

اسرار احمد نوری نینی تال اترا کھنڈ

۱۸ ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

زید بکر کا مقروض ہے بکر کا انتقال ہو گیا اب زید یہ رقم کس کو دے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معزز علمائے اہلسنت کی بارگاہ میں عرض ہیکہ زید نے بکر سے کچھ رقم ادھار لیا اس بات کا علم کسی اور کو نہیں ہے ابھی بکر رقم واپس نہیں کیا کہ زید کا انتقال ہو گیا حضرت یہ بتائیں بکر یہ رقم کس کو واپس کرے زید کے ماں باپ کو یا اسکی بیوی کو؟ المستفتی محمد رحمت شاہدی کٹیہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــہ تعــــــــالی

بکر وہ رقم زید کے ورثہ کو دیدے کیوں کہ وہ دین (قرض) ترکہ کے حکم میں ہے خواہ اسکی اولاد کو دے یا والدین یا بیوی وغیرہ کو اب یہ ورثہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ کیسے تقسیم کریں بہر حال مدیون

(بکر) بری ہو جائے گا۔فتاویٰ ھندیہ میں ہے:

فإن مات الطالب صار الدین للورثه فإن قضا الورثة فقد برء من الدين ـ والله تعالى اعلم ـ (المجلد الخامس، باب القرض والدین، صفحہ ۳۴۸/ دار الکتب بیروت لبنان)

کتبـــــہ

عبیداللہ حنفی بریلوی بریلی شریف

۵ محرم الحرام ۱۴۴۳ھ بروز اتوار

محرم کے دن تک نیا کپڑا پہننا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا محرم میں نیا کپڑا پہن سکتے ہیں؟ سائل اجمل بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

محرم کے مہینہ میں نیا کپڑا پہننا بلا شبہ جائز ہے محرم کے مہینہ میں دس محرم تک کپڑے نہ اتارنا پرانے کپڑے ہی پہنے رہنا سوگ ہے اور سوگ حرام ہے مگر یکم محرم الحرام سے دس محرالحرام تک تین رنگ کا کوئی کپڑا نہ پہنے کیوں کہ سبز رنگ کا لباس یہ تعزیہ داروں کا طریقہ ہے لال رنگ کا لباس یہ اہلبیت سے عداوت رکھنے والوں کا طریقہ ہے اور کالا رنگ کا لباس یہ رافضیوں کا طریقہ ہے۔ایسا ہی فتاویٰ رضویہ شریف ج 22 ص 185 رضا فاؤنڈیشن میں ہے۔

مذکورہ باتوں سے معلوم ہوا کہ محرم میں نیا کپڑا پہن سکتے ہیں کوئی حرج نہیں لہٰذا دس روز تک غم کی وجہ سے کپڑے نہ اتارنا سوگ ہے اور سوگ ناجائز ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد ریحان رضا رضوی کشن گنج بہار

۵ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

کافر حربی کسے کہتے ہیں؟ نیز کیا ہندوستان کے سبھی کافر حربی ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

سوال حربی کافر کسے کہتے ہیں، نیز کیا ہندوستان کے سبھی کافر حربی ہیں۔سائل محمد خالد رضا نوری شاہجہاں پور یو پی الھند

وعلیکم السلام ورحمۃاللہوبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعــــــــــــالی

جس کافر کے لئے نہ تو بادشاہ اسلام کا ذمہ ہو اور نہ ہی امان وہ کافر حربی ہے اور ہاں ہندوستان کے سارے کافر حربی ہیں جیسا کہ رئیس الفقہاء حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عالمگیر شہنشاہ اورنگزیب علیہ الرحمۃ کے زمانے کے کافروں کے بارے میں اپنی کتاب تفسیرات احمدیہ ص:300 میں لکھا کہ:

ان ھم الا حربی وما یعقلھا الا العالمون

معلوم ہوا کہ جب اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمۃ کے زمانے کے کفار حربی ہیں تو اس زمانے کے کافر بدرجۂ اولیٰ حربی ہیں۔واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ فیض الرسول ج:1/ص:501/شبیر برادرز اردو بازار لاہور)

کتبـــــہ

اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

8-محرم الحرام-1443 ہجری

بارش نہ ہونے کے وجوہات؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
سوال کیا جس گاؤں سے اللہ ناراض ہوتا ہے وہاں پر بارش نہیں ہوتی ہے علماء کرام رہنمائی فرمائیں ۔سائل عبداللہ مصطفائی فیضی کچھ گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــه تعــــــــالی

بیشک بارش کا نہ ہونا اور قحط سالی میں مبتلا ہونا ابتلائے گناہ اور اللہ تعالی کی ناراضگی کے سبب ہے اور اس کا ثبوت آیاتِ قرآنی واحادیث مبارکہ سے کنایتاو صراحتا ملتا ہے ارشاد باری تعالی ہوتا ہے:

وَّ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِیْقَةِ لَاَسْقَیْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًاۙ

اور یہ کہ اگر وہ راستے پر سیدھے ہوجاتے تو ضرور ہم انہیں وافر مقدار میں پانی دیتے۔

(سورہ جن،آیت ۱۶،)

اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ اپنی امت سے فرمادیں کہ مجھے یہ وحی کی گئی ہے کہ اگر انسان اسلام کے راستے پر سیدھے ہوجاتے اور ایمان لے آتے تو ضرور ہم دنیا میں ان پر رزق وسیع کرتے اور انہیں کثیر پانی اور وُسعتِ عیش عنایت فرماتے ۔لیکن ہمارے اعمال برعکس ہے انسان طریقہ اسلام واحکام شرع کے ترک کی بنیاد پر آج برش میں کمی وقحط سالی میں مبتلا ہیں، نیز حدیث شریف میں ہے:

عن عبداللہ ابن عمر قال اقبل علینا رسول اللہ ﷺ یا معشر المھاجرین خمس إذا ابتلیتم بھن واعوذ باللہ ان تدرکوھن لم تظھر الفاحشة فی قوم قط حتی یعلنوا بھا إلا فشا فیھم الطاعون والاوجاع التی لم تکن مضت فی اسلافھم الذین مضوا ولم ینقصوا المکیال والمیزان إلا اخذوا بالسنین وشدة المؤنة وجور السلطان علیھم ولم یمنعوا زکاة اموالھم إلا منعوا القطر من السماء ولولا البھائم لم یمطروا ولم ینقضوا عھد اللہ وعھد

رسوله إلا سلط الله عليهم عدوا من غيرهم فاخذوا بعض ما في ايديهم وما لم تحكم ائمتهم بكتاب الله ويتخيروا مما انزل الله إلا جعل الله باسهم بينهم

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”مہاجرو! پانچ (آزمائشیں) ہیں جن میں تم مبتلا ہو گے اور میں اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ:

(۱) جب کسی قوم میں بدکاری عام ہو جاتی ہے اور وہ اعلانیہ اس کا ارتکاب کرتے ہیں تو ان میں طاعون اور مختلف بیماریاں، جو ان کے اسلاف میں نہیں تھیں، پھیل جاتی ہیں۔

(۲) جب لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں تو انہیں قحط سالیاں، سخت تکلیفیں اور بادشاہوں کے ظلم دبوچ لیتے ہیں۔

(۳) جب لوگ زکوٰۃ ادا کرنے سے رک جاتے ہیں تو آسمان سے بارش کا نزول بند ہو جاتا ہے اور اگر چوپائے نہ ہوتے تو ان پر بارش نازل نہ ہوتی۔

(۴) جب یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و پیمان کو توڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر ان کے دشمنوں (جن کا تعلق ان کے غیروں سے ہوتا ہے) کو مسلط کر دیتا ہے جو ان سے ان کے بعض اموال چھین لیتے ہیں اور

(۵) جب مسلمانوں کے حکمران اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے اور اس کے نازل کردہ قوانین کو ترجیح نہیں دیتے تو اللہ تعالیٰ اس کو آپس میں لڑا دیتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، باب العقوبات، ص ۲۹۰ / مکتبہ تھانوی دیوبند)

مذکورہ قرآنی آیت و حدیث مبارکہ سے عیاں ہوا کہ فقط بارش میں کمی ہی نہیں بلکہ دیگر آفاتِ سماوی و مصیبتوں میں گھر جانا ہماری نافرمانیوں کے سبب ہے اس لیے بندۂ خدا کو چاہیئے کہ توبہ و استغفار و دیگر امور صالحہ و عبادات سے رب العٰلمین کی ناراضگی دور کریں اور اپنی عاقبت سنواریں۔

کتبـــــہ

عبیداللہ حنفی بریلوی بریلی شریف

۱۳ محرم الحرام ۱۴۴۳ھ

کیچوا یعنی گھینسا سے مچھلی کا شکار کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
علماء کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ مچھلی کا شکار کیچوا سے جائز ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل محمد افتخار عالم قنوج یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعـــــــــالی

زندہ گھینسا یا زندہ مینڈکی یا زندہ مچھلی کو کانٹے میں پروکر بڑی مچھلی کا شکار کرنا جائز نہیں کہ اس جانور کو ایذا دینا ہے ہاں مار کر یا تلی وغیرہ بے جان چیز سے ہو تو کوئی حرج نہیں مگر شکار کی ہوئی مچھلی کا کھانا ہر دو صورت جائز ہے۔

مجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں: پھر مچھلی کا شکار کہ جائز طور پر کریں اس میں زندہ گھینسا پرونا جائز نہیں ہاں مار کر ہو یا تلی وغیرہ بے جان چیز ہو تو مضائقہ نہیں یہ سب اس فعل کی نسبت احکام تھے رہی شکار کی ہوئی مچھلی اسکا کھانا ہر طرح حلال ہے اگرچہ فعل شکاران ناجائز صورتوں سے ہوا ہو۔

(ج:20جدید/ص:343/کتاب الصید/مکتبہ دعوت اسلامی)

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں: بعض لوگ مچھلیوں کے شکار میں زندہ مچھلی یا زندہ مینڈکی کانٹے میں پرو دیتے ہیں اور اس سے بڑی مچھلی پھنساتے ہیں ایسا کرنا منع ہے کہ اس جانور کو ایذا دینا ہے اسی طرح زندہ گھینسا کانٹے میں پرو کر شکار کرتے ہیں یہ بھی منع ہے۔

(جلد سوم۔ح:17/ص:694/جانوروں سے شکار کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور ایسا ہی فتاوی فیض الرسول ج:2/ص:687/کتاب الحظر والاباحۃ/شبیر برادرز اردو بازار لاہور/ میں ہے۔

کتبــــہ

اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

15-محرم الحرام-1443 ہجری- بروز بدھ

استنجاء خانہ میں تھوکنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ استنجاء خانہ میں تھوکنا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں المستفتیہ: عابدہ نوری بریلی شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالی

استنجاء خانہ میں پاخانہ و پیشاب کے اندر تھوکنا منع ہے مجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں ہاں پاخانے میں تھوکنے کی ممانعت ہے کہ مسلمان کا مونھ قرآن عظیم کا راستہ ہے وہ اس سے ذکر الٰہی کرتا ہے تو اسکا لعاب ناپاک جگہ پر ڈالنا بیجا ہے۔

رد المحتار میں ہے:

لایبزق فی البول اھ قلت والدلیل اعم کما علمت

یعنی پیشاب میں نہ تھوکا جائے اھ میں کہتا ہوں اور دلیل عام ہے جیسا کہ تم جانتے ہو۔

البتہ وہاں کی دیوار وغیرہ جہاں نجاست نہ ہو اس پر تھوکنے میں حرج نہیں"۔

(فتاوی رضویہ شریف جدید ج:4/ص:605/606/مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــه

اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

15-محرم الحرام-1443 ہجری- بروز بدھ

نطفہ پاک ہے یا ناپاک؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ جس نطفہ سے انسانی تخلیق ہوتی ہے وہ پاک ہے یا ناپاک جواب عنایت فرمائیں سائل ناظم رضا رامپور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

منی ناپاک ہے سوائے اس منی کے جس سے انبیاء کرام علیہم السلام کی تخلیق ہوئی جیسا کہ امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:
منی مطلق ناپاک ہی ہے سوا اُن پاک نطفوں کے جن سے تخلیق حضراتِ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام ہُوئی اورخواہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نطفے کہ اُن کا پیشاب بھی پاک ہے یونہی تمام فضلات ۔واللہ تعالی اعلم (فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد(۴)ص(۵۷۰)ناشر دعوت اسلامی)

کتبہ
محمد راشد مکی

مفلسی کے ڈر سے نسبندی کروانا اور بچے کی پیدائش روکنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے آج کل لوگ ایسا کہتے سنائی دیتے ہیں کہ موجودہ دور میں دو سے تین بچے پیدا کرنا ہی بہت ہے ایسا بولنا کیسا؟ اور بچوں کی ولادت نہ ہو اس کے لئے آپریشن کرواسکتے ہیں؟ بحوالہ جواب سے نوازدیں۔سائل غلام یسین عطاری گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

بچے کی پیدائش نہ ہو اس کے لئے آپریشن (نسبندی) حرام حرام حرام سخت حرام ہے مزید تفصیلات کیلئے۔(فتاویٰ مصطفویہ ص (۵۳۰) مکتبہ شبیر برادرز لاہور کا مطالعہ کریں)۔

رہی بات اولاد زیادہ نہ پیدا کرنا اس وجہ سے کہ اس کی تعلیم وتربیت نیز اخراجات پوری نہ کر سکے گا اور اس خوف کی بنا پر بچے زیادہ نہ پیدا کرنا گناہ ہے نیز یہ زمانہ جہالت میں ہوتا تھا اور یہ طریقہ انہیں کا ہے جس پر قرآن کریم سے نص ملتی ہے اور صاف واضح طور پر اللہ تعالیٰ کا کلام شاہد ہے۔

قال اللہ تعالیٰ:" وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِیَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِیْرًا"

(۳۱) اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے ہم تمہیں بھی اور انہیں بھی روزی دیں گے بیشک ان کا قتل بڑی خطا ہے۔واللہ تعالی اعلم (سورہ بنی اسرائیل پارہ (۱۵)

کتبـــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۱۲شوال المکرم ۱۴۴۲ھ

مرید ہونے کے لیے والدین کی اجازت ضروری نہیں

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ اگر ایک شخص کامل پیر ومرشد سے بیعت کرتا ہے تو اس میں اپنے والد سے اجازت لازمی ہے یا نہیں؟ کتب کی حوالہ کے ساتھ جواب چاہیے، بہت مہربانی ھوگی۔المستفتی طاہر حسین پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــــالی

شرف بیعت حاصل کرنے کے لیے باپ کی اجازت ضروری نہیں جبکہ مرشد عالم عامل عارف کامل ہو جیسا کہ فتاوی رضویہ شریف میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں عالم عامل عارف کامل کے ہاتھ پر شرف بیعت حاصل کرنے کے لیے شوہر کی اجازت درکار نہیں۔

(ج ۹/ص ۱۰۲ قسط اول رضا اکیڈمی ممبئی)

جب شوہر کی اجازت ضروری نہیں تو والدین کی اولاد کے حق میں ضروری نہیں۔ واللہ اعلم

کتبـــــــہ

مشاہد رضا حشمتی رام پور کمیری

۴ ذی قعدہ ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

زنا گناہ عظیم سے صرف توبہ کافی ہے یا کفارہ بھی ادا کرنا ہوگا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ زید نے ہندہ سے نکاح کیا نکاح کے بعد دونوں میاں بیوی اپنی زندگی صحیح طریقہ سے گزار رہے تھے دونوں میاں بیوی سے دو لڑکا اور ایک لڑکی بھی ہے اسکے بعد ہندہ نے اپنے شوہر کے غیر حاضری میں بکر سے زنا کرائی جب بستی کے لوگوں کو یہ بات معلوم ہوئی تو بستی کے لوگوں نے ہندہ اور بکر دونوں سے زنا کے متعلق دریافت کیا تو ہندہ اور بکر دونوں نے اقرار کیا کہ ہم سے زنا جیسا گناہ عظیم ہوا ہے تو بستی کے لوگوں نے ہندہ اور بکر دونوں کا سماجی بائکاٹ کر دیا ہندہ اور بکر دونوں الگ الگ رہتے ہیں ہندہ اور بکر دونوں کو ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں ہے اب ہندہ سماج کے ساتھ رہنا چاہتی ہے اور بکر بھی سماج کے ساتھ رہنا چاہتا ہے تو کیا ہندہ اور بکر سے جو گناہ عظیم ہوا ہے اس کے لئے توبہ ہی کافی ہے یا کچھ کفارہ بھی؟ برائے مہربانی مکمل جواب عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا۔ سائل محمد زبیر احمد مقام موجولیا بازار پوسٹ پکریا ضلع سیتامڑھی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــالی

ایسی صورت میں بکر وہندہ پر زنا جوکہ گناہ عظیم ہے سچی توبہ کافی ہے مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں روئے گڑگڑائے اور صدقہ وخیرات کرے آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم مصمم کرے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ سے امید قوی ہے کہ اس جرم کو معاف فرمادے، جیسا کہ امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: اللہ عزوجل توبہ قبول فرماتا ہے:

"وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ"

وہ اللہ تعالیٰ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔اور سچّی توبہ کے بعد گناہ بالکل باقی نہیں رہتے۔حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔

گناہ سے توبہ کرنے والا بے گناہ کے مثل ہے،

دوسری حدیث شریف میں سرکار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توبہ کرنے والے کو اسی گناہ سے یاد کرنے پر سختی کے ساتھ منع فرمایا: بعد توبہ اس پر گناہ کا اعتراض جائز نہیں۔حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من عیر اخاہ بذنب لم یمت حتی یعمله وفی روایة من ذنب قد تاب منه به فسر ا بن منیع، رواہ الترمذی وحسنه عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنه۔

جوکسی اپنے بھائی کو ایسے گناہ سے عیب لگائے جس سے توبہ کر چکا ہے تو یہ عیب لگانے والا نہ مرے گا جب تک خود اس گناہ میں مبتلا نہ ہو جائے اس کو ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرکے حسن قرار دیا۔واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۶) ص (۵۵۲) ناشر دعوت اسلامی)

کتبـــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

اللہ تعالی کے گھر میں دیر ہے اندھیر نہیں ایسا لفظ بولنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں سوال ہے اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسا بولنا کیسا ہے" کہ اللہ کے گھر میں دیر ہے اندھیر نہیں اگر کسی نے ایسا کہا تو اس پر کیا حکم آئے گا جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ المستفتی محمد محفوظ عالم

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

مذکورہ جملہ بولنے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اس سے مراد یہ لیا جاتا ہے کہ اللہ تعالی بعض اوقات بندے کی دعا دیر قبول فرماتا ہے کسی بھی وجہ سے لیکن بندہ جب بعد میں اس دعا کی قبولیت کو پاتا ہے تو اسے احساس ہوتا ہے کہ اس کی دعا رد نہیں گئی۔ اسی طرح مزید بھی کئی مختلف اعتبار سے اس جملہ درست تعبیریں ممکن ہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(ماہنامہ فیضان مدینہ جولائی / اگست 2018ء ذوالقعدہ 1439ھ)

کتبہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

جیب کترنے والے کے گھر کھانا، کھانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید، طرّار،، ہے تو

زید کے یہاں کھانا پینا کیسا ہے، مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں۔سائل طاہر حسین پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالی

اگر یقین ہے جو کھانا،کھلا رہا ہے وہ حرام کمائی یعنی چوری یا پھر دیگر حرام طریقے سے کمائی ہوئی رقم سے تیار کیا گیا ہے تو اس کا کھانا جائز نہیں، ہاں اگر کسی کے یہاں حلال وحرام دونوں طرح کی آمدنی ہے تو اس کے یہاں کھانا،کھانا ممنوع ناجائز نہیں کیونکہ اس بات کا علم نہیں کہ اس نے خاص مال حرام سے ضیافت کی ہے یا پھر مال حلال سے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے جس کے یہاں حلال وحرام دونوں طرح کی آمدنی ہے اس کے یہاں کھانا،کھانا حرام نہیں جب تک یہ یقین نہ ہو کہ یہ خاص کھانا حرام مال سے ہے ذخیرہ اور عالمگیری میں امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

"به نأخذ مالم نعرف شيئا حراما بعينه"

(جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 106 رضا اکیڈمی)

مگر ایسے شخص کے یہاں دعوت وغیرہ سے پرہیز کرنا بہتر ومندوب ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی مصدقات محدث کبیر ص 59,58)

کتبـــــــه

ضیاء انجم قادری رضوی لکھیم پورکھیری یوپی

۱۱ ذی قعدہ ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

شادی وغیرہ میں ''نیوتا'' کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے میں شادی بیاہ میں عموماً لوگ صاحب خانہ کو سو دو سو پانچ سو یا ہزار روپئے دیتے ہیں جس کو صوبہ بہار میں مادری زبان میں (نیوتا اور کہیں چماؤن) بھی کہتے ہیں اور جب یہ رقم پیش کرتے ہیں تو اکثر لوگوں کے ذہن ودماغ میں یہ بات رہتی ہے کہ میرے گھر میں بھی شادی ہوگی تو صاحبِ خانہ دو چار سو بڑھا کر یا اس سے دوگنی رقم پیش کریں گے تو میں جاننا یہ چاہتا ہوں کہ اگر لینے والے شخص نے دینے والے شخص کی شادی میں روپئے نہیں لوٹائے تو کیا بروزِ محشر اس کا مواخذہ بھی ہوگا؟ نیز کیا اسے لوٹانا شرعاً ضروری ہے؟ جواب عنایت فرمائیں المستفتی شہاب الدین قادری پر یہار سیتا مڑھی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

نیوتا کی دو صورتیں ہیں ایک صورت میں قرض ہے ایک صورت میں تحفہ ہے جن لوگوں میں برادری نظام ہے ان میں" نیوتا" قرض ہی شمار کیا جاتا ہے وہ لکھ کر رکھتے ہیں کس نے کتنا دیا ہے اس کے یہاں شادی ہونے کی صورت میں اتنا ہی واپس کرتے ہیں ان برادریوں میں نیوتا قرض ہی سمجھا جاتا ہے۔اور جن برادریوں میں ایسا کوئی برادری کا قانون نہیں ہے یا غیر برادری کے لوگ دوستی، تعلقات اور عقیدت کی وجہ سے شادی میں کچھ دیتے ہیں وہ ہدیہ ہے۔

حدیث شریف میں ایک دوسرے کو تحفہ دو محبت بڑھے گی۔ (وقار الفتاوی جلد ۳ ص ۱۱۶)

سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو نیوتا دیا جاتا ہے وہ قرض ہے اس کا ادا کرنا لازم ہے اگر رہ گیا تو مطالبہ رہے گا اور بے اس کے معاف کئے معاف نہ ہوگا دینے والوں سے پہلے صاف کہہ دے کہ جو صاحب بطور امداد عنایت فرمائیں مضائقہ نہیں مجھ سے ممکن ہوا تو ان کی تقریب میں امداد کروں گا لیکن میں قرض لینا نہیں چاہتا،اس کے بعد جو شخص دے گا وہ اس کے ذمہ قرض نہ ہوگا ہدیہ ہے جس کا بدلہ ہو گیا فبہا، نہ ہوا تو مطالبہ نہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۳ ص ۵۸۷ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

لہٰذا مذکور بالا دلائل سے واضح ہوا کہ جہاں پر قرض شمار ہوتا ہے وہاں پر کمی نہیں کر سکتے کہ کمی کرنے پر وہ بقیہ قرض اس کے ذمہ باقی رہے گا جس پر گرفت ہے اور اگر اپنی خوشی سے زیادہ دے تو جائز بھی ہے اور سنت نبوی بھی اور یہ بھی واضح ہوا کہ جس برادری میں یا جہاں پر قرض شمار نہیں ہوتا ہے وہاں پر ادا نہ کرنے کی صورت میں بروز حشر اس کا مواخذہ بھی نہیں ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد ایوب خان یار علوی

۲۰ جمادی الآخر ۱۴۴۳ھ بروز سوموار

بڑی بڑی مونچھوں والے آدمی کے جوٹھے پانی کا حکم؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید بڑی بڑی مونچھیں رکھا ہے جس کی وجہ سے بکر کہتا ہے کہ مونچھ کا پانی پینا حرام ہے کیا یہ صحیح ہے؟ سائل صفی محمد مہراج گنج یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ

الجـــــــــواب بعونــــــــــہ تعــــــــــالی

مونچھیں اتنی بڑھانا کہ منہ میں آئیں حرام وگناہ وسنتِ مشرکین ومجوس و یہود ونصاریٰ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اعلی درجہ کی حدیث صحیح میں فرماتے ہیں:

"احفوا الشوارب واعفوا اللحی ولا تشبھوا بالیھود۔

مونچھیں کتر کر خوب پست کراور داڑھیاں بڑھاؤ یہودیوں اور مجوسیوں کی صورت نہ بنو،

(فتاوی رضویہ شریف جدید جلد (۲۲) ص (۶۸۸) رضا فاؤنڈیشن لاہور)

لہٰذا بڑی مونچھوں والا اگر شرابی ہے اور بعد شراب نوشی کے پینا تو وہ ناپاک ہوگیا اس کا پینا حرام۔

درمختار میں ہے:

"لو شاربہ طویلا لا یستوعبہ اللسان فنجس ولو بعد زمان"

اگر شراب خور کی مونچھیں لمبی ہوں کہ زبان ان تک نہ پہنچ سکے تو اس کا جھوٹا نجس ہے اگر چہ وہ طویل وقت کے بعد پانی پیئے۔

(الدر المختار فصل فی البئر جلد (۱) ص (۴۰) مطبوعہ مجتبائی دہلی)

نیز امام اہلسنت فقیہ با کمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

ہنود و نصاریٰ وغیرہم اکثر شراب خور ہوتے ہیں اور مونچھیں بڑھانا اُن کا شعار، اور شراب خور کی مونچھیں بڑی بڑی ہوں کہ شراب مونچھ کو لگ گئی تو جب تک مُو نچھ دُھل نہ جائے گی پانی وغیرہ جس چیز کو لگے گی ناپاک کر دے گی۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۲) ص (۳۵۲) مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اور اگر شرابی نہ ہو تو چند صورتوں پر مشتمل ہے پھر وہ پانی حرام مکروہ وحلال سب ٹھہرائے جائیں گے۔

جیسا کہ امام اہلسنت دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

اگر اسے وضو نہ تھا اس حالت میں اس نے پانی پیا اور لبوں کے بال پانی کو لگے تو پانی مستعمل ہوگیا۔ مستعمل پانی کا پینا ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصل مذہب میں حرام ہے۔ ان کے نزدیک وہ پانی ناپاک ہوگیا خود اس نے جو پیا ناپاک پیا اور اب جو پیئے گا ناپاک پیئے گا۔ اور مذہب مفتی بہ پر مستعمل پانی کا پینا مکروہ ہے۔ اس نے جو پیا مکروہ پیا اور اب جو بچا ہوا پیئے گا مکروہ پیئے گا۔ ہاں اگر اسے وضو تھا یا منہ دھلا تھا تو شرعاً حرج نہیں۔ اگر چہ اس کی مونچھوں کا دھوون پینے سے قلب کراہت کرے گا۔

(المرجع السابق جلد (۲۲) ص (۶۰۹) مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبــــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

کیا حضور ﷺ پر کوڑا پھینکنے والا واقعہ درست ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوپر بڑھیا کے کچرا پھینکنے کا واقعہ درست ہے یا نہیں بینوا وتوجروا مستفتی محمد حسیب رضا بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

یہ روایت بالکل موضوع اور من گھڑت ہے۔کتب حدیث وسیرت میں کہیں اس واقعے کا پتا نہیں ملتا۔اس روایت کے موضوع ہونے کی چند وجوہات درج ذیل ہیں:

اولاً: اس روایت کی سند مفقود ہے جو کہ اس کے بے اصل ہونے کی دلیل ہے۔سیدنا عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"الاسناد من الدین ولو لا الاسناد لقال من شاء ما شاء"

یعنی حدیث کی سند امورِ دین میں سے ہے۔اگر حدیث کے ثبوت کے لیے اسناد ضروری نہ ہوتیں تو جس کے جی میں جو آتا کہتا، (مقدمہ صحیح مسلم، جلد ا، صفحہ ۳۱۶ مطبوعہ دار التاصیل بیروت)

ثانیاً: اس روایت کے متن میں آثارِ وضع اظہر من الشمس ہیں اور یہ روایت عقلاً ونقلاً مخدوش ہے۔پہلی بات تو یہ کہ اللہ عزوجل جو سب سے بڑا غیور ہے، جس نے حضور ﷺ کے جسم اطہر کو بے سایہ بنایا کہ کسی کافر کا قدم آپ ﷺ کے سائے پر نہ پڑے، وہ کس طرح گوارا فرما سکتا ہے کہ ایک بڑھیا روزانہ حضور ﷺ پر کوڑا پھینکے۔

ولید بن مغیرہ نے حضور ﷺ کو معاذ اللہ مجنوں کہا تو اللہ نے اس کے دس عیوب سورۂ قلم میں بیان فرما دیا، ام جمیل اور ابولہب نے گستاخیاں کی تو ان کی مذمت میں سورۂ لہب نازل ہوگئی، بنو تمیم کے وفد نے حضور ﷺ کو حجرہ اقدس کے باہر سے ندا دی تو سورۃ الحجرات میں ان کی سرزنش کی گئی لیکن دوسری جانب ایک بڑھیا روزانہ سرور دو عالم ﷺ پر کوڑا پھینکتی رہی مگر اس کی مذمت نہ قرآن میں کہیں ہے نہ حدیث میں۔فیا للعجب

ثالثاً: ”یہ کہ جو جانثار صحابہ کرام حضور ﷺ کے ماءِ مستعمل کو زمین پر نہ گرنے دیتے تھے، جن کی شمشیریں حضور ﷺ کی ادنی سی توہین پر میان سے باہر آجاتی تھیں، کیا وہ ایک بڑھیا کو رسول اللہ ﷺ پر معاذ اللہ کوڑا اڈالتے خاموشی سے دیکھتے رہتے تھے؟

رابعاً: یہ کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ حضور ﷺ یہ جاننے کے باوجود کہ یہاں بڑھیا روزانہ کوڑا پھینکتی ہے، اسی راستے سے روزانہ گزریں جبکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"لا ینبغی للمؤمن ان یذل نفسه"

یعنی مومن کو جائز نہیں کہ خود کو ذلت و رسوائی پر پیش کرے۔ (جامع ترمذی، کتاب الفتن، جلد ۳، صفحہ ۳۲۷ مطبوعہ دار التاصیل بیروت)

ان وجوہات کی بنا پر عرب و عجم کے بیسیوں علماء کا متفقہ فتوی ہے کہ یہ روایت موضوع ہے۔ ان فتاوی کو ”رسول اللہ ﷺ پر کوڑا پھینکنے والی بڑھیا کی حقیقت“ نامی مستقل رسالے میں جمع کر دیا گیا ہے۔

لہذا اس روایت کو بیان کرنا اور پھیلانا حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"من کذب علیّ متعمداً فلیتبوا مقعده من النار"

یعنی جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ (صحیح بخاری، کتاب العلم، باب اثم من کذب الخ، جلد ۱، صفحہ ۷۲ مطبوعہ دار التاصیل بیروت) واللہ تعالی ورسولہ اعلم

کتبـــــہ
محمد عثمان رضوی غفرلہ پاکستان
۱۷ شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ بروز سوموار

کیا چاند پر پہنچنا شرعاً ممکن ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ کیا چاند پر آج تک کوئی گیا ہے یا نہیں یا چاند سورج پر جانا ممکن ہے یا نہیں اور چاند سورج پر جانے کے معاملے میں کیسا عقیدہ رکھنا چاہئے شرعی نقطۂ نظر سے جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی

سائل محمد نعیم الدین سلامی نقشبندی مراد آباد یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوھاب

چاند پر پہنچنا ممکن ہے شرعاً محال نہیں

جیسا کہ حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خاں رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ چاند کی طرف نگاہ اٹھائی جاتی ہے تو وہ آسمان کے نیچے دکھائی دیتا ہے صحابیٔ رسول رئیس المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنھما کی تفسیر کے مطابق بھی سورج چاند اور ستارے سبھی آسمان میں مسخر ہیں۔

جیسا کہ تفسیر مدارک التنزیل میں کل فی فلک یسبحون سورہ انبیاء، پارہ 16 آیت 33 مطبوعہ دار المعرفہ بیروت کی تفسیر میں ہے "عن ابن عباس ان المراد بالفلك السماء والجمهور على ان الفلك موج مكفوف تحت السماء تجرى فيه الشمس والقمر والنجوم "اھ

یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کا موقف یہ ہے کہ فلک سے مراد آسمان ہی ہے اور جمہور کے مسلک کے مطابق سورج چاند اور ستارے سب زمین و آسمان کے درمیان ایک موج مکفوف میں تیر رہے ہیں الغرض مسلک جمہور کی روشنی میں مشاہدہ اور روایات دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ چاند آسمان کے نیچے ہے اور جب آسمان کے نیچے ہے تو چاند پر پہنچنے سے آسمان پر پہنچنا کہا لازم آتا ہے کہ چاند پر پہنچنا محال شرعی ہو جائے ہمارے نزدیک انسان کا چاند تک پہچنا ممکن ہے اور اگر کسی مشینی ذریعہ سے انسان چاند تک پہنچ جائے تو اس سے اسلام کا کوئی اصول مجروح نہیں ہوگا اھ

(مقدمہ فتاوی مصطفویہ ص 11 اور مفتی شریف الحق امجدی اعظمی صاحب فتاوی شارح بخاری اسلام اور چاند کا سفر کے ص 74 پر تحریر فرماتے ہیں کہ شرعاً چاند پر پہنچنا ممکن ہے کہ جب جمہور مفسرین کے قول مختار کی بنا پر چاند آسمان میں نہیں آسمان کے نیچے ہے تو چاند پر کسی بھی انسان کا خواہ وہ کافر ہو خواہ مسلمان خلائی کشتی یا کسی اور مناسب چیز کے ذریعہ پہنچنا شرعاً ممکن ہے اس میں کسی قسم کا کوئی شرعی استحالہ یا قباحت نہیں علماء تصریح فرماتے ہیں کہ اہل ہیئت جو کہیں اگر شرع کے مخالف نہ ہو تو اس کے ماننے میں کوئی حرج نہیں۔

شرح مواقف ص 478 پر دوائر عشرہ کے بارے میں ہے "' لا حجر من جهة الشرع فى مثلها یعنی ان جیسی باتوں میں شریعت کی طرف سے کوئی ممانعت نہیں اھ

لہذا چاند اور سورج پر پہنچنا شرعاً ممکن ہے

جیسا کہ قرآن مجید اور کتب تفسیر سے متبادر ہوتا ہے مشہور یہ ہے کہ نیل آرمسٹرانگ امریکی چاند پر قدم رکھنے والا پہلا انسان ہے تفصیل کے لیے اسلام اور چاند کا سفر نامی کتاب کا مطالعہ فرمائیں، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ
وصی احمد علوی بہرائچ شریف یوپی
۷ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

پیپسی لمکا و دیگر مشروبات پینا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ پیپسی لمکا مرنڈہ و دیگر مشروبات کے بارے میں کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ اس میں الکحل ہے کیا یہ درست ہے اور اگر درست ہے تو اس کے پینے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ سائل رحمت علی خان گوا

الجواب بعونہ تعالیٰ

پیپسی لمکا یا اس قسم کی دیگر مشروبات کے متعلق یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اس میں الکحل کی آمیزش ہے اور جب یہ یقین نہیں ہے تو اس کا استعمال حرام نہیں ہے

امام زفر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"بہ ناخذ ما لم تعرف شیئا حرام بعینہ وھو قول ابی حنیفۃ واصحابہ"

ہاں اگر کسی فرد کو بالیقین معلوم ہو جائے تو اس کا استعمال البتہ ممنوع ہوگا

تفصیل کے لئے اعلیٰ حضرت کا رسالہ الا حلی من سکر. کا مطالعہ فرمائیں اور تداوی بالحرام میں علماء کا اختلاف ہے اگرچہ ظاہر مذہب یہی ہے لیکن اس عموم بلوی میں مباشرین کو اختلاف کا فائدہ ضرور حاصل ہوگا۔ (ماخوذ فتاوی بحر العلوم جلد پنجم ص ۳۶۴)

اگر مذکورہ مشروبات کے پینے سے صحت وغیرہ خراب ہوتی ہے تو اس صورت میں ان لوگوں کیلئے ممنوع ہوگا جنکی صحت خراب ہوتی ہے، واللہ تعالی اعلم

کتبہ
محمد رضا امجدی

نظر بد سے بچنے کے لئے بچوں کے پیشانی پر کالا ٹیکہ لگانا کیسا؟

کیافرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کیا نظر بد سے محفوظ رکھنے کے لئے بچوں کو کالا ٹیکہ پیشانی کے بیچ میں لگا سکتے ہیں؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں

مستفتی محمد زبید رضوی کرناٹک الھند

الجواب بعون الملك الوھاب

صورت مذکورہ مسئولہ میں نظر بد سے بچوں کی حفاظت کے لئے کالا ٹیکہ پیشانی۔ رخسار اور تھوڑی کے نیچے یا کسی اور جگہ لگانا شرعا جائز ہے۔

جیسا کہ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں علامہ علی بن سلطان محمد قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"وفی شرح السنة: روی أن عثمان رضی الله عنه رأی صبیًّا ملیحًا فقال: دسموا نونته کیلا تصیبه العین، ومعنی دسموا: سودوا، والنونة النقرة التی تکون فی ذقن الصبی الصغیر." (شرح السنة ۱۲/۱۶۶، کتاب الطب والرقی، باب ما رخص فیه من الرقی، المکتب الاسلامی بیروت/ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۸/۳۶۰، کتاب الطب والرقی، الفصل الاول، دار الکتب العلمیة بیروت)

شرح سنہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خوبصورت بچہ دیکھا تو فرمایا کہ اس کی تھوڑی میں کالا نشان یا ٹیکہ لگا دو تا کہ نظر نہ لگے (اس روایت میں) دسموا کا معنی ہے کالا کرنا اور النونہ کا مطلب ہے وہ چھوٹا نشان جو چھوٹے بچے کی تھوڑی پر لگایا جاتا ہے

الجامع لأحکام القرآن میں ہے:

" وفی حدیث عثمان رضی اللہ عنہ أنہ رأی صبیا ملیحا فقال دسموا نونتہ کی لا تصیبہ العین روی ثعلب عن ابن الاعرابی النونۃ النقبۃ التی تکون فی ذقن الصبی الصغیر ومعنی دسموا سودوا" (الجامع لاحکام القرآن ج ۲۶۶/۱۴،سورۃ الأنبیاء،الآیات ۸۵ تا ۸۸،مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے ایک خوبصورت بچہ دیکھا تو فرمایا کہ اس کی تھوڑی میں سیاہ نشان لگا دو تا کہ نظر نہ لگے ثعلب سے مروی ہے کہ ابن اعرابی سے روایت ہے کہ النونہ ایک نشان ہے جو چھوٹے بچے کے تھوڑی میں ہوتا ہے اور دسموا کا معنی کالا کرنا ہے،(صحیح بخاری کے قدیم شارح امام أبو الحسن علي بن خلف ابن بطال (المتوفی: 449ھ) اپنی شرح میں فرماتے ہیں

" ومنہ حدیث عثمان بن عفان، أنہ مر ببعض طرقات المدینۃ فرأی صبیًا و معہ حشمۃ فقال: دسموا نونتہ لکی لا تصیبہ العین، معناہ دسموا ذلك الموضع لیرد العین، والنونۃ: النقبۃ التی تکون فی ذقن الصبی الصغیر " (شرح ابن بطال،باب من قال فی الخطبۃ بعد الثناء أَما بعد)

منقول ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں ایک راستہ سے گزرتے ہوئے ایک (خوبصورت) بچہ دیکھا ان کا اس (بچہ) کے ساتھ قریبی رشتہ داری تھی،تو آپ نے فرمایا: اس کی ٹھوڑی پر کالا رنگ لگا دو،تا کہ اسے نظر نہ لگے (مزید اپنی شرح میں ''دسموا نونتہ'' کے معنی کا ذکر کرتے ہیں) کہ اس کا معنی ہے: کہ اس کی ٹھوڑی پر کالک لگا دو،اور بچے کی ٹھوڑی میں جو ہلکا سا گڑھا ہوتا ہے اس کو نونہ کہتے ہیں

مفتی احمد یار خان علیہ الرحمہ الحنان مراۃ المناجیح میں فرماتے ہیں،عوام میں مشہور ٹوٹکے اگر خلافِ شرع نہ ہوں تو ان کا بند کرنا ضروری نہیں ۔جیسے دواؤں میں نقل (شریعت کی منقول دلیل) کی ضرورت نہیں،تجربہ کافی ہے ۔ایسے ہی دعاؤں اور ایسے ٹوٹکوں میں نقل (شریعت کی منقول دلیل) ضروری نہیں ۔خلافِ شرع نہ ہوں تو درست ہیں ۔اگر چہ ماثور دعائیں افضل ہیں ۔"(مراۃ المناجیح،ج 6،

ص224 ملخصا)

مزید ایک حدیث شریف کے تحت شرح میں فرماتے ہیں: "خیال رہے کہ جب دواؤں میں ہماری عقل کام نہیں کرتی تو ان ٹوٹکوں میں کام نہ کرے گی لہٰذا ان اعمال پر اعتراض کرنا بے جا ہے۔" (مرأۃ المناجیح، ج6،ص245)

علامہ عبد المصطفی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

نظر سے بچنے کے لیے ماتھے یا تھوڑی وغیرہ میں کاجل وغیرہ سے دھبہ لگا دینا یا کھیتوں میں لکڑی میں کپڑا لپیٹ کر گاڑ دینا تاکہ دیکھنے والی کی نظر پہلے اس پر پڑے اور بچوں اور کھیتی کو کسی کی نظر نہ لگے۔ ایسا کرنا منع نہیں ہے۔ کیونکہ نظر کا لگنا حدیثوں سے ثابت ہے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا حدیث شریف میں ہے کہ جب اپنی یا کسی مسلمان کی کوئی چیز دیکھے اور وہ اچھی لگے اور پسند آجائے تو فوراً یہ دعا پڑھے " تبارك الله احسن الخالقين اللهم بارك فيه "اھ یا اردو میں یہ کہہ دے اللہ برکت دے اس طرح کہنے سے نظر نہیں لگے گی" اھ (جنتی زیور ص410: جدید تخریج)

ان تمام حوالجات مذکورہ سے واضح ہوا کہ بچوں کو نظر بد سے بچانے کے لئے کالا ٹیکا یا نشان پیشانی رخسار اور تھوڑی یا کسی دوسری جگہ لگانا جائز ہے! واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ

کتبــــــــہ

محمد مقصود عالم فرحت ضیائی کرنا ٹک الھند

غیر مسلم کے دسترخوان پر اس کے ساتھ کھانہ کھانا کیسا ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہندو کے ساتھ ایک دسترخوان پر ایک پلیٹ میں مسلمان کھانا کھائے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ سائل شعبان رضوی

الجواب بعون الملك الوهاب

اہل ہنود کے ساتھ کھانے پینے کے متعلق احکام شرع بیان کرتے ہوئے امام اہلسنت شیخ الاسلام والمسلمین الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ

اشیائے خوردنی جو شریعت نے حلال فرمائی ہے حلال ہے ہنود کی کوئی تخصیص نہیں کہ وہ چیزیں خاص ہندوؤں کے کھانے کی ہیں ہاں ہندو کے یہاں کا کھانا اگر گوشت ہے تو حرام ہے اور اس کے سوا اور چیزیں ہیں تو مباح ہے، جب تک ان کی حرمت یا نجاست تحقیق نہ ہو، اور بچنا اولیٰ ہے،

حدیث میں ہے:

"لا تواکلوھم ولا تشاربواھم"

نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ ان کے ساتھ پانی پیو۔ (کنز العمال حدیث ۳۲۵۲۹ موسستہ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۴۰)

اور ساتھ کھانا ہر کافر کے ساتھ برا ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد 21 صفحہ 664) واللہ اعلم بالصواب

کتبـــــہ

محمد اسماعیل خان امجدی گونڈہ یوپی

۱۹ مارچ ۲۰۱۹ عیسوی بروز منگل

خلاف شرع کام کرنے والے اور مسلمانوں کو ایذا دینے والے سے قطع تعلق کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال اگر کوئی انسان علانیہ گناہ کرتا ہے۔۔۔اور دین کے کاموں میں رکاوٹ بھی کرتا ہے۔۔۔ اور اپنی ذاتی دشمنی کی وجہ سے ساری عوام کا راستہ بند کرتا ہے۔۔۔اور پھر بولتا ہے میرا قصور کیا ہے اپنی غلطی کو مانتا بھی نہیں ہے۔۔۔تو ایسے انسان کے ساتھ قطع تعلق کرنا جائز ہے؟ مکمل تفصیل کے ساتھ

جواب عنایت فرمادیں۔۔ سائل محمد کاشف راجوری جموں وکشمیر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب ۔

صورت مسئولہ میں حکم شرعی یہ ہے کہ شخص مذکور کے متعلق جتنی باتیں سائل نے بیان کیں اگر واقعی اس کے اندر یہ ساری باتیں ہیں تو شخص مذکور فاسق معلن مردود الشھادۃ مستحق نار وموجب غضب جبار ہے، اس پر لازم وضروری ہے کہ وہ ان سارے گناہ وفسق وفجور اور مسلمانوں کو ایذاء دینے سے باز آئے اور صدق دل سے توبہ کرے،

اولاً لوگوں کو چاہئے کہ قطع تعلق اور سماجی بائیکاٹ کرنے سے قبل اسکی حکمت عملی اور حسن تدبیر احسن طریقہ سے اسکی اصلاح کریں ہوسکتا ہے کہ وہ آپکی حکمت عملی اور اپکی محبت و نصیحت سے راہ راست پر آجائے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔

اللہ پاک نے فرمایا ہے۔

"وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ " (پ ۲۷)

""""نصیحت کیجئے کیونکہ نصیحت مومنوں کا نفع دیتی ہے""""

اور اگر نصیحت ومحبت سے وہ اپنے گناہوں سے باز نہیں آتا ہے اور غلطی کرکے کہتا ہے کہ میرا قصور نہیں ہے تو پھر اس سے قطع تعلق ومیل جول ختم کرسکتے ہیں اور اسکا سماجی بائیکاٹ کرسکتے ہیں بشرطیکہ اس سے آپکا مقصود اسکی اصلاح کرنا ہو، اسکا ثبوت حدیث سے بھی ثابت ہے۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک طویل حدیث بیان فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے "

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے تین مومنین بلال بن امیہ، مرارہ بن ربیع، کعبہ بن مالک، رضی اللہ عنہم سے پچاس دن تک ناراض رہے (صحیح بخاری حدیث نمبر 4418)

اس سے معلوم ہوا کہ اصلاح کی غرض سے قطع تعلق کرنا جائز ودرست ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبـــــہ

محمد ایاز حسین تسلیمی بریلی یوپی انڈیا / ۱۹ شوال المکرم ۱۴۴۳ھ بروز سنیچر

عورت کا بیوٹی پارلر میں کام کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مفتیان عظام اس مسئلہ میں کے متعلق ایک عورت بیوٹی پارلر کا کام کرتی ہے اور وہی اس کا ذریعہ معاش ہے وہ اب عالمہ کورس کرنا چاہتی ہے اس کا شوہر بھی نہیں ہے انتقال ہوگیا ہے کیا وہ عورت عالمہ کورس کرنے کے بعد بیوٹی پارلر کا کام کرسکتی ہے؟

سائل مختار احمد تحسینی انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب

اگر بیوٹی پارلر کے کام میں شرعی شرائط کا لحاظ رکھا جاتا ہو تو پھر اس کام کو کرنے کی گنجائش ہوگی خواہ عالمہ بننے کے بعد یہ کام کریں یا پھر اس سے پہلے، مثلاً: بیوٹی پارلر کا ماحول غیر شرعی نہ ہو، مردوں سے اختلاط نہ ہو، پردے کا مکمل اہتمام ہو، پارلر صرف عورتوں کی زیب وزینت کے لیے مختص ہو کسی بھی مرد کا اس میں دخل نہ ہو، اور اس میں کسی بھی ناجائز کام کا ارتکاب نہ ہوتا ہو جیسے: عورتوں کے سر کے بالوں کا کاٹنا اور مرد کے مثل بال رکھنا، فطری اور قدرتی بالوں کے علاوہ دوسرے انسانوں کے بال لگانا، غیر شرعی بھنویں بنوانا، اعضاءِ مستورہ کا کھلنا۔

بدن پر مختلف قسم کے نقش ونگار بنانا، سینے کے ابھار کو بڑھانا اور کوئی خاص شکل دینا، چہرہ کی مالش، بالوں کے فطری رنگوں کو اڑایا جانا، ہونٹوں کی ساخت میں تبدیلی، مصنوعی تل بنانا، لمبے لمبے ناخنوں پر ڈیزائن بنانا، ناخن پالش سے خوبصورتی پیدا کرنا، ہاتھوں اور پیر اور بدن کے ان اعضاء پر مالش کرنا جن اعضاء کا ستر مرد وعورت سے ضروری ہے، جلد کی رنگت تبدیل کرنا، بدن کے ظاہری اور چھپے حصوں پر مہندی کے ڈیزائن بنوانا، اور عورت کے اعضا پر اس طرح کا میک اپ کرنا کہ جو اعضاء وضو یا غسل میں پانی پہنچنے سے مانع ہو، تو اس طرح کے امور بیوٹی پارلر میں عورت کو کرنا بہر حال ناجائز ہیں، بس یہ یاد رہے کہ جسم کے اعضاء پر اس طرح سے میکپ یا بناؤ سنگار کرنا جس سے تغیر خلق اللہ لازم آئے شرعاً وہ ممنوع ہے۔

کیونکہ قرآن مجید میں اللہ پاک نے فرمایا
"وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَان"
اور برائی کے کاموں میں تعاون ومدد مت کرو۔
لہٰذا قرآن کی روشنی میں ایسے تمام کام جو شرعا گناہ ہیں اور ناجائز ہیں ان میں کسی طرح کی مدد کرنا بنص قرآنی منع ہے۔
احادیث کریمہ ملاحظہ فرمائیں۔
حدیث نمبر ا۔
" لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ تَعَالَى مَالِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " (صحیح بخاری حدیث نمبر 5931)
ترجمہ۔اللہ تعالیٰ نے حسن کے لیے گودنے والیوں، گدوانے والیوں پر اور چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں پر اور دانتوں کے درمیان کشادگی پیدا کرنے والیوں پر، جو اللہ کی خلقت کو بدلیں ان سب پر لعنت بھیجی ہے، میں بھی کیوں نہ ان لوگوں پر لعنت کروں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے""
حدیث نمبر ۲۔
"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالنَّامِصَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ قَالَ فَبَلَغَ ذَلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ وَكَانَتْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَأَتَتْهُ فَقَالَتْ مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ لَعَنْتَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَقَالَتْ الْمَرْأَةُ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ لَوْحَيْ الْمُصْحَفِ فَمَا وَجَدْتُهُ فَقَالَ لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ فَإِنِّي أَرَى شَيْئًا مِنْ هَذَا عَلَى امْرَأَتِكَ الْآنَ قَالَ اذْهَبِي فَانْظُرِي قَالَ فَدَخَلَتْ عَلَى امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ

فَلَمْ تَرَ شَيْئًا فَجَاءَتْ إِلَيْهِ فَقَالَتْ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا فَقَالَ أَمَا لَوْ كَانَ ذَلِكَ لَمْ نُجَامِعْهَا "۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 2125)

ترجمہ: حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے روایت کی، کہا: کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت کی، گودنے والیوں اور گدوانے والیوں پر اور چہرے کے بال اکھیڑنے والیوں پر اور اکھڑوانے والیوں پر اور دانتوں کو خوبصورتی کے لئے کشادہ کرنے والیوں پر (تاکہ خوبصورت وکمسن معلوم ہوں) اور اللہ تعالیٰ کی خلقت (پیدائش) بدلنے والیوں پر۔ پھر یہ خبر بنی اسد کی ایک عورت کو پہنچی جسے ام یعقوب کہا جاتا تھا اور وہ قرآن کی قاریہ تھی، تو وہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور بولی کہ مجھے کیا خبر پہنچی ہے کہ تم نے گودنے والیوں اور گدوانے والیوں پر اور منہ کے بال اکھاڑنے والیوں پر اور اکھڑوانے والیوں، اور دانتوں کو کشادہ کرنے والیوں پر اور اللہ تعالیٰ کی خلقت کو بدلنے والیوں پر لعنت کی ہے؟ تو سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور یہ تو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے، وہ عورت بولی کہ میں تو دو جلدوں میں جس قدر قرآن تھا، پڑھ ڈالا لیکن مجھے نہیں ملا، تو سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو نے پڑھا ہے تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان تجھے ضرور ملا ہوگا کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں بتلائے اس کو تھامے رہو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو، (الحشر: 7) وہ عورت بولی کہ ان باتوں میں سے تو بعضی باتیں تمہاری عورت بھی کرتی ہے۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جا دیکھ۔ وہ ان کی عورت کے پاس گئی تو کچھ نہ پایا۔ پھر لوٹ کر آئی اور کہنے لگی کہ ان میں سے کوئی بات میں نے نہیں دیکھی، تو سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر ایسا ہوتا تو ہم ان کے ساتھ مل کر نہ رہتے۔

حدیث نمبر ۳۔

"لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ" (صحیح بخاری حدیث نمبر 5885)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت بھیجی جو عورتوں جیسا چال چلن اختیار کریں اور ان عورتوں پر لعنت بھیجی جو مردوں جیسا چال چلن اختیار کریں۔

البتہ اگر کوئی عورت بیوٹی پارلر میں اس طرح کے دیگر ناجائز امور سے بچ کر شریعت کی حد میں رہکر صرف اس طرح سے بناؤ سنگار یا میکپ کرے جس سے تغیر خلق اللہ لازم نہ آئے یا ہاتھ پر مہندی لگائے

یا چہرے پر صرف خوبصورتی کے لئے بلیچ وغیرہ کرائے تو اس طرح کے کام کی شرعا اجازت ہوگی اور اس فی نفسہ گنجائش ہوگی۔

مگر یاد رہے کہ عام طور پر بیوٹی پارلر کا کام انہیں ناجائز وغیر شرعی امور پر مشتمل ہوتا ہے جو او پر ذکر کیئے گئے لہذا ان خاتون کے لئے بہتر وافضل ہے کہ کوئی دوسرا ایسا ذریعہ معاش تلاش کریں جس میں کوئی بھی غیر شرعی امر نہ ہو" واللہ اعلم بالصواب

کتبـــــہ
محمد ایاز حسین تسلیمی بریلی یوپی انڈیا
۱۵ شوال المکرم ۱۴۴۳ھ بروز منگل

کھڑے ہو کر بالوں میں کنگھا کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ بالوں میں کھڑے ہو کر کنگھی کرنا کیسا ہے؟ سائل محمد ارباز خان رضوی پورنیور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب

بالوں میں کھڑے ہو کر کنگھی کرنے کے متعلق فقہائے کرام نے تنگدستی کے اسباب میں شمار کیئے ہیں

جیسا کہ خلیل ملت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خاں قادری صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز اپنی کتاب،،سنی بہشتی زیور،،میں اسباب فقر وتنگدستی شمار کراتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ

"خشک بالوں میں کنگھا کرنا یا کھڑے ہو کر بال کاڑھنا" اھ (ح:5 /ص:600 / اسباب فقر و تنگدستی/ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی
۲۵ ذی القعدہ ۱۴۴۳ھ بروز اتوار

قبل نبوت یا بعد نماز پڑھتے تھے یا نہیں اگر پڑھتے تھے تو کیا پڑھتے تھے؟

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں کہ اعلان نبوت سے قبل چونکہ قرآن پاک نازل نہیں ہوا تھا تو اس وقت حضور ﷺ نماز پڑھتے تھے تو نماز میں کیا پڑھتے تھے؟ مفصل جواب عنایت فرمادیں مہربانی ہوگی؟
مستفتی محمد نسیم الحق، رام گڑھ، جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوھاب

قبل نبوت حضور کا نماز پڑھنا میری نظر نواز نہیں ہوئی، ہاں یہ ہے کہ اعلان نبوت کے بعد قبل اسرا کے نماز پڑھتے تھے یا نہیں، جواب یہ ہے کہ جس وقت نبوت کا اعلان کیے تھے اس وقت صرف توحید فرض تھا۔

امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے کہ سب سے پہلے ڈرسنانا اور توحید کی طرف بلانا فرض کیا گیا، پھر اللہ تعالیٰ نے قیام لیل فرض کردیا جس کا سورہ مزمل کی ابتداء میں ذکر ہے پھر اس کو منسوخ کردیا اس حکم سے جو سورہ مزمل کے آخر میں ہے، پھر اس کو بھی منسوخ کردیا اور اس کے بجائے مکہ مکرمہ میں معراج کی رات کو پانچ نمازیں فرض کردیں

مجدد اعظم اعلیحضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

پیش از اسراء دو وقت یعنی قبل طلوعِ شمس و قبل غروب کے نمازیں مقرر ہونے میں علماء کو خلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ اس سے پہلے صرف قیام لیل کی فرضیت باقی پر کوئی دلیل صریح قائم نہیں۔

فی الدر المختار اول کتاب الصلوۃ الصلاۃ فرضت فی الاسراء" وکانت قبلہ صلاتین، قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا۔

درمختار کی کتاب الصلوٰۃ کے آغاز میں ہے کہ نماز (باقاعدہ طور پر) معراج میں فرض ہوئی تھی، اس سے پہلے صرف دو ۲ نمازیں تھیں، ایک طلوع سے پہلے دوسری غروب سے پہلے

وفی المواھب، من المقصد الاول، " قبیل ذکر اول من امن، قال مقاتل: کانت الصلاۃ اول فرضھا رکعتین بالغداۃ و رکعتین بالعشی، لقولہ تعالیٰ وسبح بحمد ربك بالعشی والابکار۔ قال فی فتح الباری: کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبل الاسراء یصلی قطعاً، و کذلك اصحابہ؛ ولکن اختلف ھل افترض قبل الخمس شیئ من الصلاۃ ام لا؟ فقیل ان الفرض کان صلاۃ قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا۔ والحجۃ فیہ قولہ تعالیٰ وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا انتھی "

اور مواہب کی فصل اوّل میں جہاں اولین ایمان لانے والوں کا ذکر ہے، اس سے تھوڑا پہلے مذکور ہے کہ مقاتل نے کہا ہے کہ ابتداء میں نماز کی صرف دو ۲ رکعتیں صبح کو اور دو ۲ رکعتیں رات کو فرض تھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور تسبیح کہو اپنے رب کی حمد کے ساتھ رات کو اور سویرے۔ فتح الباری میں کہا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معراج سے پہلے نماز تو یقیناً پڑھتے تھے اور اسی طرح آپ کے صحابہ بھی پڑھتے تھے، لیکن اس میں اختلاف ہے کہ پانچ نمازیں فرض ہونے سے پہلے کوئی نماز فرض بھی تھی یا نہیں! تو کہا گیا ہے کہ ایک نماز طلوع سے اور ایک غروب سے پہلے فرض تھی اور اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: اور تسبیح کہو اپنے رب کی حمد کے ساتھ طلوعِ شمس سے پہلے اور غروبِ شمس سے پہلے

(شرح الزرقانی علی المواہب المقصد الاول فی تشریف اللہ تعالیٰ لہ علیہ وسلم مطبوعہ المطبعۃ العامرہ مصر ۱ / ۲۷۴)

اب بات رہی کس انداز سے نماز پڑھتے تھے اور کیا پڑھتے تھے، مجدد اعظم اعلیحضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ، قرآن واحادیث سے یہی ظاہر ہے کہ قبل اسرا اولی نماز اسی انداز کی تھی ،۔طہارت، وضو، استقبال قبلہ،،،، تکبیر تحریمہ، قیام، قرأت، رکوع، سجود، یہاں تک کہ جماعت بھی تھی،

" وقال الزرقانی تحت ماتقدم من قول مقاتل رکعتین بالغداۃ ورکعتین بالعشی، یحتمل انہ کان یقرؤ فیھما بما اُتاہ من سورۃ اقرء، حتی نزلت الفاتحۃ "[5]

" ۔اور مقاتل کا جو قول پہلے گزرا ہے کہ دو ۲ رکعتیں صبح کی اور دو ۲ رکعتیں رات کی فرض تھیں، اس کے تحت زرقانی نے کہا ہے "ممکن ہے کہ نزولِ فاتحہ سے پہلے رسول اللہ ان رکعتوں میں سورۃ اقرا کی وہ

آیات پڑھتے ہوں جو نازل ہو چکی تھیں، (فتاویٰ رضویہ جلد 5 صفحہ 67 رضا فاؤنڈیشن لاہور) شرح جامع ترمذی شریف جلد اول) واللہ سبحٰنہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی

یکم ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ بروز جمعہ

جنت میں مردوں کو حوریں ملیں گی عورت کے لئے کیا؟

علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ جنت میں مردوں کے لئے حوریں ملیں گی خدمت کے لئے لیکن عورتوں کے لئے کیا؟ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں سائل علی احمد

الجــــــــواب بعــــــــون الوھــــــــاب:

عورتوں کو جنت میں باکرہ بنا کر داخل کیا جائے گا اور ان کے شوہر سے ملا دیا جائے گا

قرآن مجید میں ان تمام باتوں کو سورہ واقعہ میں اس طرح بیان کیا ہے

إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً (35) فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا (36) عُرُبًا أَتْرَابًا (37) لِأَصْحَابِ الْيَمِينِ (38)

اہل جنت کی بیویوں کو ہم نئے سرے سے پیدا کریں گے اور انہیں باکرہ بنادیں گے اپنے شوہروں سے محبت کرنے والیاں اور انکی ہم، یہ سب کچھ داہنے ہاتھ والوں کے لیے ہوگا (سورہ واقعہ)

اہل ایمان میں مردوں کے ساتھ کوئی خاص معاملہ نہ ہوگا بلکہ ہر نفس کو اسکے اعمال کے بدولت نعمتیں عطا کی جائیں گی اور ان میں مرد و عورت کی کوئی تخصیص نہ ہوگی اور جنت کی خوشیوں کی تکمیل خواتین کی رفاقت میں ہوگی

قرآن مجید میں فرمان الہی ہے

"ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ"

ترجمہ داخل ہو جاؤ جنت میں تم اور تمہاری بیویاں تمہیں خوش کر دیا جائے گا" (سورہ زخرف)

واللہ اعلم بالصواب

کتبــــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار
۱۸ دسمبر بروز منگل ۲۰۱۸

شریعت کی تعریف کیا ہے؟ نیز کیا روزہ نماز وغیرہ کو شریعت کہہ سکتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
سوال شریعت کی تعریف بتائیں شریعت کیا ہے کیا نماز کو شریعت کہ سکتے ہیں؟
سائل محمد سفیان قادری مراداباد یوپی

وعلیکم السلام۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الوھاب:
علامہ ابو السعادات المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری المتوفی 606ھ لکھتے ہیں کہ
"اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے جو احکام مقرر کئے وہ شریعت ہے" اھ
(النھایۃ ج:2/ ص:413/ دار الکتب العلمیہ بیروت 1418ھ)
اور صاحب تبیان القرآن حضرت علامہ غلام رسول سعیدی ارشاد فرماتے ہیں کہ
"زیادہ بہتر تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو احکام مقرر کئے وہ شریعت ہے پس حلال، حرام، فرض، واجب، سنن اور مستحبات اسی طرح مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ یہ سب شریعت ہیں" اھ
(تبیان القرآن ج:7/ ص:173/ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور)
مذکورہ بالا شریعت کی تعریف سے معلوم ہوا کہ روزہ، نماز بھی شریعت ہے تو شریعت کو شریعت کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ
محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۳ محرم الحرام ۱۴۴۴ھ بروز سوموار

گھنگروں والے پایل پہننا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ عورتوں کا گھنگروں والے پایل پہننا کیسا ہے؟
سائلہ ممتاز شیخ، شیواجی نگر گوونڈی ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الوھاب:

ایسے پازیب پہننا جائز نہیں ہے،
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے؛

" وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ " (سورۃ النور، آیت ۳۱)

ترجمہ؛ اور زمین پر اپنے پاؤں اس لئے زور سے نہ ماریں کہ ان کی اس زینت کا پتہ چل جائے جو انہوں نے چھپائی ہوئی ہے اور اے مسلمانو! تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔
یعنی عورتیں چلنے پھرنے میں پاؤں اس قدر آہستہ رکھیں کہ اُن کے زیور کی جھنکار نہ سُنی جائے۔"
اسی لئے چاہیے کہ عورتیں بجنے والے جھانجھن نہ پہنیں۔
حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کی دعا نہیں قبول فرماتا جن کی عورتیں جھانجھن پہنتی ہوں۔ اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ جب زیور کی آواز دعا قبول نہ ہونے کا سبب ہے تو خاص عورت کی آواز اور اس کی بے پردگی کیسی اللہ تعالیٰ کے غضب کو لازم کرنے والی ہوگی۔ پردے کی طرف سے بے پروائی تباہی کا سبب ہے۔
(بحوالہ؛ تفسیر احمدی، النور، تحت الآیۃ: ۳۱، ص ۵۶۵، خزائن العرفان، النور، تحت الآیۃ: ۳۱، ص ۶۵۶

ملتقطاً: حوالہ؛ صراط الجنان فی تفسیر القرآن)

سونے چاندی کا ہر قسم کا زیور زینت کے لیے پہننا عورت کو جائز ہے،

البتہ وہ زیور جس کو پہن کر چلنے سے آواز نکلتی ہو اور فتنے کا اندیشہ ہو تو اس کا استعمال جائز نہیں،
اگر پازیب کی بناوٹ ایسی ہے کہ اسے پہن کر باہر نکلنے اور چلنے سے جھنکار کی آواز آتی ہے تو اس کا استعمال درست نہیں۔

البتہ ایسے پازیب جو سونے چاندی سے بنے ہو اور ایسی کوئی شئی ان میں نہ جڑی ہو جس سے جھنکار کی آواز پیدا ہوتی ہو اور نہ ہی چلتے وقت ان پر غیر مردوں کی نگاہ پڑنے کا اندیشہ ہو تو ایسے پازیب کا پہننا درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی

۹ ذی القعدہ ۱۴۴۳ھ بروز بدھ

بزرگوں کے نام سے چراغ جلانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ بزرگوں کے نام سے جو چراغ جلاتے ہیں یہ کیا درست ہے؟

مستفتی اصغر حسین پیلی بھیت

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الوھاب

بزرگوں کے نام پر گھروں وغیرہ میں چراغ جلانا جائز ہے جب کہ اس سے مقصود یہ ہو کہ اہل خانہ یا راہ گیر کو فائدہ پہونچے یا دینی تعلیم حاصل کرنے پڑھنے پڑھانے والوں کو راحت ملے یا کسی جگہ ذکر وشکر عبادت وتلاوت کرنے والوں کو اس سے نفع پہونچے اور اندھیرے کی وحشت وتکلیف سے محفوظ رہیں تو

ایسی روشنیاں کرنا بلا شبہ جائز ہے اور اسکا ثواب اولیاء اللہ کو ملے بلکہ نیت مستحسن ہونے کی وجہ سے مستحسن اور ثواب ہے اور اگر ان میں سے کوئی بات بھی نہیں اور نہ اس کی کوئی حاجت ہے تو چراغ جلانا فضول خرچی اور اسراف ہے جو ممنوع ہے

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ" وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ " اھ

یعنی بیشک بے جا خرچنے والے اسے پسند نہیں" اھ (پ8 سورہ اعراف آیت 31)

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے کہ" اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا " اھ

یعنی بیشک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے" اھ

(پ15 سورہ بنی اسرائیل آیت 27)

اور فتاوی رضویہ میں ہے کہ" یہ وجہ (اسراف واتلاف مال) صرف قبور عوام میں پائی جاتی ہے جبکہ وہاں نہ مسجد نہ قبر سر راہ نہ کوئی تلاوت وغیرہ میں مشغول ۔ بخلاف مزار کرام کہ وہاں قبر یعنی خشت گل کی تعظیم نہیں بلکہ انکی روح کریم کی تعظیم ہے

جیسا کہ امام نابلسی نے فرمایا کہ " تعظیما لروحه المشرفة الخ" اھ

(ماخوذ فتاوی رضویہ قدیم ج4 ص158: رضا اکیڈمی ممبئی)

البتہ جس جگہ کسی بزرگ نے بیٹھ کر عبادت کی ہو، یا کسی بزرگ کی قبر مبارک ہو تو وہاں بطورِ تعظیم چراغ جلانا جائز ہے

جیسا کہ روح البیان فی تفسیر القرآن میں ہے کہ" ایقاد القناديل و الشمع عند قبور أولياء و الصلحاء من باب التعظيم و الا جلال ايضاً للاولياء فألمقصد فيها مقصد حسن و نذر الزيت و الشمع للالياء يوقد عند قبورهم لهم و محبة فيهم جائز ايضا لا ينبغي النهي عنه " اھ

یعنی أولیاء وصلحاء کی قبور مبارک پر چراغ جلانا جائز ہے کہ یہ ان کی تعظیم ہے، اور یہ اچھا مقصد ہے" اھ (روح البیان فی تفسیر القرآن ج3 ص420 سورہ توبہ، دار الکتب العلمیہ بیروت)

اور امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے امام عارف باللہ

سیدی عبد الغنی نابلسی رحمہ اللہ تعالی کی کتاب مستطاب حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ سے نقل فرمایا کہ اگر شمعیں روشن کرنے میں فائدہ ہو کہ موضع قبور میں مسجد ہے یا قبور سر راہ ہیں یا وہاں کوئی شخص بیٹھا ہے یا مزار کسی ولی اللہ یا محققین علماء میں سے کسی عالم کا ہے وہاں شمعیں روشن کریں ان کی روح مبارک کی تعظیم کے لئے جو اپنے بدن کی خاک پر ایسی تجلی ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین پر، تاکہ اس روشنی کرنے سے لوگ جانیں کہ یہ ولی کا مزار پاک ہے تاکہ اس سے تبرک حاصل کریں اور وہاں اللہ عزوجل سے دعا مانگیں کہ ان کی دعا قبول ہو تو یہ امر جائز ہے اس سے اصلاً ممانعت نہیں، اور اعمال کا مدار نیتوں پر ہے" اھ

(فتاوی رضویہ ج9 ص490: رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مذکورہ باتوں سے واضح ہوا کہ بلا ضرورت بزرگوں کے نام سے چراغ جلانا جائز نہیں ہاں اگر ان کا چلہ گاہ ہو یا کسی بزرگ کا مزار ہو تو وہاں بطور تعظیم جلانا جائز ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو چراغ روشن کرنا فضول اور اسراف ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

عورتوں کو سورۂ یوسف کا ترجمہ پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال حضرت کیا کوئی ایسی حدیث پاک ہے جس میں پیارے آقا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے سورہ یوسف کو لڑکیوں کو پڑھنے سے منع کئے ہوں؟ سائل محمد ذاکر قادری مراداباد یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

کسی حدیث شریف میں لڑکیوں کو سورۂ یوسف کی تلاوت سے منع نہیں کیا گیا۔ البتہ صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے کہ لڑکیوں کو سورۂ یوسف کا ترجمہ نہ پڑھایا جائے۔

جیسا کہ فتاوی رضویہ میں ہے:

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ لڑکیوں کو سورۂ یوسف شریف کا ترجمہ نہ پڑھایا جائے کہ اس میں مکرزنان کا ذکر فرمایا ہے۔ (ج:۲۴ص:۴۵۶،مطبوعہ:رضافاؤنڈیشن) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ
ابصار احمد مرکزی غفرلہ
یکم ربیع النور، ۱۴۴۴ھ بروز بدھ

کونسا چونا ہے جس کا کھانا حرام ہے؟

السلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہ کونسا چونا ہے جس کا کھانا حرام ہے؟ جواب عنایت فرمائیں سائل محمد سفیان بہرائچ شریف
وعلیکم السلام۔ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

سیپ (ایک قسم کی دریائی مخلوق جس کے اندر سے موتی نکلتے ہیں) اسکا چونا کھانا حرام ہے۔ جیسا کہ مجدد اعظم سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی ارشاد فرماتے ہیں کہ
"سیپ کا چونا کھانا حرام ہے" اھ (فتاوی رضویہ شریف جدید ج:3 /ص:657 /مکتبہ دعوت اسلامی)
اور مجلس شرعی کے فیصلے میں ہے
"لیکن علماء بہار نے اسے حلال قرار دیا ہے چنانچہ شارح بخاری حضرت العلام مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ
"علمائے بہار سیپ کا چونا حلال جانتے ہیں بعض حضرات نے اسکی حلت کا فتویٰ بھی تحریر فرمایا ہے۔"
"سیپ جنس ارض سے ہے اس لئے اعلی حضرت علیہ الرحمۃ نے اسے حرام فرمایا مگر بہار، چمپارن اور اسکے آس پاس کے یوپی کے لوگ سیپ کو آگ میں جلا کر راکھ کو پانی میں ملا کر چونا بناتے

ہیں اور پان وغیرہ کے ساتھ اسے کھاتے ہیں اور اس میں ان علاقوں کے عوام وخواص سبھی مبتلا تھے تو عموم بلوی کی وجہ سے ان علاقوں میں حکم میں نرمی وتخفیف ہوگئی مگر عامہ بلاد اتر پردیش میں اس وقت عموم بلوی قطعا نہ تھا اس لئے یہاں حکم وہی تھا جو فتاوی رضویہ میں مرقوم ہے کہ سیپ کا چونا حرام ہے۔"

"یہ علمائے بہار کا اعلیٰ حضرت سے علیہ الرحمۃ سے اختلاف نہیں ہے بلکہ حالات کے بدلنے سے احکام کے بدلنے کا اظہار ہے" اھ (ج:1 /ص:504 /مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ)

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری

۱۸ ربیع الاول ۱۴۴۴ھ بروز سنیچر